فتاویٰ نوریہ

فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز

شعبہ تصنیف و تالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ
بصیر پور، ضلع اوکاڑہ

فتاویٰ نوریہ

marfat.com

دین کے اندر پیوند کاری کرنے والوں کے پیش پیش۔ ابو داؤد صادق ص۳۹۶

رضائے مصطفیٰ رسالہ والے کا غلط فتوٰی کی تردید ص۱۵۰

marfat.com

سعودی عرب کیلنڈر نہیں چاند دیکھا جاتا ہے۔

پاکستانی ریڈیو کے اعلان پر لندن میں روزہ وعید صحیح ہے ص۵۷۵

وجد میں تالیاں بجانا ہا، ہو۔ ایسی محافل غنیمت ہیں ص۵۷۸

منکر خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی جائز نہیں ص۱۴۹

ایسی محافل تدسیہ غنیمت ہیں ص۵۷۷

فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ص۳۹۲

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله

marfat.com

نور السموات والارض

١٤٠١

مثل نوره كمشكوة فيها مصباح المصباح في زجاجة الزجاجة كأنها كوكب دري
توقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية يكاد زيتها يضيء ولو لم تمسسه نار نور على نور
يهدي الله لنوره من يشاء ويضرب الله الامثال للناس والله بكل شيء عليم صدق الله العظيم

marfat.com

يَسْتَفْتُونَكَ ط

قُلِ اللّٰهُ

يُفْتِيكُمْ

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

فتاویٰ نوریہ

جلد پنجم ششم

تصنیف

شیخ الحدیث فقیہِ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعیمی القادری علیہ الرحمۃ

بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ترتیب وتدوین

استاذ الفقہ والحدیث حضرت مولانا علامہ الحاج محمد محب اللہ صاحب نوری مدظلہ

مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ناشر

شعبۂ تصنیف وتالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ

بصیر پور، ضلع اوکاڑا

marfat.com

کتاب	----------	فتاویٰ نوریہ (جلد پنجم، ششم)
تصنیف	----------	حجۃ الاسلام فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ
ترتیب	----------	(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری
اشاعت اول	----------	جولائی ۱۹۹۰ء/ ذوالحجۃ المبارکہ ۱۴۱۰ھ
اشاعت دوم	----------	نومبر ۱۹۹۳ء/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ
اشاعت سوم	----------	جنوری ۲۰۰۳/ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ
ناشر	----------	شعبۂ تصنیف وتالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا)
قیمت	----------	۳۰۰ روپے

marfat.com

نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منعمِ حقیقی کا بے حد وحساب شکر ہے کہ اس کے بے پایاں لطف وکرم نے اس احقر کی دستگیری فرمائی کہ آج فتاوٰے نوریہ کی تدوین واشاعت کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔

فتاوٰے نوریہ، حجۃ الاسلام سیّدی فقیہِ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کے بعض ان فتاوٰے کا مجموعہ ہے جو آپ وقتاً فوقتاً ملک وبیرونِ ملک سے آمدہ استفتاءات کے جواب میں تحریر فرماتے رہے، آپ نے فتوٰی نویسی کا کام قریباً پچاس ۵۰ برس تک کیا۔

درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے انتظام وانصرام کی طرح فتوٰے نویسی کے عوض بھی کبھی ایک پائی تک وصول نہ کی اور یہ تمام دینی امور محض رضائے الٰہی کی خاطر انجام دیئے۔ اصلاً آپ کا شعبہ درس وتدریس تھا، فارغ اوقات میں فتوٰے نویسی کا کام کرتے، بعض دفعہ ناقل کی عدم موجودگی فتووں کی نقول محفوظ رکھنے میں آڑے آتی جبکہ بعض اوقات سائل کی عجلت کے باعث نقل کرنے کا موقع میسر نہ آتا لہٰذا آپ کے تحریر کردہ تمام تر فتاوٰی محفوظ نہ رکھے جاسکے ـــــ بہر حال بعض فتوے کتابوں میں درج ہوتے رہے اِس طرح آپ کے وصال (۱۹۸۳ء) تک "فتاوٰی نوریہ" کے قلمی نسخہ کی جہازی سائز کی پانچ جلدیں تیار ہوگئیں ـــــ اِس عظیم فقہی ذخیرے سے استفادہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک اسے فقہی ابواب کے مطابق مرتب ومدوّن کرکے منظرِ عام پر نہ لایا جاتا ـــــ خداوند

marfat.com

تعالیٰ (جل وعلا) کروڑوں رحمتیں نچھاور کرے برادرِ گرامی استاذ العلماء شیخ الفقہ والحدیث علامہ ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری علیہ الرحمہ کی روحِ مقدس پر جنہوں نے آج سے ۱۹ برس قبل (۱۹۷۱ء میں) اس اہم کام کی طرف توجہ فرمائی اور اس وقت تک کے جمع شدہ فتاوے کی ترتیب و تدوین کا آغاز کیا جس کے نتیجہ میں فتاوٰی نوریہ کی پہلی جلد ۱۹۷۴ء میں اور دوسری جلد ۱۹۷۷ء میں اشاعت پذیر ہوئی، تیسری جلد کی تدوین کا کام ابھی ابتدائی مرحلے میں تھا کہ مالکِ حقیقی نے آپکو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا اللھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین۔

استاذِ محترم برادرِ شفیق حضرت علامہ ابوالفضل علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد جو بہت سی ذمہ داریاں اِس احقر کے ناتواں کندھوں پر ڈال دی گئی تھیں ان کا تقاضا اور محسنین و محبّین کا اصرار تھا کہ فتاوٰے کے کام کو اسی نہج پر آگے بڑھایا جائے مگر ایک عرصۂ دراز تک جرأت و ہمت نہ ہوئی دیگر عوائق و مشکلات کے علاوہ ایک بڑی وجہ احقر کی علمی بے مائیگی اور تہی دامنی بھی تھی، اس عظیم تحقیقی کام کے لئے جن علمی صلاحیتوں کی ضرورت تھی وہ احقر میں ناپید تھیں لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا کہ حضرت ابوالفضل علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھانا، ان کی روح کی آسودگی کا سبب اور راقم آثم کی مغفرت کا باعث تھا لہٰذا توکّلاً علی اللہ سیّدی فقیہِ اعظم کی دعاؤں سے اگست ۷۹ء میں اس کٹھن کام کا بیڑا اٹھا لیا۔ مارچ ۸۰ء میں تیسری جلد کی تدوین و تبویب مکمل ہوئی اور فروری ۸۱ء میں کتابت بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی مگر بوجوہ طباعت کا کام معرضِ التوا میں رہا، آخر اپریل ۱۹۸۳ء میں سیّدی کے وصالِ پُرملال کے پانچ ماہ بعد (ستمبر ۱۹۸۳ء) میں یہ جلد اشاعت پذیر ہوئی جبکہ چوتھی جلد جنوری ۱۹۹۰ء میں طبع ہوئی۔ ان چار جلدوں میں یہ ابواب آگئے ہیں :-

(پہلی جلد میں) وقف، طہارت، نماز۔ (دوسری جلد میں) زکوٰۃ، عشر، روزہ، رویتِ ہلال، اعتکاف، حج، رضاعت، نکاح۔ (تیسری جلد میں) طلاق، ظہار، ذبح اور حلال و حرام

marfat.com

جانور، قربانی، عقیقہ، تعزیر اور حظر واباحت (چوتھی جلد میں) بیوع، سود، رہن، دعویٰ، ثبوتِ نسب، حق پرورش، وصیت اور فرائض (احکامِ میراث) وغیرہ۔

للہ الحمد والمنۃ فتاویٰ نوریہ کی آخری دو جلدیں (پنجم، ششم) بھی آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں ——— جلد پنجم عقائد، تفسیر، حدیث سے متعلق ابواب پر مشتمل ہے جبکہ ششم کی حیثیت پہلی جلدوں کے ضمیمہ کی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا فتاویٰ کی پہلی دو جلدیں بالترتیب ۱۹۷۴ء اور ۱۹۷۷ء میں چھپیں، صاف ظاہر ہے کہ ان کے ابواب سے متعلقہ استفتارات بعد میں بھی آتے رہے اسی طرح کچھ فتوے پہلی جلدوں میں چھپنے سے رہ گئے یا قلمی نسخہ میں درج نہ تھے بلکہ کاغذات میں سے مسودات کی شکل میں دستیاب ہوئے ایسے تمام فتوے چھٹی جلد میں شامل کر دئے گئے ہیں ——— ترتیب کا ایک اسلوب یہ بھی تھا کہ مسائل کی مناسبت سے ہر جلد کے ساتھ ضمیمہ لگا دیا جاتا مگر اس طرح جن حضرات کے پاس پہلی جلدیں موجود ہیں وہ ان فتاویٰ سے محروم رہ جاتے یا نئے ایڈیشنوں کی خریداری کا بار اُن پر پڑتا لہٰذا قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر ان فتاویٰ کو ایک الگ جلد میں مرتب کرنا مناسب سمجھا۔

یہ جلد (ششم) طہارت، مساجد، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق، حظر واباحت اور متفرقات پر مشتمل ہے، ان ابواب کے تفصیلی مسائل کے لئے پہلی جلدوں کا مطالعہ کیا جائے۔

مجموعی طور پر پیشِ نظر جلد (پنجم، ششم) میں ۱۱۲ فتاویٰ موجود ہیں جن میں درج ذیل رسائل بھی شامل ہیں :-

۱۔ مسئلہ سایہ ۲۔ انار استمرار الکفار فی اضرار النار ۳۔ حدیث الحبیب ۴۔ قضائے سنتِ فجر

پہلی جلدوں کی طرح اس جلد کے استفتارات بھی جوں کے توں رکھے گئے ہیں تاکہ سوال کی حقیقی روح سمجھنے میں آسانی رہے اور سائلین کی ذہنی و معاشرتی سطح کا صحیح ادراک ہو سکے۔

قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر جلد پنجم اور ششم کی علیحدہ علیحدہ مفصل فہرست ہر جلد کے آغاز میں

marfat.com

دی جارہی ہے جبکہ کتاب کے آخر میں قرآنی آیات اور ماخذ و مراجع کی فہرستیں بھی لگادی گئی ہیں اکثر و بیشتر ماخذ میں مطبع، مقام و سنِ طباعت، مصنف و مؤلف اور سنِ وصال کی تفصیل موجود ہے۔

احقر کو اپنی بے بضاعتی کا کامل احساس ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان فتاوٰی کی ترتیب و تدوین اور تحقیق و تعلیق میں غلطیاں رہ گئی ہونگی جنہیں سراسر احقر کے تساہل پر محمول کیا جائے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں کہ اگر برادرِ گرامی حضرت علامہ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی دو جلدوں کی تدوین کی صورت میں راہنمائی نہ کی ہوتی تو میرے لئے یہ کام نہایت مشکل ہوتا، احقر نے تدوین، تبویب اور اشاعت کے سلسلے میں اپنے برادرِ گرامی ہی کے خاکوں میں رنگ بھرنے کی کوشش کی ہے ظاہر ہے میرے رنگوں میں ویسی چمک دمک اور آب و تاب نہ ہوگی تاہم جو کچھ ہو سکا پیشِ خدمت ہے ——— زیرِ نظر جلد کی اشاعت میں جن حضرات نے معاونت فرمائی ہے ان کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔

حضرت مفتی محمد اجمل نوری نے مسودہ کی کتابت سے پہلے اور بعد میں تصحیح فرمائی ——— عزیزم مولانا محمد لطف اللہ اشرفی نے حوالہ جات کی اصل مراجع سے مطابقت، آیات اور ماخذ و مراجع کی فہرست اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی جانفشانی سے انجام دیا۔ مولانا حافظ محمد عرفان اللہ اشرفی اور مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری نے بھی پروف ریڈنگ میں مدد دی۔ مولانا شاہ محمد چشتی قصوری نے پہلے حصص کی طرح اب کے بھی بڑی خوش اسلوبی سے خطاطی کی۔ مولانا عزیز احمد نوری خطیب قصور نے کتابت کے لئے کاتب صاحب کو مستعد رکھا۔ پروفیسر خلیل احمد نوری (فیصل آباد) نے جلد ششم کی فہرست کی کتابت اور کاپی پیسٹنگ کی مشقت اٹھائی۔ مولانا اشرف قادری (لاہور) نے صاحبِ فتاوٰی کی حیاتِ مبارکہ پر قلم اٹھایا۔ محترم راجا رشید محمود مدیر "نعت" نے منظوم تاثرات کا اظہار کیا۔ حضرت قمر یزدانی نے مادہائے تاریخ سے مرصع نظم رقم کی۔ عزیزی مولانا محمد فیض المصطفٰے نوری نے جملہ طباعتی امور بڑی محنت اور دلچسپی سے انجام دیے جبکہ مولانا تابش قصوری نے مفید مشوروں سے حوصلہ افزائی کی ——— فجزاھم اللہ تعالٰی احسن الجزاء۔

حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ کے فتاوٰے کا جو ذخیرہ میسر آیا، بحمد اللہ تعالٰی چھ جلدوں میں مدوّن ہو کر

marfat.com

منظرِ عام پر آگیا۔ اگر مزید فتاوٰے دستیاب ہو سکے تو وہ بھی شائع کر دیئے جائیں گے ـــــ آپ کی دیگر تحقیقات کو بھی منظرِ عام پر لانے کی سعی کی جائیگی، انشاء اللہ تعالےٰ۔

اللہ رب العزت جل وعلا اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے صاحبِ فتاوٰے نوریہ سیّدی فقیہِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور تشنگانِ علم وفکر کو ان کے علمی فیضان سے مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

محمد محب اللہ نوری

مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

marfat.com

در فقاہت وجودِ نوراللہ

اہلِ دیں را دلیل محکم بود

زاں سبب در افاضلِ امت

لَقبِ او فقیہِ اعظم بود

(حافظ محمد افضل فقیر)

marfat.com

فہرست

marfat.com

مشمولات

تفصیلی فہرست مسائل فتاویٰ نوریہ جلد پنجم	----------	۱۷تا۴۷
اجمالی فہرست فتاویٰ نوریہ جلد ششم	----------	۴۸
حیات فقیہ اعظم	----------	۴۹تا۶۰
فتاویٰ نوریہ جلد پنجم	----------	۶۱تا۲۸۶
تفصیلی فہرست فتاویٰ نوریہ جلد ششم	----------	۲۸۹تا۳۱۱
فتاویٰ نوریہ جلد ششم	----------	۳۱۳تا۶۱۶
فہرست آیات مبارکہ	----------	۶۱۹تا۶۳۳
فہرست احادیث مبارکہ	----------	۶۳۴تا۶۴۵
مآخذ ومراجع	----------	۶۴۶تا۶۶۰
اختتامیہ	----------	۶۶۱تا۶۶۷
اجمالی فہرست فتاویٰ نوریہ (مکمل ۶ جلدیں)	----------	۶۶۸تا۶۷۰

marfat.com

فہرست مسائل فتاوٰی نوریہ

جلد پنجم

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب العقائد	
	توحید	
۱	عقائد متعلقہ ذاتِ باری تعالیٰ جل وعلا۔	۶۷ تا ۶۹
	نورانیتِ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء	
۲	رسالہ "مسئلۂ سایہ"۔	۷۳ تا ۸۵
۳	بلاشک وشبہہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نورٌ علیٰ نور ہیں۔	۷۳
۴	حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم "نور" بھی ہے۔	۷۴، ۷۷
۵	قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین میں "نور" سے محمد رسول اللہ مراد ہیں۔	۷۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۶	آیتِ مذکورہ میں "نور" سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور "کتاب" سے قرآنِ مجید مراد ہے۔	۷۴
۷	عطف، معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے۔	۷۴
۸	بملہ اشیاء سے پہلے اللہ تعالےٰ نے اپنے نورِ قدرت سے حضور کے نور کو ظاہر فرمایا۔	۷۴
۹	حدیثِ پاک اول ما خلق اللہ نوری۔	۷۴
۱۰	حدیث انا من اللہ والمومنون منی۔	۷۴
۱۱	حضور علیہ السلام تخلیقِ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں بصورتِ نور موجود تھے۔	۷۵
۱۲	حضور چونکہ نور ہیں اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔	۷۵
۱۳	حضور کے سایہ نہ ہونے پر امام سیوطی نے "خصائص کبریٰ" میں مستقل باب مرتب فرمایا ہے۔	۷۶
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں ظاہر نہ ہونے پر ائمہ ومفسرین کے متعدد اقوال۔	۷۶، ۷۷، ۷۸
۱۵	حضور کے سایہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کہیں پلید زمین پر واقع نہ ہو جائے یا کسی کا پاؤں آپ کے سایہ پر نہ پڑ جائے۔	۷۸، ۷۹، ۸۰
۱۶	جہان بھر میں کوئی چیز حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف نہیں تو پھر آپ کا سایہ کیونکر ہوتا؟	۸۰
۱۷	جب لطافت کی وجہ سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تو	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	ربِ محمد کا سایہ کیونکر ممکن ہے؟	۸۰
۱۸	اللّٰھم اجعل لی نورا الخ (مکمل حدیث)	۸۱
۱۹	حضورؐ کی اِس دعا میں تحدیثِ نعمت، تواضع، استدامت اور تعلیمِ امت کے احتمالات ہیں۔	۸۲
۲۰	اھدنا الصراط المستقیم کی دعا بغرضِ استقامت کی جاتی ہے۔	۸۲
۲۱	ہر نبی کی دعا قبول کی ہے۔	۸۲
۲۲	مشاہدہ سے ثابت کہ بہت سے اجسامِ لطیفہ کا سایہ نہیں جیسے سات آسمان، ہوا وغیرہ۔	۸۲
۲۳	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے پر مفتی دار الافتاء دیوبند کا فتوٰے۔	۸۲، ۸۳
۲۴	عدمِ سایہ پر وہابیہ کے مولوی نور محمد جوڑوی کے اشعار اور حافظ محمد لکھی والے کی تشریح۔	۸۳
۲۵	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ گویا یہی ہے کہ ہر قابلِ رحمت آپ کے سایۂ رحمت کے نیچے ہے۔	۸۳
۲۶	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کے بارے میں تیرہ دلیلیں۔	۸۴، ۸۵
	عظمتِ مصطفٰے	
۲۷	حضورؐ تمام رسولوں سے درجات میں بلند ہیں۔	۲۰۷
۲۸	ختمِ نبوت حضورؐ کی صفت ہے اَب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔	۲۱۴
۲۹	اللہ تعالٰے نے اپنے محبوبِ مکرم کو علمِ غیب عطا فرمایا اور عالمِ ما کان	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	وما یکون بنایا۔	۸۶
۳۰	حضور کے علمِ غیب پر قرآنی دلائل۔	۸۸
۳۱	حضور علیہ السلام بفضلِ خدا مختارِ کل ہیں۔	۸۹
۳۲	آپ حاضر و ناظر اور امت کے احوال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔	۸۹
۳۳	حضور صلے اللہ علیہ وسلم اب بھی پہلے کی طرح حیات ہیں اور آپ ہی کا حکم نافذ ہے۔	۸۹
۳۴	حضور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور گواہ ہیں۔	۲۰۶
۳۵	اللہ عزوجل کی تعظیم کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اس کے حبیب کی تعظیم کی جائے	
۳۶	اور تعظیمِ رسول کا تقاضا ہے کہ اللہ رب العزت کی تعظیم بجا لائی جائے۔	۲۰۰
۳۷	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات طاہر ہیں۔	۲۸۲، ۲۸۳
۳۸	حضور کے منکروں پر اللہ کی لعنت ہے۔	۲۰۶
۳۹	حضور کے گستاخ کافر ہیں۔	۲۰۶
۴۰	حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے والدِ ماجد کا نام "تارَخ" یا "تارَح" ہے۔	۹۰
۴۱	"آزر" ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔	۹۰
۴۲	"تایا" یا "چچا" کو محاورہ میں "ابّا" یا "بابا" کہا جاتا ہے۔	۹۰
۴۳	"تایا" پر "اَب" کے اطلاق کی قرآنی دلیل۔	۹۰
۴۴	حضور علیہ السلام کے سب باپ دادے ہر زمانہ میں بہترین جماعت میں سے تھے۔	۹۱، ۹۲
۴۵	کافر بہترین نہیں ہوتا بلکہ بدترین ہوتا ہے۔	۹۲

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	قرآنِ کریم	
۴۶	قرآنِ کریم ایسی بلند پایہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہہ نہیں۔	۲۰۷
۴۷	دنیا بھر کے کفار اپنے حمائتیوں سمیت قرآنِ پاک کی ایک سورت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔	۲۰۷
۴۸	نسخ کا منکر کافر ہے۔	۲۱۳
۴۹	قرآنِ کریم کی توہین یا اس کے کسی حکم، خبر یا کسی حرف کا انکار کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔	۱۴۴، ۱۴۵
۵۰	ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ گیا۔	۱۴۶
۵۱	قرآنِ کریم پر صحیفۂ آسمانی کا اطلاق درست ہے۔	۱۴۷
۵۲	سورۂ لم یکن میں صحفا مطھرۃ سے قرآنِ مجید مراد ہے۔	۱۴۷
۵۳	قرآنِ کے لئے صیغۂ جمع صحف لانے کی حکمتیں۔	۱۴۸
۵۴	قرآنِ کریم کو مصحفِ عثمانی کہنے سے احتراز چاہئے۔	۱۴۸
۵۵	آیاتِ قرآنِ کریم و احادیث کے بارے ناشائستہ کلمات استعمال کرنا اللہ و رسول کو ایذاء ہے۔	۱۴۵
۵۶	حضور کی تفسیر و تشریح کے بغیر قرآن سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔	۲۲۳
۵۷	قرآنِ کریم میں اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات، جلال و جمال کا روشن بیان اور جملہ مخلوقات کے ذرہ ذرہ کا مکمل تفصیلی علم ہے۔	۲۲۵
۵۸	حضرتِ مولا علی فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستّر اونٹ لاد دوں۔	۲۲۸

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۵۹	حضرتِ ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر میرے اونٹ کی رسّی گم ہو جائے تو اسے قرآنِ پاک سے پالیتا ہوں۔	۲۲۸
۶۰	وارثانِ علومِ شرعیہ صحابہ، ائمہ اور علماء و محدثین کی تشریح و تفسیرِ قرآن معتبر ہے۔	۲۳۰، ۲۳۱
	ملائکہ	
۶۱	فرشتوں کا ماننا ضروری ہے۔	۲۱۰
۶۲	فرشتوں کا دشمن کافر ہے۔	۲۱۰
۶۳	جبریلِ امین اور دوسرے فرشتے عوام الناس کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔	۲۶۴
	حساب، کتاب	
۶۴	حساب و کتاب، آخرت پر اعتقاد ضروریاتِ دین میں سے ہے۔	۱۴۵
۶۵	ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہوتا ہے۔	۱۴۵
۶۶	حساب و کتاب (نامۂ اعمال) قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔	۱۴۵
۶۷	جنت، دوزخ، قیامت، بعث اور حساب کا منکر بالاجماع کافر ہے۔	۱۴۵
۶۸	رسالہ "انار استمرار الکفار فی اضرار النار"۔	۹۶ تا ۱۲۴
۶۹	زید کا یہ قول کہ کفار کو دائمی عذاب نہ ہوگا بلکہ کچھ عرصہ کے بعد آگ میں بھی لذت پائیں گے کیونکہ عذاب عذب (راحت) سے مشتق ہے، محض باطل و مردود ہے۔	۹۶
۷۰	امام رازی امام بغوی امام خلیل امام علاؤالدین خازن اور امام صاوی سے منقول عذاب کی تعریفات۔	۹۷
۷۱	اقوالِ ائمہ کا محصّل یہ کہ عذاب میں سخت تکلیف اور درد کا ہونا ضروری ہے۔	۹۷

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۷۲	قرآنِ کریم میں عظیم، الیم، مہین، غلیظ، اکبر، اخزٰی، اشق اور اشد وغیرہ اوصاف سے عذاب کی شدت بیان فرمائی گئی۔	۹۷
۷۳	عذاب سے الم اشد ہی مراد ہے۔	۹۷
۷۴	بہت سے مشترک الفاظ قبیلۂ اضداد سے ہیں۔	۹۸
۷۵	بہت سے الفاظ حقیقت و مجاز میں مستعمل ہوتے رہتے ہیں مگر یوں نہیں کہ ایک مدت تک ایک ہی کلام میں ایک معنٰے مراد ہو اور پھر بدل کر دوسرا ہو جائے۔	۹۸
۷۶	عبادات میں صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج کے شرعی اصطلاحی معانی مراد لئے جائیں گے لغوی نہیں۔	۹۸
۷۷	عذاب، عذب سے مشتق کہنا غیر صحیح ہے بلکہ عذاب سے عذب مشتق ہے۔	۹۸
۷۸	آیاتِ عذاب کا تدبر سے مطالعہ کرنے سے صاحبِ بصیرت پر عیاں ہو جاتا ہے کہ عذاب سے شدت و الم کا معنٰے ہی مراد ہے۔	۹۹
۷۹	عذاب و عذب کی مزید تشریح و توضیح۔	۹۹، ۱۰۰
۸۰	کفار کو آگ میں بھونا جائے گا اور بار بار ان کی کھالیں تبدیل کی جاتی رہیں گی تاکہ بالدوام درد و شدت پاتے رہیں۔	۱۰۱
۸۱	قرآنِ کریم میں عذاب پانے کو چکھنے سے تعبیر کرنے کا مطلب بیانِ قلت نہیں بلکہ اظہارِ شدت ہے۔	۱۰۲، ۱۰۳
۸۲	ان اللہ کان عزیزا حکیما میں عزیز و حکیم لانے کی مناسبت و حکمت۔	۱۰۳

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۸۳	معاذ بن جبل کا قول کہ کفار کی ایک ساعت میں سو بار کھالیں تبدیل کی جائینگی۔	۱۰۳
۸۴	امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ کفار کو ہر روز ستر ہزار مرتبہ آگ جلائے گی، ہر بار جلنے کے بعد جسم پہلی حالت میں تر و تازہ بنتے رہیں گے۔	۱۰۴
۸۵	عقلی و نقلی دلائل سے اِس وہم کا ازالہ کہ کفار کا عذاب طبیعت سے مل کر ہلکا محسوس ہونے لگے گا۔	۱۰۵
۸۶	غم و کرب کی شدت کے سبب جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو گرزیں مار کر پھر واپس دھکیل دیے جائیں گے۔	۱۰۵، ۱۰۶
۸۷	کفار دوزخ سے نکلنے کی کوشش کب کریں گے۔	۱۰۶
۸۸	عذاب جزائے کفر ہے اِس میں آرام کیسے متصور ہو۔	۱۰۹
۸۹	کفر اعظم جنایات ہے اِس کی جزا بھی جزاءِ اعظم ہوگی۔	۱۰۹
۹۰	اِس سوال کا جواب کہ عذاب کی اتنی شدید وعید اللہ تعالےٰ کی رحمت کے منافی تو نہیں۔	۱۰۹
۹۱	"وِزر" کا معنےٰ بوجھ اور اس سے مراد عذاب ہے۔	۱۰۹
۹۲	دنیوی و اخروی عذاب میں (بحیثیت عدمِ انقطاع) فرق۔	۱۱۱
۹۳	کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت کہ کفار ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔	۱۱۳
۹۴	جنت، دوزخ، حشر و نشر، حساب اور قیامت کا منکر بالاجماع کافر ہے۔	۱۱۴
۹۵	جو شخص جنت، دوزخ، ثواب و عقاب وغیرہ کا اقرار کرے مگر ان کے ظاہری مرادی معانی کا اِنکاری ہو وہ بھی کافر ہے۔	۱۱۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۹۶	کفار کے لئے عذاب کے دائمی نہ ہونے پر سیدنا ابنِ عربی سے منسوب قول قابلِ اعتماد نہ ہونے پر دلائل۔	۱۱۵
۹۷	قرآن کے لفظِ خاص کے مقابلہ میں عدمِ موافقت کی بناء پر خبرِ واحد کو چھوڑا جاتا ہے تو ابنِ عربی سے منسوب خبرِ واحد پر کیسے اعتماد کیا جاتے؟	۱۱۵
۹۸	عذابِ کفار کی نصوص محکمہ ہیں کہ ان کا نسخ جائز ہی نہیں۔	۱۱۵
۹۹	وعدۂ ثواب اور وعیدِ عقاب کی خبر منسوخ نہیں ہو سکتی۔	۱۱۵
۱۰۰	اللہ تعالےٰ کی خبر میں احتمالِ نسخ نہیں کہ وہ جھوٹ اور غلطی سے پاک ہے۔	۱۱۵
۱۰۱	عذاب میں عذب کی تاویل نہیں ہو سکتی کہ تاویل میں تعکیس نہیں بلکہ موافقت ضروری ہے۔	۱۱۶
۱۰۲	خلافِ شرع تاویل منع اور ناجائز ہے۔	۱۱۷
۱۰۳	یہودیوں نے شیخ ابنِ عربی کی کتابوں میں تحریف کی ہے۔	۱۱۸
۱۰۴	فصوص الحکم میں خلافِ شرع کلمات موجود ہیں۔	۱۱۹
	موت وحیات	
۱۰۵	اللہ تعالےٰ جسے چاہے مار سکتا ہے اور جسے چاہے زندہ فرما سکتا ہے۔	۲۱۳
۱۰۶	پانچ آیات سے استدلال کہ اللہ تعالےٰ جسے چاہے اِسی دنیا میں دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے۔	۲۱۳
	قیامت حشر نشر	
۱۰۷	قیامت کو ماننا ضروری ہے۔	۲۱۳
۱۰۸	حدیثِ پاک "انکم تحشرون حفاۃ عراۃ الخ" تم محشر میں ننگے	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	اٹھائے جاؤ گے) کا خطاب امّت کو ہے، حضرات انبیاء اِس سے مستثنیٰ ہیں۔	۱۲۵
۱۰۹	انبیاءِ کرام کے لئے تشریفی خلعتیں ثابت ہیں۔	۱۲۵
۱۱۰	انسان جن کپڑوں میں فوت ہوتا ہے انہی میں اٹھایا جائے گا۔	۱۲۵
۱۱۱	احادیثِ مرفوعہ میں وارد کہ اَموات اپنے کفنوں میں اٹھائے جائیں گے۔	۱۲۵
۱۱۲	سیّدنا فاروقِ اعظم فرماتے ہیں مردوں کو اچھا کفن دو کہ قیامت کو اسی میں اٹھائے جائیں گے۔	۱۲۶
۱۱۳	معارض احادیث میں تطبیق و توفیق۔	۱۲۶
۱۱۴	محشر میں بعض لوگ ننگے اور بعض لباس میں ہونگے۔	۱۲۶
۱۱۵	جمہور کا نظریہ ہے کہ شہداء کپڑے پہنے ہوتے ہوں گے۔	۱۲۶
۱۱۶	حضرات صحابہ کرام اور اولیاءِ عظام کا حشر بھی لباس میں ہوگا۔	۱۳۹
۱۱۷	اِن حضرات کی حضراتِ انبیاءِ کرام سے رفاقت و معیت دنیا، برزخ اور قیامت میں ثابت ہے۔	۱۲۹
۱۱۸	جہاد بالنفس جہادِ اکبر ہے۔	۱۲۹
۱۱۹	اللہ اور رسولوں کے ساتھ ایمان رکھنے والے ہی صدّیقین و شہداء ہیں۔	۱۲۹
۱۲۰	احادیثِ مرفوعہ و موقوفہ کہ ہر ایماندار شہید ہے۔	۱۲۹
۱۲۱	صالحین و متّقین کا حشر بڑے ہی اعزاز و اِکرام سے ہوگا۔	۱۳۰
۱۲۲	صالحین کو اللہ تعالےٰ رسولوں کا ساتھ عطا فرمائے گا، ان کے استقبال کے لئے نوری فرشتے بھیجے گا، ایسے جوتے پہنائے گا جن کے تسمے انتہائے بصر تک روشنی پھیلائیں گے۔	۱۳۰ ۱۳۱

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۲۳	صالحین کی سواری کے لئے سونے کے کجاوے اور زبرجد کی مہار والی اونٹنیاں ہوں گی۔	۱۳۰
۱۲۴	"تم ننگے حشر کیے جاؤ گے" والی حدیث بظاہر عام ہے مگر دوسری احادیث سے اس کی تخصیص ثابت ہے۔	۱۳۲
۱۲۵	قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا نصِ قرآنی سے ثابت ہے مگر حدیثِ پاک میں ہے کہ ایماندار کے لئے فرض نماز سے بھی ہلکا ہوگا۔ یہاں بھی حضور کی شانِ انذار و تبشیر نمایاں ہے۔	۱۳۵
۱۲۶	"لوگوں کا حشر ننگے جسم ہوگا" میں شانِ انذار ہے مگر شانِ تبشیر سے واضح کہ خواصِ مؤمنین لباس میں ہوں گے۔	۱۳۶
۱۲۷	محاورات پر کبھی لفظ عام ہوتے ہیں جو بظاہر سب کو شامل ہوں مگر ان میں تخصیصات ہوتی ہیں، ایک آیت سے اس پر استدلال۔	۱۳۷
	شفاعت	
۱۲۸	عام گنہ گار ایماندار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نفع اٹھائیں گے۔	۱۳۴
۱۲۹	گنہ گار حضور کے غلاموں کی شفاعت سے بھی بہرہ یاب ہوں گے۔	۱۳۴
۱۳۰	حضور بشیر بھی ہیں اور نذیر بھی۔	۱۳۷
۱۳۱	مقامِ انذار عمومی ہوتا ہے مگر مخلصین پر حیثیت "بشیر" ہی کی خصوصی جلوہ گری ہوتی ہے۔	۱۳۴
۱۳۲	آیت وانذر عشیرتک الاٰیۃ کے نزول پر قبائل قریش کو حضور نے جو خطاب فرمایا ویسا ہی خطاب سیدہ فاطمۃ الزہراء سے فرمایا، سیدہ کے حق میں	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	تبشیر اور کفار کے لئے انذار ہے۔	۱۳۲
۱۳۳	حدیثِ مبارک مابال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ لاینفع	
	بل واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاٰخرۃ۔	۱۳۲
۱۳۴	حضور نے فرمایا ساری نسبیں اور سبب منقطع ہو جائیں گے مگر میری نسب اور سبب	
	قیامت میں بھی نافع رہیں گے۔	۱۳۳
۱۳۵	مخلصینِ اہلِ ایمان کی نسب کا ان کے والدین اور بیوی بچوں کو آخرت میں	
	فائدہ پہنچے گا۔	۱۳۴
۱۳۶	لا اغنی عنک من اللہ شیئا الحدیث کی توضیح۔	۱۳۲
	مسائلِ اَرواح	
۱۳۷	مَوت، روح و جسم کی مفارقت کا نام ہے۔	۱۳۷
۱۳۸	سب کی روحیں زندہ رہتی ہیں۔	۱۳۷
۱۳۹	ان سترہ مقامات کی تفصیل جن میں بعد از وصال ایمان داروں کے	
	ارواح رہتے ہیں۔	۱۳۸
۱۴۰	مقاماتِ ارواحِ مؤمنین کے بارے میں ائمہ کے اقوال و دلائل۔	۱۳۸
۱۴۱	ارواحِ مؤمنین کے بارے میں متعدد اقوال میں تطبیق۔	۱۳۸، ۱۳۹
۱۴۲	اہلِ کمال کے ارواح جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔	۱۴۰
۱۴۳	صاحبانِ کمال کے ارواح کا جسم سے تعلق رہتا ہے حتّٰی کہ وہ زائرین کے سلام کا	
	جواب بھی دیتے ہیں۔	۱۴۰
۱۴۴	کفار کے ارواح کے متعلق اقوال اور ان میں تطبیق۔	۱۴۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۴۵	جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کی روحیں برزخ میں ہیں۔	۱۴۰
۱۴۶	چھوٹے بڑے حیوانات کی روحوں میں ذات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔	۱۴۱
۱۴۷	روح جوہر فرد بسیط ہے، کمیت اور مقدار کو قبول نہیں کرتا۔	۱۴۱
۱۴۸	روح مرکب نہیں کہ اس میں جسم کی طرح طول، عرض، عمق ہو سکے۔	۱۴۱
۱۴۹	ارواح میں تعلق اور تاثیر کے لحاظ سے فرق ہے۔	۱۴۱
۱۵۰	اِس مسئلہ کی تحقیق کہ مرنے کے بعد ارواح کیا کیا کام کرتے ہیں۔	۱۴۱، ۱۴۲
۱۵۱	روح کو جسم پر قیاس کرنے والے غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔	۱۴۱
۱۵۲	روح کے تصرفات عباراتِ علماء کی روشنی میں۔	۱۴۲
۱۵۳	کسی روح کا باذن اللہ تعالٰے والمدبرات امرا کے ساتھ لاحق ہو جانا مستبعد نہیں۔	۱۷۰
۱۵۴	بہائم وحشرات الارض کی روحیں کون قبض کرتا ہے۔	۱۴۳
	خلفائے راشدین، ائمہ اہلِ بیتِ کرام	
۱۵۵	خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت وصحابیت کا انکار ایمان بالقرآن سے فرار ہے۔	۱۴۹
۱۵۶	ایسے شخص کو قربانی میں شریک نہ کیا جائے۔	۱۴۹
۱۵۷	جبریلِ امین پر سیدنا صدیقِ اکبر کی افضلیت کے قائل کی تکفیر پر "رضائے مصطفٰے" میں چھپنے والے فتوٰے کے رد میں حضرت مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کا فتوٰے۔	۱۵۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۸	حضرت مفتی نعیمی صاحب کے فتوے پر حضرت فقیہِ اعظم کی توثیق و تائید۔	۱۵۳ تا ۱۵۷
۱۵۹	امام حسن مثنّٰی معرکۂ کربلا میں شہید نہیں ہوئے تھے، آپ کا وصال ۳۷ سال بعد ہوا جبکہ آپ کی عمر ۹۷ برس تھی۔	۱۶۰
۱۶۰	امام حسن مثنّٰی کی اہلیہ حضرت سیّد الشہداء کی صاحبزادی تھیں۔	۱۶۰
۱۶۱	آپ کے چھ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں تھیں۔	۱۶۰
۱۶۲	آپ کے ساتھ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نسبِ اطہر بلاشک ثابت ہے۔	۱۶۱
۱۶۳	شہید کے تمام حقوق معاف ہو جاتے ہیں مگر قرض معاف نہیں ہوتا۔	۱۶۱
۱۶۴	سیّدنا امامِ حسین کو امامِ مظلوم کہنا جائز ہے۔	۱۶۲ تا ۱۶۴
۱۶۵	مظلوم کا معنٰے مجبور نہیں ہے۔	۱۶۴
	اولیائے کرام	
۱۶۶	صدیقین شہداء سے اعلیٰ اور صالحین حکماً شہداء سے ملحق ہیں۔	۱۲۹
۱۶۷	شہداء مقتولینِ سیفِ اعداء ہیں اور صلحاء سیفِ محبت کے مقتول ہیں۔	۱۲۹
۱۶۸	حضور سیّدنا غوثِ اعظم کا فرمان قدمی ھٰذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ بالتواتر ثابت ہے۔	۱۶۶
۱۶۹	اس قول مبارک کو آپ کے زمانہ سے آج تک جماہیر اولیائے عظام تسلیم کرتے ہیں۔	۱۶۶
۱۷۰	آپ کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہونے کی پیشینگوئیاں آپ کی ولادت سے پہلے کے اولیائے کرام بھی دیتے رہے۔	۱۶۶

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۱	حضور غوثِ پاک نے قدمی ھٰذہٖ الخ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے خاص حکم سے فرمایا۔	۱۶۶
۱۶۲	حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے فرمانِ والاشان کی تصدیق میں اولیاءِ کرام کے اقوال۔	۱۶۶، ۱۶۷
۱۶۳	اللہ تعالےٰ غوثِ پاک کو اپنے حق کی قسمیں دے کر کھلاتا ہے تو آپ کھاتے ہیں اور قسمیں دے کر کلام کرنے کا حکم دیتا ہے تو آپ کلام فرماتے ہیں۔	۱۶۸
۱۶۴	تمام اولیاءِ کرام کی گردنوں پر قدمِ پاک کا ہونا اظہارِ فضیلت میں کاندھوں پر ہونے سے بدرجہا نمایاں ہے۔	۱۶۹
۱۶۵	شبِ معراج سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم حضور غوثِ اعظم کے دوش مبارک پر قدمِ انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے یا حضورِ اقدس کے عرش پر تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔	۱۶۹
۱۶۶	قصیدۂ رودی کا حضور غوثِ اعظم کی تصنیف ہونا تحقیق طلب ہے۔	۱۷۰
۱۶۷	غیرِ نبی خادمانہ حیثیت میں انبیاءِ کرام کی مدد کر سکتا ہے (قصیدۂ رودی میں انبیاءِ کرام کی امداد کے واقعات کو اسی معنےٰ پر محمول کیا جائے گا۔)	۱۷۰
۱۶۸	اللہ کے پیارے اس کی قدرت کے مظہر ہوتے ہیں لہٰذا حق تعالےٰ کے افعال کی نسبت بطور ایہام اپنی طرف کر لیتے ہیں۔	۱۷۱، ۱۷۲
۱۶۹	کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث۔	۱۷۱
۱۷۰	بلاثبوتِ تام کسی کلام یا کتاب کی نسبت حضرات انبیاءِ کرام بلکہ کسی عام مسلمان کی طرف بھی نہ کی جائے۔	۱۷۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۸۱	کلام یا کتاب متحقق النسبۃ ہو تو اسے متشابہات پر محمول کر کے تسلیم کیا جائے اور قصورِ فہم کی نسبت اپنی طرف کی جائے۔	۱۷۴
۱۸۲	سیدنا غوثِ اعظم کے وہ محامد و مناقب جو قصیدۂ غوثیہ وغیرہ سے ثابت ہیں، بڑے جامع مانع اور اشتباہ سے پاک و مبرا ہیں جن کا پڑھنا سننا باعثِ نجاتِ دارین ہے۔	۱۷۴
۱۸۳	مقامِ ولایت کے خصوصی منصب کے بارے میں حضرتِ مجددِ الفِ ثانی کے ایک مکتوب کا اقتباس قطبیتِ کبریٰ اور مرکزیت حضراتِ اہلِ بیتِ کرام کے لئے ہی ہے۔	۱۷۸
۱۸۴	ائمۂ اہلِ بیت اور حضور غوثِ پاک کے درمیان اور کوئی شخص قطبیتِ کبریٰ کے مرتبہ پر فائز نہیں اور اب یہ مرتبہ آپ ہی کے ساتھ خاص ہے اور سب اقطاب و نجبار آپ کے توسط ہی سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔	۱۷۸
۱۸۵	افلت شموس الاولین و شمسنا الخ	۱۷۸
۱۸۶	اہلِ بیتِ کرام کے علاوہ دوسری اقوام کے متشرع حضرات اہلِ بیتِ کرام کے فیضان سے قطب ہو سکتے ہیں۔	۱۸۰
۱۸۷	عالم، متقی حقیقی پیر کا عالم و متقی سجادہ نشین اس کا قائم مقام اور مظہر ہوتا ہے۔	۱۸۲
۱۸۸	سجادگی، نیابت اور خلافت کا معنٰے قائم مقامی ہے۔	۱۸۳
۱۸۹	نائب کا کام یہ ہے کہ اپنے منسوب عنہ کے فرائض و اختیارات کا اجرا کرے ایسا متقی "سجادہ نشین" اولی الامر میں داخل ہے۔	۱۸۳

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۹۰	قرآنِ کریم کی توہین اور نماز روزہ کا انکار کرنے والا جاہل پیر کافر اور مرتد ہے، اہلِ اسلام پر لازم کہ ایسے شخص سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔	۱۸۴
	شریعت وطریقت	
۱۹۱	ابنِ عربی ولی ہیں اور ولی کا قول مخالفِ شرع نہیں ہوسکتا۔	۱۱۹
۱۹۲	سیدنا غوثِ اعظم کا فرمان ہے کہ ہر وہ حقیقت جسے شریعت رَدّ کردے، بے دینی ہے۔	۱۲۰، ۱۷۳
۱۹۳	امامِ غزالی فرماتے ہیں کہ اول وآخر ظاہر شریعت کو صحیح ماننا ضروری ہے۔	۱۲۰
۱۹۴	شریعت کی اہمیت پر حضرت داتا گنج بخش کا قول۔	۱۲۰
۱۹۵	خلافِ شریعت کشف کا دعوٰے باطل اور اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھنے والا کافر وزندیق ہے۔	۱۲۰
۱۹۶	شاہ سلیمان تونسوی فرماتے ہیں کہ خلافِ شرع معمولی کام بھی بندہ کو مرتبۂ ولایت سے گرادیتا ہے۔	۱۲۱
۱۹۷	موافقِ شریعت الہامِ اولیا۔ ان کے اپنے حق میں حجت ہے۔	۱۲۱
۱۹۸	جو شخص شریعت پر عمل پیرا نہ ہو اس کا ایمان اور توحید غیر معتبر ہے۔	
۱۹۹	صوفیائے کرام کی مصطلحات کو معانیٔ متعارضہ پر محمول سمجھ کر اعتقاد کرنا کفر ہے۔	۱۲۱، ۱۷۳
۲۰۰	کلماتِ صوفیہ متشابہات کا درجہ رکھتے ہیں جن کی مراد تک عام عقل کی رسائی نہیں۔	۱۲۱، ۱۷۳

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۰۱	خلافِ شرع تاویل منع اور ناجائز ہے۔	۱۱۷
۲۰۲	یہودیوں نے شیخ محی الدین ابنِ عربی کی کتابوں میں تحریف کی ہے۔	۱۱۸
۲۰۳	فصوص الحکم میں خلافِ شرع کلمات موجود ہیں۔	۱۱۸
۲۰۴	امام شعرانی نے شیخ ابنِ عربی کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتوحاتِ مکیہ کا نسخہ دیکھا جس میں مصری نسخوں والی تحریف شدہ عبارات میں سے کوئی عبارت نہ تھی۔	۱۱۸
۲۰۵	درالمختار میں ہے کہ شیخ ابنِ عربی کی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے۔	۱۱۹
۲۰۶	سیدنا ابنِ عربی فرماتے ہیں ہم ایسی قوم ہیں کہ ہماری کتب میں غور و فکر کو نظر کرنا حرام ہے۔	۱۲۱
۲۰۷	کسی بزرگ کی کتاب میں خلاف شرع کلمہ ملے تو اس کی توجیہ و تحقیق کا اسلوب کیا ہے۔	۱۲۱، ۱۲۲
۲۰۸	متشابہ میں سکوت لازم ہے۔	۱۲۳
	کتاب التفسیر	
۲۰۹	قرآنِ کریم کی کسی آیت میں یہ نہیں کہ دنیا میں کسی جگہ یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔	۱۹۳
۲۱۰	کفار اور اشتراکیت پرست طبقہ اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔	۱۹۳
۲۱۱	اہلِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ قرآنی ارشادات کو سمجھنے کے لئے علماءِ ربانیین کی طرف رجوع کریں۔	۱۹۳
۲۱۲	قرآنی خبریں حرف بحرف صحیح ہیں۔	۱۹۴
۲۱۳	واقعاتِ عالم سے حقانیتِ اسلام اور صداقتِ قرآن کی تازہ بہ تازہ	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	تصدیقیں ہو رہی ہیں۔	۱۹۴
۲۱۴	ضربت علیہم الذلۃ کے ساتھ استثناء بھی ہے اسی سیاق و سباق	
	میں آیت کو سمجھنا چاہیئے۔	۱۹۴
۲۱۵	آیاتِ قرآنی کے مفہوم کے مطابق یہودی اسلام لے آئیں تو حقیقی	
	عزت یاب ہو سکتے ہیں یا حکومتوں سے عہد و پیمان کر کے دنیوی	
	عزت پا سکتے ہیں۔	۱۹۴
۲۱۶	امریکہ، روس اور برطانیہ کے تعاون سے اسرائیلی حکومت کا قیام	
	صداقتِ قرآن کی دلیل ہے۔	۱۹۴
۲۱۷	کلما اوقدوا نارا للحرب الخ صداقتِ اسلام کی دوسری دلیل۔	۱۹۵
۲۱۸	ویسعون فی الارض فسادا صداقتِ اسلام کی تیسری دلیل۔	۱۹۵
۲۱۹	لن یضروکم الا اذی میں یہودِ مدینہ میں مسلمان ہو جانے والے	
	کمزور صحابہ کرام کو خطاب ہے، اِس میں عموم نہیں۔	۱۹۶
۲۲۰	اگر آیت کا خطاب ہر زمانہ کے مسلمانوں کو ہو تو بھی اعتراض نہیں۔	۱۹۷
۲۲۱	اللہ تعالےٰ نے اہلِ اسلام کی فتح و نصرت کو مشروط فرمایا ہے۔	۱۹۷
۲۲۲	مدعیانِ اسلام کا آپس میں دست بگریباں ہونا، احکامِ ربانیہ میں غفلت	
	اور تقویٰ و توکل سے عاری ہونا مسلمانوں کی موجودہ بزدلی کا باعث ہے۔	۱۹۸
۲۲۳	قرآنی صداقتوں کو دشمنانِ اسلام کا دھوکہ سے اعتراض کے رنگ میں	
	پیش کرنا اہلِ اسلام کی غفلت کا نتیجہ ہے۔	۱۹۸
۲۲۴	انا عرضنا الامانۃ میں "امانت" سے مراد تکلیفاتِ شرعیہ نماز،	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	روزہ وغیرہ ہیں یا امانت سے مراد تجلیاتِ ذاتیہ دائمہ کی استعداد و قابلیت ہے۔	۲۰۰
۲۲۵	وتعزروہ و توقروہ وتسبحوہ کی ضمائر کے مراجع کے بارے میں اقوالِ مفسرین۔	۲۰۰
۲۲۶	جس کی طرف ضمیر راجع ہو اس کا دور ہونا بعدِ مرجع کہلاتا ہے۔	۲۰۰
۲۲۷	ایک کلام میں ایک ہی قسم کی ضمیروں کا مختلف مراجع کی طرف لوٹنا انتشارِ ضمائر کہلاتا ہے۔	۲۰۰
۲۲۸	ایک قرأت ویعزروہ ویوقروہ یاء کے ساتھ بھی ہے۔	۲۰۱
۲۲۹	اکثر ائمہ کے مطابق وتعزروہ وتوقروہ کی ضمیریں حضور علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں۔	۲۰۱
۲۳۰	مرجع کے لئے لفظی ذکر کا قرب ضروری نہیں ذہنی ذکر کافی ہے۔	۲۰۱
۲۳۱	اللہ جل وعلا اور حبیبِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ذہنوں میں جلوہ گر ہے۔	۲۰۱
۲۳۲	ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما کے مراجع کا بیان۔	۲۰۱، ۲۰۲
۲۳۳	بُعدِ مرجع یا انتشارِ ضمائر اگر ماہرِ لغتِ عرب کے لیے دِقّتِ فہم کا باعث ہوں تو قابلِ اعتراض ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔	۲۰۲
۲۳۴	ومن یطع اللہ ورسولہ ویدخلہ جنٰت الآیۃ اور سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ الآیۃ کے ضمائر کا بیان۔	۲۰۲
۲۳۵	توقروہ پر وقفِ تام ہے اور تسبحوہ سے دوسرے کلام کی	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	ابتداء ہوتی ہے۔	۲۰۲
۲۳۶	سورۂ بقرہ کا مختصر عام فہم تعارف۔	۲۰۳ تا ۲۱۴
۲۳۷	ہجرتِ مدینہ منورہ کے بعد سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی۔	۲۰۴
۲۳۸	اِس سورت میں ہزار حکم، ہزار نہی اور ہزار خبریں ہیں۔	۲۰۴
۲۳۹	آیۃ الکرسی کی فضیلت	۲۰۴
۲۴۰	آمن الرسول تا آخرِ سورت دو آیات کی فضیلت۔	۲۰۴
۲۴۱	جس گھر میں سورتِ بقرہ کی تلاوت کی جائے وہ تین دن تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔	۲۰۴
۲۴۲	حروفِ مقطعات اللہ و رسول کے درمیان اَسرار ہیں۔	۲۰۴
۲۴۳	سورہ بقرہ کے چالیس رکوع، دو سو چھیاسی آیات اور ساڑھے پچیس ہزار حروف ہیں۔	۲۰۵
۲۴۴	عقائدِ متعلقۂ ذاتِ باری تعالےٰ۔	۲۰۵
۲۴۵	عقائدِ متعلقۂ حضرتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔	۲۰۶
۲۴۶	یہود و نصاریٰ کے علماء حضور کو اپنے بیٹوں کی طرح اچھی طرح پہچانتے تھے۔	۲۰۶
۲۴۷	تورات و انجیل میں آپ کا ذکر بڑی وضاحت سے موجود تھا۔	۲۰۶، ۲۰۶
۲۴۸	قرآنِ کریم کی شان۔	۲۰۷
۲۴۹	حضرت آدم علیہ السلام کا بیان	۲۰۷
۲۵۰	حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا بیان۔	۲۰۷
۲۵۱	بنی اسرائیل کا ذکر۔	۲۰۸

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۵۲	حضرتِ موسےٰ علیہ السلام کا بیان۔	۲۰۹
۲۵۳	حضرتِ سلیمان علیہ السلام کا ذکر	۲۰۹
۲۵۴	حضرتِ عزیر علیہ السلام کا بیان۔	۲۰۹
۲۵۵	فرشتوں کا ذکر۔	۲۱۰
۲۵۶	ارکانِ اسلام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کا بیان۔	۲۱۰
۲۵۷	حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم۔	۲۱۱
۲۵۸	بیع حلال ہے اور سود حرام ہے۔	۲۱۱
۲۵۹	گواہی کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۰	گروی رکھنے کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۱	صدقات وخیرات کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۲	ریاء سے بچنے کا حکم۔	۲۱۱
۲۶۳	نکاح کا بیان کہ مؤمنین کے ساتھ ہو اور کفار کے ساتھ نہ کیا جائے۔	۲۱۱
۲۶۴	مسائلِ طلاق۔	۲۱۱
۲۶۵	کعبہ شریف کی تعمیر، اس کا لوگوں کے لئے مرجع اور امان ہونے، قبلہ بننے اور طواف کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۶	دنیوی لالچ کی خاطر حق چھپانے کی برائی۔	۲۱۲
۲۶۷	قصاص کا بیان۔	۲۱۲
۲۶۸	جہاد، ثابت قدمی اور صبر کا حکم۔	۲۱۲
۲۶۹	شہید کی حیاتِ ابدی کا بیان۔	۲۱۲

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۷۰	یتیموں کی اصلاح کا حکم۔	۲۱۲
۲۷۱	عہد پورا کرنے کا ذکر۔	۲۱۲
۲۷۲	مرتد کے احکامات۔	۲۱۲
۲۷۳	نسخ کا بیان۔	۲۱۳
۲۷۴	اب کوئی آیت یا حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔	۲۱۴
	کتاب السنّۃ والحدیث	
۲۷۵	قرآنی دلائل کی روشنی میں حجیتِ حدیث کے ثبوت میں رسالہ "حدیث الحبیب" رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور راہ و رسم کا نام سنت و حدیث ہے۔	۲۲۱ تا ۲۸۰
۲۷۶	حضور کی سنت و حدیث ایمانداروں کے لئے آفتابِ ہدایت ہے۔	۲۲۱
۲۷۷	حجیتِ حدیث پر قرآنِ پاک سے دلیل نمبر ۱۔	۲۲۲
۲۷۸	حضور کے بتلانے ہی سے امت نے قرآن کا قرآن ہونا جانا۔	۲۲۳، ۲۷۴
۲۷۹	حضور کا یہ بتانا کہ "یہ قرآن ہے" بھی حدیث ہے گویا انکارِ حدیث کی صورت میں قرآن کا اعتبار بھی نہیں رہے گا	۲۲۳، ۲۷۴
۲۸۰	جب حدیث کے بغیر فہمِ قرآن ممکن نہیں تو اس پر عمل کیسے ممکن ہوگا۔	۲۲۳
۲۸۱	حضورِ اکرم آیات کے علاوہ اپنے اقوال سے بھی امت کا تزکیہ فرماتے ہیں۔	۲۲۳
۲۸۲	ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ میں کتاب سے قرآنِ کریم اور حکمت سے حدیثِ پاک مراد ہے۔	۲۲۳
۲۸۳	قیامت تک آنے والے لوگ حضور سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔	۲۲۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۸۴	تعلیمِ قرآن کی طرح تعلیمِ حدیث بھی اللہ کا فضل ہے۔	۲۲۴
۲۸۵	دلیل نمبر ۲ و ۳۔	۲۲۵
۲۸۶	اللہ تعالےٰ نے حبیبِ پاک کو اپنی کتاب کے مطالب بیان فرما دیتے ہیں۔	۲۲۵
۲۸۷	حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو ان کے لئے ضروری و مفید مطالب و معانی بیان فرما دیتے۔	۲۲۵
۲۸۸	حدیثِ پاک کی مدد کے بغیر گذشتہ، موجودہ اور آئندہ کی کسی مخفی چیز کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی۔	۲۲۶
۲۸۹	احادیث میں ہوائی جہاز، ریل گاڑی، ایٹم بم وغیرہ نو ایجاد شدہ چیزوں کا تفصیلی علم موجود ہے۔	۲۲۶
۲۹۰	حدیث کے بغیر ارکان و اعمالِ شرعیہ کا علم بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔	۲۲۸
۲۹۱	صلوٰۃ، زکوٰۃ وغیرہ کے لغوی معنے شرعی معنے کی وضاحت نہیں کرتے بلکہ ان کا بیان قولی، فعلی اور تقریری حدیثوں سے ہوتا ہے۔	۲۲۸
۲۹۲	چونکہ ہم نے حضور کا ظاہری زمانہ نہیں پایا لہٰذا ہم صحابہ کرام، ائمہ دین اور علماءِ اسلام کے بھی محتاج ہیں۔	۲۳۰
۲۹۳	خارجی ان الحکم الا للہ پڑھ کر صحابہ کرام کے فیصلوں کو بے اعتبار بتاتے۔	۲۳۰
۲۹۴	اِس سلسلہ میں حضرتِ علی کا ایک واقعہ۔	۲۳۰
۲۹۵	دلیل نمبر ۴ و ۵۔	۲۳۱
۲۹۶	حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام ظاہر و پوشیدہ علم حاصل ہیں۔	۲۳۲
۲۹۷	حضور اُن خداداد علوم سے امت کو بھی فیضیاب فرماتے ہیں اور بخل سے	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کام نہیں لیتے۔	۲۳۲
۲۹۸	حضور چونکہ سراپا رحمت ہیں اور ذرہ ذرہ کا علمِ غیب رکھنے والے ہیں اس لئے آپ کی تعلیمات پر عمل و اعتقاد ہماری ہدایت کا باعث ہے۔	۲۳۲
۲۹۹	حدیثِ پاک سے دور ہونا گمراہی اور سببِ غضبِ الٰہی ہے۔	۲۳۳
۳۰۰	اللہ اور اس کے انعام یافتہ بندوں کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔	۲۳۴
۳۰۱	دلیل نمبر ۶۔	۲۳۴
۳۰۲	صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اور اولیاء و علماء آفتابِ رسالت مآب ہی کا نور پھیلا رہے ہیں۔	۲۳۷
۳۰۳	دلیل نمبر ۷۔ متعدد آیات سے حجیتِ حدیث کا ثبوت۔	۲۳۷
۳۰۴	حضور کی تمام قولی و فعلی حدیثیں واجب العمل ہیں۔	۲۳۹
۳۰۵	عمل بالقرآن، عمل بالحدیث کے بغیر ناممکن، اسی طرح عمل بالحدیث صحابہ و فقہاء مجتہدین کی ہدایت کے بغیر ناممکن لہٰذا فقہ پر عمل حدیثِ پاک پر عمل ہے۔	۲۴۰
۳۰۶	دلیل نمبر ۸۔	۲۴۰
۳۰۷	حدیثوں پر عمل اتباعِ رسول ہے جس سے انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔	۲۴۱
۳۰۸	دلیل نمبر ۹ تا ۱۲۔	۲۴۲
۳۰۹	دلیل نمبر ۱۳ تا ۱۵۔	۲۴۵
۳۱۰	اللہ و رسول کے حکم ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کی طرح حدیث کو بھی معتبر مانا جائے۔	۲۴۶
۳۱۱	دلیل نمبر ۱۶، ۱۷۔	۲۴۶

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۳۱۲	دلیل نمبر ۱۸ تا ۳۵۔	۲۴۸
۳۱۳	حضور کی ایک ایک بات اور پیشینگوئی صداقت کے بلند ترین مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔	۲۴۹
۳۱۴	پیشینگوئی نمبر ا حجاز مقدس میں زبردست آگ کا ظہور۔	۲۴۹
۳۱۵	آگ ظاہر ہونے کی تاریخ اس کی شدت وحدت طول وعرض اور ہولناکی کا بیان۔	۲۵۰
۳۱۶	سخت حرارت والی اس آگ کی طرف سے مدینہ منورہ والوں کو ٹھنڈی ہوا آتی رہی۔	۲۵۱
۳۱۷	اس زبردست آگ سے اللہ تعالیٰ نے حرم مدینہ کو محفوظ رکھا۔	۲۵۰
۳۱۸	آگ کے ظہور سے پہلے کئی دن تک سخت زلزلے آتے رہے حتّٰی کہ ایک دن اٹھارہ مرتبہ زلزلہ آیا۔	۲۵۲
۳۱۹	یہ آگ باون دن تک مسلسل قائم رہی۔	۲۵۲
۳۲۰	دوسری پیشینگوئی، ترک قوم کے حلیہ اور ان سے جہاد کی خبر پر مشتمل۔	۲۵۴
۳۲۱	تیسری پیشینگوئی، الا ان القوۃ الرمی کے مفہوم کی وسعت۔	۲۵۴
۳۲۲	حضور علیہ السلام کا ایک اسمِ گرامی "صاحب السیف" بھی ہے۔	۲۵۵
۳۲۳	"رمی" کا لفظ تیر سے لے کر توپوں کے گولے، ایٹم بم، میزائل وغیرہ تک تمام جدید مہلک ہتھیاروں کو شامل ہے۔	۲۵۶
۳۲۴	یہ حضور کی ہمہ دانی اور جامع بیانی ہے کہ ایک لفظِ "رمی" میں وہ سب کچھ جمع کر دیا جو ہر زمانے کے اوزار پر صادق آتا ہے۔	۲۵۶
۳۲۵	حضور کے سامنے زمان ومکان اور مکین ومکان کی وسعتیں سمٹی ہوئی ہیں۔	۲۵۶

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۳۲۶	۴ تا ۸ پیشینگوئی، فضائل و برکاتِ رمضان کے سلسلہ میں ارشادات کی صداقت۔	۲۵۶
۳۲۷	نویں، دسویں اور گیارہویں پیشینگوئی، جب گویا عورتیں مزامیر اور باجے ظاہر ہوں گے تو مسخ اور قذف ہوگا۔	۲۵۹، ۲۶۰
۳۲۸	منشیات کا عام ہونا بھی حضور کے فرمانات کی صداقت کی دلیل ہے۔	۲۶۰
۳۲۹	خسف کا معنٰے۔	۲۶۱
۳۳۰	مسخ اور قذف کا مفہوم۔	۲۶۱
۳۳۱	بارہویں پیشینگوئی "ظہور القلم"۔	۲۶۲
۳۳۲	ظہورِ قلم کی متعدد صورتیں۔	۲۶۲
۳۳۳	تیرھویں پیشینگوئی، اتحاد و یک جہتی کا فقدان۔	۲۶۳
۳۳۴	چودھویں پیشینگوئی، جب خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔	۲۶۳
۳۳۵	سبائیوں اور بلوائیوں نے عہدِ خلافتِ عثمانی میں خانہ جنگی کی بنیاد رکھی۔	۲۶۳
۳۳۶	مختلف اَدوار کی خانہ جنگیاں۔	۲۶۳، ۲۶۴
۳۳۷	پندرھویں، سولہویں پیشینگوئی، جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظہور۔	۲۶۴
۳۳۸	سیکون کذابون ثلاثون الحدیث، کی تشریح۔	۲۶۴
۳۳۹	سترھویں پیشینگوئی، فتنۂ اِنکارِ حدیث کی نشاندھی۔	۲۶۶
۳۴۰	الا انی اوتیت القراٰن و مثلہ معہ الحدیث کا معنٰی و مفہوم۔	۲۶۶
۳۴۱	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۳۶۔	۲۶۷
۳۴۲	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۳۷۔	۲۶۸

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۳۴۳	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۳۸، ۳۹۔	۲۶۹
۳۴۴	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۴۰۔	۲۷۰
۳۴۵	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۴۱۔	۲۷۱
۳۴۶	ہر نبی کا قول و فعل کتاب اللہ کی طرح شرعی دلیل ہے۔	۲۷۲
۳۴۷	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۴۲۔	۲۷۲
۳۴۸	حلال و حرام کرنا حضور کی صفت ہے۔	۲۷۳
۳۴۹	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۴۳ تا ۴۵۔	۲۷۳
۳۵۰	یہودیوں کو بھی انکارِ حدیث کی بُری عادت تھی۔	۲۷۴
۳۵۱	موسٰے علیہ السلام کی حدیث کا اِنکار کرنے والوں پر عذابِ الٰہی نازل ہوا۔	۲۷۴
۳۵۲	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۴۶۔	۲۷۵
۳۵۳	حجیتِ حدیث کے متعدد دلائل پر مشتمل دلیل نمبر ۴۷۔	۲۷۶
۳۵۴	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۴۸۔	۲۷۸
۳۵۵	اللہ رب العزت نے محبوبِ پاک کے کام کو اپنا کام اور اپنے کلام کو رسول کا کلام قرار دیا۔	۲۷۸
۳۵۶	اگر قولِ رسول (حدیث) کا اعتبار نہ ہوتا تو اللہ تعالٰے اپنے قول کا نام "قولِ رسول" نہ رکھتا۔	۲۷۹
۳۵۷	حدیثِ قولی، فعلی اور تقریری کی تعریفیں۔	۲۸۰
۳۵۸	حدیث "شرب البول" کے اسناد پر بحث اور اس کی ایک سند کی تصحیح۔	۲۸۲
۳۵۹	حدیث "رأیت ربی فی صورۃ شاب" کے حوالہ جات۔	۲۸۵

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	فوائدِ متفرّقہ	
۳۶۰	صاحبِ جلالین، تفسیرِ جلالین میں سب سے راجح قول پر اعتماد کرتے ہیں۔	۷۵
۳۶۱	"کلما" لغتِ عرب میں عمومِ افعال کے لئے ہے۔	۱۰۱
۳۶۲	کلمۂ "کلما" تعمیمِ افعال کا مقتضی ہے اور تعمیمِ افعال تکرارِ افعال کا مستلزم۔	۱۰۱
۳۶۳	جس طرح جملۂ اسمیہ مثبتہ قرائن کی مدد سے دوامی ثبوت کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح جملۂ اسمیہ منفیہ مقامی معاونت سے نفی کے دوام کا فائدہ دیتا ہے، دوام کی نفی نہیں کرتا۔	۱۰۸
۳۶۴	خاص، افادۂ معنے میں قطعی ہوتا ہے۔	۱۱۵
۳۶۵	خاص قرآن کے مقابل ایسی خبرِ واحد جو حضور علیہ السلام یا رب العزت کی طرف منسوب ہو اور خاص قرآن سے موافقت نہ کر سکے تو اسے چھوڑا جائے گا۔	۱۱۵
۳۶۶	خاص اپنے مدلول کو یقینی اور قطعی طور پر شامل ہوتا ہے۔	۱۱۵
۳۶۷	محکم وہ ہے جس سے مراد پختہ ہو کہ احتمالِ نسخ و تبدیل باقی نہ رہے۔	۱۱۶
۳۶۸	اَخبار میں نسخ جاری نہیں ہوتا۔	۱۱۵
۳۶۹	ایسی خبر جس میں طلب کا معنے نہ ہو منسوخ نہیں ہو سکتی۔	۱۱۵
۳۷۰	نسخ کا محل ایسا حکم ہے جو وجود و عدم دونوں کا محتمل ہو۔	۱۱۶
۳۷۱	ایسا حکم منسوخ ہو سکتا ہے جس کے ساتھ نص سے ثابت نسخ کے منافی قید لاحق نہ ہو۔	۱۱۶
۳۷۲	محکم کے مقابلہ میں ظاہر، نص اور مفسر مرجوح ہیں۔	۱۱۶
۳۷۳	ظاہر سے نص مقدم ہے اور ظاہر و نص سے مفسر مقدم اور ان سب سے	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	محکم مقدم ہے۔	۱۱۶
۳۷۴	محکم میں کسی تاویل، وتخصیص کی گنجائش نہیں۔	۱۱۶
۳۷۵	افادۂ یقین میں محکم تمام قطعی نصوص میں کامل وقوی ہے۔	۱۱۶
۳۷۶	تاویل کا معنٰی ومفہوم۔	۱۱۷
۳۷۷	نصوص کے ظاہری معنٰے ہی معتبر ہیں، جھوٹے اہلِ باطن کے غلط بیان کردہ معانی الحاد وبے دینی ہے۔	۱۱۷
۳۷۸	شریعت کا ترازو علمائے شریعت کے ہاتھوں میں ہے (قولِ ابنِ عربی)	۱۱۹
۳۷۹	جو ولی (مکلّف) میزانِ شریعت سے باہر نکلے اس کا ردّ وانکار ضروری ہے۔	۱۲۰
۳۸۰	سیّدی عبدالعزیز دبّاغ مصری، جلیل القدر اصحابِ کشف میں سے ہیں۔	۱۴۰
۳۸۱	بہجۃ الاسرار نہایت ہی بلند پایہ تصنیف ہے جو کتبِ حدیث کی طرز پر باقاعدہ باسناد ہے۔	۱۶۶
۳۸۲	مخبرِ صادق جب امرِ ممکن کی خبر دے تو قابلِ تسلیم ہے اور مخبر لازم الاطاعت ہو تو ماننا ضروری اور لازم ہے۔	۱۷۱
۳۸۳	جمع مؤنث سالم معرف باللام مفیدِ استغراق ہے۔	۱۸۰
۳۸۴	جمع مضاف بھی مفیدِ استغراق ہے۔	۱۸۰
۳۸۵	امامِ ترمذی نے ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔	۲۶۰
۳۸۶	ابوداؤد، ترمذی تیسری صدی ہجری میں لکھی گئیں۔	۲۶۳
۳۸۷	خرگوش دوسرے لوگوں کی طرح بلوچوں اور سیدوں کے لئے بھی حلال ہے۔	۸۷
۳۸۸	حضور علیہ السلام نے خرگوش کے دوران قبول فرمائے۔	۸۷

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۳۸۹	بطور امداد غنی یا فقیر امام مسجد کو قربانی کی کھالیں دی جاسکتی ہیں۔	۸۹
۳۹۰	تنخواہ کے طور پر قربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں۔	۸۹
۳۹۱	قربانی یا عقیقہ کی کھال قصاب کو بطور مزدوری دینا ناجائز ہے۔	۸۹
۳۹۲	دفاعی فنڈ میں حیلۂ تملیک سے زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔	۱۶۱

marfat.com

اجمالی فہرست فتاوٰی نوریّہ جلد ششم

کتاب الطہارۃ
کتاب المساجد
کتاب الصلوٰۃ
باب الاوقات
باب الاذان
باب الامامت
باب ما تبطل بہ الصلوٰۃ وما لا تبطل
باب التطوع
باب الجمعۃ والعیدین
باب الجنائز
کتاب الزکوٰۃ
کتاب الصوم
باب رؤیتِ الہلال
باب الاعتکاف
کتاب الحج
کتاب النکاح
باب المحرمات
باب المصاہرۃ
باب نکاح المعتدات والحوامل
باب الرضاع
باب الولی
باب الکفو
کتاب الطلاق
کتاب الحظر والاباحۃ
فوائد اصول فقہ
متفرقات

تفصیلی فہرست جلد ششم کے آغاز میں (صفحہ ۲۸۹ پر) ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

حیاتِ فقیہِ اعظم

marfat.com

غمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یکدانائے راز آید برون

marfat.com

تحریر: علامہ عبدالحکیم شرف قادری

یکتائے روزگار

فقیہِ اعظم حضرت علامہ مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی بصیرپوری قدس سرہ العزیز اپنے دور کی نادرِ روزگار شخصیت تھے۔ علم و فضل، تقوٰے و طہارت، تنظیم و سیاست اور ہمت و استقامت میں یکتائے روزگار تھے، جلالتِ علمی اور عظیم دینی خدمات کے باوجود تواضع اور خوش اخلاقی کا پیکر تھے، اپنے استاذِ محترم مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات سیّد احمد قادری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ادب و احترام اور انکسار کا مجسمہ دکھائی دیتے اور دیکھنے والا آپ کی عظمت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہتا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ علمی مراکز سے دور، بصیرپور ایسے دیہاتی اور غیر علمی ماحول میں رہ کر علمِ دین اور حبِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کی جس کی ضیاء باری نے صرف پاکستان ہی کا گوشہ گوشہ منور نہیں کیا بلکہ اس کی شعاعیں دوسرے ممالک تک پہنچیں، وقت کے جلیل القدر علماء علمی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے اور فیض یاب ہوتے۔ ہزاروں طلباء اور علماء نے آپ کی بارگاہ سے علومِ دینیہ کا فیض حاصل کیا۔

آپ کے دارالعلوم کا امتیازی وصف یہ تھا کہ یہاں طلباء کو صرف نصابی کتب نہیں پڑھائی جاتی تھیں بلکہ انہیں اعمالِ صالحہ اور اخلاص و تقوٰے کا پیکر بھی

marfat.com

بنایا جاتا تھا۔

حضرتِ فقیہ اعظم یوں تو تفسیر و حدیث اور دیگر تمام مروجہ علومِ دینیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپ کو تخصص کا درجہ حاصل تھا اسی لئے آپ کے ہمعصر اور اکابر علماء نے آپ کو "فقیہ اعظم" تسلیم کیا، چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل آپ کے فتاوٰی کے مطالعہ سے آپ کی وسعتِ نظر، عمیق مشاہدہ، قوتِ استدلال اور جدّتِ فکر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خالص علمی و دینی ماحول اور دیہات کی سادہ وضع میں زندگی بسر کرنے کے باوجود ان کی فکر میں بڑی جدّت تھی۔ انہوں نے عہدِ حاضر کے مسائلِ جدیدہ کا مجتہدانہ انداز میں حل پیش کیا۔ دینی مسائل میں جہاں اجتہاد کی گنجائش ہو تحقیق اور ریسرچ جاری رہنی چاہیئے ورنہ جمود اور تعطل فکری صلاحیتوں کو زنگ آلود کر کے رکھ دے گا اور نئی نسل دین سے دور ہوتی چلی جائے گی۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی دواؤں کا حکم، جان بلب مریضوں کے لئے عطیۂ خون، لڑکیوں کو لکھائی کی تعلیم دینا، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز، روزے کی حالت میں انجکشن، بلغاریہ اور ڈنمارک وغیرہ میں نماز، روزے اور دیگر تقریبات کے اوقات کا تعین، جہاں سال میں بعض راتیں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی ہوتی ہیں، حج کے لئے تصویر کا جواز وغیرہ مسائل کا حضرتِ فقیہ اعظم نے فقیہانہ بصیرت سے حل پیش ہے، تمام تر فکری جدّت کے باوجود کیا مجال ہے کہ کہیں تکبر اور عجب کا اظہار ہو یا بزرگوں کی تخفیف کا کوئی پہلو نکلتا ہو، دورِ جدید کے محققین کے لئے یہ طرزِ عمل مشعلِ راہ ہونا چاہیئے۔

حضرتِ فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-

"کیا تازہ حوادثات و نوازل کے متعلق احکامِ شرعی موجود نہیں کہ ہم

marfat.com

بالکل صمٌ بکمٌ بن جائیں اور عملاً اغیار کے ان کافرانہ مزعومات کی تصدیق کریں کہ معاذ اللہ! اسلام ایک فرسودہ مذہب ہے، اِس میں روزمرہ ضروریاتِ زندگی کے جدید ترین ہزارہا تقاضوں کا کوئی حل نہیں، وَلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ کسی ناجائز اور غلط چیز کو اپنے مفاد و منشا سے جائز و مباح کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں مگر شرعًا اجازت ہو تو عدمِ جواز کی رَٹ لگانا بھی جائز نہیں غرضیکہ ضد اور نفس پرستی سے بچنا نہایت ضروری ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ ہمارے ذمہ دار علماء کرام محض اللہ کے لئے نفسانیت سے بلند و بالا، سَر جوڑ کر بیٹھیں اور ایسے جزئیات کے فیصلے کریں، مگر بظاہر یہ توقع تمنا کی حدود طے نہیں کر سکتی، یہی انتشار آزاد خیالی کا باعث بن رہا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون [1]

فقیہِ اعظم حضرتِ مولانا محمد نور اللہ نعیمی ابن مولانا محمد صدیق ابن مولانا احمد الدین ابن سلطان التارکین مولانا محمد ابراہیم ۱۶ رجب، ۱۰ جون ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء کو پاکپتن شریف کے پاس واقع گاؤں موجے کی میں پیدا ہوئے۔ کئی پشتوں سے آپ کے خاندان میں اصحابِ علم و فضل اور اربابِ زہد و تقویٰ چلے آرہے تھے، آپ نے قرآنِ مجید اور فارسی نصاب کی تعلیم والدِ ماجد اور جدِ امجد سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں بھی گھر میں پڑھیں۔ موجے کی سے چھ سات میل کے فاصلے پر مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالےٰ رہتے تھے، ان سے کافیہ کے چند اسباق پڑھے،

---

[1] محمد نور اللہ نعیمی، فقیہِ اعظم مولانا : فتاوےٰ نوریہ ج ۳ ص ۴۷۰۔

marfat.com

بعدازاں جب بھی ملاقات ہوتی ان کا پورا پورا ادب واحترام ملحوظ رکھتے [1]

دیگر علوم وفنون کی تحصیل کے لئے ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء میں محدثِ بہاول نگری حضرت مولانا فتح محمد رحمہ اللہ تعالےٰ (م ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) کی خدمت میں گھمنڈ پور، پیپل خلصانہ ریاست بہاول پور حاضر ہوئے۔ دیگر فنون کے علاوہ معقولات کی اکثر کتابیں ان سے پڑھیں، فرمایا کرتے تھے کہ مولانا فتح محمد رحمہ اللہ تعالےٰ کی تدریس میں جو لطف ہوتا تھا وہ کہیں نہ دیکھا اور مجھے پڑھانے کا بہترین طریقہ بھی انہی سے حاصل ہوا۔ درسِ نظامی کی تحصیل کے ساتھ ہی علمِ طب کی تکمیل کی، دورۂ حدیث کے لئے امام المحدثین حضرت مولانا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ الوری رحمہ اللہ تعالےٰ کی خدمت مرکزی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور میں حاضر ہوتے، دورانِ سباق اہم علمی اور معقول سوالات پیش کرتے جن کا جواب محدثِ الوری بڑے اطمینان سے دیتے، ایک مرتبہ کچھ ساتھیوں نے کہا کہ آپ زیادہ سوالات نہ کیا کریں، اِس طرح وقت ضائع ہوتا ہے اور سبق کم ہوتا ہے، حضرتِ محدثِ الوری نے انہیں سختی سے تنبیہ کی اور فرمایا :

"اِس سال دورۂ حدیث نہایت ہی احسن طریقہ پر ہو رہا ہے اور تم جو کچھ سمجھ رہے ہو، اِن کی بدولت سمجھ رہے ہو۔"

حدیث کی تمام کتابیں امامِ اہلِ سنت محدثِ الوری قدس سرہ سے پڑھیں، ترمذی شریف کے کچھ اسباق مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالےٰ سے پڑھے اور ۶ر شعبان، ۲۳ر نومبر ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء کو سندِ فراغت

---

[1] محمد باقر ضیاء النوری، مولانا علامہ : انوارِ حیات (دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور) ص ۱۵-۱۱

marfat.com

اور دستارِ فضیلت سے مشرف ہوئے [1]

اپنے والدِ گرامی اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ کے مشورے کے مطابق سلسلۂ عالیہ قادریہ میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے، بیعت کے بعد صدر الافاضل نے فرمایا :

"مولانا! آپ کا وظیفہ درس وتدریس ہے"

چنانچہ حضرتِ فقیہِ اعظم تمام زندگی اِس وظیفہ پر عمل پیرا رہے۔ رمضان المبارک (۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء) کی تعطیلات میں مرادآباد حاضر ہوئے، حضرت صدر الافاضل نے سلوک کی منازل طے کرائیں، مختلف اشغال واعمال اوراوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی، سلسلۂ قادریہ مکیہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی اور سلاسلِ حدیث کی سندیں عطا فرمائیں [2]

حضرتِ فقیہِ اعظم قدس سرہ نے فارغ التحصیل ہوتے ہی درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور عمر شریف کے آخری دنوں تک پورے پچاس سال کمال استقامت کے ساتھ جاری رکھا۔ ابتداءً کچھ عرصہ مدرسہ مفتاح العلوم میں استاذِ گرامی حضرت مولانا فتح محمد محدثِ بہاولنگری کے پاس رہے پھر ضلع ساہیوال کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں فرید پور تحصیل دیپالپور میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ کی بنیاد رکھی جہاں طالبانِ علومِ دینیہ کشاں کشاں حاضر ہونے لگے۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی

---

[1] محمد باقر ضیاء النوری، مولانا : انوارِ حیات ص ۳۳-۲۹

[2] محمد محب اللہ نوری، مولانا : فقیہِ اعظم دیباچہ فتاوٰی نوریہ ج ۲ ص ۳۵

marfat.com

تعداد ایک عظیم اور وسیع ادارے کی متقاضی تھی جس کے لئے اس جگہ کا جاگیردارانہ ماحول مانع تھا چنانچہ ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۴۵ء میں بصیر پور تشریف لائے اور دار العلوم کی بنیاد رکھی۔ وہ جگہ جو قزاقوں کی آماجگاہ تھی آج وہاں علوم دینیہ کی عظیم الشان یونیورسٹی بن چکی ہے [1]

بلاشبہ حضرتِ فقیہِ اعظم کی یہ بہت بڑی کرامت ہے کہ جنگل میں قیام کیا اور اسے دین اور علومِ دینیہ کا عظیم الشان گلشن بنا دیا جہاں سے ہزاروں حفاظ، علماء اور دینِ اسلام کے مبلغ اور مدرس تیار ہوئے [2] اس وقت آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا علامہ محمد محب اللہ نوری دام مجدہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے مہتمم شیخ الحدیث اور جانشینِ فقیہِ اعظم ہیں جو اپنے عظیم المرتبت والدِ گرامی کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت فقیہِ اعظم قدس سرہ اتباعِ شریعت و سنت کا حسین پیکر تھے، تہجد کے وقت نہ صرف خود بیدار ہوتے بلکہ جامعہ کے تمام اساتذہ اور تلامذہ کو بھی بیدار کرتے اور سب حضرات خشوع و خضوع کے ساتھ نمازِ تہجد ادا کرتے، اس سے فرائض و واجبات کی پابندی کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

نبیِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی والہانہ محبت و عقیدت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جب بھی مدینہ منورہ کا ذکر ہوتا آپ کی آنکھیں وفورِ شوق سے اشکبار ہو جاتیں، مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :-

" میرا تو بفضلہ تعالےٰ یہ عالم ہے کہ بصیر پور میں درسِ اسباق دیتے ہوئے مدینہ عالیہ میں ہی حاضر معلوم ہوتا ہوں، گنبدِ خضرا سے

---

[1] محمد محب اللہ نوری، مولانا : فقیہِ اعظم دیباچہ فتاویٰ نوریہ ج ۲ ص ۳۵

[2] ایضاً : ج ۲ ص ۴۳

marfat.com

پیشِ نظر رہے تو کوئی دوری نہیں، تعلیم بھی نہایت ضروری کہ صوفیٔ بے علم شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے ورنہ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت ہی مدینہ علیہ حاضری رہے"[1]

۱۹۶۰ء میں پہلی بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں زیارتِ مدینہ منورہ کے سفر کے موقع پر بغداد شریف، کربلا معلّٰے، نجفِ اشرف، بصرہ، کوفہ، دمشق اور حلب وغیرہ شہروں میں متعدد انبیاءِ کرام، صحابہ، اہلِ بیت اور اولیاءِ کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ مجموعی طور پر بیس مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوئے[2]

حضرت فقیہِ اعظم کو درس و تدریس کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا اس کے باوجود میدانِ سیاست کے ہر نازک موڑ پر پوری بے باکی کے ساتھ قوم کی راہنمائی کی تحریکِ پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی چنانچہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں آپ کے حلقے سے مسلم لیگ کا امیدوار کامیاب ہوا، مرشدِ گرامی حضرت صدر الافاضل کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے دیگر علماءِ اہلِ سنت و جماعت کے شانہ بشانہ کام کیا، جہادِ کشمیر میں غازیٔ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات قادری سے مکمل تعاون کیا، ۱۹۴۸ء میں انوار العلوم، ملتان میں جمعیت العلماء پاکستان کی تشکیل ہوئی جس میں فقیہِ اعظم بھی شامل تھے، آپ جمعیت کے اساسی ارکان میں سے تھے، جمعیت کی مجلسِ عاملہ و شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں پرزور حصہ لیا جس کے نتیجے میں آپ کو ایک

---

[1] محمد محب اللہ نوری، مولانا : دیباچہ فتاوٰے نوریہ ج ۲ ص ۳۸

[2] ایضاً : ص ۴۰

marfat.com

سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی لیکن تین ماہ بعد رہا کر دیئے گئے، ۱۹۷۴ء میں سانحۂ ربوہ کی بناء پر دوبارہ تحریکِ ختمِ نبوت شروع ہوئی تو اس میں بھی قابلِ قدر کردار ادا کیا۔

۱۹۷۷ء میں عوام و خواص کے اصرار پر جمعیۃ العلماء پاکستان کی طرف سے قومی اتحاد کے ٹکٹ پر نظامِ مصطفٰے کے نفاذ اور مقامِ مصطفٰے کے تحفظ کی خاطر الیکشن میں حصہ لیا اور کسی خطرے کو خاطر میں لائے بغیر نعرۂ حق بلند کیا، ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو گرفتار کر کے آپ کو سنٹرل جیل ساہیوال پہنچا دیا گیا جہاں آپ تحریک کے آخر تک رہے۔ جیل میں بھی آپ نے اپنا مشن جاری رکھا، نہ صرف یہ کہ درسِ قرآن دیتے رہے بلکہ بخاری شریف کا درس بھی جاری رکھا[1]

حضرتِ فقیہِ اعظم کی تصانیفِ متعددہ[2] میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں :-

۱۔ فتاوٰی نوریہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کا مختصر تعارف ابتدائی سطور میں پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۔ مکبر الصوت : لاؤڈ سپیکر میں جماعت کرانا جائز ہے۔

۳۔ حدیث الحبیب : حجیتِ حدیث پر ایک اہم کتاب۔

۴۔ فیئ الزوال : ظہر اور عصر کے اوقات معلوم کرنے کے لئے ایک نادر تحقیق (عربی)

۵۔ نعمائے بخشش : نعتیہ دیوان۔

۶۔ نور القوانین : قواعدِ صرف (پنجابی نظم میں)

۷۔ حرمتِ زاغ : کوّے کی حلّت و حرمت کے بارے میں تحقیق۔

۸۔ روزہ اور ٹیکہ وغیرہ۔

---

[1] محمد منشا تابش قصوری، مولانا : ابتدائیہ فتاوٰی نوریہ ج ۱ ص ۳۶-۳۵

[2] آپ کی تصانیف دو درجن سے زائد ہیں۔

marfat.com

اس کے علاوہ بخاری اور مسلم شریف پر حواشی (نوٹس) بھی تحریر کئے [1]

حضرتِ فقیہِ اعظم کو اللہ تعالےٰ نے شعر و سخن کا پاکیزہ ذوق بھی عطا فرمایا تھا، زمانۂ طالب علمی میں پنجابی، اردو، فارسی اور عربی میں مشقِ سخن کرتے رہے، بعد ازاں ہمہ تن تدریس میں مشغول ہو گئے، فارسی نعت کا مطلع ہے ؎

کے خدا یارو تے زیبائے را بینیم باز
از بہم دو قوس ابرویش تا بینیم باز

عربی نعت کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

فِدَاكَ اِخْوَتِیْ اُمِّیْ اَبِیْ اَبْنَائِیْ اَحْبَابِیْ
وِدَادِیْ وُدِّیْ مَرْغُوْبِیْ اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

حضرت فقیہِ اعظم قدس سرہ کو اللہ تعالےٰ نے پانچ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں عطا فرمائیں، صاحبزادگان کے نام یہ ہیں :-

۱۔ مولانا ابو العطاء محمد ظہور اللہ نوری
۲۔ مولانا ابو الفضل صوفی محمد نصر اللہ نوری (متوفی ۱۳ رمضان المبارک، ۱۹ اگست ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)
۳۔ محمد عبد اللہ ۴۔ محمد اسد اللہ یہ دونوں صاحبزادے کم سنی کے عالم میں وفات پا گئے۔
۵۔ مولانا علامہ محمد محب اللہ نوری زید مجدہٗ مہتمم دار العلوم حنفیہ فرید یہ لصیر پور [2]

یکم رجب، ۱۵ اپریل ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء جمعہ کے دن ایک بجے میو ہسپتال لاہور میں زہد و تقویٰ اور علم و فضل کے پیکر فقیہِ اعظم مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری رحمۃ اللہ

---

[1] محمد منشا تابش قصوری، مولانا : ابتدائیہ فتاوٰے نوریہ ج ۱ ص ۳۶

[2] محمد منشا تابش قصوری، مولانا : غثنی یا رسول اللہ ص ۱۶

marfat.com

تعالےٰ کا وصال ہوا۔ نمازِ جنازہ میں ڈیڑھ دو لاکھ افراد شریک ہوئے جن میں علماء مشائخ اور حفاظ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ نمازِ جنازہ غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ سے پہلے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"امام الفقہاء سیّدی فقیہِ اعظم کے وصال سے پورا ملک یتیم ہوگیا ہے
ہم سب یتیم ہوگئے ——— علم و تقویٰ دفن ہو رہے ہیں" [1]

دار العلوم حنفیہ فریدیہ لصیر پور کے وسیع صحن میں آپ کی آخری آرامگاہ بنائی گئی جس پر عظیم الشان گنبد تعمیر ہو چکا ہے۔

جناب سید رضی شیرازی مدظلہ نے تاریخی قطعہ لکھا ؎

آں فقیہِ بے عدیل و بے مثیل — رفتہ است از گلشنِ عالم چو بُو
تیرہ و تار است دنیائے علوم — نیست در دنیا فقیہے ہمچو او
اے رضی سالِ وصالِ آں فقیہ
"ہاں فقیہِ اعظمِ عارف" گو [2]

---

[1] محمد محب اللہ نوری، مولانا علامہ : ابتدائیہ فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۶۳
[2] ایضاً : " " ص ۶۴

marfat.com

فتاویٰ نوریہ

marfat.com

فَقِيهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

(ترمذی)

"ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے"

marfat.com

marfat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ
الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ
وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ (النساء: ۱۳۶)

"اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس
کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے
اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں
اور قیامت کو تو وہ ضرور گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا"

marfat.com

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

(مسلم)

" اللہ تعالےٰ، اس کے فرشتوں، اس کے صحیفوں، اس کے
رسولوں، قیامت اور ہر خیر و شر کے اللہ تعالےٰ کی تقدیر سے وابستہ
ہونے پر ایمان لاؤ "

marfat.com

کتاب العقائد

توحید

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ جل وعلا سے متعلق حضرتِ فقیہِ اعظم قدس سرّہ کا درجِ ذیل مضمون بعنوانِ توحید، کتاب العقائد میں بطورِ تمہید شامل کیا جارہا ہے،

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ اجمعین ۰

اللہ رب العالمین کو ذات وصفات میں اکیلا جاننا توحید ہے، کس ذاتِ پاک کا نام ہے اللہ؟ دنیا کی ہر چیز اَدلتی بَدلتی رہتی ہے کبھی صبح ہے اور کبھی شام، دن آکر چلا جاتا ہے اور رات چھا جاتی ہے، بچپن کا زمانہ گزرتا ہے تو جوان ہونے کے بعد بڑھاپا گھیر لیتا ہے، ایک وقت درختوں پر پتّے نہیں ہوتے تو دوسرے وقت پتّے ہی پتّے ہوتے ہیں، بادل، بارش، گرج، چمک، اَولے بھی آتے جاتے رہتے ہیں، کبھی ندیوں میں پانی نہیں ہوتا اور کبھی کناروں سے بھی اچھل کر سیلاب بن جاتا ہے، ایک موسم میں گندم کے لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں تو

marfat.com

دوسرے زمانہ میں نام ونشان بھی نہیں رہتا۔

ایک شخص آج بڑی عزت والا ہے تو کل ذلیل اور کوئی ہے کہ آج ذلیل تو کل عزت والا، بادشاہ گدا بنتے رہتے ہیں اور گدائے دَر بادشاہ ہو جاتے ہیں، غرض کہ دنیا بدلتی رہتی ہے، دنیا کی ہر چیز پیدا ہو کر فنا ہوتی رہتی ہے تو اس کا بدلانے والا اور ہر چیز کو پیدا کر کے فنا کرنے والا کوئی ضرور ہے اس کا نام پاک ہے اللہ، وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی فنا ہوگا، وہی سب خوبیوں اور کمالوں والا ہے اور ہر عیب اور نقصان سے پاک ہے، اس کی تمام صفتیں (خوبیاں) ذاتی ہیں یعنی کسی نے اس کو یہ صفتیں نہیں دیں بلکہ وہ اپنے آپ ہی ان صفتوں والا ہے، وہ خود بخود ہی ہر چھپی اور ظاہر چیز کو جانتا ہے، دلوں میں مخفی راز بھی اس پر پوشیدہ نہیں، وہی دیکھنے والا، سننے والا اور کلام فرمانے والا ہے، اس کا دیکھنا، سننا، کلام کرنا ہماری طرح آنکھ، کان، زبان سے نہیں، وہ بے مثل ہے، اس جیسا کوئی بھی نہیں، وہ جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا ہے، ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے، موت، اونگھ، نیند اور غفلت سے پاک ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، جو کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے، کسی کام میں ہمیں فائدہ نظر نہ آئے تو یہ ہماری جہالت ہے، وہ ظلم سے پاک ہے سچا ہے، اور جھوٹ سے پاک ہے، وہ بڑا ہی مہربان ہے، ہماری خوراک کے لئے قسم قسم کے غلے اور دودھ گوشت پیدا فرمائے اور ہمارے لئے رنگ برنگے میوے اور سواریاں بنائیں، ہماری دنیاوی زندگی کے لئے جو جو چیزیں ضروری ہیں وہ بڑے سلیقہ اور ترتیب سے موجود کر دی ہیں اور دینی زندگی کے لئے آسمانی کتابیں اتاریں، نبی اور پیغمبر بھیجے، سب سے پیچھے قرآنِ کریم اتارا اور دل ودماغ دیئے، اپنے حبیبِ پاک محمدِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ اس کی معرفت (جان پہچان) حاصل کریں، آنکھ اور کان دیئے کہ دیکھ سن کر سیدھے راہ پر چل سکیں، زبان دی کہ ضرورت پڑے تو دیندار علم والوں سے پوچھ سکیں اور جب خود سمجھ دار

marfat.com

ہو جائیں تو اپنے دوسرے انجان بھائیوں کو سمجھا سکیں اور یہ اس کا بڑا ہی فضل وکرم ہے کہ اگرچہ ہم غلطی اور بے سمجھی سے عمر بھر گناہ ہی گناہ کرتے رہیں مگر جب بھی سچے دل سے توبہ کریں اور معافی مانگیں تو وہ معاف فرما دیتا ہے بلکہ اپنا پیارا بنا لیتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ اس بڑے مہربان اور پیارے رب کی بندگی کریں، دِل اس کی محبت اور پیار سے پُر ہو، زبان پر ذکر اور ثنا ہو، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اس کی مرضی کے خلاف نہ ہلائیں۔ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں، زکوٰۃ دیں اور حج کریں اور پورے پورے فرمانبردار بندے بن جائیں اور ہر وقت ڈرتے رہیں اور اس کے فضل کے امیدوار بھی رہیں اور دعا کرتے رہیں کہ وہ ہم پر راضی رہے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔

والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

marfat.com

مسئلہ سایہ

marfat.com

تعارف

ہمارے آقا و مولیٰ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور نورٌ علیٰ نور ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل وعلا نے آپ کو ہر نقص اور ہر عیب سے محفوظ و مصئون پیدا فرمایا، اس نے اپنے محبوب کو ایسا بے مثل بنایا کہ مثلیت کا شائبہ ہی باقی نہ رکھا، یہاں تک کہ آپ کا سایہ بھی نہ بنایا۔

اس (جل جلالہ) نے اپنے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بڑی عزت، عظمت اور رفعت عطا فرمائی ہے اِس لئے آپ کا سایہ ہی پیدا نہ فرمایا کہ زمین پر پڑنے سے بے ادبی نہ ہو جائے۔

زیرِ نظر کتابچے میں اسی بے سایہ و سائبانِ عالم آقا علیہ التحیۃ والثناء کی نورانیت اور آپ کا سایہ نہ ہونے پر دلائل و براہین کی روشنی میں پُر مغز گفتگو کی گئی ہے۔

سیّدی فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز نے ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء میں یہ رسالہ ایک استفتاء کے جواب میں تصنیف فرمایا تھا جسے انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور نے (غالباً ۱۹۶۳ء میں) شائع کیا، ازاں بعد ۱۹۷۷ء میں مجلّہ نور الحبیب بصیر پور کے میلاد نمبر کی زینت بنا۔

اب یہ رسالہ فتاوٰے نوریہ کی کتاب العقائد میں شامل کیا جا رہا ہے، اللہ تعالےٰ جملہ اہلِ بصیرت کو اس سے مستفیض ہونے اور حبیبِ پاک رؤوف و رحیم سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقام سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین۔

(مرتب)

marfat.com

رسالہ مسئلہ سایہ

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نفیِ سایہ کی کونسی دلیل ہے؟

السائل : (مولانا) محمد نصیر الدین رکن پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بلاشک وشبہ وریب آنحضور پُرنور نورِ علیٰ نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں، اِس دعویٰ پر شاہدِ عدل ایمانِ مومن ہی کافی ووافی ہے۔ جمہور ائمہ کرام وعلماءِ عظام قرناً فقرناً تصریحات فرماتے چلے آرہے ہیں کہ آنحضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور ہیں اور "نور" آنحضرت

marfat.com

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور احادیثِ مبارکہ سے اِس نورانیت کی شعائیں اپنی چمک دمک سے اَبصار و بصائر کو منور فرما رہی ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ شہادت ہے جو خود اِس نور کے پیدا فرمانے والے نے صراحۃً بیان فرمائی، ارشاد ہوتا ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین[1] تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتابِ روشن"۔ ائمۂ کرام فرماتے ہیں کہ اِس نور سے مراد محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں اور واؤ عاطفہ اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔

امامِ فخر الدین رازی اسی آیت[2] کے ماتحت فرماتے ہیں ان العطف یوجب المغایرۃ بین المعطوف والمعطوف علیہ[3] نیز فرماتے ہیں ان المراد بالنور محمد و بالکتب قرآن[4] روح البیان[5] میں ہے سمی الرسول نورا لان اول شیئ اظھرہ الحق بنور قدرتہ من ظلمۃ العدم کان نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما قال (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اول ما خلق اللہ نوری ثم خلق العالم بما فیہ من نورہ الی ان قال لھذا کان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقول انا من اللہ والمؤمنون منی وقال تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نور و روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ

---

[1] القرآن الحکیم : سورہ مائدہ آیت : ۱۵

[2] تفسیرِ کبیر، مطبع بہیہ مصر ج ۱۱ ص ۱۹۱-۱۹۰

[3] بے شک عطف، معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے۔

[4] تحقیق نور سے مراد محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآنِ مجید ہے۔

[5] مصنفہ شیخ اسمٰعیل حقی قدس سرہ، ج ۲ ص ۳۷۰

marfat.com

قال کنت نورا بین یدی ربی[1] الحدیث۔ تفسیر جلالین میں ہے ھو نور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[2] اور خطبۂ کتاب میں وعدہ فرما چکے ہیں والاعتماد علیٰ ارجح الاقوال[3] خازن[4] اور معالم[5] التنزیل دونوں میں ہے یعنی محمد اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان تمام کا خلاصہ یہ کہ اس نور سے جو آیت میں وارد ہوا۔ ہمارے حضور پُرنور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مراد ہیں، اس کے علاوہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پر صدہا دلائل آیات واحادیث واقوالِ ائمۂ قدیم وحدیث پیش کئے جاسکتے ہیں مگر اطمینانِ قلب کے لئے امید کہ یہی کافی ہوگا اور جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا شمس الضحیٰ کی طرح واضح ہوا تو سایہ کا نہ ہونا خود بخود معلوم ہوگیا کہ بدیہیاتِ اوّلیہ سے واضح ہے کہ نور اور سایہ کا اتفاق نہیں ہوسکتا۔

بحمدہٖ تعالےٰ حقِ جوابِ سوال تفصیل واجمال کے متوسطانہ پیرایہ میں ادا ہوگیا اور

---

[1] رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی نور اسلئے رکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے نورِ قدرت سے جملہ اشیاء سے پہلے آپ کے نورِ مبارک کو ظلمتِ عدم سے ظاہر فرمایا جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے "سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا" پھر اس نورِ پاک سے تمام کائنات پیدا فرمائی اسی لئے حضور فرمایا کرتے تھے "میں اللہ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں" اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے "تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا" نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ "میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔"

[2] نور سے مراد نورِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ [3] یعنی جلالین میں سب سے راجح قول پر اعتماد کیا گیا ہے۔

[4] مصنفہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن، مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۳

[5] مصنفہ محی السنہ ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (خازن کے حاشیہ پر)

[6] مطبوعہ دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن

marfat.com

آفتابِ نیم روز و ماہِ نیم ماہ سے بھی حق زیادہ نمایاں ہوا مگر ان بیچارے سادہ الواح کے لئے جو محض لکیر کے فقیر ہی ہیں، چند تصریحاتِ احادیث و اقوالِ ائمہ و علماءِ تفسیر و حدیث تحریر کی جاتی ہیں۔

حضرتِ امامِ اجل جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے الخصائص[1] الکبریٰ میں اِس موضوع کے لئے مستقل باب مرتب فرمایا، فرماتے ہیں ص ۶۸ ج ۱، باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل یعنی باب اس شانِ نبوت کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ کے دکھائی نہ دینے میں ہے اور پھر اس باب میں حضرتِ حکیم ترمذی سے حضرتِ ذکوان رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی حیث قال اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل فی شمس ولا قمر یعنی بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دھوپ میں سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا اور نہ چاندنی میں اور پھر حضرتِ امامِ ابنِ سبع سے اِس پر شہادت نقل فرماتے ہیں قال ابن سبع من خصائصہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان ظلہ کان لا یقع علی الارض و ان کان نورا فکان اذا مشیٰ فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائلِ خاصہ سے ہے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوا کرتا تھا اور بیشک آپ نور تھے تو جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے آپ کے لئے سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا۔

نیز حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جو مسلّم امام ہیں، شفاء[1] شریف ج ۱ ص ۲۴۳ میں فرماتے ہیں وما ذکر من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس

---

[1] مطبوعہ مصر

marfat.com

ولا قمر لانہ کان نورا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دلائلِ نبوت و رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ بلا شبہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے لئے دھوپ اور چاندنی میں سایہ نہ تھا اِس لئے کہ آپ نور تھے۔

حضرتِ محقق برحق شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ[1] ج ۱ ص ۲۱ میں فرماتے ہیں "نبود مر آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول الیٰ ان قال "و نور یکے از اسماءِ آنحضرت است و نور را سایہ نمی باشد[2]" نیز ج ۱ ص ۱۱۸ میں فرماتے ہیں "و نمی افتاد آنحضرت را سایہ بر زمین کہ محلِ کثافت و نجاست است و دیدہ نشد او را سایہ آفتاب[3] (الیٰ ان قال) چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عین نور باشد و نور را سایہ نمی باشد۔" یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اِس لئے کہ آپ نور ہیں اور نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔"

تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۲۵ میں امام فخر الدین رازی سے منقول و مقرر ہے ان ظل شخصہ الشریف کان لا یظھر فی شمس و لا قمر یعنی تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں ظاہر نہ ہوتا تھا۔"

حضرت شیخ سلیمان جمل فتوحاتِ[4] احمدیہ ص ۵ میں ناقل انہ لم یکن لہ

---

[1] مطبوعہ مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ

[2] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکوان سے روایت کیا۔ آپ کا ایک اسمِ گرامی نور بھی ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

[3] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر اس لئے نہیں پڑتا تھا کہ زمین پلیدی اور گندگی گرنے کی جگہ ہے اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ نہ دیکھا جاتا تھا۔

[4] مطبوعہ قاہرہ، مصر

marfat.com

ظل یظھر فی شمس ولا قمر" یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دھوپ اور چاندنی میں سایہ نہ تھا۔"

نیز حضرتِ امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ مکتوبات[1] شریف ج ۳ ص ۱۸۷ میں فرماتے ہیں: "ناچار اور اسایہ نہ بود" یعنی "ضرور آپ کا سایہ نہ تھا۔"

نیز شاہ عبدالعزیز محدّثِ دہلوی تفسیرِ عزیزی[2] ج ۳ ص ۲۱۸ میں فرماتے ہیں: وسایۂ الیشاں بر زمین نمے افتاد۔ "اور ان کا سایہ زمین پر نہ گرتا تھا۔"

مجمع البحار ج ۳ ص ۴۰۲ میں ہے من اسمائہٖ صلی اللہ علیہ وسلم النور قیل من خصائصہٖ انہ اذا مشٰی فی القمر والشمس لا یظھر لہ ظلّ یعنی "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ سے ہے نور، فرمایا گیا کہ آپ کے فضائلِ خاصہ سے شمار کیا گیا ہے کہ آپ کے لئے چاندنی اور دھوپ میں سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔"

نیز تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۲۵ میں امام رازی کی کتاب الاشارات سے ہے

ودخل علیہ عثمان فاستشارہ فقال یارسول اللہ اخذت براءۃ عائشۃ من ظلک لانی رأیت اللہ صان ظلک ان یقع علی الارض ای لان ظل شخصہ الشریف کان لا یظھر فی شمس ولا قمر لان لا یوطأ بالاقدام یعنی حضرتِ ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بلاشبہہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے ضرور محفوظ کیا آپ کے

---

[1] مطبوعہ مطبع نول کشور، لکھنؤ

[2] مطبوعہ مطبع محمدی، لاہور

marfat.com

سایہ کو زمین پر واقع ہونے سے یعنی آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں ظاہر نہ ہوتا تھا اسلئے کہ اس پر قدم نہ پڑیں۔

مدارج النبوہ ج ۲ ص ۱۶۱ میں ہے کہ "عثمان بن عفان گفت کہ سایۂ شریفِ تو برزمین نمے افتد کہ مبادا بر زمینِ نجس افتد" یعنی حضرتِ عثمان بن عفان نے عرض کی کہ حضور کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا کہ کبھی پلید زمین پر واقع نہ ہو جائے"

اور ان دو وجوہ میں کچھ تنافی نہیں بلکہ دونوں وجہیں وجیہ ہیں کہ راوی نے اختصاراً ایک ایک پر اکتفا کیا اور اصل میں دونوں ہیں چنانچہ معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۱۲۰، ۱۲۱ میں حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ہے: ذی النورین گفت بآں دلیل کہ خدائے تعالیٰ روا نمی دارد کہ سایۂ تو بر زمین افتد وسببِ او آنست کہ مبادا کہ زمین نجس باشد یا آنکہ کسے پائے قدم بر سایۂ تو نہد: یعنی "حضرتِ ذی النورین نے عرض کی کہ خداوند تعالیٰ یہ جائز نہیں رکھتا کہ آپکا سایہ زمین پر واقع ہو اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ زمین پلید ہو یا کوئی آپ کے سایہ پر پاؤں رکھے

ان ارشاداتِ طیبات اور احادیث و اقوالِ ائمہ و علماء قدیم و حدیث سے نہایت ہی نمایاں اور درخشاں ہوا کہ آنحضور پُرنور محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور سایہ نہ ہونے کے اسباب و وجوہ بھی بعض حضرات نے ذکر فرمائے۔ بعض نے نورانیتِ حضور پرنور کو دلیل ٹھہرایا جیسے پہلے بیان ہو چکا۔

خصائص سے امام ابنِ سبع علیہ الرحمہ کا ارشاد انہ کان نورا اور شفاء قاضی عیاض سے لانہ کان نورا اور مدارج النبوہ سے نور را سایہ نباشد سن چکے اور یہ وجہ بھی مذکور ہوئی کہ سایہ نہ ہونا نبوت کے علامات و نشانات سے ہے اور آپ کے فضائلِ خاصہ سے ہے چنانچہ الخصائص الکبریٰ اور شفاء شریف وغیرہما سے گزر چکا (باب الآیۃ وغیرہا) اور علاماتِ نبوت خارقۃ العادۃ ہی ہوتی ہیں اور بعض نے یہ وجہ ذکر فرمائی کہ پلید زمین پر واقع ہونے سے سایۂ اطہر کو بچانا مقصود

marfat.com

تھا چنانچہ شیخ علیہ الرحمہ سے قولاً و نقلاً سن چکے: نمے افتاد آنحضرت را سایہ بر زمین کہ محلِ نجاست و کثافت است، اور مبادا بر زمینِ نجس افتد، اور بعض نے یہ سبب ذکر فرمایا کہ اس لئے سایہ شریف نہیں تھا کہ کسی کا پاؤں نہ آجائے چنانچہ سیّدنا ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روح البیان اور معارج النبوۃ سے منقول ہوا لان لا یوطأ بالاقدام۔

اور ایک نہایت ہی زبردست، الطف و پُرکیف وہ علّت ہے جسے حضرتِ مجدّدِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا یعنی "لطافت آں جانِ جاں و روح رواں و ایمان صلے اللہ علیہ وسلم" اور سنیے فرماتے ہیں مکتوبات شریف ج ۳ ص ۱۸۷ "نیز در عالمِ شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف تر از وے در عالم نباشد اور اسایہ چہ صورت دارد، علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات" یعنی جہانِ ظاہر میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لطیف جہان میں کچھ بھی نہیں تو آپ کے لئے سایہ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

نیز ص ۲۳۷ میں فرماتے ہیں "ہر گاہ محمد رسول اللہ را از لطافت ظلّ نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد، صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم" یعنی جب محمد رسول اللہ کے لئے بسبب لطیف ہونے کے سایہ نہیں ہے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا کے لئے سایہ کیسے ہو سکتا ہے؟

سبحان اللہ! آپ کی لطافت کا یہ عالم کیوں نہ ہو کہ آپ سراپا نور جانِ لطافت و سرور ہیں جس کا ثبوت اوّل میں کچھ بیان ہوا اور اب آخر میں ایک نہایت ہی ایمان افروز و اوہام سوز حدیث شریف ذکر کروں جس میں محبوبِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیتِ کبریٰ کا تفصیلی بیان خود محبوبِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے ہے، سنئے اور دل کے کان کھول کر سنئے۔

صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۵ صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶۰، ۲۶۱، سننِ ترمذی ج ۲

marfat.com

ص ۱۸۳، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۲ میں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بالفاظِ متقاربہ ہے والنظم من الترمذی اللّٰھم اجعل لی نورا فی قلبی و نورا فی قبری و نورا من بین یدی و نورا من خلفی و نورا عن یمینی و نورا عن شمالی و نورا من فوقی و نورا من تحتی و نورا فی سمعی و نورا فی بصری و نورا فی شعری و نورا فی بشری و نورا فی لحمی و نورا فی دمی و نورا فی عظامی اللّٰھم اعظم لی نورا و اعطنی نورا و اجعل لی نورا۔ بخاری اور مسلم نے عصبی بھی ذکر فرمایا ہے اور مسلم نے واجعل فی نفسی نورا کا اضافہ فرمایا ہے اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے آخر میں بالجزم واجعلنی نورا وارد ہے یعنی الٰہی بنا دے میرے دل میں نور

اور میری قبر میں نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور میری دائیں جانب نور اور میری بائیں جانب نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے کان میں نور اور میری آنکھ میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے پوست میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میری ہڈیوں میں نور، اے اللہ بڑا کر دے میرے لئے نور اور عطا کر مجھے نور اور بنا دے میرے لئے نور اور میرے عصب (پٹھے) میں نور اور بنا دے میری ذات میں نور اور بنا دے مجھ کو نور۔"

صورتِ تحدیث بالنعمۃ واستدامت و تواضع و تعلیمِ امت میں تو مدّعا حاصل ہی ہے

مہ کہ آنحضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم سراسر نور ہیں، اوّل ہی سے نور ہیں جیسے ثابت ہو چکا تو اس دعا سے مراد تحدیثِ نعمت و تواضع و استدامت و تعلیمِ امت کے احتمالات ہیں چنانچہ دعا آخر سورۃ البقر کے متعلق ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ تحدیثِ نعمت مراد ہے اور جیسے باوجودیکہ اولئک علیٰ ھدی من ربھم[1] وارد ہر نماز میں مکرر اھدنا الصراط المستقیم[2] کی دعا غرض استدامت وغیرہ سے کی جاتی ہے اور ابن حجر علیہ الرحمہ نے خاص اس حدیث شریف کے متعلق تحدیث بالنعمۃ کی تصریح فرمائی و ائمہ کرام ادعیہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے احتمالاتِ مذکورہ کا نشان دیتے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ

[1] وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں القرآن الحکیم البقرہ آیہ: ۵

[2] ہمیں سیدھے راستے (پر چلنے) کی ہدایت عطا فرما۔ القرآن الحکیم الفاتحہ آیت: ۵

(مرتب)

marfat.com

اور اگر بالفرض طلب غیر حاصل ہی مقصود ہو تب بھی مقصود حاصل کہ حدیث شریف میں وارد کل نبی یجاب[1] بلکہ قرآنِ کریم کا فرمانِ مبین قال ربکم ادعونی استجب لکم[2] اور اجیب دعوۃ الداع اذا دعان[3]

بہر حال ثابت ہوا کہ محبوبِ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اعضاءِ مبارکہ میں نور ہی نور تھا بلکہ خود حضور نور ہی تھے اور طرفہ یہ کہ آگے پیچھے، دائیں بائیں اوپر نیچے نور ہی نور تھا تو اس کیفیتِ مبارکہ کا تصور ہی صریح طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ آپ کے لئے سایہ کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ انسان جو صحیح معنیٰ میں انسان ہے، اگر دل سے مضمونِ حدیث ہٰذا کی تصدیق کرتے ہوئے نظر کرے تو آفتاب سے بھی زیادہ روشن پائے گا کہ اس آفتابِ ربانی کے لئے سایہ ہو ہی نہیں ہو سکتا۔

میں حیران ہوں کہ نفیِ سایہ میں کونسا استحالہ ہے کہ تسلیم نہ کیا جائے حالانکہ بہت سے اجسامِ لطیفہ کے لئے مشاہدہ ثابت و مسلم کہ سایہ نہیں جیسے سات آسمان اور ہوا، نار وغیرہ تو اس جانِ لطافت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ کا نہ ہونا کیونکر محال و مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ دلائلِ صریحہ کثیرہ ظاہرہ قاہرہ باہرہ سے نفیِ سایہ ثابت ہے اور سایہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا مانعین کے بعض معتمدین نے بھی بڑے صاف اور واضح الفاظ میں سایہ کا نہ ہونا ذکر کیا اور اس پر دلائل بھی قائم کئے ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے بڑے خصوصی مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب جو مستقل دارالافتاءِ دیوبند کے اولین مفتی ہیں، ان کا فتویٰ فتاویٰ دیوبند عزیز الفتاویٰ[4] ج ۸ ص ۲۰۲ میں بایں الفاظ ہے:

---

[1] ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۲)

[2] تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ القرآن الحکیم، المؤمن، آیت: ۶۰

[3] قبول کرتا ہوں دعا، دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے۔ القرآن الحکیم، البقرہ، آیت: ۱۸۶

[4] دارالاشاعت دیوبند، ضلع سہارنپور

marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

سوال : ۱۴۶۴ : وہ کونسی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا ؟

الجواب : امامِ سیوطی نے خصائصِ کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر اور تواریخِ حبیبِ الٰہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا، اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے اِس قطعہ میں

قطعہ : پیغمبرِ ما نداشت سایہ — تا شک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیروِ اوست — پیداست کہ باز میں نیفتد

انتہیٰ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ"

نیز مولانا نور محمد صاحب جوڑدی نے اپنی مشہور کتاب شہبازِ شریعت ص ۲۱۰، ۲۱۱ کے تیرہ شعروں میں سایہ نہ ہونے کی تیرہ دلیلیں بیان کی ہیں جن کی تفصیلی تقریر جناب حافظ محمد صاحب لکھی کی والے اس کے حاشیہ شیرِ طریقت میں بایں الفاظ ذکر فرماتے ہیں :

۱۱ : اوہ رحمت الخ خدا تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سورۂ انبیاء کے آخر میں فرمایا وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین [1] یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے جہانوں کے، پس گویا

---

[1] آیت : ۱۰۷

marfat.com

سایہ آنحضرت کا یہی ہے اِس لئے کہ جو شخص قابلِ رحمت ہے وہ اس کے سایہ کے نیچے آجاتا ہے
مصنف نے آنحضرت کے سایہ نہ ہونے کے بارے میں تیرہ وجوہ تیرہ بیتوں میں بیان کی ہیں ابتداء
ان تیرہ بیتوں کی اِس مصرعہ سے ہے ؏

اس رحمت عالم سند اسایہ دھرتی مول نہ پوندا

اور آخری مصرعہ اِن تیرہ بیتوں کا یہ ہے ؏

بس کر نور محمد کیوں کر سایہ سرور کھترا

تیرہ وجوہ ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ کافر یا منافق اس سایہ پر پاؤں نہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ سایہ تاریکی اور سیاہی سے خالی نہیں ہوتا اور آنحضرت کا جسم نورانی ہے، تیسرے یہ کہ اس نے اپنا سایہ واسطے شفاعت دن حشر کے ذخیرہ کر رکھا ہے جیسا کہ اپنی دعا کو شفاعت کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے چنانچہ حدیث بخاری اور مسلم میں لکھا ہوا ہے۔ چوتھے یہ کہ سایہ اس کا رحمت ہے۔ پانچویں یہ کہ آنحضرت جہان کے پیشوا ہیں ایسا نہ ہو کہ سایہ اس کے آگے ہو۔ چھٹے یہ کہ سایہ ہر چیز کا اس کے نزدیک ہوتا ہے اور سایہ تاریک ہے اور آنحضرت تمام چیزوں سے زیادہ روشن ہیں پس مناسبت نہیں کہ تاریکی اس کی اس کے نزدیک آئے جو بہت روشن ہے۔ ساتویں یہ کہ سایہ کی دلیل آفتاب ہے اور سایہ ہر چیز کا بسبب بلند ہونے آفتاب کے کم ہو جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آفتاب آنحضرت کے سایہ کو گم دیوے۔ آٹھویں یہ کہ علمِ الٰہی میں لوگ دو گروہ ہیں فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر[1] یعنی ایک گروہ بہشتی اور ایک گروہ دوزخی، پس مناسب نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سایہ کے نیچے آئے اور پھر دوزخی ہو جائے۔ نانویں یہ کہ سایہ ہر شخص کا زمین پر سجدہ میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ آپ ہی سجدہ سے محروم ہوتے ہیں اور آنحضرت

---

[1] القرآن الحکیم : الشوریٰ، آیت : ۷

marfat.com

رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے سردار تھے پس حاجت سجود سایہ کی نہ تھی۔ دسویں یہ کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور اگر آنحضرت کا سایہ ظاہر ہوتا تو اس کا عکس ہوتا۔ گیارہویں یہ کہ جوہرِ صافی کا سایہ بہت روشن ہوتا ہے اور آنحضرت سب سے زیادہ روشن تھے۔ بارہویں یہ کہ سایہ ہر ایک کا دوسرے کے سایہ سے مل جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ دوسروں کے سایہ سے خلط ملط ہوتا۔ تیرہویں یہ کہ صاف چیز پر سایہ صاف دکھائی دیتا ہے اور ناپاک چیز پر سایہ بھی ناپاک نظر میں آتا ہے، پس مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ ناپاک دکھائی دیتا۔[1]

بہرحال اہلِ انصاف کے لئے شاہراہِ حق نہایت واضح ہے۔ دعا ہے کہ حضرتِ رب العالمین جل وعلا ہمیں صراطِ مستقیم پر ہی چلائے، حسد وضد اور عناد سے بچائے اور اپنے محبوبِ اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی اور صحیح محبت عطا فرماتے اور اپنے محبوبِ اکرم کی رفعتِ شان سے باخبر بنائے۔

والحمد للہ رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ ونورہٖ والہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم فی کل وقت وحین آمین آمین یارب العلمین ویاارحم الراحمین۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۶۶ھ

الاستفتاء

مسئلہ مرسلہ چک ۱۰۱/۴

---

[1] شیرِ طریقت حاشیہ شہبازِ شریعت مطبوعہ رفاہِ عام پریس، لاہور

marfat.com

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا علم ہے یا نہیں؟ آیات وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

۲۔ کہ خرگوش کھانا بلوچ کے لئے اور سیّد کے لئے منع ہے یا نہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ بلوچ اور سیّد خرگوش نہیں کھا سکتے، اِس لئے جو بھی حوالہ ہو پیش کریں تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں بھی آیت اور حدیث کا بیان کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بلاشک وشبہ وریب حضرتِ رب العالمین نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب عطا فرمایا اور عالِم ما کان ومایکون بنایا، قرآنِ کریم میں ہے وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما (ترجمہ) اور سکھلا دیا تم کو جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور ہے فضل اللہ تعالےٰ کا تم پر بڑا۔ پ۵ ع ۱۴۔ نیز قرآنِ کریم میں ہے وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فامنوا بالله ورسله اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے، پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر۔ پ۴ ع ۹۔ نیز قرآنِ کریم میں ہے عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى

سے یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہوگا ایک ایک قطرہ اور ایک ایک ذرہ کے جاننے والا بنا دیا ۱۲ منہ

marfat.com

من رسول (ترجمہ) غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ پ۲۹ ع ۱۲۔ نیز قرآنِ پاک میں ہے وما ھو علی الغیب بضنین اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ پ۳۰ ع ۶۔

اِن آیات سے واضح طور پر یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے اور ان کے سوا متعدد آیات و احادیث بکثرت ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو رسالہ الکلمۃ العلیا اور خالص الاعتقاد مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔

خرگوش جس طرح دوسرے لوگوں پر حلال ہے اسی طرح بلوچوں اور سیّدوں پر بھی حلال ہے اور کھا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری ج۲ ص ۸۲۵ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اسکے دو سُرین یا دو ران قبول فرمائے اور جس چیز کو حضور علیہ السلام قبول فرمائیں وہ سادات کو بخوشی قبول کرنا چاہیے قرآنِ کریم میں ہے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلال و ھٰذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون متاع قلیل ولھم عذاب الیم "اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام، کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے"۔ پ۱۴ ع ۲۱۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ والہٖ وصحبہٖ وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

سنہ ۱۳۷۴ھ

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام وبزرگانِ دین شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ

سوال ۱ : کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا؟ اگر غیب تھا بھی تو کُل تھا؟

سوال ۲ : کیا حضور علیہ السلام خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مختارِ کل ہیں؟

سوال ۳ : کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں؟ امت کے ہر فعل کا مشاہدہ فرما رہے ہیں؟

سوال ۴ : کیا حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حیات وممات برابر ہے؟

سوال ۵ : اگر امام مسجد مالی حالت میں کمزور ہو تو عقیقہ اور قربانی کی کھال اس کو دینی جائز ہے؟

سوال ۶ : کیا قربانی یا عقیقہ کے بکرا کی کھال اس کے بنانے والے کو مزدوری میں دینی جائز ہے؟

کیا چار سوال جو پہلے درج ہیں ان سوالوں کا عقیدہ سے تعلق ہے اگر کوئی نفی کرتا ہو

ان سوالوں کا تو شرع محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم میں اسکو کیا کہنا چاہیئے؟

السائل : حافظ بشیر احمد، امام مسجد چک ۷۷/۱۲ ایل ڈی کمانہ خاص ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

جواب سوال ۱ : ہاں بفضلہٖ وکرمہٖ تعالےٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کلّی علمِ غیب ہے قرآنِ کریم میں ہے

وما ھو علی الغیب بضنین اور بھی کئی آیتیں اور کافی حدیثیں ہیں۔

marfat.com

جواب سوال ۲ : ہاں قرآنِ کریم میں ہے انا اعطینٰک الکوثر[1] کوثر میں سب کچھ آجاتا ہے کما فی فتح العزیز وغیرہ۔

جواب سوال ۳ : ضرور قرآنِ کریم فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم[2]

جواب سوال ۴ : ہاں برابر ہے، وہ اب بھی رسول ہیں اور انہی کا حکم نافذ وجاری ہے۔ قرآنِ کریم نے محمد رسول اللہ[3] فرمایا ہے جو آج بھی اسی طرح حق ہے۔

جواب سوال ۵ : امام مسجد مالی حالت میں کمزور ہو یا نہ ہو، کھالیں دینی جائز ہیں جبکہ بطور امداد ہوں اور تنخواہ میں نہ دی جائیں۔

جواب سوال ۶ : قربانی کی کھال بنانے والے قصاب کو بطور مزدوری دینی جائز نہیں اور عقیقہ کا حکم بھی قربانی کی طرح ہے کما قالوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔

نفی کرنے والا بے علم ہے تو اسے سمجھایا جائے اور اگر بوجہ عناد انکار کرتا ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو عنادیوں کا ہے۔

ان چار جوابوں کی تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیہ، الامن والعلیٰ وغیرہ اہلِ سنت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۹ ربیع الثانی ۸۱ھ ۱۰-۱۰-۶۱

---

[1] اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ الکوثر، آیت : ۱

[2] بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں۔ المزمل، آیت : ۱۵

[3] محمد اللہ کے رسول ہیں۔ الفتح، آیت : ۲۹

ص ج ۳، ص ۲۸۶

marfat.com

الاستفتاء

مؤرخہ ۶۲-۱۲-۲۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرح اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآنِ پاک میں آرہا ہے ابراھیم لابیہ اٰزر آیا کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اور ہے تو اس کا نام لکھیں اور اچھی طرح وضاحت کر دینا، دوسری بات یہ ہے جب ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کا باپ زندہ تھا یا فوت ہو گیا تھا؟ مکمل جواب دیں۔

السائل: مولوی احمد دین نوری امام مسجد چک ۳۱ فور ایل جھوک کوڑی ڈاکخانہ چک ۲۷ ایل شاہپور تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب
اللھم اجعل لی النور والصواب

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے والدِ ماجد کا نام تارخ ہے "خاء" کے ساتھ یا "حاء" کے ساتھ، دونوں طرح تفاسیر میں آیا ہے اور آزر آپ کا عم یعنی چچا یا تایا ہے اور ہر ملک اور قوم کا عام محاورہ ہے کہ تایا یا چچا کو بَابَا یا اَبَّا کہا جاتا ہے بلکہ خود قرآنِ کریم میں پہلے پارہ کے آخر میں ہے نعبد الٰھک و الٰہ اٰبآئک ابرٰھیم[1] و اسمٰعیل و اسحٰق

---

[1] ابراھیم اسمٰعیل کذا فی المصحف الشریف ۱۲ منہ غفرلہ

marfat.com

الھا واحدا[1] تو حضرتِ اسماعیل کو جو حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے تایا ہیں "اَب" فرمایا ہے تو اسی طرح لاب۔ اٰزر میں آزر کو جو ابراہیم علیہ السلام کا عم ہے "اَب" سے تعبیر فرمایا ہے اس پر کہ آزر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں، محققینِ کرام نے کافی دلائل قائم فرمائے ہیں۔

تفسیرِ مظہری ج ۳ ص ۲۸۶ میں ہے کان اٰزر علی الصحیح عما لابراھیم والعرب یطلقون الاب علی العم[2] الخ نیز اسی میں ہے قال الزرقانی فی شرح المواھب ان دلیل کون اٰزر عما لابراھیم ما قد صرح بہ الشھاب الھیثمی بان اھل الکتابین والتاریخ اجمعوا ان اٰزر عم ابراھیم[3]

نیز ج ۳ ص ۲۸۷ میں ہے وقال السیوطی روینا بالاسانید عن ابن عباس و مجاھد وابن جریر والسدی انھم قالوا لیس اٰزر ابا لابراھیم انما ھو ابراھیم بن تارخ[4] نیز اسی میں ہے واما ابوہ فانہ تارح بالحاء المھملۃ وقیل بالمعجمۃ[5]

نیز اس میں یہ دلیل ذکر کی ہے کہ بخاری شریف کی صحیح حدیث میں ہے بعثت من خیر قرون بنی اٰدم قرنا فقرنا جس کا حاصل یہ کہ ہر زمانہ میں بنی آدم کی بہترین جماعت میں سے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھیجے گئے (ج ۱ ص ۵۰۳)

اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سب

---

[1] ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا۔ البقرہ۔ آیت: ۱۳۳

[2] صحیح یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہ تھا بلکہ چچا تھا اور عرب چچے کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔

[3] زرقانی شرح المواہب میں لکھتے ہیں کہ شہاب ہیثمی کی تصریح کے مطابق آزر کے ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مؤرخین اہلِ یہود و نصاریٰ کا اجماع ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

[4] امام سیوطی فرماتے ہیں ہم نے ابن عباس، مجاہد، ابن جریر، سدی وغیرہ مفسرین سے باقاعدہ اسناد سے روایت کیا ہے کہ آزر ابراہیم کا باپ نہ تھا بلکہ تارخ باپ تھا۔

[5] ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ تھے حاءِ مہملہ سے تارح اور حاءِ معجمہ یعنی خاء سے تارخ بھی پڑھا گیا ہے۔ (مرتب)

marfat.com

باپ دادے ہر زمانہ میں بہترین جماعت میں سے تھے حالانکہ کافر بہترین نہیں ہوسکتا بلکہ بدترین ہوتا ہے، قرآنِ کریم فرماتا ہے ولعبد مؤمن خیر من مشرک [1] اور کافروں کے حق میں فرماتا ہے اولٰئک ھم شر البریۃ [2] تو معلوم ہوا کہ آزر جو بدترین تھا ہرگز ہرگز حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دادا نہیں بن سکتا اور یونہی فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ کے صـ میں ہے اور امام زرقانی نے مواہب اللدنیہ میں بڑی وضاحت فرمائی ہے دیکھئے ج ۱ ص ۱۷۶-۱۷۷۔ اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تو اپنے مخصوص متعدد رسائل میں یہ مسئلہ بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے خصوصاً مسالک الحنفاء کے صفحات ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ اور رسالہ الدرج المنیفہ کا صفحہ ۱۱ دیکھنے کے قابل ہیں اور مجددِ مائۃِ حاضرہ امامِ اہلِ سنّت والجماعت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ شمول الاسلام جو مرکزی انجمن حزب الاحناف اندرون دہلی دروازہ لاہور سے ملتا ہے اس میں بھی بڑی تفصیل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ والہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۵ شعبان المعظم ۸۲ھ ۲-۱-۶۳

---

[1] اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔ سورۃ البقرہ، آیت : ۲۲۱

[2] وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ سورۃ البینہ، آیت : ۶

marfat.com

marfat.com

تعارف

اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان لے آئے اور اسی اعتقاد پر فوت ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو بالآخر عذاب سے نجات پاکر جنت میں داخل ہوگا۔ مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ (متفق علیہ)

اس کے برعکس جس نے اس پاکیزہ کلمہ کو دل میں نہ اتارا بخشش ونجات کا دروازہ اپنے لئے بند رکھا اور نعمتِ ایمان سے محروم رہا وہ ہمیشہ ہمیشہ ذلت ورسوائی میں مبتلا ہوکر آخرت کے دائمی عذاب میں گرفتار رہے گا اور کبھی خلاصی نہیں پاسکے گا۔

جمہور کی اِس رائے کے برعکس سیدنا محی الدین ابنِ عربی قدس سرہ (۶۳۸ھ) کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ "کفار کے لئے دائمی عذاب نہیں بلکہ ایک وقت کے بعد وہ بھی نجات پاجائیں گے اور دوزخ کا عذاب ان کے لئے راحت وسکون کا باعث بن جائے گا۔"

یہ رسالہ سیدنا ابنِ عربی کی طرف منسوب اسی قول کے حوالے سے کئے گئے ایک استفتاء کے جواب میں سیّدی فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز نے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۳ء میں تحریر فرمایا تھا جس میں آپ نے دلائل وبراہین کی روشنی میں کفار کے دائمی عذاب کے ثبوت اور حضرتِ ابنِ عربی کے اِس قول پر مفصل بحث کی ہے۔

موضوع کی مناسبت سے یہ غیر مطبوعہ رسالہ فتاوٰی نوریہ کی کتاب العقائد میں شامل کیا جارہا ہے ——— اس رسالہ کی عربی عبارات کا ترجمہ استاذ العلماء حضرت مولانا ابوالضیاء محمد باقر نوری رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے چند ماہ پہلے کیا تھا فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(مرتب)

marfat.com

انار استمرار الکفّار
فی
اضرار النّار

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندریں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کفار کو بھی ہمیشہ کے لئے عذاب نہ ہوگا، ہوتا ہوتا بند ہو جائے گا بلکہ لذت بن جائے گا اور آگ کے جلانے سے لذت پائیں گے کہ عذاب عَذب سے مشتق ہے اور عذب راحت پر دال ہے اور فتوحاتِ مکیہ میں ہے کہ عذاب ہمیشہ نہ رہے گا تو ہم حضرتِ ابنِ عربی جو ایک زبردست صوفی گذرے ہیں، ان کا قول کس طرح رد کریں؛ آیا قولِ مذکور صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

بینوا ماجورین من رب العلمین

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العزیز الحمید غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول ذی البطش الشدید السبوح القدوس الصادق فی الکلام والوعد والوعید فلا ینقلب نعیم المؤمنین عذابا ولا عذاب الکفرین نعیما ولو بعد امد بعید وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہ وھو السمیع العلیم وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون وصلی اللہ علی الصادق المصدوق الامین المامون وعلی اٰلہ وصحبہ المبلغین عنہ بالصدق المتین وسلم سلاما دائما فی کل وقت وحین۔

شخص مذکور کا قول مسطور محض لغزش و باطل ومطرود ہے نہ قولِ ابنِ عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مشہود، نہ آیاتِ الٰہی میں اِس کا اصل موجود بلکہ اس کا ردِّ صریح معلوم ومعہود دلائلِ قاہرہ باہرہ ظاہرہ زاہرہ کے ایراد سے پہلے عذاب کا معنی سمجھنا ضروری ہے کہ تصویرِ جواب بآسانی ہوسکے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر طبع مصر ج ۱ ص ۱۸۲، علامہ ابو السعود حنفی ارشاد العقل مصری ج ۱ ص ۹۳ میں عذاب کی تعریف یہ ارشاد فرماتے ہیں کل الم فادح یعنی ہر دردِ غالب

marfat.com

امام محی السنۃ بغوی علیہ الرحمہ معالم التنزیل مصری ج ۱ ص ۲۸ میں فرماتے ہیں والعذاب کل مایعنی الانسان و یشق علیہ قال الخلیل العذاب مایمنع الانسان عن مرادہ یعنی عذاب ہر وہ چیز ہے جو تکلیف دے انسان کو اور سخت ہو اس پر، خلیل فرماتے ہیں کہ عذاب وہ چیز ہے جو انسان کو اس کی مراد سے روکے۔

امام علاؤالدین علی صوفی خازن لباب التأویل مصری ج ۱ ص ۲۸ میں فرماتے ہیں حقیقۃ العذاب ھو کل مایؤلم الانسان و یعیبہ[1] و یشق علیہ وقیل ھو الایجاع الشدید وقیل ھو مایمنع الانسان من مرادہ یعنی حقیقتِ عذاب یہ ہے کہ وہ ایسی ہر چیز ہے کہ انسان کو درد پہنچائے اور عیب ناک بنائے اور مشکل ہو اس پر اور کہا گیا ہے کہ عذاب سخت درد دینے کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ عذاب وہ چیز ہے کہ روکے انسان کو اپنی مراد سے۔

صاوی علی الجلالین مصری ج ۱ ص ۹ میں ہے العذاب ھو ایصال الألام للحیوان علیٰ وجہ الھوان یعنی عذاب حیوان کو پہنچانا دردوں کو بطور ذلت ہے۔ تمام کا محصّل یہ کہ عذاب میں سخت درد کا ہونا ضروری ہے اور قرآنِ کریم میں عذاب کے اوصاف ایسے ذکر کئے گئے ہیں جن سے اس معنیٰ کی تاکید بداہۃً حاصل ہے جیسے عذابِ عظیم، عذابِ الیم، عذابِ مہین، غلیظ، اکبر، اخزیٰ، اشق، اشد وغیرہ بلکہ بالتخصیص ارشاد ہوا کہ ان عذابی ھو العذاب الالیم کہ بلاشبہ میرا ہی عذاب عذابِ دردناک ہے۔

تو جن آیاتِ مواعید میں کفار کے عذابِ دائمی کی خبر دی گئی ہے ان میں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ عذاب سے وہی الم اشدّ مراد ہے جو عذاب کا معنیٰ ہے نہ کہ عین ذاں الف بار

---

[1] ھکذا فی نسختی وارمی انہ یعنیہ من التعیینہ بکسر فی المعالم ۱۲ نور غفرلہ

marfat.com

کا مجموعہ اور اس عذاب کی صفت یہ ہے کہ مقیم ہوگا۔ پارہ ششم کے رکوع دہم میں ہے ولھم عذاب مقیم تو اگر عذاب کا معنٰے یعنی الم اشد نہ رہے بلکہ عذاب بن جائے تو مقیم نہ رہا بلکہ زائل ہوگیا حالانکہ عذاب دینے والا فرماتا ہے کہ مقیم ہے۔

نیز آیاتِ عذاب میں الم اشد مراد ہے یا عذب اگر عذب مراد ہے تو ہمیشہ ہی عذب ہونا چاہیئے کہ اس کی صفت مقیم ہے نہ کہ پہلے الم اور پیچھے عذب اور اگر الم اشد مراد ہے تو ہمیشہ ہی الم اشد رہنا چاہیئے، اس کی کیا دلیل کہ ایک مدت عذاب وارد فی الکتاب بمعنے الم اشد رہیگا اور بدل کر اس کا معنٰے راحت بن جائے گا، مولٰی سبّوح وقدوس تو فرماتا ہے ق ع ۱۶ ما یبدل القول لدی میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔

ہزارہا الفاظ مشترک ہیں بکثرت قبیلۂ اضداد سے ہیں، بہت ایسے ہیں جو حقیقت و مجاز میں مستعمل ہوئے ہیں مگر یوں نہیں کہ ایک مدت تک ایک ہی کلام میں ایک معنٰی مراد ہے اور پھر بدل کر دوسرا ہو جائے بلکہ جو معنٰے مراد ہو وہی رہتا ہے کما لا یخفٰی علٰی خادم الاصول والعلوم اور اگر یہ مسلم نہیں تو اس قاعدۂ تبدلِ معنٰی کو مدّنظر رکھ کر اگر کوئی زندیق کہے کہ صلوٰۃ کا معنٰے دعا، زکوٰۃ کا معنٰے نمو، حج کا معنٰے قصد، صوم کا معنٰے امساک لغتِ عرب میں ہے، پہلے زمانے میں شرعی معانی مراد رہے ہیں اور اب یہ لغوی معانی مراد ہوگئے ہیں لہٰذا میں انہیں پر کاربند ہوں گا تو کیوں نہیں کہہ سکتا بلکہ بہ نسبت عذب یہاں اقرب کہ یہ معانی لغوی ہیں اور لفظ بدلا بھی نہیں اور عذاب کا معنٰے لغوی عذب نہیں اور نہ ہی لفظ ایک ہے فافہم وتثبت۔

اور یہ کہنا کہ عذب سے عذاب مشتق ہے غیر صحیح ہے بلکہ عذاب سے عذب مشتق ہے، کما صرح بہ الرازی فی کبیرہ ج ۱ ص ۱۸۲ و ابو السعود فی ارشادہ ج ۱ ص ۹۳ والخازن فی لبابہ ج ۱ ص ۲۸ والبغوی فی معالمہ ج ۱ ص ۲۸ ونصہ قال[1]

---

[1] امام خلیل نے فرمایا عذاب وہ چیز ہے جو انسان کو اس کی مراد سے دور کردے اور اسی لئے میٹھے پانی کو عذب کہتے ہیں کہ وہ پیاس کو دور کرتا ہے۔

marfat.com

الخلیل العذاب مایمنع الانسان عن مرادہ ومنہ الماء العذب لانہ یمنع العطش فزال الاستدلال من اصلہ نیز اگر ذرہ بھر بصیرت والا تدبر سے صرف آیاتِ عذاب کا ہی مطالعہ کرے تو اس پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ مفروض معنے اصلاً نہیں ہوسکتا، ہوسکتا تو علیحدہ اس کا وہم بھی نہیں آسکتا۔ سنئے :

۱۔ ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولاھم ینظرون[1] پ۲ ع۳۔

۲۔ اولئک جزاؤھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولاھم ینظرون[2] پ۳ ع۱۷۔

جس پر لعنۃ اللہ ہے وہ رحمۃ اللہ سے دور ہے تو اسے راحت کیسے مل سکتی ہے جب اصلاً تخفیف نہیں ہوگی تو انتفاء کس طرح ہوگا اور جب عذاب سے مہلت نہیں ملنی تو راحت کس وقت میں پائیں گے ؟

تفسیر کبیر ج۲ ص۴۹ میں ہے والحاصل[3] ان ھذہ الصفات الثلثۃ التی ذکرھا اللہ تعالیٰ للعقاب فی ھذہ الآیۃ دلت علی یاس الکافر من الانقطاع والتخفیف والتاخیر نیز اسی میں ج۲ ص۴۹۱ میں ہے فامعنی[4]

---

[1] بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ البقرہ ، آیت ۱۶۱ - ۱۶۲۔

[2] ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی، ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے۔ آلِ عمران ، آیت : ۸۷ - ۸۸۔

[3] حاصل یہ ہے کہ اس آیت میں عذاب کی یہ تینوں صفات جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہیں، عذاب کے ختم ہونے ہلکا ہونے اور مؤخر ہونے سے کفار کی مایوسی اور ناامیدی پر دلالت کرتی ہیں۔

[4] تو معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو کفار کے عذاب کو ہلکا کرے گا اور نہ ہی ایک وقت سے دوسرے وقت تک مؤخر کریگا اور یہی تحقیق ہے متکلمینِ کرام کے قول کی کہ کافر کا عذاب خالص ضرر ہے جس میں کسی فائدہ کی آمیزش نہیں، دائمی ضرر جسمیں کبھی انقطاع نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

marfat.com

انہ لا یجعل عذابہم اخف ولا یؤخر العقاب من وقت الی وقت
وھذا تحقیق قول المتکلمین ان العذاب الملحق بالکافر مضرۃ
خالصۃ عن شوائب المنافع دائمۃ غیر منقطعۃ نعوذ باللہ منہ
۳۔ واذا رأی الذین ظلموا العذاب فلا یخفف عنہم ولاھم ینظرون ۱۲ع ۱۸
تو جس وقت ان کو عذاب نظر آئے گا، اس وقت سے لے کر آگے ان کے لئے تخفیف نہ ہوگی
اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

تفسیر کبیر ج ۵ ص ۳۴۳ میں و تحقیقہ[1] ما یقولہ المتکلمون
من ان العذاب یجب ان یکون خالصا عن شوائب النفع وھو المراد
من قولہ لا یخفف عنہم العذاب و یجب ان یکون العذاب دائما
وھو المراد من قولہ ولاھم ینظرون۔

دیکھا کہ نصوصِ صریحہ سے بیّن طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ عذاب بمعنٰے الم اشد ہی ہیگا۔
عذاب سے لفظِ عذاب مراد ہے یا معنی، اگر معنٰے مراد ہے تو وہ عذب نہیں، الم اشدّ ہے اور
اس میں تخفیف ہو نہیں سکتی بحکم لا یخفف تو الم اشد الم اشد ہی رہے گا اور اگر لفظِ عذب
مراد ہے تو بحکم لا یخفف اس میں بھی تخفیف نہ ہوگی تو عذب کیسے بنے گا کہ عذب مخففِ
عذاب ہے نیز اگر لفظِ عذاب مراد ہے تو یہ کہنا کہ عذاب سے مراد عذب ہے غلط کہ مراد و معنی
متساوی ہیں اور اگر عذب مراد لیں تو تب بھی مُدّعائے قائل حاصل نہیں کہ عذب سے مراد معنی عذاب ہوگا
یا لفظِ عذب، معنی عذب تو ہو نہیں سکتا کہ محض تحکم کہ عذابِ منصوص کا معنٰی غیر مراد اور عذبِ مفتری کا معنٰی

---

[1] تحقیق اس کی وہی ہے جو متکلمین فرماتے ہیں کہ کافر کے عذاب میں لازم ہے کہ ذرہ بھر نفع کی ملاوٹ نہ ہو اور یہی مراد ہے آیت لا یخفف عنہم العذاب سے اور ضروری ہے کہ وہ عذاب دوامی ہو اور اللہ تعالٰی کے فرمان ولاھم ینظرون سے یہی مراد ہے۔

marfat.com

مراد ہو اور اگر لفظِ عذب مراد ہو تو اس میں بہ نسبت لفظِ عذاب کوئی مفادِ راحت نہیں اور درحقیقت عذاب بمعنیٰ عذب لینا خود عذاب سے ہی انکار کرنا ہے کہ جیسے یہ عذاب سمجھ رہا ہے وہ عذاب نہیں اور جو عذاب ہے عذب نہیں ؎

شیر بے پا دسر و اشکم کہ دید
ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید

اور سنئے، ارشادِ والا ہے :۔

۴۔ ان الذین کفروا بایٰتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما ۵ ع ۵ [1]

کلما لغتِ عرب میں عمومِ افعال کے لئے ہے جس کے شاہدِ عدول نصوصِ فتاوٰی امامِ اجل قاضی خان ج۲ ص ۲۲۰ ، ہدایہ ج۲ ص ۳۶۶ ، فتح القدیر ج۳ ص ۴۵۰ ، بحر الرائق ج۴ ص ۱۶ ، فتاوٰی عالمگیری ج۳ ص ۸۲ (ضمناً) ، درالمختار ج۴ ص ۶۸۸ (طبع مع شرح) ، ردالمحتار ج۲ ص ۶۸۸ ، نورالانوار ص ۷۶ ، اتقان ج۱ ص ۱۶۹ وغیرہا میں ہے ، کلماتِ ہدایہ ج۲ ص ۳۶۶ میں یوں ہدایت کی گئی فانھا تقتضی تعمیم الافعال قال اللہ تعالیٰ کلما نضجت جلودھم الایۃ ومن ضرورۃ التعمیم التکرار [2] تو حاصلِ معنیٰ یہ ہوا کہ ان کو آگ میں داخل کر کے بھونا جائے گا اور جب کبھی کھالیں پک جائیں گی بدلائی جائیں گی اور کھالوں سے تاکہ نئی کھالوں سے عذاب چکھیں اور

---

[1] جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کرینگے ، جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں ، بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ النساء ، آیت : ۵۶

[2] کلمہ کلما تعمیم افعال کا مقتضی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلما نضجت جلودھم الآیہ اور تعمیمِ افعال تکرارِ افعال کا مستلزم ہے۔

marfat.com

عذاب میں کمی نہ آئے؛ بیشک اللہ تعالےٰ قادر و غالب ہے کہ انسان کو ابدالآباد آگ میں جلا بھی سکتا ہے اور جلا بھی سکتا ہے، حکمت والا ہے، اس کے ہر کام میں حکمت ضرور ہوتی ہے تو اس تعذیب ابدی میں بھی ضرور حکمتِ خاصہ مضمر ہوگی۔

خازن ج ۱ ص ۴۵۶ میں ہے نصلیہم نارا[1] ای ندخلہم نارا نشویہم فیہا ومثلہ فی الکبیر۔ خازن ج ۱ ص ۴۵۷ میں ہے قولہ تعالیٰ لیذوقوا العذاب ای[2] انما فعلنا ذلک لیجدوا الم العذاب وکربہ وشدتہ۔ کبیر ج ۳ ص ۲۳۹ میں ہے قولہ تعالیٰ لیذوقوا العذاب ای لیدوم لہم ذوقہ ولا ینقطع کقولک للمعزون اعزک اللہ ای ادامک علی العز وزادک[3] فیہ ومثلہ فی الارشاد، ج ۳ ص ۱۷۹۔ نیز کبیر میں ہے وایضا[4] المراد لیذوقوا بہذہ الحالۃ الجدیدۃ العذاب والا فہم ذائقون مستمرون علیہ۔ ارشاد ص ۱۷۹ میں ہے و التعبیر من ادراک العذاب بالذوق لیس لبیان قلتہ بل لبیان ان[5] احساسہم بالعذاب فی کل مرۃ کاحساس الذائق بالمذوق من حیث انہ لا یدخلہ نقصان بدوام الملابسۃ ومثلہ فی الخازن والکبیر، آگے

---

[1] یعنی ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے، آگ میں بھونیں گے اور اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے۔

[2] یعنی ہم صرف اس لئے ایسا کریں گے کہ وہ عذاب کا درد، پریشانی اور سختی پاتے رہیں۔

[3] یعنی تاکہ انہیں عذاب کا احساس و ذوق ہمیشہ ہوتا رہے اور کبھی ختم نہ ہو مثل قول تیرے کے عزت والے کو اعزک اللہ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ عزت پر رکھے اور اس میں تجھے زیادتی عطا کرے۔

[4] نیز مراد ہے کہ وہ اس نئی حالت میں عذاب چکھیں ورنہ عذاب تو ہمیشہ اور بالدوام پاتے رہیں گے۔

[5] عذاب پانے کو عذاب چکھنے سے تعبیر کرنے کا مطلب اس کی قلت کا بیان نہیں بلکہ شدتِ عذاب کے بیان کے لئے جس طرح پہلی مرتبہ کسی چیز کو چکھنے سے اس کی مٹھاس یا کڑواہٹ کا احساس شدید ہوتا ہے لیکن بعد میں کم ہو جاتا ہے مگر عذاب کی شدت میں کمی نہ ہوگی بلکہ ہمیشگی کے باوجود شدت بدستور قائم دائم رہے گی۔

marfat.com

ارشادِ ارشاد ہے اولاً[1] اشعار بمرارۃ العذاب مع ایلامہ اوللتنبیہ علی شدۃ تاثیرہ من حیث ان القوۃ الذائقۃ اشد الحواس تاثرا او علی سرایتہ للباطن۔ کبیر میں ہے ثم قال تعالیٰ ان اللہ کان عزیزا حکیما والمراد[2] من العزیز القادر الغالب ومن الحکیم الذی لا یفعل الا الصواب وذکرھما فی ھذا الموضع فی غایۃ الحسن لا یقع فی القلب التعجب من انہ کیف یمکن بقاء الانسان فی النار الشدیدۃ ابد الآباد فقیل ھذا لیس بعجیب الخ

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ بدلیاں کتنی دیر کے بعد ہوتی ہیں۔ معالم وخازن وارشاد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک ساعت میں سو بار تبدیل ہوگی۔ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنکر فرمایا ھٰکذا[3] اسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول

---

[1] یا اس کے سخت درد کے ساتھ اس کی کڑواہٹ کی خبر دینے کے لئے یا یہ بتانے کے لئے کہ اس عذاب کی تاثیر سخت ہوگی اس لئے کہ قوتِ ذائقہ بہ نسبت دیگر حواس کے شدید ترین متاثر ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ عذاب جسم کی گہرائیوں تک سرایت کر جائے گا۔

[2] عزیز سے مراد غالب قدرت والا اور حکیم سے مراد وہ کہ جو کام بھی کرتا ہے، درست اور صحیح کرتا ہے اور اس جگہ پر ان دو ناموں کا ذکر نہایت حسین ومناسب ہے کہ یہاں یہ وہم ہو سکتا تھا کہ اتنی سخت ترین آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسان کی زندگی کیسے ممکن ہے؟ تو یہ اس وہم کا ازالہ ہے کہ وہ عزیز وحکیم ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

[3] میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے سنا۔

marfat.com

معالم وارشاد میں حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمود ہے کہ تاکلہم النار کل یوم سبعین الف مرۃ کلما اکلتہم قیل لھم عودوا فیعودون کما کانوا ومثلہ فی الخانیہ۔

سبحان اللہ! قدوۃ اہل التصوف سے ثابت ہوا کہ اتنا سخت عذاب ابدالآباد کفار کے لئے ہوتا ہی رہے گا۔ نیز ارشاد میں ہے لعل السر فی تبدیل الجلود مع قدرتہ تعالیٰ علیٰ ابقاء ادراک العذاب وذوقہ بحالہ مع الاحتراق او مع بقاء ابدانہم علیٰ حالہا مصونۃ عن الاحتراق ان النفس بما تتوہم من زوال الادراک بالاحتراق ولا تستبعد کل الاستبعاد ان تکون مصونۃ عن التالم والعذاب صیانۃ بدنہا عن الاحتراق [2]

سبحان اللہ! خالق الارواح والنفوس کو معلوم تھا کہ ایسے توہماتِ فاسدہ کا سدباب ہونگے پہلے سے ہی ازالہ فرمادیا۔ اور سنئے:

۵۔ واما الذین فسقوا فماوٰہم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا وقیل لہم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ

---

[1] انہیں ہر روز ستر ہزار مرتبہ آگ جلائے گی۔ ہر گاہ کہ آگ جلائے گی فوراً ان کے جسم پہلی حالت میں لوٹا دئے جائیں گے اور وہ پہلے کی طرح تازہ بنتے رہیں گے۔

[2] باوجودیکہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ ان کو احتراق کی حالت میں ہی عذاب دیتا رہے یا اتنی شدید آگ میں ان کے جسم جلنے نہ دے کہ عذاب اسی حال میں پاتے رہیں مگر شاید کہ اس تبدیلیٔ اجسام میں راز یہ ہے کہ کوئی یہ وہم کر سکتا تھا کہ احتراق کے بعد عذاب زائل ہو جائے گا یا ان کے ابدان کو آگ نہیں جلائے گی اور درد و عذاب سے محفوظ ہو جائیں گے تو اس وہم کا ابتداءً ہی ازالہ کر دیا۔ (ارشاد العقل ص ۱۸۰)

marfat.com

تکذبون پ۲۱ ع ۱۵۔ یعنی کفار کا ٹھکانا آگ ہے، جب کبھی نکلنا چاہیں گے اس میں سے پھیر دیئے جائیں گے اس میں اور فرمایا جائے گا ان سے چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

مدعیٰ بالکل واضح ہے، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۶۴ میں اس آیت کے تحت اسی آیہ سے ایک وہم کا ازالہ بتلایا ہے اور وہی وہم قائل کو دامنگیر ہوا لہٰذا وہ عبارتِ کبیر بعینہا لکھی جاتی ہے اور پہلے بھی اسی قسم کے ازالے تفاسیر سے منقول ہو چکے ہیں، فرماتے ہیں:

وقولہ[1] تعالیٰ کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا وقیل لہم ذوقوا اشارۃ الیٰ معنی حکمی وھو ان المولم اذا تمکن والا لم اذا امتد لم یبق بہ شعور تام ولہٰذا قال الاطباء ان حرارۃ حمی الدق

---

[1] اس میں ایک حکمی معنےٰ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ دردِہ چیز جس وقت ٹھکانہ پکڑ لے اور درد ممتد ہو جائے یعنی طویل ہو جائے تو اس کا پورا شعور نہیں رہتا یعنی طبیعت کے ساتھ مل جاتا ہے اسی لئے طبیب کہتے ہیں کہ تپ دق کی حرارت تپِ ملغمی کی حرارت سے اس قدر زیادہ ہے کہ جیسے آگ کی حرارت گرم پانی کی حرارت سے مگر اس کے باوجود تپ دق کی حرارت کو آدمی اتنا محسوس نہیں کرتا جتنا تپِ ملغمی کی حرارت کو محسوس کرتا ہے اور یہ تپ دق کے جسم میں مدتِ دراز تک رہنے اور جاگزیں ہو جانے کے باعث ہے اور ملغمی بخار چونکہ نیا آتا ہے اس لئے اس کی حرارت ظاہر اور احساس زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان سرد پانی میں ہاتھ ڈالے تو پہلے سردی کا بہت زیادہ احساس ہوتا ہے لیکن اگر کچھ عرصہ صبر کرے تو حاسہ کمزور ہو جائے گی اور برودت کی تکلیف اور درد خفیف بلکہ ختم ہو جائے گا۔ جب یہ بات جان لی تو اب سمجھیں کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کلما اعیدوا الآیہ میں اس طرف اشارہ ہے اور اس وہم و اشتباہ کا رَدّ و ازالہ ہے کہ کفار کا عذاب ایسا نہیں ہوگا کہ مدت کے بعد طبیعت کے ساتھ مل کر رک جائے گا بلکہ ہر حال میں ان پر نیا درد ناک عذاب اترتا رہیگا اور فرمانِ باری تعالےٰ ذوقوا الآیہ اسی معنیٰ کی تائید کرتا ہے۔

marfat.com

بالنسبۃ الی حرارۃ الحمّی البلغمیۃ نسبۃ النار الی الماء المسخن ثم ان المدقوق لا یحس من الحرارۃ بما یحس بہ من بہ الحمی البلغمیۃ لتمکن الدق وقرب العہد بظہور حرارۃ الحمی البلغمیۃ وکذلک الانسان اذا وضع یدہ فی ماء بارد یتألم یدہ من البرد فاذا صبر زمانا طویلا تتثلج یدہ ویبطل عنہ ذلک الالم الشدید مع فساد مزاجہ، اذا علمت ھذا فقولہ تعالیٰ کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا اشارۃ الی ان الالم لا یسکن عنہم بل یرد علیہم فی کل حال امر مولم یجدد وقولہ ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون یقرر ما ذکرنا۔

اور نکلنا چاہیں گے کیوں؟ اس کا جواب دوسری آیت میں موجود ہے، سنئے:

فالذین کفروا ..... لہم مقامع من حدید کلما ارادوا ان یخرجوا منہا من غم اعیدوا فیہا وذوقوا عذاب الحریق [1]

معالم وخازن میں ہے یعنی کلما حاولوا الخروج من النار لما یلحقہم من الغم والکرب الذی یاخذ بانفاسہم [2]

اور نکلنا چاہیں گے، کب؟ اس کا جواب خازن ومعالم وکبیر ج ۶ ص ۱۵۳، ارشاد ج ۷

---

[1] تو جو کافر ہوتے ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں جب گھٹن کے سبب اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا چکھو آگ کا عذاب۔ الحج، آیت: ۱۹ تا ۲۲

[2] یعنی غم و پریشانی جو ان کے سانس بند کر دے گی، کے سبب جب کبھی بھی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے واپس لوٹا دیئے جائیں گے۔ (ج ۵، ص ۹)

marfat.com

ص ۱۲۲ وغیرہا میں ہے، امام فخر الدین رازی کے الفاظ امام الطائفہ حضرتِ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جو بہت بڑے صوفی بلکہ امام الصوفیاء ہیں، یہ ہیں :-

ان النار تضربہم بلھبھا فترفعہم حتی اذا کانوا فی اعلاھا ضربوا بالمقامع فھووا فیھا سبعین خریفا[۲]

ارشاد ج ۷، ص ۴۲۷ میں ہے یروی انہ یضربہم لھب النار فیرتفعون الی طبقاتھا حتی اذا قربوا من بابھا وارادوا ان یخرجوا منھا یضربہم اللھب فیھوون الی قعرھا وھکذا یفعل بھم ابدا الخ[۳] حریق کا معنےٰ ارشاد و کبیر وغیرہا میں یہ ہے والنظم للامام والحریق الغلیظ من النار العظیم الاھلاک[۴]

نکلنا تو چاہیں گے مگر نکل نہیں سکیں گے کہ قرآنِ کریم میں ہے :

۶- یریدون ان یخرجوا من النار و ماھم بخارجین منھا ولھم عذاب مقیم[۵] ۶..

ارشاد ج ۳ ص ۴۱۸ میں ہے قولہ عز وجل و ماھم بخارجین منھا اما حال من فاعل یریدون او اعتراض و ایا ما کان فایثارہ الجملۃ الاسمیۃ

---

[۱] طلبوا الخروج منھا کما فی الخازن ج ۲ ص ۳۹ تحت الکریمۃ الأیۃ والکبیر ج ۳ ص ۴۰ والارشاد ج ۳ ص ۴۱۸۔ نورعفرنہ

[۲] بے شک آگ کے شعلے ان کو لگیں گے تو وہ شعلے ان کو اوپر اٹھائیں گے جس وقت بالائی طبقۂ نار میں پہنچیں گے تو فرشتے لوہے کی گرزیں مار مار کر ستر سال کی گہرائی و پستی میں گرادیں گے۔ (تفسیر کبیر طبع جدید ج ۲۳ ص ۲۲)

[۳] روایت کیا گیا ہے کہ آگ کا بھبھوکا ان کو لگے گا تو وہ اوپر طبقاتِ نار کی طرف چڑھیں گے حتیٰ کہ جس وقت دروازۂ نار کے قریب ہوں گے اور نکلنے کا ارادہ کریں گے تو ان کو پھر نار کا شعلہ پڑے گا جس سے وہ پھر قعرِ نار میں جا گریں گے اور ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ اسی طرح کیا جاتا رہے گا۔

[۴] حریق کا معنےٰ سخت آگ بہت ہلاک کرنے والی۔

[۵] دوزخ سے نکلنا چاہیں گے اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور ان کو دوامی سزا ہے۔ المائدہ، آیت : ۳۷

marfat.com

علی الفعلیۃ مصدرۃ بما فی الحجازیۃ الدالۃ بما فی خبرھا من نفی
علی تاکید النفی لبیان کمال سوء حالھم باستمرار عدم خروجھم
منھا فان الجملۃ الاسمیۃ الایجابیۃ کما تفید بمعونۃ المقام
دوام الثبوت تفید السبیلۃ ایضا بمعونۃ المقام دوام النفی لا نفی
الدوام کما مر فی قولہ تعالیٰ ما انا بباسط الخ وقرئ ان یخرجوا
علی بناء المفعول من الاخراج ولھم عذاب مقیم تصریح بما اشیر
الیہ انفا من عدم تناھی مدتہ بعد بیان شدتہ [1]

نیز پُر ظاہر کہ یہ عذاب جزائے کفر ہے چنانچہ صراحۃً بہت آیات سے ثابت ہے صرف ایک آیت پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

۷۔ ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون [2]

کبیر ج ۴ ص ۵۸۱ میں ہے واما قولہ تعالیٰ ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون ففیہ ثلث مسائل المسئلۃ الاولیٰ ان تعالیٰ انما

---

[1] قولہ ما ھم بخرجین منھا یا تو یریدون کے فاعل سے حال ہے یا جملہ اعتراضیہ ہے جو بھی ہو جملہ فعلیہ پر جملہ اسمیہ کا اختیار جس پر ما نافیہ اور اس کی خبر پر با زائدہ جو تاکید نفی پر دلالت کر رہا ہے ان کی پوری بدحالی اور آگ سے عدم خروج کی ہمیشگی کے بیان کے لئے ہے اس لئے کہ جس طرح جملہ اسمیہ مثبتہ قرائن کی مدد سے دوامی ثبوت کا فائدہ دیتا ہے، اسی طرح جملہ اسمیہ منفیہ مقامی معاونت سے نفی کے دوام کا فائدہ دیتا ہے، دوام کی نفی نہیں کرتا، جس طرح اللہ تعالیٰ کے قول ما انا بباسط کے بیان میں بیان ہو چکا ہے اور ان یخرجوا، اخراج مصدر سے مضارع مجہول بھی پڑھا گیا ہے و لھم عذاب مقیم میں بیانِ شدتِ عذاب کے بعد مدتِ عذاب کے غیر متناہی ہونے کی تصریح ہے جیسا کہ ابھی پہلے اشارہ کیا گیا۔

[2] پھر ظالموں سے کہا جائیگا ہمیشہ کا عذاب چکھو تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے۔ یونس، آیت: ۵۲

marfat.com

ذکر العقاب والعذاب ذکر هٰذه العلة کان سائلا یسال، و یقول یارب العزة انت الغنی عن الکل فکیف یلیق برحمتک، هٰذا التشدید والوعید فهو تعالیٰ یقول انما عاملتک بهٰذه المعاملة ابتداء بل هٰذا وصل الیک جزاء علیٰ عملک الباطل[1]

پس جزائے کفر میں یہ کیونکر متصور کہ عذب و آرام ہو کہ کفر اعظم جنایات ہے، اس کی جزا بھی جزاءِ اعظم ہوگی نیز عذابِ کفار ایسے اندازوں میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جن میں تاویلِ مؤولین چل ہی نہیں سکتی چنانچہ مذکور ہوا اور ہوتا ہے، سنئے :

۸۔ من اعرض عنه فانه یحمل یوم القیٰمة وزرا خٰلدین فیها وساء لهم یوم القیٰمة حملا[2] (ت ۱۶ ع ۱۴)

وزر کا معنے بوجھ اور اس سے مراد عذاب ہے۔ اب کہئے کہ یہ بھی عذب ہو سکتا ہے، کبیر ج ۶ ص ۱، ارشاد ج ۷ ص ۵۵ والنظم من ههنا وزرا ای عقوبة ثقیلة

---

[1] اللہ تعالےٰ کا قول هل تجزون الا بما کنتم تکسبون اس میں تین مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس جگہ بھی عذاب و عقاب کا ذکر کیا، اس کی علت و سبب یہی بیان کیا (یعنی انسان کا اپنا کسبِ عمل) گویا کہ کوئی سوال کرتا ہے۔ اے رب العزت تو کُل عالم و مافیہ سے بے نیاز ہے تو یہ اتنی سختی اور وعیدِ شدید تیری رحمت کے کس طرح لائق ہے؟ تو اس کا جواب بیان کیا کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ میں نے ابتداءً اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ یہ اس کے اپنے عملِ باطل و شنیع کی جزاء اور اپنے ہی کردار کی سزا ہے۔

[2] جو اس سے منہ پھیرے تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ قیامت کے دن ان کے حق میں کیا ہی بُرا بوجھ ہوگا۔ طٰہٰ، آیت : ۱۰۰ تا ۱۰۱۔

marfat.com

فادحۃ علی کفرہٖ و سائر ذنوبہٖ وتسمیتہا وزرا لتشبیہہا فی ثقلہا علی المعاقب وصعوبۃ احتمالہا بالحمل الذی یفدح الحامل و ینقض ظہرہ اولانہا جزاء الوزر و ہو الاثم والاول ہو الانسب بما سیأتی من تسمیتہا حملا [1]

عذاب کا عذب ہونا درکنار، اتنی شدت ہوگی کہ کفار صرف ایک دن ہی کی تخفیف کے متمنی ہوں گے۔ التجائیں کریں گے مگر وہ بھی نہ سنی جائیں گی اور ایک دن سے زائد کی تخفیف تو ان کی نظر میں بھی اس قدر مستحیل و غیر ممکن ہوگی کہ اس کی آرزو بھی نہ کر سکیں گے، سنئے:

۹۔ و قال الذین فی النار لخزنۃ جہنم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب [2] (ر ۲۴ ع ۱۰)

ارشاد ج ۷ ص ۶۲۹ میں ہے واقتصارہم فی الاستدعاء علی ما ذکر من تخفیف قدر یسیر من العذاب فی مقدار قصیر من الزمان دون رفعہ رأسا او تخفیف قدر کثیر منہ فی زمان مدید لان ذلک عندہم مما لیس فی حیز الامکان ولا یدخل تحت امانیہم [3]

---

[1] وزر کا معنے سخت بھاری سزا اس کے کفر اور باقی تمام گناہوں پر مشقت ڈالنے والی اس عقوبت کا نام وزر رکھنے میں تشبیہ ہے اسکے ناقابلِ برداشت بوجھ اور سختی کی اس بوجھ کے ساتھ جو اٹھانے والی پر بھاری ہو اور پیٹھ توڑ دے یا اس لئے کہ یہ اس وزر یعنی گناہ کی سزا ہے اور پہلی وجہ زیادہ مناسب ہے جیسے آگے اس کا نام حمل آتا ہے۔

[2] اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے المؤمن آیت: ۴۹

[3] اور کفار کا عذاب میں تھوڑی سی تخفیف تھوڑے سے وقت کے لئے مانگنے پر اقتصار کرنا اور عذاب سے خلاصی یا زمانہ طویل تک تخفیف کا طلب نہ کرنا اس لئے کہ عذاب سے رہائی یا عرصہ دراز تک تخفیف ان کے نزدیک ناممکن اور انکی تمناؤں اور امیدوں کے تحت داخل ہی نہیں ہوگی۔

marfat.com

عذاب سے اتنے تنگ آئیں گے کہ مرنا پسند کرینگے، استدعائیں کریں گے، ارشادِ اعلےٰ ہے :۔

۱۰۔ ان المجرمین فی عذاب جھنم خٰلدون لا یفتر عنھم وھم فیہ مبلسون وما ظلمنٰھم ولٰکن کانوا ھم الظّٰلمین ونادوا یٰمٰلک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون ۰ لہ ۲۵ ع ۱۳۔

دنیا کا عذاب گو کتنا ہی بڑا ہو اور سخت ہو اِس سے آخر نجات ہو جاتی ہے کہ معذّب یا مَر جاتا ہے اور یا جھیلتا جھیلتا عادیٔ فاسد المزاج ہو جاتا ہے، تکلیف محسوس نہیں کرتا یا رونے چیخنے سے عذاب دینے والا عذاب اٹھا لیتا ہے یا عذر و استدعا کرنے سے چھوڑ دیتا ہے یا کوئی حمایتی سفارشی چھڑا لیتا ہے مگر عذابِ آخرت میں کفار کے لئے کوئی امیدِ رہائی بلکہ کمیٔ عذاب متصور ہی نہیں چہ جائیکہ عذاب عذب ہو جائے۔ سبّوح وقدوس فرماتا ہے :۔

۱۱۔ والذین کفروا لھم نار جھنم لا یقضی علیھم فیموتوا ولا یخفف عنھم من عذابھا کذٰلک نجزی کل کفور وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم

لہ بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑیگا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے (یعنی موت دیدے) وہ فرمائے گا تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔

الزخرف، آیت ۷۳ تا ۷۷

marfat.com

النذير فذوقوا فما للظلمين من نصير [1]

کبیر ج ۷ ص ۴۸ میں ہے وفیہ لطائف، الاولیٰ ان العذاب فی الدنیا ان دام کثیرا یقتل فان لم یقتل یعتادہ البدن ویصیر مزاجا فاسدا متمکنا لا یحس بہ المعذب فقال عذاب نارہ الاخرۃ لیس کعذاب الدنیا اما ان یفنی واما ان یالفہ البدن بل ھو فی کل زمان شدید والمعذب فیہ دائم الثانیۃ راعی الترتیب علی احسن وجہ وذلک لان الترتیب ان لا ینقطع العذاب ولا یفتر فقال لا ینقطع ولا باقوی الاسباب وھو الموت حتی یتمنون الموت ولا یجابون کما قال تعالیٰ ونادوا یٰمٰلک لیقض علینا ربک ای بالموت [2]

---

[1] اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، نہ ان کی قضا آئے کہ مرجائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو اور وہ اس میں چلّاتے ہونگے اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ فاطر، آیت: ۳۶، ۳۷۔

[2] اس میں کئی لطائف ہیں، پہلا یہ کہ دنیا میں عذاب اگر لمبا ہو جائے تو انسان کو قتل کر دیتا ہے اور قتل نہ کرے تو مزاج فاسد ہو کر اس کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر اس کا احساس ختم ہو جاتا ہے تو فرمایا کہ آخرت کا عذاب ایسا نہیں کہ فنا کر دے یا بدن اس کا عادی ہو جائے بلکہ وہ ہر وقت سخت اور انسانِ کافر اس میں ہمیشہ عذاب دیا گیا ہوگا دوسرا لطیفہ نہایت حسین ترتیب کی رعایت کی کہ عذاب نہ منقطع ہوگا اور نہ سست ہوگا اور نہ سب سے قوی سبب انقطاع عذاب سے جو موت ہے حتی کہ موت کی آرزو کریں گے تو جواب ہی نہ دیا جائے گا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے یعنی موت دے دے"۔

marfat.com

باری تعالیٰ کا ارشاد سن چکے کہ کافروں کے لئے خلاصی و تخفیفِ عذاب نہیں حضرتِ مالک کا جواب پڑھ چکے کہ انکم ماکثون۔ خزنۂ جہنم فرمائیں گے فادعوا و ما دعوٰء الکٰفرین الا فی ضٰلل [1] ۲۴ ع ۱۰

عباد الرحمٰن بھی اس کے مقر ہیں ان عذابہا کان غراما [2] ۱۹ ع ۴۔ خود کفار اس کا اقرار کرینگے سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص [3]

نصوصِ ماضیہ کے علاوہ بکثرت نصوصِ قرآنِ کریم موجود احادیثِ جلیلہ جزیلۃ التعداد باحسن الوجوہ یہی فرما رہی ہیں۔ اقوالِ مفسرین و ائمۂ دین و علمائے ربانیین بے شمار ہیں۔ اس پر اجماعِ جمیع مسلمین ہے۔ مواقف [عہ] و شرحِ مواقف میں ہے (ج ۸ ص ۸ - ۳۰۷) اجمع المسلمون علی ان الکفار مخلدون فی النار ابدا لا ینقطع عذابہم سواء بالغوا فی الاجتہاد والنظر فی معجزۃ الانبیاء و لم یہتدوا او علموا نبوتہم و عاندوا او تکاسلوا وانکرہ ای تخلیدہم فی النار طائفۃ خارجۃ عن الملۃ الاسلامیۃ الی ان قال لا یخرب معہا بنیتہ بالنار مع کونہ متأذیا بہا الی ان قال و اعلم ان الکتٰب والسنۃ والاجماع المنعقد قبل ظہور المخالفین یبطل ذٰلک بل نقول وہو مخالف لما علم

---

[1] تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو۔"

المؤمن ، آیت : ۵۰

[عہ] کتاب المواقف از قاضی عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد و شرحہ تالیف سید شریف علی بن محمد الجرجانی (م ۸۱۶ھ) مطبعۃ السعادۃ مصر

[2] بیشک اس کا عذاب لازم جدا نہ ہونے والا ہے۔ الفرقان ، آیت ۶۵

[3] ہم پر ایک سا ہے چاہے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں، ہمیں کہیں پناہ نہیں (ابراہیم، آیت ۲۱)

marfat.com

من الدین ضرورۃ[1]

شفاء ج۲ ص۲۵۱ میں ہے وکذٰلک من انکر الجنۃ او النار او البعث او الحساب او القیامۃ فھو کافر باجماع للنص علیہ واجماع الامۃ علیٰ صحۃ نقلہ متواترا وکذٰلک من اعترف بذٰلک ولکنہ قال ان المراد بالجنۃ والنار والحشر والنشر والثواب والعقاب معنی غیر ظاھرہ وانھا لذات روحانیۃ و معان باطنۃ[2] اور ایلامِ عذاب کا ثبوت ایلامِ نار کا ثبوت ہے کہ وہ عذاب عذابِ نار وغیرہا ہی ہے بلکہ نار کے ایسے اوصاف علیحدہ بھی آیات واحادیث میں مذکور کہ یہ تاویل متصور

---

[1] تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کفار آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور انکا عذاب کبھی بھی منقطع نہ ہوگا، برابر ہے کہ کفار نے انبیاء کے معجزات میں غور کیا اور سمجھنے کی کوشش کی اور ہدایت نہ پائی کافر ہی رہ گئے یا ان کی نبوت کو جان لیا اور عناد و تکاسل کے سبب ایمان سے محروم رہے ہوں اور ملتِ اسلامیہ سے نکلا ہوا ایک گروہ کفار کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا منکر ہے لیکن ہم ان کے شبہ کے ازالہ میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے اس پر کہ ان کے جسموں کو باقی رکھے اور وہ آگ میں خراب نہ ہوں اور عذاب کی اذیت پاتے ہیں (آگے فرمایا) یقین کیجئے کہ کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ امت جو منکرین کے وجود و ظہور سے قبل منعقد اور قائم ہو چکا ہے۔ منکرین کے زعمِ فاسد و غلط کو باطل کرتا ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ منکرین کا گمان ایسے حکم کے خلاف ہے جس کا حکم دامر دین سے ہونا بالضرورۃ معلوم ہو چکا ہے۔

[2] اور اسی طرح جو شخص جنت و دوزخ، حشر و نشر، حساب اور قیامت کا انکار کرے تو وہ بھی کافر ہے بالاجماع کہ یہ چیزیں نص کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہیں اور اسکی نقل صحت کے ساتھ ہم تک تواتر سے پہنچی ہے اور اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو ان چیزوں کو مانتا اور اقرار تو کرتا ہے مگر جنت و دوزخ، حشر و نشر اور ثواب و عقاب کے ظاہری مرادی معانی کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان سے روحانی لذتیں اور باطنی معانی مراد ہیں۔

marfat.com

ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ بعض نصوصِ آیات وتفاسیر واعلام گزر چکیں اور ان کے علاوہ بکثرت موجود تو اَمس دشمس کی طرح واضح ولائح ہوا کہ انکارِ ایلامِ عذاب ونار کی طرف اصلا کوئی سبیل نہیں، مسلم من حیث ہو مسلم اِس کا تصور ہی نہیں کرسکتا۔

باقی رہا وہ قول جو منسوب بسیّدنا ابنِ عربی رضی اللہ تعالٰے عنہ وارضاہ عنا ہے وہ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کرکے انکارِ ایلامِ مذکور ہوسکے، اوّلاً تو یوں کہ اگر بفرضِ غلط وہ سیّدنا ابنِ حربی کا قول ہو تو قرآنِ عربی ورسولِ عربی کے فرامین غیر قابل التاویل کے سامنے محض مضمحل وغیر مسموع ہوگا نہ کہ الٹا فرامین محکمہ کو مضمحل وغیر مسموع بنادے کہ عذاب ونار کے لفظ خاص اور خاص افادۂ معنٰی میں قطعی ہوتا ہے حتّٰی کہ خاص قرآن کے مقابل ایسی خبرِ واحد جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو بلکہ خود رب العزت تبارک وتعالٰے کی بارگاہِ والا کی جانب منسوب[1] ہو اور خاص قرآن کے ساتھ اس کی توفیق نہ ہوسکے تو اسے چھوڑا جائے گا نہ کہ خاص میں تاویلیں کی جائیں تو خبرِ واحد منسوب بہ ابنِ عربی جو کامل خبرِ واحد ہی نہیں، کس طرح معتمد ہوسکے؟ منار ونور الانوار (کانپوری)، ص ۱۵، تنقیح[2] وتوضیح[3] وتلویح[4] (مطبوعہ دار الاشاعت) وغیرہا میں ہے

والنظم لسعد الملۃ والدین ان الخاص یتناول مدلولہ قطعا ویقینا[1] بلکہ نصوصِ عذابِ کفار محکمہ[2] ہیں کہ ان کا نسخ جائز ہی نہیں نیز اخبار ہیں اور اخبار میں نسخ جاری نہیں ہوسکتی، اتقان ج ۲ ص ۲۱ میں ہے اما الخبر الذی لیس بمعنی الطلب فلا یدخلہ النسخ ومنہ الوعد والوعید[2] الخ۔

---

[1] بیشک خاص اپنے مدلول کو یقینی اور قطعی طور پر شامل ہوتا ہے۔

[2] ایسی خبر جس میں معنی مطلب نہ ہو وہ منسوخ نہیں ہوسکتی اور وعدۂ ثواب اور وعیدِ عقاب اسی قبیلہ سے ہے۔

[3] چنانچہ قرارت مرویہ بروایۃ آحاد ۱۲ نور غفرلہ صـ تنقیح ص ۳۴۰ تلویح وحسامی ص ۸۰ ومنار ص ۸۷ میں ہے واللفظ من ھنا اما المحکم فما احکم المراد بہ عن احتمال النسخ والتبدیل[1] ۱۲ نور غفرلہ

marfat.com

حسامی ص ۸۰ (مطبوعہ سعیدی) میں ہے ومحل حکم یکون فی نفسہ محتملا للوجود والعدم ومثلہ فی المنار[1]۔ تلویح ص ۳۴۲ میں ہے لان اخبار اللہ تعالیٰ لایحتمل النسخ لتعالیہ عن الکذب والغلط[2] نصوصِ مذکورہ مؤبدہ ہیں اور مؤبد منسوخ نہیں ہوسکتا۔ حسامی ص ۸۱-۸۰ میں ہے ولہ یلتحق بہ ما ینافی النسخ من توقیت او تابید ثبت نصا کما فی قولہ تعالیٰ خٰلدین فیہا ابدا او مثلہ فی المنار والتلویح[3] خصوصاً محکم[4] کے مقابلہ ظاہر نص مفسر مرجوح ہیں۔ حسامی ص ۹، تنقیح ص ۳۴۳، تلویح ص ۳۴۴۔ منار ونور الانوار ص ۸۸ میں ہے واللفظ لسعد الملۃ والدین فیقدم النص علی الظاہر و المفسر علیہما والمحکم علی الکل[5] الخ تو ایک قول سے کیسے منسوخ ہوسکیں گی اور یہ کہنا کہ تاویل کریں گے، محض غلط کہ محکم میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی۔ تنقیح وتلویح ص ۳۴۳، حسامی ص ۸، منار ونور الانوار ص ۸۷ میں ہے واللفظ منہما وحکمہ وجوب العمل بہ من غیر احتمال لاحتمال التاویل والتخصیص فہو اتم القطعیات فی افادۃ الیقین[6] اور اس سے قطع نظر کرکے بھی تاویلِ عذب نہیں بن سکتی کہ تاویل میں تعکیس

---

[1] نسخ کا محل (جگہ) ایسا حکم ہے جو وجود وعدم دونوں کا احتمال رکھتا ہو، منار میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

[2] اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی خبریں منسوخ ہونے کا احتمال نہیں رکھتیں کہ وہ جھوٹ اور غلطی سے پاک ہے۔

[3] یعنی وہ حکم منسوخ ہوسکتا ہے جس کے ساتھ نص سے ثابت نسخ کے منافی قید لاحق نہ ہو جیسے تعیینِ وقت یا ہمیشگی کی قید جیسے اللہ تعالیٰ کے قول خٰلدین فیہا ابدًا میں۔ منار اور تلویح میں بھی اسی طرح ہے۔

[4] محکم وہ ہے جس سے مراد پختہ ہو کہ نسخ وتبدیل کا احتمال باقی نہ رہے۔

[5] ظاہر سے نص مقدم اور مفسر ان دونوں پر مقدم اور محکم سب پر مقدم ہے۔

[6] محکم کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل لازم ہوتا ہے اور اس میں کسی تاویل وتخصیص کی گنجائش نہیں تو یہ تمام قطعی نصوص سے یقین کا فائدہ دینے میں کامل وقوی ترین ہے۔

marfat.com

مراد نہیں ہوتی بلکہ اس میں موافقت اوّل و آخر آیت و کتاب و سنت ضروری ہے ورنہ اسے تاویل حق نہیں کہہ سکتے۔ خازن ج۱ ص۶ و معالم ج۱ ص۱۲ و اتقان ج۲ ص۱۸۰ میں ہے

والنظم للسیوطی علیہ الرحمۃ و قال البغوی والکواشی وغیرھما التاویل صرف الآیۃ الی معنی موافق لما قبلھا و مابعدھا تحتملہ الآیۃ غیر مخالف للکتب والسنۃ من طریق الاستنباط[1]۔

اب نظرِ انصاف سے دیکھنا کہ عذب اول و آخر و نفس آیات عذاب و کتاب و سنت کے مخالف ہے کما یتبین مما ذکرت بادنیٰ تامل تو اس کا نام تاویل حق نہیں ہو سکتا اور جو مخالف ہو اس کے متعلق فرماتے ہیں و اما التاویل المخالف للآیۃ والشرع فمحظور لانہ تاویل الجاھلین[2] الخ

ایسی تاویلوں کے متعلق شفاء شریف ج۲ ص۲۴۵، ۲۴۶، العقائد النسفی ص۱۹، اتقان ج۲ ص۱۸۴ میں ہے و النظم للسیوطی قال النسفی فی عقائدہ النصوص علیٰ ظاھرھا والعدول الی معان یدعیھا اھل الباطن[3] الحاد۔ ثانیاً یہ

---

[1] تاویل کا معنی کسی آیت کو ظاہری معنی سے بطریق استنباط ایسے معنی کی طرف پھیرنا جو آیت کے اول و آخر کے موافق ہو اور آیت اس کا احتمال رکھتی ہو اور وہ معنی کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو۔

[2] البتہ ایسی تاویل جو آیت و شرع کے خلاف ہو وہ منع اور ناجائز ہے کہ ایسی تاویل جاہلوں کی تاویلِ مردود ہے۔

[3] ان نصوص کے ظاہری معانی ہی حق و معتبر ہیں اور ظاہری معانی چھوڑ کر جو جھوٹے اہلِ باطن بننے والے معانی بیان کرتے ہیں وہ الحاد اور بے دینی ہے۔

[4] المراد من اھل الباطن المدعون الکذابون لا اھل الباطن فی نفس الامر[4] ۱۲ نور غفرلہ

[4] اس سے وہ لوگ مراد نہیں جو واقعی اہلِ باطن میں سے ہیں، بلکہ اہلِ باطن ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مراد ہیں ۱۲

marfat.com

کیسے متیقن ہوا کہ یہ مقولہ سیدنا محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ کا ہے، اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ یقیناً ان کی کتابوں میں یہود نے اپنے مفتریات باطلہ داخل کر دیئے ہیں۔ درالمختار ج۴ ص۴۰۶ مطبوع مع الشامی میں ہے فیہ[لعہ] کلمات تباین الشریعۃ و تکلف بعض المتصلفین لارجاعھا الی الشرع لکنا تیقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس سرہ[ہ]۔ انہار[ص] الانوار ص۱ میں ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار میں فرماتے ہیں قدم علینا الاخ العالم الشریف شمس الدین السید محمد بن السید ابی الطیب المدنی المتوفی سنہ ۹۵۵ھ خمس وخمسین وتسع مائۃ فاخرج الی نسخۃ من الفتوحات التی قابلھا علی النسخۃ التی علیھا خط الشیخ محی الدین نفسہ بقونیۃ فلم ار فیھا شیئا مما توقفت فیہ وحذفتہ فعلمت ان النسخ التی فی مصر الآن کلھا کتبت من النسخۃ التی دسوا علی الشیخ فیھا ما یخالف عقائد اھل السنۃ[ص] والجماعۃ کما وقع لہ ذلک فی کتاب الفصوص وغیرہ الخ تو کیا عجب کہ قولِ مذکور بھی افترائے یہود ہو بلکہ اگر بایں

[لعہ] یعنی فصوص الحکم میں ایسے کلمات ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں، بعض تکلف کرنے والوں نے ان کو شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کی ہے لیکن ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ بعض یہودیوں نے شیخ ابنِ عربی علیہ الرحمہ پر افترا کیا ہے اور انکی کتابوں میں تحریف کی ہے

للعہ ای فصوص الحکم ۱۲ منہ غفرلہ عہ مری، ج۳

ص یہ رسالہ فتاوٰی رضویہ جلد سوم کے ص۵۲۰ تا ۵۴۹ میں بھی موجود ہے۔ (مرتب)

[ص] امام شعرانی فرماتے ہیں میرے پاس سید محمد بن سید ابوالطیب مدنی تشریف لائے اور انہوں نے فتوحاتِ مکیہ کا ایسا نسخہ دکھایا جو خود شیخ ابنِ عربی کا لکھا ہوا تھا، اس میں میں نے وہ کوئی بات نہ دیکھی جس میں میں نے توقف کیا اور اس کو حذف کر دیا تھا۔ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ جو نسخے مصر میں اب موجود ہیں وہ اسی نسخہ سے نقل کیے گئے ہیں جس میں مخالفین نے تحریف کی تھی جو عقائدِ اہلِ سنّت وجماعت کے خلاف ہے۔

marfat.com

معنے ہے تو ضرور افترائے یہود ہی ہوگا کہ موافق عقیدۂ باطلۂ یہود ہے، قرآنِ کریم میں ہے وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات[1] ب ۱ ع ۹ اور اس کا رد خود قرآنِ کریم میں موجود ہے کہ قل اتخذتم عند اللہ عھدا فلن یخلف اللہ عھدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون[2]۔ تو واجب کہ اس قول کو دیکھا ہی نہ جائے چہ جائیکہ آیات سے ٹکرائے۔

اسی درالمختار میں ہے فیجب الاحتیاط بترک مطالعۃ تلک الکلمات وقد صدر امر سلطانی بالنھی فیجب الاجتناب من کل وجہ[3] انتھی فلیحفظ۔

ثالثاً یہ متیقن کہ قولِ مذکور بایں معنے ہرگز ہرگز سیدنا ابنِ عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ و امدنا ببرکاتہ کا قول نہیں کہ آپ یقیناً ولی اور ولی کا عقیدہ یقیناً مخالفِ شرع نہیں ہوسکتا اور یہ مخالفِ شرع۔ خود سیدنا محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں اعلم ان میزان الشرع الموضوعۃ فی الارض ھی بایدی العلماء

---

[1] اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔ البقرہ، آیت ۸۰

[2] تم فرمادو کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ تعالٰی ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اسکی خطا اسے گھیرے وہ دوزخ والوں میں ہے، انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔ البقرہ، آیت ۸۰-۸۱

[3] لہٰذا احتیاط کرنا واجب کہ ان کی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے حالانکہ منع کا شاہی حکم وارد ہوچکا ہے تو ہر وجہ سے بچنا ضروری ہے۔

marfat.com

من الشريعة فما خرج ولی عن میزان الشرع المذکور مع وجود عقل التکلیف وجب الانکار علیہ[1] (از مقال العرفاء ص ۳۴)

حجۃ الاسلام امام غزالی احیاء العلوم شریف قلمی ص ۲۲۴ میں فرماتے ہیں وکذا لابد من تصحیح ظاہر الشریعۃ اولا واٰخرا[2]۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف ص ۱۲ میں فرماتے ہیں: پس معرفت بے پذیرفت شریعت درست نیاید[3]۔ حضرت سیدنا محی الدین غوث الاعظم صلے اللہ تعالےٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وسلم فتوح الغیب شریف ص ۷۶ میں فرماتے ہیں کل حقیقۃ ردتہا شریعۃ فھی زندیقۃ[4]۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس ارشادِ والا کا ترجمہ وشرح یوں فرماتے ہیں: یعنی اگر یکے را خلافِ حکمِ شریعت چیزے کشف شود و دعوٰی امر بداں کند باطل است و اگر اعتقاد بداں کند کافر و زندیق گردد نعوذ باللہ من ذٰلک[5]۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے ملفوظات

---

[1] یقین کیجئے شریعت کا ترازو جو زمین پر اتارا اور رکھا گیا ہے وہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھوں میں ہے تو جو ولی عقلِ تکلیفی کے باوجود اس میزانِ شریعت سے باہر نکلے اس کا رد اور انکار واجب ہے۔

[2] اور یوں ہی اول و آخر ظاہر شریعت کو صحیح ماننا ضروری ہے۔

[3] لہٰذا ایسی معرفت جس کو شریعت قبول نہ کرے درست اور صحیح نہیں۔

[4] ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے بے دینی ہے۔

[5] اگر کسی کو خلافِ حکمِ شریعت کشف ہو اور وہ اس کا دعوٰی کرے باطل ہے اور اگر اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد کرے تو کافر و زندیق ہو جائے گا۔

marfat.com

مبارکات ص ۱۲۸ میں ہے: یک فعلِ غیر مشروع بندہ را از مرتبۂ ولایت بیفگند[1]۔ نور الانوار میں ہے

الهام الاولیاء حجة فی حق انفسهم ان وافق الشریعة[2]۔

رابعاً صوفیاءِ کرام نے اپنے مصطلحات مقرر کئے ہوئے ہیں کہ ان کے معانی الفاظِ متعارفہ کے معانی سے غیر ہیں تو جو ان کو معانی متعارفہ پر محمول سمجھ کر اعتقاد کرے کافر ہو جاتا ہے، اور وہ شبیہ بالمتشابہ ہیں مثل افعال سیدنا خضر صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وسلم۔ شامی ج ۳ ص ۴۰۶ میں ہے ان الصوفیة تواطؤا علی الفاظ اصطلحوا علیها وارادوا بها معانی غیر المعانی المتعارفة منها بین الفقهاء فمن حملها علی معانیها المتعارفة کفر نص علی ذلك الغزالی فی بعض کتبه وقال انه شبیه بالمتشابه فی القرآن والسنة کالوجه والید والعین والاستواء[3]۔ لہٰذا خود سیدنا ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ ہماری کتابوں میں نظر کرنا حرام ہے۔ وہیں شامی میں ہے فقد نقل عنه انه قال نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا۔ تو بالجملہ جب ہمیں کسی کتاب منسوب الیہ میں کوئی کلمہ خلافِ شرع ملے تو سب سے پہلے یہ تصفیہ ضروری ہے کہ آیا یہ نسبتِ کتاب صحیح ہے؟ ہو سکتا ہے کہ آپ کی نہ ہو اور پھر

---

[1] خلافِ شرع ایک معمولی کام بھی بندہ کو رتبۂ ولایت سے گرا دیتا ہے۔

[2] اولیاءِ کرام کا الہام خود ان کے اپنے حق میں حجت ہے بشرطیکہ شریعت کے موافق ہو۔

[3] صوفیاءِ کرام کچھ الفاظ کے بارے میں اپنی اصطلاح پر موافقت کرتے ہوئے فقہاء کے درمیان متعارف معانی کے سوا دیگر معانی مراد لیتے ہیں تو جو شخص ان الفاظ کے صوفیاء کی عبارات میں بھی وہی متعارف معانی سمجھے اور درست کہے کافر ہو جائیگا۔ امامِ غزالی نے اس پر نص کی ہے اور فرمایا کہ یہ الفاظ قرآن وسنت کے متشابہ کلمات وجہ، ید، عین، استواء کی طرح ہیں جن کے معانی اور مرادات وہی جانتے ہیں ان تک ہماری عقل کی رسائی نہیں۔

marfat.com

اس کلمۂ مخالفہ کی تحقیق کرنی ضروری ہے کہ آیا یہ کلمہ بھی ان کا ہے، ہوسکتا ہے کہ کسی بے دین بدمذہب نے اس کتاب میں دھنسا دیا ہو اور جب یہ ثبوت بھی مل جائے تو پھر یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ انہوں نے وہ معنی مخالفِ شرع ارادہ کیا ہے چہ جائیکہ اسے یقینی سمجھا جائے۔

وہیں شامی میں ہے واذا ثبت اصل الکتب عنہ فلابد من ثبوت کل کلمۃ لاحتمال ان یدس فیہ مالیس منہ من عدو او ملحد او زندیق و ثبوت انہ قصد بہذہ الکلمۃ المعنی المتعارف وہذا لاسبیل الیہ و من ادعاہ کفر لانہ من امور القلب التی لایطلع علیہا الا اللہ تعالیٰ[1] لہٰذا اس قول و امثالہ کے متعلق صاوی علی الجلالین ج ۲ ص ۱۹۴ میں ہے وہذہ الاقوال باطلۃ ونسبتہا لمحی الدین ابن العربی کذب وعلی فرض صحتہا یجب تاویلہا[2]

بالجملہ یہ قول بایں معنے یقیناً حضرت سیدنا ابنِ عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول نہیں ہوسکتا اور اگر وہ حضرت اپنے خاص مصطلحات شبیہ متشابہات میں کچھ فرما گئے ہیں تو وہ فرمودہ یقیناً کوئی اور

---

[1] جس وقت یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب فی الواقع اسی مصنف کی ہے جس طرف نسبت کی گئی ہے تو یہ ثبوت بھی ضروری ہے کہ اس کی ہر عبارت کا ہر کلمہ اسی کا ہے کہ کسی بدعقیدہ مخالف نے اول بدل نہ کر لیا ہو پھر یہ ثبوت بھی ضروری کہ مصنف نے اس کلمہ سے وہی معنیٰ متعارف مراد لیا ہے جو خلافِ شرع ہے مگر یہ ثبوت ناممکن ہے جو اس کا دعویٰ کرے گا کافر ہوگا اس لئے کہ قصد و ارادہ امورِ قلبیہ سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اطلاع نہیں پا سکتا۔

[2] یہ اقوال باطل ہیں اور ان کی نسبت محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمہ کی طرف جھوٹ ہے اور اگر بالفرض یہ واقعی انکے اقوال ہیں تو پھر ان کی تاویل ضروری ہے۔

marfat.com

معنیٰ رکھتا ہے یہ جو ہندی میں اِس کا ترجمہ کررہے ہیں غلطی میں ہیں کہ اس متشابہ کا یہ معنی نہیں، متشابہ میں سکوت لازم، نہ کہ ترجمہ کیا جائے اور معنی مخالف شرع مراد لیا جائے۔ شامی علیہ الرحمہ ج۳ ص ۴۰۷ میں فرماتے ہیں وللمحقق ابن کمال باشا فتوی قال فیہا بعد ما ابدأ فی مدحہ ولہ مصنفات کثیرۃ منہا فصوص حکمیۃ و فتوحات مکیۃ بعض مسائلہا مفہوم النص والمعنی و موافق للامر الالٰہی والشرع النبوی وبعضہا خفی عن ادراک اہل الظاہر دون اہل الکشف والباطن ومن لم یطلع علی المعنی المراد یجب علیہ السکوت فی ہذا المقام لقولہ تعالی ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا[1] اور اِس کشف سے مراد کشفِ صحیح مطابقِ شرع ہے ورنہ خود کشف ہی معتبر نہیں کما مر تو روزِ روشن کی طرح ظاہر و متبین ہوا کہ یہ عقیدہ و استدلال جو سوال میں مذکور ہوا ہرگز صحیح و ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ صراحۃً اِس کا خلاف مبین بالتحقیق والیقین ثابت و مبرم ہے اہلِ اسلام پر اس سے اجتناب و احتراز جلاتی آگ سے بھی ازید لازم۔ اللہ عزوجل اپنے حبیبِ محترم سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اہلِ اسلام کو توفیقِ عدل و انصاف عطا فرمائے اور وبائے تفریق و اختلاف سے بچائے، تمام کو جادۂ مستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر چلائے ان

---

[1] محقق ابن کمال پاشا نے ایک فتوٰی میں فرمایا ——— کہ فتوحات میں بعض ایسے مسائل ہیں جن کے معانی و مطالب واضح اور امرِ خداوندی اور شریعتِ نبوی کے موافق ہیں اور بعض مسائل خفی اور اہلِ ظاہر کے ادراک سے پوشیدہ ہیں، اہلِ کشفِ صادق اور اہلِ باطن ہی جانتے ہیں تو جس کو معنی مراد پر اطلاع نہیں اس پر لازم کہ سکوت اختیار کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں، بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔ الاسراء، آیت ۳۶

marfat.com

بعض الظن اثم کی طرف ملتفت فرمائے۔

مقصود صرف تحریرِ مسئلہ تھا جو بہ نہایت اختصار ہو چکا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا وسندنا ومعتمدنا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ الغوث الاعظم وبارک وسلم۔ اٰمین۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

اوّل جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۰ھ

الاستفتاء

جناب مولوی صاحب

ایک مسئلے کی ضرورت ہے، کسی معتبر کتاب سے دیکھ کر تحریر فرمائیں۔

جب محشر کے لوگ قبروں سے نکلیں گے، سب ننگے ہوں گے، وہ کون کون لوگ ہونگے جو پردے میں ہوں گے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

(مولوی) عبد الکریم، حجرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

مخدومی ومحترمی جناب الحاج مولوی عبد الکریم صاحب زادت عنایتہٗ

marfat.com

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ، : مزاجِ گرامی!

مرسلہ ملفوف موصول ہوا اور آپ کے اشعار باعثِ فرح وسرور بنے۔ دعا ہے کہ حضرت رب العالمین جل وعلا محض اپنے فضل وکرم سے بصدقۂ حضور پرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی سب تکلیفیں دور فرماتے اور حیاتِ طیّبہ سے بہرہ وَر بناتے۔ حج کے متعلق خیر مبارک، مجھے بھی ایک دو تکلیفیں رہتی ہیں، دعائے صحت فرمائیں، جب منظور ہوا تو ملاقات ہوگی۔

۱۔ حدیثِ پاک میں ہے انکم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا رواہ البخاری وغیرہ "بیشک تم لوگ حشر کئے جاؤ گے پاؤں اور جسم سے ننگے بے ختنہ کئے"۔ (بخاری ج۲، ص۹۶۶)

یہ خطاب امت کو ہے جس کا ظاہر یہ ہے کہ حضراتِ انبیاءِ کرام سب مستثنیٰ ہیں اور وہ سب بفضلہٖ تعالےٰ لباس میں ہونگے ہاں تشریفی خلعتیں بھی علیٰ حسب المدارج ان حضرات کے لئے وارد ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بہرحال اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ امّتی ننگے ہونگے۔

۲۔ نیز حدیثِ مرفوع ہے کہ ان المیت یبعث فی ثیابہ التی یموت فیھا یعنی بے شک میت اپنے ان کپڑوں میں جن میں فوت ہوتا ہے، اٹھایا جائے گا کما فی فتح الباری شرح البخاری ج۱۱ ص۳۲۲ والبدور السافرۃ ص۳۰ والتفسیر المظھری ج۳ ص۳۸۶ والزرقانی شرح المواھب اللدنیۃ والمواھب ج۸ ص۳۵۱ والنظم من البدور اخرج ابوداؤد والحاکم وصححہ ابن حبان والبیھقی وعن ابی سعید الخدری انہ لما احتضر دعا بثیاب جدد فلبسھا ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان المیت یبعث فی ثیابہ التی یموت فیھا۔

۳۔ نیز احادیثِ مرفوعہ وموقوفہ میں یہ بھی وارد کہ اموات اپنے کفنوں میں اٹھائے جائیں گے کما فی الفتح والمظھری والزرقانی والبدور۔ فاروقِ اعظم سیدنا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

marfat.com

کے نظیر ہیں احسنوا اکفان موتاکم فانہم یبعثون فیہا یوم القیامۃ (کما فی البدور عن سنن سعید بن منصور۔

بظاہر پچھلی حدیثیں پہلی حدیث کے معارض ہیں مگر حقیقۃً کوئی معارضہ نہیں۔ امام بیہقی توفیق و تطبیق میں فرماتے ہیں کہ بعض کا حشر برہنگی میں ہوگا اور بعض کا لباس میں تو دونوں قسم کی حدیثیں ان دو گروہوں پر وارد ہیں و مدارہ علیٰ ان لیس فی الاحادیث کلمات الحصر کما تریٰ یا یوں کہ قبروں سے اپنے لباس (یا اکفان) میں نکلیں گے اور پھر لباس گر جائیں گے اور حشر ننگے کیے جائیں گے فالمدار علیٰ ان الحدیث الاول فی الحشر والاحادیث الاخر فی البعث وان عبر فی البعض بالحشر مجازا او البعث قبل الحشر یقیناً۔ عہ

کتب مذکورہ اور عینی علی البخاری ج ۱۰ ص ۶۵۸ میں ہے والنظم من المظہری قال البیہقی یجمع الاحادیث بان بعضہم یبعث عاریا و بعضہم بثیاب وقال بعضہم یخرجون من قبورہم بثیابہم ثم تتناثر عنہم عند ابتداء المحشر فیحشرون عراۃ اور اکثر علما تطبیق میں دوسرے قسم کی حدیثوں کو شہیدوں پر محمول کرتے ہیں، کتب مذکورہ میں ہے والنظم من البدور والاکثر حملوا ہذہ للعہ علی الشہید الذی امر ان یدفن بثیابہ التی قتل فیہا وبہا الدم وان ابا سعید سمع الحدیث فی الشہید فحملہ علی العموم اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ثیاب سے مراد عمل ہے، فتح الباری، بدور سافرہ، تفسیر مظہری میں ہے والنظم من الفتح وحملہ بعض اہل

عہ ای البیہقی ایضا۔ منہ غفرلہ

للعہ ای ہذہ الاحادیث۔ منہ غفرلہ عہ کما فی البدور (منہ ترتب)

marfat.com

العلم علی العمل واطلاق الثیاب علی العمل وقع فی مثل قولہ تعالیٰ ولباس التقوٰی ذٰلک خیر الآیۃ۔

اس کا مفاد یہ کہ سب حدیثیں اپنے عموم پر ہیں، بہرحال جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ شہداء ننگے نہیں ہونگے اور انبیاءِ کرام صلے اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم وعلیہم وبارک وسلم تو مستثنےٰ ہی ہیں خصوصاً حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم امتیازی شان رکھتے ہیں۔

میں آپ کی تحریر سے یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا سوال دوسرے لوگوں کے متعلق ہے لہٰذا مختصراً یہ لکھا گیا کہ انبیاء کرام مستثنےٰ ہیں اور اگر آپ کا روئے سخن انبیاءِ کرام کی طرف ہے اور اِس تحریر سے تسلّی نہیں ہوئی تو اپنا اشکال دوبارہ لکھیں کہ بفضلہٖ وکرمہٖ تفصیلی جواب دیا جاسکے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

سنہ ۱۹۶۲ء

الاستفتاء

از جمشید ۸۲-۴-۲۳

من چہ گویم در جمالِ کبریائے حضرتت آفریں باد آفریں باد ہر چہ گویم بر تری

واقفِ فروع واصول حادی معقول ومنقول خاص حاجی بیت اللہ مولوی نور اللہ سلمکم اللہ دائماً

marfat.com

بعد سلامِ سنّتِ خیر الانام !

واضح رائے عالی ہو آپ نے مسئلہ محشر کے لوگ سبھی ننگے ہونگے، آپ نے یہ مسئلہ بہت اچھی وضاحت سے تحریر فرمایا، میں خوش ہو گیا۔ باقی ایک خدشہ میرے دل میں باقی ہے۔ کیا صحابہ کرام و اولیاءِ عظامؒ انبیاء کی طرح مستثنےٰ ہیں یا امّتوں کے ساتھ ہوں گے؟

دوسرا مسئلہ ارواحوں کے بارے میں مسلمانوں اور کافروں کے ایک جگہ رہتے ہیں یا مختلف اور جو لوگ مر گئے ہیں اور جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ان کے روح کہاں رہتے ہیں اور حیوانات کے روحوں کی کیا کیفیت ہے، ایک جیسے ہیں یا چھوٹے بڑے؟ مثلاً ہاتھی کا روح یا چیونٹی کا؟ اور حیوانات کے روحوں کے قبض کرنے والے کا نام کیا ہے؟ اور روح کیا کام کرتے ہیں؟ اللہ کا ذکر کرتے ہیں یا اور کام بھی یا میری طرح سوتے ہی رہتے ہیں؟

یہ مسئلہ روحوں کا کسی معتبر کتاب سے تحریر فرماویں، عین نوازش ہو گی اور اپنی حیرت سے بھی مطلع فرمائیں۔

خیر اندیش قدیم : عبدالکریم، حجرہ شاہ مقیم محکم دین بقلم خود

کراں دعائیں یارب سائیں دل دیاں نال رضائیں
حاجی مولوی نوراللہ دے تائیں خوشی ہمیشہ دکھائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

marfat.com

آیاتِ متکاثرہ اور احادیثِ متواترہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضراتِ صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کا حشر بھی لباس میں ہوگا کہ یہ سب حضرات منعم علیہم ہیں اور ان کے لئے حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معیّت[1] و رفاقتِ خاصہ بحکمِ قرآنِ کریم صراحۃً ثابت ہے۔ پ۵ ع ۶ میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصٰلحین وحسن اولٰئک رفیقا ہ تو اس انعام و معیت و رفاقت سے ہی واضح ہو رہا ہے کہ وہ بھی انبیاءِ کرام کی معیت میں لباس میں ہوں گے بالخصوص جبکہ یہ حضرات ہیں ہی صدیقین یا شہداء سے یا صالحین حالانکہ پہلے فتوے میں ثابت ہو چکا کہ شہداء لباس میں ہونگے اور چونکہ صدیقین شہداء سے بھی اعلیٰ ہیں تو ان کے لئے لباس بالاولیٰ ثابت ہوگا اور صالحین بھی حکماً ملحق بالشہداء ہی ہیں کہ شہداء مقتولینِ سیفِ اعداء ہیں تو یہ حضرات بھی سیفِ محبت کے مقتول ہیں اور بحکم موتوا قبل ان تموتوا مقامِ فنا پر فائز ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تذکرۃ الموتیٰ ص۳۱ میں فرماتے ہیں، واولیاء ہم درحکمِ شہداء اند کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ جہادِ اکبر است۔ شرح الصدور ص ۷۰ میں ہے واما الشہداء المحبۃ فاجسادھم احیاء واحیاء بلکہ خود قرآنِ کریم فرما رہا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں صدّیق اور شہداء اپنے رب کے نزدیک۔ پ۲۷ ع ۱۸ میں ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک

---

[1] کتاب الروح ص ۲۳ اور شرح الصدور ص ۸۵ میں ہے وھذہ المعیۃ ثابتۃ فی الدنیا وفی دار البرزخ وفی دار الجزاء والمرء مع من احب فی ھذہ الدور الثلاثۃ یعنی یہ معیت دنیا و برزخ میں اور قیامت میں ثابت ہے اور ان تینوں گھروں میں مرد اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے ۱۲ منہ غفرلہٗ

marfat.com

ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔

اس آیتِ پاک کے تحت مفسرینِ کرام نے کافی احادیثِ مرفوعہ اور موقوفہ سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ ہر کامل ایمان دار شہید ہے چنانچہ تفسیر درالمنثور ج ۶ ص ۱۷۶ میں حدیثِ مرفوع میں ہے مؤمنوا امتی شھداء پھر حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول تحریر فرمایا کہ ان الرجل لیموت علیٰ فراشہ وھو شھید ثم تلا الخ کہ بیشک مرد اپنے بستر پر مرتا ہے حالانکہ وہ شہید ہوتا ہے۔ اِس پر یہ آیت پڑھی الخ۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے لحاظ سے فرمایا کلکم صدیق و شھید کہ تم سب صدیق و شہید ہو۔ نیز وہی حضرت فرماتے ہیں انما الشھید الذی مات علیٰ فراشہ پھر اِس کی توضیح میں ہے یعنی الذی یموت علیٰ فراشہ ولا ذنب لہ کہ جزایں نیست شہید وہ شخص ہے کہ اگر اپنے بستر پر مرجائے تو بہشت میں داخل ہوجائے، یعنی وہ جو بستر پر اس حال میں مرے کہ اس کا کوئی گناہ نہ ہو (سرے سے گناہ کیا ہی نہ ہو یا کیا ہو مگر تائب ہوگیا ہو یا مغفرت ہوگئی) اور یونہی شرح الصدور ص ۱۰۵ وغیرہ میں ہے۔

نیز درالمنثور میں حدیثِ مجاہد تابعی سے اور شرح الصدور ص ۱۰۵ میں حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسی آیت کی روشنی میں ہے کل مؤمن صدیق و شھید، بہرحال کامل الایمان ضرور حکماً شہید ہیں تو ان کے لئے بھی لباس ہوگا اور یہی حکم ہے ان احادیثِ مرفوعہ و موقوفہ کا جو پہلے فتوے میں درج ہوئیں جن میں میت کا اپنے لباس بوقتِ موت یا کفن میں مبعوث ہونا مذکور ہے نیز قرآنِ کریم و احادیثِ شریفہ سے روشن کی طرح ثابت کہ صالحین اور متقین کا حشر بڑے ہی اعزاز و اکرام سے ہوگا، نوری فرشتے ان کے استقبال کو آئیں گے، بشارتیں دیں گے اور بہشتی بے نظیر اونٹنیاں جن کے کجاوے سونے کے اور مہاریں زبرجد کی ان کی سواری کے لئے لائی جائینگی

marfat.com

اور سب سے بڑی گھبراہٹ بھی ان کو غمناک نہیں کرے گی چہ جائیکہ چھوٹی موٹی، قرآنِ کریم میں ہے لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقّٰھم الملٰئکۃ ھٰذا یومکم الذی کنتم توعدون پ۱۷ ع۷۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قبروں سے نکلتے وقت کا حال ہے نیز پ۱۶ ع۹ میں ہے یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا (ترجمہ) جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے حالانکہ وہ سوار ہونگے۔

تفسیر الدر المنثور ج۴ ص ۲۸۵، ابنِ کثیر ج۳ ص ۱۳۷ وغیرہما میں احادیثِ شریفہ سے ہے کہ جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کے لئے جنتی بے نظیر اونٹنیاں، سونے کے کجاوے اور زبرجد کی مُہار والی لائی جائیں گی اور اُن کی جوتیوں کے تسمے نور کے ہوں گے، ان کے سبب ایک ایک قدم انتہائے بصر تک جگمگا اُٹھے گا تو وہ ارحم الراحمین جو اپنے پیارے بندوں کو اپنے برگزیدہ رسولوں کا اور اپنے حبیب سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کا ساتھ عطا فرمائے گا اور استقبال کے لئے نوری فرشتے بھیجے گا جو خوشخبریاں دے رہے ہونگے اور ان کو غمناکیوں سے پناہ دیگا اور سواری کے لئے سونے کے کجاوے اور زبرجد کی مہار والیاں اونٹنیاں بھیجے گا اور ایسے جوتے پہنائے گا جن کے نوری تسمے انتہائے بصر تک جگمگاہٹ پھیلائیں گے تو کیا وہ اپنے ان پیارے بندوں کے لئے ایسا لباس مہیّا نہ فرمائے گا جس سے سترِ بدن کر سکیں حالانکہ سترِ بدن سواری وغیرہ کی نسبت نہایت ہی اہم ہے بلکہ سنن ابی داؤد ج۲ ص ۲۹۸ میں مرفوعاً حدیث شریف میں ہے کہ جب مومن قبر میں منکر نکیر کو صحیح جواب دیتا ہے تو حکم دیا جاتا ہے ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ کہ میرے بندے نے سچ کہا تو اسے بہشت سے بستر بچھا دو اور بہشت سے لباس پہنا دو۔ تو جب قبر ہی میں یہ انعام ہوتے ہیں حالانکہ وہاں خلوت ہوتی ہے تو جلوت میں کیونکر نہ ایسا انعام ہو؟ تو واضح ہوا

marfat.com

کہ سب صحابہ کرام اور اولیاءِ عظام بھی لباس میں ہوں گے اور یہ اس حدیثِ پاک کے مخالف نہیں جس میں جسم اور پاؤں سے برہنگی میں حشر کا ذکر ہے کہ گو بظاہر وہ حدیث عام ہے مگر اِس میں کوئی حصر کا لفظ نہیں اور دوسری احادیث سے اِس کی تخصیص ثابت ہے۔

ہمارے پیارے حبیبِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بشیر ہیں اور نذیر بھی ہیں تو پہلی حدیث نذیر کی حیثیت سے ارشاد فرمائی اور مقام انذار کا انذار عموماً یہی ہے کہ بظاہر لفظ عام ہی ہوتے ہیں مگر مخلصین پر حیثیتِ بشیر کا خصوصی جلوہ ہی اپنی جگہ نمایاں ہوتا ہے، اِسکی ایک مثال بڑی واضح یہ ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین پ۱۹ ع۱۵ (ترجمہ) اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ" نازل ہوئی تو سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبائلِ قریش کو بلا کر جو خطاب فرمایا، وہی خطاب اپنی لختِ جگر نورِ نظر سیّدہ طاہرہ طیّبہ فاطمۃ الزہراء کو بھی فرمایا۔

مسلم ج۱ ص۱۱۴ وغیرہ میں ہے یافاطمۃ انقذی نفسک من النار (ترجمہ) اے فاطمہ! اپنی جان آگ سے چھڑا لے۔ یافاطمۃ بنت محمد سلینی ماشئت لا اغنی عنک من اللہ شیئا (اے فاطمہ محمد کی لڑکی! صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہما وسلم میرے مال سے جو چاہتی ہے مجھ سے مانگ لے، نہیں دفع کر سکتا میں تم سے اللہ کی گرفت سے کچھ۔

ایسی حدیثوں کو بعض مدعیانِ توحید بندوں پر چلّا چلّا کر پڑھا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی کسی کو نسب فائدہ پہنچا سکتی ہے حالانکہ ہمارے رؤف، رحیم، بشیر رسول منبر شریف پر رونق افروز ہو کر خود فرماتے ہیں مابال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنفع قومہ بلیٰ واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاٰخرۃ وانی ایہا الناس

marfat.com

فرط لکم (ترجمہ) کیا حال ہے ایسے مردوں کا (یعنی ان کا کوئی حال نہیں بلکہ بے حال اور بدحال ہیں) جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہیں دیتی کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم بے شک میری قرابت دنیا اور آخرت میں موصولہ ہے اور بیشک میں اے لوگو! تمہارے لئے آگے جاکر انتظام کرنے والا ہوں (یعنی جب اور ایمانداروں کے لئے انتظام کرنے والے ہیں تو اپنی قرابت اور آل کے لئے کیونکر انتظام نہ فرمائینگے؟

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل[1] نے حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے نیز حضراتِ ائمہ کرام احمد[2] اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے ص ۶۴ ج ۷ ج ۳ ص ۱۵۰ مع افادۃ التصحیح وتقریر الذہبی ایضاً ۱۲ میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان[3] الانساب یوم القیٰمۃ تنقطع غیر سببی ونسبی (بیہقی ایضاً ج ۷ ص ۶۴) نیز ائمہ بزاز، طبرانی، ابونعیم، حاکم (ج ۳ ص ۱۴۲ مع افادۃ التصحیح وعدم تقریر الذہبی) اور ضیاء حضرتِ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمارہے ہیں کل سبب ونسب منقطع یوم القیٰمۃ الا سببی ونسبی اور حضرت ابن عساکر، حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل نسب[4] وصہر ینقطع یوم القیٰمۃ الا نسبی وصہری۔ ان سب حدیثوں کا حاصل یہی ہے کہ حضور پاک کی پاک نسب قیامت کو بھی نافع ہے۔

---

[1] مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۸

[2] مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۲۳

[3] محوّلہ کتب میں یہی الفاظ ہیں جبکہ ذہبی اور شوکانی نے یہ حدیث یوں نقل کی ہے ان الانساب تنقطع یوم القیٰمۃ (مرتب) [4] ج ۲ ص ۳۴۔ للعہ قد ذکرہ السیوطی علیہ الرحمہ فی الجامع الصغیر وقال صح وقال العزیزی فی شرحہ السراج المنیر ج ۳ ص ۹۰ قال الشیخ حدیث صحیح ۱۲ منہ غفرلہ

marfat.com

اِن تمام احادیث کو باقاعدہ حوالوں سے غیر مقلدین کے مسلّم امام قاضی شوکانی نے بھی اپنی تفسیر فتح القدیر کے ج ۳ ص ۴۸۶ میں ذکر کیا ہے۔

جب آخرت میں عام گناہ گار ایماندار حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ حضور کے غلاموں کی شفاعت سے بھی نفع اٹھائیں گے تو حضور کے اہلِ بیت خصوصاً لختِ جگر کیوں نہ نفع اٹھائیں؟ بلکہ قرآنِ کریم پ ۱۳ ع ۹ اور پ ۲۴ ع ۶ کی آیتوں سے صراحۃً ثابت ہے کہ مخلصین اہلِ ایمان کی نسب کا فائدہ آخرت میں ان کے باپوں اور بیویوں اور بچوں کو پہنچیگا اور پ ۲۷ ع ۳ کی آیت سے بھی ثابت ہے کہ مؤمنین کی اولاد کو ان کے سبب نفع پہنچے گا۔ تفسیر جلالین، صاوی، جمل، درِ منثور، ابنِ کثیر وغیرہا میں بڑی وضاحت سے مذکور ہے بلکہ وہی قاضی شوکانی بھی اپنی تفسیر کے ج ۵ ص ۹۵ میں تیسری آیت والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم الاٰیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ومعنی ھٰذہ الاٰیۃ ان اللہ سبحٰنہ یرفع ذریۃ المؤمن الیہ وان کان دونہ فی العمل لتقر عینہ وتطیب نفسہ الخ یعنی اس آیت کا معنے یہ ہے بے شک اللہ سبحانہٗ ایماندار کی اولاد کو بلند کرکے ایماندار کے درجہ کو پہنچا دے گا اگرچہ اولاد باپ سے عمل میں کم ہو تاکہ باپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور اس کا دل خوش ہو جبکہ بالغ اولاد ایمان رکھتی ہو۔

تو جب امتیوں کے دل خوش کرنے کے لئے ان کی اولاد کو بلند درجے عطا کئے جائیں گے تو خود امت والے شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کے دلِ اقدس کو خوش کرنے کے لئے ان کی آلِ اطہار بالخصوص حضرت قرۃ العین سیدۃ نساء الجنۃ رضی اللہ

ھ وقد ذکر السیوطی علیہ الرحمہ فی الدر المنثور وابن کثیر ایضاً فی تفسیرہ بعضھا او کلھا ۱۲ منہ عفی عنہ

marfat.com

تعالےٰ عنہم وعنہا کو حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بطفیل کیوں نہ درجاتِ رفیعہ عطا کئے جائیں گے؟ واللہ! باللہ! ضرور بالضرور حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں رحمۃ للعالمین ہیں اور بالخصوص مؤمنین کے لئے رؤف ورحیم ہی ہیں اور نافع ہیں، اُن کی آلِ پاک اور ذرّیّتِ طیبہ طاہرہ بالخصوص اس رحمت سے بے انتہا نفع اندوز ہیں، اِس میں ذرّہ بھر بھی شک وشبہہ نہیں ہوسکتا حالانکہ وہ پہلی حدیث بھی صحیح ہے تو اِس حدیث کا معنےٰ علمائے کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کچھ نہیں کرسکتے، اللہ تبارک وتعالےٰ کے مالک بنانے سے سب کچھ کرتے ہیں تو وہ بیگانوں کو نفع پہنچائینگے تو اپنوں کو کیسے بھلائیں گے؟

فتاوٰی شامی ج۱ ص۸۰۳ وغیرہا میں ہے والنظم منہ واما حدیث لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ای انہ لا یملک ذٰلک الا ان ملکہ اللہ تعالیٰ فانہ ینفع الاجانب بشفاعتہ لھم باذن اللہ تعالیٰ فکذا الاقارب وتمام الکلام علیٰ ذٰلک فی رسالتنا السلم الظاھر فی نفع النسب الظاھر۔

اور دوسری واضح مثال یہ کہ قیامت کا دن قرآنِ کریم کی نص سے ثابت ہے کہ ہزار سال کے برابر ہوگا بلکہ دوسری آیت نے پچاس ہزار سال کے برابر بتایا مگر حدیثِ پاک سے ثابت کہ ایماندار کے لئے بہت مختصر ہوگا حتےٰ کہ دنیا میں ایک فرض نماز سے بھی ہلکا ہوگا کما فی الحدیث المرفوع عند البغوی فی المعالم وغیرہ وصرح بہ الخازن والدر المنثور وتفسیر ابن کثیر و ابن جریر وغیرہ ونیشاپوری ج۲۹ ص۴۲ میں ہے والاصح ان ھٰذا الطول انما یکون للکافر لما روی عن ابی سعید الخدری

marfat.com

ان قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اطول ھٰذا الیوم قال والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف علی المؤمن حتی اخف علیہ من صلوٰۃ مکتوبۃ فی الدنیا حالانکہ آیت میں ہزار اور پچاس ہزار کا ذکر ہے تو یہ انذار ہے اور وہ تبشیر ہے اور یونہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں تو لباس کے متعلق بھی پہلی حدیث اور اس کی ہم معنیٰ اور حدیثیں شانِ انداز سے متعلق ہیں جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ لوگوں کا حشر اس حال میں ہوگا کہ پاؤں اور جسم ننگے ہونگے اور پیادہ ہونگے کما فی حدیث مسلم ج ۲ ص ۳۸۴ وغیرہ عن ابن عباس مرفوعا مشاۃ حفاۃ عراۃ مگر شانِ بشارت واضح فرما رہا ہے کہ خواص مؤمنین لباس میں ہونگے اور ان کے پاؤں میں نوری تسموں والے جوتے ہونگے اور خصوصی سواریوں پر سوار ہونگے تو یہ بھی صحیح اور حق ہے اور اس کے منافی نہیں کہ لوگوں کا حشر وہ ہو جو اوپر بیان ہوا کہ فسّاق اور کفار اور فجار لوگ ہی تو ہیں بلکہ یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بعض کے حال یا قال کو محاورات میں ایسے لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے جو بظاہر سب کو عام ہوتے ہیں، اس کی صدہا نظیریں قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں موجود ہیں، بطورِ مثال صرف ایک ہی پر اکتفار کیا جاتا ہے و اذ نجینٰکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم پ ۱ ع ۶ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر بُرا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

اِس ایک ہی آیت میں کئی نظیریں ہیں کہ یہ خطاب بنی اسرائیل کو عام ہے مگر نجات صرف ان لوگوں کے ساتھ ہے جو فرعون کے وقت موجود تھے یا ارحام و اصلاب میں تھے اور بُرا عذاب چکھانا اور ان کے لڑکوں کو ذبح کرنا اور لڑکیوں کو زندہ رکھنا

marfat.com

صرف ان لوگوں کے ساتھ حقیقۃً خاص ہے جو اس وقت موجود تھے یا لڑکوں اور لڑکیوں والے تھے اور یونہی ابناء کم اور نساء کم دونوں عام ہیں مگر مراد وہ لڑکے لڑکیاں جو اس وقت تازہ پیدا ہوتے تھے مگر وہ بھی سب مراد نہیں کہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کے علاوہ بھی سب ذبح نہ کئے گئے کما صرح بہ المفسرون ذبحهم فی عام دون عام اور یونہی یسومون یذبحون، یستحیون کے صیغے عام ہیں مگر یہ فعل محض ان کے ہی ہیں بالغ اور عقلاء تھے تو جس طرح یہاں صیغے بظاہر عام ہیں اور خطاب بھی عام ہے مگر اہلِ لغت جانتے ہیں کہ باوجود تخصیصاتِ مذکورہ کے یہ ارشادات بالکل صحیح اور حق محاوراتِ عرب وغیرہ اقوام عالم کے مطابق ہیں اور یونہی پہلے قسم کی حدیثیں جن میں مشاۃ، حفاۃ، عراۃ وارد ہے انکے کلمات بظاہر عام ہیں مگر فی الحقیقت تخصیصات ہیں فلا منافاۃ ولا تخالف و لا تعارض۔

هٰذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مسائلِ ارواح

روح سب کے زندہ رہتے ہیں، موت، روح و جسم کی مفارقت کا نام ہے، بعد از موت مؤمنین و کفار کے ارواح الگ الگ رہتے ہیں اور اس میں کافی اقوال ہیں کہ کہاں کہاں رہتے ہیں۔ ان اقوال کی تفصیل کتاب الروح کے ص ۱۴۴ سے ص ۸۷ تک اور شرح الصدور میں ص ۹۶ سے ص ۱۰۹ تک اور بشریٰ الکئیب میں ص ۱۰۴ سے ۱۳۵ تک ہے اور یونہی کئی اور کتابوں میں ہے۔

marfat.com

اہلِ ایمان کے ارواح جنابِ الٰہی[1] میں بہشت میں، جنت الماوٰی[2] میں، برزخ[3] میں، ساتوں آسمان[4] کی ایک ایسی حویلی میں جس کا نام بیضار ہے، علیین[5] میں، آدم[6] علیہ السلام کی دائیں طرف، حضرتِ جبریل[7] کی کفالت میں، فرشتہ[8] رمائیل کی کفالت میں، حضرتِ میکائیل[9] کے پاس، عرشِ معلّٰی[10] کے زیرِ سایہ، ایک مخصوص زمین[11] میں، جابیہ[12] میں، چاہِ زمزم[13] شریف میں، اریحا[14] میں، برزخ[15] میں جہاں جہاں خلقِ اجسام سے پہلے رہا کرتے تھے، آزاد[16] ہیں کوئی خاص مکان نہیں جہاں چاہیں آئیں جائیں، اپنی قبروں[17] میں۔

ان اقوال کے قائلین نے اپنے اپنے اقوال پر دلائل ذکر فرمائے ہیں، بغرضِ اختصار صرف ان حضرات ہی کے چند دلائل ذکر کئے جاتے ہیں جن کے نزدیک کامل ایمانداروں کے روح بہشت میں رہتے ہیں:۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور ص ۹۹ میں فرماتے ہیں قد قیل ان ارواح المؤمنین کلھم فی الجنۃ الشھداء وغیرھم اذا لم تحبسھم کبیرۃ لظاھر حدیث کعب وام ھانئ وام بشر وابی سعید وضمرۃ ونحوھا ولقولہ تعالیٰ فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم (الی ان قال) وقال تعالیٰ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک الی قولہ وادخلی جنتی۔ قال جماعۃ من الصحابۃ والتابعین انہ یقال لھا ذلک عند خروجھا من الدنیا علیٰ لسان الملک بشارۃ اور یونہی کتاب الروح، تذکرۃ القرطبی وغیرہ میں ہے۔

اِس کا خلاصہ یہ کہ سب ایسے ایماندار جنہیں کوئی کبیرہ گناہ دین وغیرہ سے نہ روکے تو ان کے روح جنت میں ہیں شہید اور غیر شہید سب حضرتِ کعب، امِ ہانی، امِ بشر، ابوسعید اصحاب اور ضمرہ وغیرہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی حدیثوں سے ظاہر یہی ہے اور اللہ

marfat.com

تبارک وتعالیٰ کے اِس قول فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم (سورۃ الواقعہ) اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی سے بھی یہی ظاہر ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت فرماتی ہے کہ نفسِ مطمئنہ کو یہ دنیا سے نکلتے وقت خوشخبری کے طور پر فرمایا جاتا ہے۔

تبرکاً صرف ایک حدیث بھی ذکر کی جاتی ہے۔ شرح الصدور ص ۹۶ میں ہے

واخرج مالک فی الموطا واحمد والنسائی بسند صحیح عن کعب بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما نسمۃ المؤمن طائر تعلق فی شجرۃ الجنۃ حتی یرجعہ اللہ تعالیٰ الیٰ جسدہ یوم القیٰمۃ۔

(ترجمہ) حضرتِ امامِ مالک اور حضرتِ امامِ احمد بن حنبل اور حضرتِ امامِ نسائی نے حضرتِ کعب بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ سے صحیح سندوں کے ساتھ ذکر کیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزایں نیست کہ ایماندار کی جان پرندہ ہوتی ہے جو بہشت کے درختوں میں میوے کھاتی ہے حتی کہ اسے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کے جسم کی طرف واپس فرمائیگا۔

یہ اور اس کی ہم معنیٰ بہت حدیثیں شرح الصدور، کتاب الروح، بشریٰ الکئیب، تفسیرِ درِ منثور، تفسیرِ ابنِ کثیر اور کتبِ حدیث شریف میں کافی ہیں۔ محققین فرماتے ہیں کہ اِن مختلفہ اقوال میں حقیقۃً کوئی تعارض نہیں اِس لئے کہ لوگوں کے درجے کافی مختلف ہیں اہلِ سعادت کے بھی کئی درجے ہیں اور اہلِ شقاوت کے بھی تو بعض ارواح جو سعادت کے اعلیٰ درجات والوں کے ہیں اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں اور بعض سبز پرندوں میں یا پرندوں

marfat.com

کی طرح بہشت میں کھاتے اور بعض بہشت کے دروازے پر ہوتے ہیں، بعض قبر میں رہتے ہیں اور اہلِ کمال کے ارواح اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ جہاں چاہیں فوراً آتے جاتے ہیں، نہ ان کے لئے بُعدِ مسافت مانع ہے اور نہ کسی مکان کی رفعت اور پھر جہاں بھی ہوں جسم کے ساتھ تعلق ضرور رہتا ہے حتّٰی کہ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور باقاعدہ گفتگو سنتے ہیں تو اس لحاظ سے وہ زمزم شریف بھی پہنچ سکتے ہیں اور دوسرے مقاماتِ متبرکہ پر بھی۔

شرح الصدور ص ۱۰۱ وغیرہ میں ہے الصحیح ان الارواح متفاوتۃ فی مستقرھا فی البرزخ اعظم تفاوت ولا تعارض بین الادلۃ فان کلا منھا وارد علیٰ فریق من الناس بحسب درجاتھم فی السعادۃ او الشقاوۃ۔

نیز اسی میں ہے وکلھا علی اختلاف محالھا وتباین مقارھا لھا اتصال باجسادھا فی قبورھا لیحصل لہ من النعیم او العذاب

اور یہیں سے یہ بھی واضح ہوا کہ ارواحِ کفار کے متعلق جو اقوال ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں طرف یا جہاں پہلے تھے یا برزخ میں برہوت میں جو حضرموت میں ہے یا سجّین میں ہیں۔

ان اقوال میں بھی حقیقۃً کوئی تعارض نہیں، سیّدی سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مصری جو جلیل القدر اصحابِ کشف سے ہیں، ان کی نظر میں برزخ کی عظیم وسعت کے علاوہ برزخ سے بکثرت ایسی شاخیں نکلتی ہیں جو جہنم تک پہنچی ہوئی ہیں اور وہ شاخیں بھی ہیں جو جنّت تک پہنچی ہوئی ہیں تو جہاں بھی ارواح ہوں برزخ ہی میں ہیں (ابریز شریف ص ۳۱۹) واللہ تعالےٰ اعلم اور جو لوگ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ان کے ارواح برزخ میں

marfat.com

ہیں، واللہ تعالےٰ اعلم۔

حیوانات کے روحوں کے چھوٹے بڑے ہونے کے متعلق یہ ہے، ذات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کہ روح جوہرِ فرد ہے، بسیط ہے مرکب نہیں کہ اس میں طول یا عرض یا عمق جسم کی طرح ہو سکے بلکہ جوہرِ فرد اور بسیط ہے کہ کمّیّت اور مقدار کو قبول ہی نہیں کرتا ہاں تعلق اور تاثیر کے لحاظ سے ضرور فرق ہے۔ سمجھنے کے لئے اِس کی مثال یہ ہے کہ چراغ اگر بڑے کمرہ میں رکھا جائے تو اس کی تاثیر اور روشنی پھیلاؤ کے لحاظ سے بڑی ہوتی ہے اور چھوٹے کمرہ میں رکھا جائے تو چھوٹی حالانکہ چراغ کی اصلیت وہی ہے جو پہلے تھی۔

فتوحاتِ مکیہ ج ۲ ص ۶۹۰ اور الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۳۸ میں ہے

والنظم من الفتوحات الروح لیس لہ کمیۃ فیقبل الزیادۃ فی جوھر ذاتہ بل ھو جوھر فرد لا یجوز ان یکون مرکبا (الی ان قال) فاذا کان ھٰکذا فلا یقبل الزیادۃ ولا النقصان کما یقبلہ الجسم لعدم الترکیب۔

اِس مسئلہ میں اور بھی کئی اقوال ہیں واللہ تعالےٰ اعلم، جو روح گرفتارِ عذاب نہیں وہ بہت کام کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں، قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، اہلِ علم علمی شغل بھی رکھتے ہیں، ایک دوسرے کی ملاقات و زیارت کرتے ہیں، آسمانوں اور بہشتوں میں یا زمین کے کسی متبرک مکان یا جہاں چاہیں آتے اور جاتے ہیں اور آناً فاناً آتے اور جاتے ہیں، دنیا کی بہ نسبت طاقت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ جسمانی تعلقات و قیود سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

روح کی صفت بڑی عجیب ہے اس کو جسم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور زیادہ یونہی لوگوں کو غلط فہمی لگی ہے کہ جسم پر قیاس کر لیتے ہیں، ہاں قبر پر آنے جانے والوں

marfat.com

کو دیکھتے رہتے ہیں، ان کے کلام سنتے رہتے ہیں، جواب دیتے ہیں، پہچانتے ہیں، اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور دشمنوں کو برباد کرتے ہیں، بیداری یا خواب میں اِس دنیا والوں کو بھی مل سکتے ہیں، پیغام یا نصیحت وغیرہ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ اور اِن کے سوا اور بہت سے کام کیا کرتے ہیں اپنے اپنے مدارج اور قربِ بارگاہِ رب العالمین کے لحاظ سے۔

یہ قرآنِ کریم اور بکثرت احادیثِ شریفہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے جس کا ذکر محققین کرام نے بڑی تفصیل سے فرمایا ہے حتّٰی کہ غیر مقلدین حضرات کے بھی مسلّم امام ابوعبداللہ ابنِ قیم نے اپنی مایہ ناز ضخیم کتاب کتاب الروح میں باقاعدہ ملتے ہوئے بڑے تفصیل سے روحوں کے افعال واشغال بیان کئے ہیں، تفصیل کے لئے امام جلال الدین سیوطی کی تصانیف بالخصوص شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور اور بشری الکئیب بلقاءِ الحبیب اور قاضی ثناءاللہ کا تذکرۃ الموتٰی والقبور اور ابنِ قیم کی کتاب الروح دیکھنے کے قابل ہیں، اتنی تفصیل ہے کہ اِس مختصر سے جواب میں سما نہیں سکتی۔

کتاب الروح ص ۲۳ میں ہے الارواح المنعمۃ المرسلۃ غیر المحبوسۃ تتلاقٰی وتتزاور وتتذاکر ما کان منہا فی الدنیا ومایکون من اھل الدنیا۔ ص ۱۶۱ پر ہے انما یغلط اکثر الناس فی ھٰذا الموضع حیث یعتقدان الروح من جنس ما یعھد من الاجسام التی اذا شغلت مکانا لم یمکن ان تکون فی غیرہ وھٰذا غلط محض نیز ص ۱۶۵ میں ہے فھٰذہ لھا بعد مفارقۃ البدن شان اٰخر وفعل اٰخر (الٰی ان قال) من ھزیمۃ الجیوش الکثیرۃ بالواحد والاثنین والعدد القلیل ونحو ذٰلک

marfat.com

وکم قد رؤی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومعہ ابوبکر وعمر قد ھزمت ارواحھم عساکر الکفر والظلم اور اس سے پہلے ص ۱۶۴ میں ہے ان ماذکرناہ من شان الروح یختلف بحسب حال الارواح من القوۃ والضعف الخ

تذکرۃ الموتی ص ۳۱ میں ہے : ارواحِ ایشاں در زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و دوستاں و معتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں را ہلاک مینمایند۔ نیز اسی میں ہے : در قبور نماز ہے خوانند و ذکر میکنند و قرآن میخوانند۔

اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۷۱۶ میں ہے : قومے میگویند کہ امدادِ حیّ قوی تر است، و من میگویم کہ امدادِ میت قوی تر است۔ پھر فرماتے ہیں، نقل دریں معنے ازیں طائفہ بیشتر ازاں است کہ حصر و احصار کردہ شود۔

بہر حال اِن نقول سے یہ چیز بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ کاملین اہلِ قبور سے ان کی اِس حیثیت کے لحاظ سے کہ وہ مقبولانِ بارگاہِ رب العالمین ہیں، ان سے مدد مانگ سکتے ہیں

رہا یہ مسئلہ کہ حیوانات کے روحوں کے قبض کرنے والے کا نام کیا ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ شرح الصدور ص ۲۱ میں ہے کہ حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجال البھائم وخشاش الارض کلھا فی التسبیح فاذا انقضی تسبیحھا قبض اللہ ارواحھا۔ اِس کا خلاصہ یہ کہ بہائم وحشرات الارض سب کے سب جب ان کی تسبیح پوری ہو جائے (یعنی جتنی جتنی تسبیح ان کے حق میں مقدر تھی وہ سب کر چکیں) تو اللہ تعالیٰ ان کی جانوں کو قبض فرما لیتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ملک الموت کے سپرد نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ و

marfat.com

اصحبہٖ وبارک وسلم۔

حرّرہ الفقیر ابوالخیر محمّد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۴ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۸۲ھ ، ۳-۱۱-۶۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندریں کہ زید وبکر کا ایک مسئلہ میں نزاع ہوا تو زید نے کہا کہ ہر ایک نیکی وبدی کا حساب ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ اور نیز آیت میں ہے وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور ایسا ہی احادیث سے ثابت ہے، تو بکر نے جواب میں کہا نہ کوئی حساب ہے نہ کتاب اور نہ میں ان آیتوں اور حدیثوں کو تسلیم کرتا ہوں، یہ سب کچھ جرح ہے تو زید نے جواباً کہا جو آیات واحادیث کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا تو بکر نے کہا تو مجھے کافر کہتا ہے اور آیات واحادیث کے متعلق بکر نے سخت ملعون کلمہ بکا، اِس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بکر نے واقعی اگر یہ بیہودہ بکواس کئے ہیں تو وہ باجماع امتِ محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ

marfat.com

علیہ وسلم اسلام وایمان سے علیٰحدہ و دور ہوا کہ امورِ مذکورہ بالا ضروریاتِ دین سے ہیں اور ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے، حساب کا روشن ثبوت تو انہیں دو آیتوں میں موجود ہے جو زید نے پڑھی ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سی آیات واحادیث سے بھی ثابت ہے اور اس کا کتاب کا انکار، اگر اس کتاب سے نامۂ اعمال مراد ہے تو اس کا ثبوت بھی آیات و احادیث میں بکثرت موجود، قرآنِ کریم میں موجود ہے کل شیئ فعلوہ فی الزبر[1] آیات واحادیث کو نہ تسلیم کرنا اور جھٹلانا اور ان کے متعلق ناشائستہ کلمات استعمال کرنا ایذاء اللہ المتعال جل جلالہٗ وعم نوالہٗ وایذاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کے متعلق قرآنی فتویٰ یہ ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لہم عذابا مہینا[2] اور ایسے ہی بہت آیات واحادیث سے اس کا خسرانِ مبین ثابت ہے۔

شفاء شریف جزء ثانی ص ۲۵۱ میں ہے وکذلک من انکر الجنۃ او النار او البعث او الحساب او القیامۃ فھو کافر باجماع الخ نیز اسی کے ۲۶۳ میں ہے والمسلم ان استخف بالقراٰن او المصحف او بشیئ منہ او سبہما او جحدہ او حرفا منہ او اٰیۃ او کذب بہ او بشیئ منہ او کذب بشیئ مما صرح بہ فیہ من حکم او خبر الی ان قال، فھو کافر عند اھل العلم باجماع الخ

اہلِ اسلام پر واجب کہ جب تک بکراز سرِ نو مسلمان نہ ہو، توبہ نہ کرے اس سے بائیکاٹ کریں اگرچہ ان کا کتنا ہی قریبی ہو، قرآنِ کریم میں ہے لاتجد قوما یؤمنون باللہ

---

[1] القمر آیت ۵۲

[2] الاحزاب آیت ۵۷

marfat.com

والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم[1] الاٰیۃ اور اس کی عورت اس سے جدا ہوگئی نکاح نہ رہا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے لاھن حل لھم و لاھم یحلون لھن[2]۔

واللہ و رسولہ اعلم وعلمھما اتم واحکم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
بانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ لصیر پور
۱۸ر شوال ۱۳۵۹ھ

الاستفتاء

ماہِ صیام کے آخری عشرہ میں تین تین راتوں میں قرآنِ کریم نوافلِ تراویح میں ختم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اِس سلسلہ میں ایک مجلس کی جانب سے ایک اشتہار بعنوان "صحیفۂ آسمانی کی ضیاء پاشیاں" جاری ہوا ہے۔ بعض افراد کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ قرآنِ کریم پر صحیفۂ آسمانی کا اطلاق درست نہیں، ان کا کہنا ہے کہ مصحفِ عثمانی یا دیگر متبادل عنوان ہونا چاہیئے۔

مطلوب فقط یہ ہے کہ قرآنِ کریم پر صحیفۂ آسمانی کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟

---

[1] المجادلہ، آیت: ۲۲
[2] الممتحنہ، آیت ۱۰

marfat.com

بینوا توجروا۔

سائل: مرکزی دارالتجوید والقرارت

باہتمام انجمن حمایت القرآن (رجسٹرڈ) چوک شاہ عالم گیٹ لاہور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

ہاں درست ہے۔ قرآن کریم اور لغتِ عرب سے روزِ روشن کی طرح واضح کہ کتاب کو صحیفہ کہا جاتا ہے (سورۂ طٰہٰ میں ہے مافی الصحف الاولیٰ اور النجم میں ہے مافی صحف موسیٰ الاٰیۃ الیٰ غیر ذٰلک من الاٰیات) اور یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآنِ کریم آسمانی کتاب ہے تو اس پر صحیفۂ آسمانی کا اطلاق کیوں درست نہیں؟ صحیفہ تو لفظِ مفرد ہے۔ قرآنِ کریم میں تو قرآنِ کریم پر صُحُف بصیغۂ جمع کا اطلاق بھی ہوا ہے۔

سورۂ لم یکن میں ہے یتلوا صحفا مطھرۃ یعنی ہمارے پیارے رسول پاک صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں۔

جمہور مفسرین کے نزدیک اِس تلاوت سے مراد تلاوتِ قرآنِ کریم ہے تفسیرِ جلینی میں فرمایا "یعنی قرآن وآنرا صحف گفت برائے تعظیم یا آنکہ جامع اسرار جمیع صحف ست یعنی صحف جمع تعظیمی ہے و یا اِس لئے جمع سے تعبیر فرمایا کہ وہ ان سب اسرار و رموز کا جامع ہے جو تمام کتبِ انبیاءِ کرام متفرق طور پر آئے اور بعض دوسری تفاسیر کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے

marfat.com

کہ یا اس لئے صحف فرمایا کہ اس کے نسخے بکثرت پائے جائینگے حالانکہ وہ کتابِ پاک ایک ہی ہے کہ ہر نسخہ کتاب ہی کہلاتا ہے اور یا جمع باعتبار ان کاغذوں کے ہے جن پر لکھا جاتا ہے کہ ہر کاغذ کو بھی صحیفہ کہہ سکتے ہیں۔

بہرحال صحیفۂ آسمانی کا اطلاق بلاشبہہ روا ہے اور یونہی مصحفِ پاک یا مصحفِ ربّانی یا کوئی اور متبادل عنوان مگر مصحفِ عثمانی کہنا محلِ اعتراض اور واجب الاحتراز ہے کہ کسی اور معنے کی غمازی کرتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

(نوٹ) سائل نے صحیفہ کا تکرار تین مرتبہ کیا مگر ۱ و ۳ کو غلطی سے صحفیہ لکھا۔ جو محض سبقتِ قلم ہی ہے۔

حررہ العبد ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۹ ذی القعدۃ المبارکہ ۷۸ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرعِ متین صورتِ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص برملا کہے کہ میں صحابۂ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا سرے سے منکر ہوں اور ان کی صحابیت کا قائل نہیں تو ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اور اس کے ساتھ اہلِ سنّت حنفی افراد کی قربائی جائز ہے

marfat.com

یا نہیں؟ مفصل اور مدلّل بیان فرمایا جاوے۔

منجانب : اہالیانِ دیہ جلوانہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھمّ اجعل لی النّور والصّواب

یہ مسائل علمائے اہلِ حق نے آفتاب سے بھی زیادہ واضح فرمادیے ہیں. خلافت کا سرے سے اِنکار آفتابِ نصف النہار کا اِنکار ہے اور ان کی صحابیت کا قائل نہ ہونا ایمان بالقرآن سے فرار ہے، ایسے کے ساتھ قربانی محض بے کار ہے۔ رسالہ مبارکہ "ردالرفضہ" نوری کتب خانہ لاہور نزد داتا دربار سے خرید کر دلائل ملاحظہ کریں اور یونہی "مقیاسِ خلافت" مولانا اچھروی علیہ الرحمہ کا مطالعہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وجمیع الصحابۃ اولی الکرم وآلہ الاکرم وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

از دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال

۲۹ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۹۱ھ

بمطابق ۱۵-۲-۷۲

marfat.com

نوٹ : درج ذیل فتوے پر حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز
کی تائید و تصدیق صـ۱۵۳ پر ملاحظہ کریں۔ (مرتّب)

مسئلۂ افضلیّتِ ملائکہ میں فتویٰ تکفیر غلط ہے

الاستفتاء

رضائے مصطفےٰ میں ایک فتویٰ شائع ہوا جو لفّ ہٰذا ہے جس میں حضرتِ سیدنا ابوبکر صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرتِ سیّدنا جبریل علیہ السلام سے افضل کہنے والے کو نہ صرف گمراہ بلکہ کافر کہا گیا ہے، تجدیدِ نکاح و تجدیدِ ایمان کے آخری احکام بھی صادر فرمائے ہیں اِس طرح کہ جو شک کرے وہ بھی کافر سے کم نہیں، کیا یہ فتوےٰ درست ہے ورنہ مکفّر کا حکم کیا ہے ؟

السائل : عبدالکریم

الجواب هوالموفق للصواب

مرسلہ فتویٰ کی بنیاد تین قسم کے امور پر ہے۔ اوّل حضرتِ جبریل علیہ السلام نبی کے مترادف رسول ہیں۔ دوم ان کی فضیلت اجماعِ قطعی سے ثابت ہے، سوم یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے حالانکہ یہ تینوں امور اہلِ علم حضرات کے نزدیک ثابت

marfat.com

نہیں ہیں اور اِس فتوٰے کی بنیاد فاسد علی الفاسد ہے اور عقائدِ اہلِ سنت سے بے خبری اور مسلکِ حقہ سے محرومی ہے۔ بلاشبہ حضرتِ جبریل علیہ السلام کی شان و شوکت، جاہ و عظمت، طاقت و عصمت قرآنِ کریم سے ثابت ہے لیکن نبوت و رسالت لسانِ شرع اور اسلامی اصطلاح میں صرف انسان کے ساتھ اور فرشتوں کو لغوی معنے سے رسول کہا گیا ہے۔

شرح عقائد میں رسول کی تعریف اِس طرح کی ہے الرسول انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام وقد یشترط فیہ الکتاب بخلاف النبی۔ نبی اور رسول کو مترادف قرار دینا جمہور معتزلہ کا مذہب ہے چنانچہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد کے حاشیہ میں فرماتے ہیں فقال بعضہم انہما متساویان وھٰذا مذھب جمھور المعتزلۃ والیہ ذھب الشارح وقال بعضھم ان الرسول اما صاحب کتاب وشریعۃ متجددۃ بخلاف النبی کما بینہ المحشی وھٰذا مذھب اھل السنۃ۔

رسول کی تعریف میں علامہ ملّا عصام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے و تعریف الرسول من انسان لانہ المقصود بالبیان او الرسول مختص فی لسان الشرع بانسان بل اطلاقات الواقعۃ علی الملک فی القراٰن وغیرہ اطلاق لغوی والانسان جنس لمفھوم الرسول۔

اسی طرح عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بخلاف النبی فانہ منحصر بانسان۔ اِس سے واضح ہوا کہ کوئی فرشتہ نبی نہیں البتہ لفظِ رسول کا اطلاق فرشتہ پر بمعنے لغوی ہوا ہے۔

marfat.com

بہرحال ملائکہ کی نفسِ رسالت حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شانِ رسالت کے برابر ارفع واعلیٰ نہیں، شرح عقائد کی عبارت فما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز الولی افضل من النبی کفر وضلال کا اِس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہاں نبی سے مراد شرعی اور اصطلاحی نبی ہے نیز حضرتِ جبریل علیہ السلام کو معصومیت کی وجہ سے افضل بتانا بھی غلط ہے کیونکہ دوسرے فرشتے بھی تو معصوم ہیں لہٰذا وہ بھی افضل ہونے چاہئیں۔

اِس فتوٰے کفر کی دوسری بنیاد اجماع کے دعوٰی پر ہے، غالباً اجماع کی بحث کبھی پڑھی نہیں ورنہ ان کو معلوم ہوتا کہ ہر اجماع کا انکار کفر نہیں۔ اہلِ علم کے نزدیک اجماع قطعی بھی ہوتا ہے اور ظنی بھی، مرآت الاصول شرح مرقات الوصول میں امام ابوالفضل محی الدین قیدلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان الاجماع اما بالتواتر او الشھرۃ او الاٰحاد ھٰکذا فی جمیع کتب الاصول فقط لاخلاف عند اھل السنۃ اِس سے اجماع کا قطعی ہونا ثابت نہیں ہوتا من ادعٰی فعلیہ البیان۔

بالفرض قطعی بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی تکفیر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اجماع قطعی کے انکار پر اس وقت تکفیر کی جائے گی جبکہ منکر اجماعِ قطعی کا اعتراف کرتا ہو اور اگر اجماع کا انکار جہالت اور عدمِ واقفیت پر مبنی ہو تو تکفیر نہیں، علامہ بحر العلوم شرح مسلّم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں اما انکار المجمع علیہ وان کان انکارجبلی و نشأ من سفاھۃ ولکن لیس انکارہ مع اعترافہم انہ مجمع علیہ بل ینکرون کونہ کذلک لشبھۃ نشأت لھم وان کانت باطلۃ فی نفس الامر وانما الکفر انکار المجمع علیہ مع اعترافہ انہ مجمع علیہ من غیر تاویل۔

۳۔ مسئلہ کو ضروریاتِ دین سے کہنا بھی اپنی حد سے گزرنا ہے جس کو فتوٰے دینے کا شوق ہو

marfat.com

تو اس پر لازم ہے کہ اچھی طرح سمجھے اور مسئلہ کو متعدد کتابوں سے مطالعہ کرے، پھر ایسا فتوٰی جس میں کسی مسلمان کے ایمان کا فیصلہ کرنا ہو تو اس میں تو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے شرح عقائد میں بل بالضرورۃ کے لفظ سے اِس مسئلہ کو ضروریاتِ دین سے بتانا درست نہیں بالضرورۃ کے معنٰی بالبداہۃ بھی آتے ہیں۔

سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر کی شرح اکبر میں ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و التقیید بالناس لان خواص الملائکۃ کجبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام وحملۃ العرش و المقربین افضل من عوام الناس و ان کانوا دون الانبیاء و المرسلین علی الاصح من اقوال المجتہدین مع انہ لاضرورۃ الی ھذہ المسئلۃ فی امر الدین علی وجہ الیقین۔

اب واضح ہوا کہ اس مسئلہ کا ضروریاتِ دین سے ہونا ثابت نہیں لہٰذا فتوٰی کفر بھی غلط ہے۔ اتنا سخت فتوٰی دینے والے کو توبہ کا اعلان کرنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

العبد: محمد حسین نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ، لاہور

نوٹ: یہ فتوٰے بمع تصدیقاتِ علمائے کرام "سوادِ اعظم لاہور"، ۳ رجب المرجب ۸۰ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۶۰ء میں طبع ہوا۔ حضرتِ فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کا تصدیقی مضمون آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّ صَوَابًا

الحمد للہ الذی ارسل الصادق المصدوق المصدق

marfat.com

وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ ومن صدق وسلم التسلیم المحقق
(مصدقیہ وصدیقہ وآلہٖ وسلم تسلیما)

امابعد فاضلِ محتشم ذوالمجد والکرم حضرت مولانا علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مدظلہم العالی کا مرسلہ فتویٰ برائے تصدیق وتائید آیا، ماشاء اللہ اوہامِ باطلہ واستدلالاتِ عاطلہ کا خوب قلع قمع فرمایا۔ واقعی رسالتِ ملائکہ رسالتِ خلفاء اللہ تعالےٰ (صلے اللہ تعالیٰ علیہم وسلم) کے قطعاً مترادف نہیں، اسی توہمِ ترادف کی بناء پر تو معتزلہ نے کہا کہ ملائکہ انبیاء ورسل سے افضل ہیں کہ تمام انبیاء ورسل رسلِ ملائکہ اور جبریل کے لئے بمنزلہ امت ہیں اور رسول اپنی امت سے افضل ہوتا ہے مگر جمہور اہل السنت والجماعت کے نزدیک ان کا یہ عقیدہ باطل ہے کہ ملائکہ کی رسالت رسالتِ انبیاءِ کرام کے مترادف نہیں بلکہ تبلیغ و وساطت کے ہم معنےٰ ہے۔

مواقف وشرح مواقف ج ۸ ص ۲۸۸، مطالع شرح طوالع ص ۲۱۳، تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۸۶، تفسیر نیشاپوری ج ۱ ص ۲۴۳، غنیۃ المستملی ص ۲۸۸ وغیرہا میں ہے

والنظم للحلبی علیہ الرحمہ ان مطلق الرسالۃ لاتقضی افضلیۃ الرسول وانما ذلک فی ما اذا کان الرسول للتشریع و التعلیم وانقاذ الضلال والدعاء الی اللہ واما اذا کان لمجرد تبلیغ الخبر من المرسل الی المرسل الیہ فلا الاتریٰ ان السلطان قد یرسل الخبر مع بوابہ الیٰ وزیرہ ولا یقتضی ان البواب اقرب و افضل عند السلطان من الوزیر وھکذا حال الملائکۃ مع الانبیاء انما ھم رسل الیھم فی تبلیغ الخبر فقط اور یونہی کریمہ جاعل الملائکۃ رسلا اولی اجنحۃ کے تحت بیضاوی، ابوالسعود، جمل وصاوی

marfat.com

علی الجلالین، مظہری وغیرہا میں رسلا کی تفسیر وسائط سے کی گئی ہے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ ان کی رسالت رسالتِ انبیاءِ کرام کے ہم مرتبہ ہرگز ہرگز نہیں تو مفتیٔ "رضائے مصطفٰے" کا استدلال ہباءً منثوراً بنا اور یونہی ان کا اجماع کی بنا پر بھی تکفیر محض بے جا ہے کہ مسئلہ زیرِ بحث میں اجماعِ قطعی قطعاً نہیں بلکہ محض ظنّی ہے حالانکہ اجماعِ ظنی کا منکر کافر نہیں بلکہ صرف اسی اجماع کا منکر کافر ہے جو تمام صحابہ کرام کا اجماع قولی قطعی بطریقِ تواتر ثابت ہو، شامی ج۳ ص ۳۹۳ میں ہے اذا لم تکن الآیۃ او الخبر المتواتر قطعی الدلالۃ او لم یکن الخبر متواترا او کان قطعیا لکن فیہ شبہۃ او لم یکن الاجماع اجماع الجمیع او کان ولم یکن اجماع الصحابۃ او کان اجماع جمیع الصحابۃ اوکان اجماع جمیع الصحابۃ ولم یکن قطعیا بان لم یثبت بطریق التواتر او کان قطعیا لکن کان اجماعا سکوتیا ففی کل من ھٰذہ الصور لایکون الجحود کفرا یظھر ذٰلک لمن نظر فی کتب الاصول فاحفظ ھٰذا الاصل فانہ ینفعک۔

جسے اس بیانِ فیض ترجمان میں شک ہو تو تنقیح و توضیح و تلویح ص ۵۳۴ و ۵۳۵، منار اور شروحِ منار نور الانوار ص ۲۲۳، شرح ابنِ مالک و شرح ابنِ عینی ص ۲۵۸، ۲۵۹، افاضۃ الانوار نسمات الاسحار ص ۱۴۶، مسلم الثبوت مع شرح بحر العلوم ص ۵۲۰ و ۵۲۱، تحریر و شرح تیسیر التحریر ج۳ ص ۲۶۰، شرح قاضی عضد ج۸ ص ۳۴۴، حسامی مع شرح غایۃ التحقیق ص ۲۱۳ کو غور سے دیکھے اور پھر دیکھے کہ اس مسئلہ میں تمام صحابہ کرام کا قولی اجماع بطور تواتر ہرگز ہرگز ثابت نہیں طرفہ تو یہ کہ اجماعِ قطعی کا منکر اس وقت کافر کہا جاتا ہے جب اسے اجماع کا علم بھی ہو اور واقف ہو ورنہ نہیں۔ شرح بحر العلوم ص ۷، مسایرہ ص ۱۷۵، شامی ج۳ ص ۳۹۲ میں ہے

marfat.com

والنظم للشامی وکذا مخالفۃ او انکار ما اجمع علیہ بعد العلم
بہ حالانکہ مستدل سائل کو جاہل وناواقف بتاتا ہے تو تکفیر کیسی؟ اور یونہی یہ مسئلہ ضروریاتِ
دین سے بھی نہیں، ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے فقہ اکبر شریف کی شرح ختم کرنے کے بعد ایسے
مسائل کا ذکر بطور الحاق کیا جو اختلافی مسائل ہیں۔ ص ۱۰۲ میں فرمایا وھنا مسائل
ملحقات لابد من ذکرھا فی بیان الاعتقادیات ولو کان من امور
الخلافیات اور پھر اسی صفحہ میں تصریح فرمائی کہ ان مسائل سے ناواقفی مضر نہیں اور انہیں مسائلِ
ملحقہ سے یہ مسئلہ زیرِ بحث بھی ذکر فرمایا ص ۱۰۷ میں فرمایا ومنھا تفضیل الملائکۃ
فخواصھم افضل بعد الانبیاء علیہم السلام من عموم الاولیاء
والعلماء (الی ان قال) قلت فلتکن المسئلۃ ظنیۃ لا قطعیۃ
وھو کذلک بلا شبھۃ نیز ص ۶۰ میں فرمایا لا ضرورۃ الی ھذہ المسئلۃ
فی امر الدین علی وجہ الیقین۔ شامی ج ۱ ص ۴۹۳ میں ہے المسئلۃ
خلافیۃ وھی ظنیۃ۔

تکمیل الایمان ص ۳۷ میں ہے "وبعضے گفتہ اند کہ ظاہر دراں آنست کہ مسئلۂ
تفصیل در ہر جا کہ باشد ہمیں حکم داشتہ باشد ومآلِ کلام اختلافِ حیثیات وتعددِ جہات است"
تو امس وشمس کی طرح واضح ہوا کہ یہ مسئلہ ظنّیہ وخلافیہ ہے اور ضروریاتِ دین سے نہیں تو
اس بنا پر بھی کافر بتانا سخت زیادتی وناروا ہے، ہاں ہمارے نزدیک تفضیلِ جبریلِ امین ہی مختار
ہے مگر یہ نہیں کہ ہمارے ہر مختار کا انکار کفر بنے اور تفضیل کا ایک پہلو تعددِ جہات واختلافِ
حیثیات کی بنا پر بھی واقع ہوا کرتا ہے جس کی طرف حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ نے اشارہ
فرمایا جسے علماء فضلِ جزئی سے تعبیر کیا کرتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ زید نے کسی فضلِ جزئی کی بنا پر
حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو افضل کہا ہو مثلاً اس حیثیت سے کہ انہیں حضورِ پُرنور محبوبِ

marfat.com

رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی حاضری حاصل ہے اور جبریلِ امین کے لئے بالدوام حاصل نہیں اور فرطِ اشتیاق میں وما ننتزل الا بامر ربك عرض کرتے ہیں تو زید کو کیوں کافر کہا جائے حالانکہ مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ جب مسئلہ میں تکفیر کے کئی پہلو ہوں اور ایک پہلو مانعِ تکفیر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ پہلوئے مانع کی طرف میلان کرے کہ مسلمان کے ساتھ اچھا گمان کرے کما فی جامع الفصولین[1] والبحر[2] والشامی[3] عن الخلاصۃ والبزازیۃ بلکہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی کلام جب کسی اچھے محمل پر محمول ہو سکے تو کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے کما فی البحر[4] والشامیۃ[5] وغیرھما بلکہ فرماتے ہیں یجب حمل احوال المسلمین علی الصلاح کما فی الھندیۃ والشامیۃ وغیرھما اور قرآنِ پاک نے فرمایا ان بعض الظن اثم۔

افسوس کہ بعض حضرات رضوی ہونے کے باوجود امامِ اہل السنت والجماعت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اتباع نہیں کرتے، وہ تو الکوکبۃ الشہابیہ کے آخر میں فرماتے ہیں "ماہِ نیم ماہ و مہرِ نیمروز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقۂ متفرقہ اور اس کے امامِ نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہِ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہہ جماہیر فقہاءِ کرام و اصحابِ فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ،، مگر ساتھ ہی فرماتے ہیں "اگرچہ ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِّ لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب" اور یونہی سل السیوف اور سبحان السبوح میں فرمایا۔

---

[1] ج ۲ ص ۲۱۶ [2] ج ۵ ص ۱۲۵

[3] ج ۳ ص ۳۹۳ [4] ج ۵ ص ۱۲۵

[5] ج ۳ ص ۳۹۳

(مرتب)

marfat.com

تو آفتابِ نیمروز و ماہِ نیم ماہ کی طرح واضح ہوا کہ یہ فتوائے تکفیر صحیح نہیں تو مفتی پر لازم کہ توبہ کا اعلان کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ و واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

الاستفتاء

مبسملا محمدلا مصلیا مسلما

حضرت محترم جناب مولانا صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ : مزاجِ عالی۔

جوابِ باصواب ملا۔ الحمدللہ کہ آنجناب کے جوابات فقیرِ پُرتقصیر کے جوابات سے مل گئے ہیں اور ناچیز کو تائید حاصل ہوئی ہے۔ جناب کی تکلیف فرمائی اور نیز جلدی جواب دینے کا بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا۔ چند اور مسائل درپیش ہیں، امید ہے کہ جوابِ باصواب سے نوازیں گے۔

۱۔ حضرتِ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے صاحبزادے حضرتِ حسن مثنّٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہ معرکۂ کربلا سے کیسے بچے تھے، کسی معتبر تاریخ کا حوالہ ہو تاکہ شیعہ کو جواب دیا جاسکے اور حضرتِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا سیّد ہونا اور اتصالِ نسب ہونے کے، اگر اہلِ تشیع

marfat.com

کی کتب اور اہلِ تشیع اور اہلِ سنت دونوں کی کتب کا حوالہ ہو سکے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

۲۔ کیا شہید پر جو حقوق العباد تھے وہ بھی معاف ہو جاتے ہیں؟

۳۔ کیا دفاعی فنڈ میں زکوٰۃ لگ سکتی ہے؟

(نوٹ) اِس تیسرے سوال کے جواب کی ذرا فوری ضرورت ہے۔

غلام محمود غفرلہٗ از دار العلوم اہلِ سنت جہلم

۷ رجب المرجب ۸۵ھ

نوٹ: اس پر سیّدی فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے درج ذیل مکتوب اور جواب استفتاء تحریر فرمایا۔ (مرتّب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والحمد للہ تعالیٰ وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الانور وآلہٖ و صحبہٖ وسلم تسلیما کثیرا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: مزاجِ گرامی۔

چند روز ہوئے ملفوفِ محبت ملا، جو کچھ لکھا اپنے فرائض کی ادائیگی کی، اِس میں شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت؟ پھر آپ نے پسند فرمایا اور اپنی تحقیق کے مطابق پایا اور اطلاع بھی دی بغیر کسی استفسار کے، اِس پر فقیر کا شکریہ قبول فرمائیں، ہاں اگر یہ وضاحت فرما دیں کہ آپ کس دار العلوم کے مستند ہیں اور کس پیرِ طریقت سے انتساب ہے تو کرم ہوگا، نیز فقیر کے مشاغل کافی ہیں اور کچھ امراض بھی لاحق ہیں لہٰذا جواب میں تاخیر ہو جایا کرتی ہے اور انہی امور کے پیشِ نظر استفتاء میں سوال زیادہ نہ ہونے پسند کرتا ہوں۔ اب بھی تکلیف میں ہی لکھ رہا ہوں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ حضرتِ امام حسن مثنّٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہ معرکۂ کربلا میں ہرگز شہید نہیں ہوئے بلکہ اس کے تقریباً ۳۷ سال بعد ان کا وصال ہوا اور آپ کی زوجہ پاک جو حضرتِ سیّد الشہداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں ایک سال تک آپ کی قبرِ انور پر خیمہ لگا کر مقیم رہیں۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۷ میں ہے ولما مات الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ۔

شروحِ بخاری کرمانی ج ۷ ص ۱۱۲، فتح الباری ج ۳ ص ۱۵۶، عینی ج ۴ ص ۱۴۸، قسطلانی ج ۲ ص ۴۸۶ میں بالفاظِ متقاربہ ہے وکانت وفاتہ سنۃ سبع وتسعین۔

طبقاتِ ابنِ سعد ج ۵ ص ۳۱۹ میں آپ کی اولاد چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں بالتفصیل مذکور ہے ونصہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم الخ

تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۳ میں بھی آپ کی اولاد کا ذکر ہے ونصہ وعنہ اولادہ ابراہیم وعبد اللہ والحسن الخ مرآۃ الزمان ج ۳ ص ۴۵۱ میں عبد اللہ المحض بن الحسن المثنی بن امیر المؤمنین ابی محمد الحسن بن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور یونہی بکثرت کتبِ تواریخ ومناقب حضور سیّدنا الغوث الاعظم

marfat.com

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور کے نسبِ اطہر میں حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا صریح ذکر موجود ہے جو آفتابِ نیم روز اور ماہِ نیم ماہ سے بھی واضح وعیاں ہے تو نسبِ اطہر بلاشک ثابت ہے۔

رہی یہ بات کہ کربلا میں کیسے بچے تو کیف باتعین کے علم پر بچنا موقوف نہیں۔ بہرحال آپ اِس معرکہ کے کافی زمانہ بعد تک زندہ رہے، یہ یقیناً ثابت ہے اور اِس کیف کا بیان بھی مشائخ کرام نے فرمادیا ہے۔ تہذیب التہذیب کے صفحہ مذکورہ میں ہے وحضر مع عمہ کربلاء فحماہ اسماء بن خارجۃ الفزاری لانہ ابن عم امہ

میرے پاس زیادہ کتبِ شیعہ نہیں۔

۲۔ حدیثِ پاک میں الا الدین کی تصریح ہے رواہ مسلم وغیرہ۔

۳۔ ہاں بحیلۃ التملیک الشرعی من الفقیر ثم ھو یعطی کما فی الدر والشامی وغیرھما من اسفار المذھب المھذب فان التملیک لابد منہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ ۱۴/۱۱/۶۵

الاستفتاء

ذیل کے فتوے پر حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کا جواب صـ۱۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اہلِ سنت اِس مسئلہ میں کہ امامِ عالی مقام جناب امام حسین

marfat.com

علیٰ جدّہٖ وعلیہ السلام کو امامِ مظلوم یا مظلومِ کربلا کے نام سے یاد کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ امامِ عالی مقام کو ان ناموں سے یاد کیا جا سکتا ہے اور آپ کو مظلوم بایں معنیٰ کہنا کہ آپ پر یزیدیوں کی طرف سے واقعی ظلم کیا گیا تھا، جائز ہے اور عمر کہتا ہے کہ آپ کو مظلوم کہنا جائز نہیں، اسی لئے کہ مظلوم کے معنیٰ ہیں مجبور کے اور امام پاک قوت و اختیار روحانی کے مالک تھے۔ اَب آپ سے استدعا ہے کہ یہ بتلایئے کہ ان میں سے کس کی بات صحیح اور مسلکِ اہلِ سنت کے مطابق ہے؟

الجواب

امامِ عالی مقام علیٰ جدّہٖ وعلیہ السلام کو امامِ مظلوم کے نام سے یاد کرنا شرعاً درست اور مسلکِ اہلِ سنت وجماعت کے مطابق ہے کیونکہ مظلوم وہ ہوتا ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور ظلم کے معنے علمیہ میں یہ لکھے ہیں ارتکاب معصیۃ مسقطۃ للعدالۃ مع عدم التوبۃ و الاصلاح اور وضع الشیئ فی غیر محلہٖ اور التصرف فی ملک الغیر و مجاوزۃ الحد جامع العلوم الجزء الثانی من الفن الاول مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ص ۲۸۷ اور غیاث اللغات مطبوعہ مجیدی کانپور کے ص ۳۲۴ پر لکھا ہے "ظلم بالضم گزاشتن چیزے در غیرِ محل" اور یونہی لغت کی مشہور کتاب صراح میں لکھا ہے وضع الشیئ فی غیر محلہٖ علیٰ ہٰذا القیاس دوسری کتب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اِس میں شک نہیں کہ اِس معنیٔ مذکورہ مبینۂ کتب کے بموجب لفظِ "مظلوم" امامِ پاک پر بولا جا سکتا ہے۔

marfat.com

نیز قرآنِ کریم پ۱۷ سورہ الحج ع ۱۳ میں جو ارشادِ خداوندی ہے اذن
للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر
اِس کی تفسیر میں تفسیر جامع البیان مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص ۲۹۴ پر مسطور ہے بسبب
انہم مظلومون ھی اول آیۃ نزلت فی الجھاد حین ھاجروا من مکۃ۔
اِس سے معلوم ہوا کہ آیتِ مسطورہ بالا مہاجرینِ مکہ کے حق میں نازل ہوئی ہے
اور مفسّر اِن کے بارے میں مظلومون لکھ رہا ہے حالانکہ وہ صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ عظام
تھے جو کہ بہت بڑی روحانی قوت کے مالک اور طاقت و اختیارِ خداداد رکھنے والے تھے،
نیز صدر الافاضل حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف سوانح کربلا
مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کے ص ۱۳۰ پر لکھا ہے" اور امامِ مظلوم کا تنِ نازپرور نشانہ
بنا ہوا ہے اور ص ۱۲۶ پر لکھا ہے" اور یہ سب کو یقین تھا کہ امامِ مظلوم حق پر ہیں" اور یونہی
حضرت مولانا محمد حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف انتخابِ شہادت
مع آئینۂ قیامت" کے ص ۱۷ پر لکھا ہے" امامِ مظلوم سے مدینہ چھوٹتا ہے" اور بارہا دفعہ
آپ کو امامِ مظلوم لکھا ہے اور یونہی حضرتِ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنی تصنیف " اوراقِ غم" مطبوعہ گلزارِ عالم پریس ص ۲۴۱ پر لکھا ہے" اَب وہ
وقت آگیا ہے کہ مظلوم کی ہمشیرہ کی کمائی لُٹتی ہے"۔ ص ۲۷۲ پر ہے" میں ابنِ بوتراب ہوں
مظلوم و تشنہ کام" ص ۲۷۵ پر ہے" اور امامِ مظلوم پر جو شوقِ شہادت میں ہزاروں اَشقیاء
کے مقابلے کو تنہا تشریف لائے رشک ہوا" اِس لئے زید کا قول درست اور مسلکِ اہلسنت کے
عین مطابق ہے اور عمر کا کہنا غلط، اجلّہ علماءِ اہلِ سنت کی مبارک تحریروں کے خلاف ہے۔

حافظ امیر محمد خاں، جہلم اور جواب بنامِ صوفی محمد حنیف کلرک اے۔ای۔این جہلم
آفس پی۔ڈبلیو ریلوے منگایا

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

حضرتِ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید ہیں اور مظلوم ہیں، ان کو ناحق قتل کیا گیا اور جسے ناحق قتل کیا گیا اس کا مظلوم ہونا اور اسے مظلوم کہنا قرآنِ کریم کی نص سے ثابت ہے، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۳ میں ہے ومن قتل مظلوما جس کا ترجمہ خزائن العرفان شریف میں یہ ہے "اور جو ناحق مارا گیا" اگر معاذ اللہ وہ مظلوم نہیں اور ناحق قتل نہیں کئے گئے تو شہید کیسے ہوئے؟ اور مظلوم کا معنیٰ مجبور نہیں، دیکھئے زمانۂ قریب کی تصنیف فیروز اللغات ج۲، ص۴۳۱ میں ہے "جس پر بے انصافی کی گئی، ظلم رسیدہ، ستایا ہوا، ستم زدہ" زمانۂ قریب کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ واضح ہو جائے کہ نیا عرف بھی ایسا نہیں بنا، ورنہ لغاتِ عربیہ کے اتنے حوالے دئے جا سکتے ہیں جو اس کاغذ میں سما نہیں سکتے۔

نصّ القرآن کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی ورنہ صدہا دلیل سے یہ مسئلہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ باقی امامِ پاک کی قوتِ روحانیہ اور اختیار تو اس کے معنےٰ عمر بیچارہ کیا جانے! بہرحال قولِ زید صحیح اور مسلکِ اہلِ سنّت والجماعت کے مطابق ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ ۲۶-۲-۷۳

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اہلِ تصوّف اِس مسئلہ میں کہ مسمّٰی شہامد ولد سبحان قوم کھرل نے بندہ سے آکر دریافت کیا کہ جنابِ غوث الاعظم قدس سرہ جس طرح قصیدۂ روحی وقصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ میرے کاندھوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم ہیں اور میرے قدم تمام اولیاء اللہ کے کاندھوں پر ہیں اور بوقتِ معراج شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غوثِ پاک نے کاندھوں پر اٹھایا تھا یا نہیں؛ اور جس طرح قصیدہ مذکورہ میں مندرج ہیں کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ واسماعیل ویعقوب ویوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ وغیرہ کی امداد آپ نے فرمائی یا نہیں؛ تو بندہ نے جواب دیا کہ واقعی یہ تمام اوصاف جناب میں ہیں اور تمام بات برحق ہے۔

اِس پر مسمّٰی فتح دین ولد میاں اللہ جوایا قوم حجام نے کہا کہ بالکل غلط ہے آپ پورا حوالہ دکھا سکتے ہیں؛ اِس پر میں نے کہا ہاں۔ اِس لئے آنجملہ علمائے کرام و اہلِ تصوف سے التماس ہے کہ پورا پورا حوالہ درج کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل: قاری علی محمد از موضع نہلہ مؤرخہ ۲۸ صفر المظفر ۷۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

جنابِ پُرنور نورِ علیٰ نور سیدنا وغوثنا الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ مقدس ارشاد

marfat.com

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ کہ میرا یہ قدم اللہ تعالےٰ کے ہر ایک ولی کی گردن پر ہے، بالتواتر ثابت ہے۔ جماہیر[1] اولیاءِ عظام زمانہ مبارکہ سے آج تک تسلیم کرتے ہیں بلکہ حضور کے فرمانے[2] سے پہلے بلکہ ولادتِ[3] مقدسہ سے بھی پہلے حضراتِ اولیاءِ کرام کی پیشینگوئیوں سے روزِ روشن کی طرح واضح و ہویدا ہو چکا تھا اور یہ بھی مسلماتِ محققہ سے ہے کہ حضور[4] کا یہ فرمانا اپنی طرف سے ہرگز ہرگز نہیں بلکہ حضرتِ[5] رب العالمین جل وعلا کے حکمِ خاص سے فرمایا۔

بہجۃ الاسرار شریف جو نہایت ہی بلند پایہ اور کتبِ حدیث کی طرز پر باقاعدہ باسناد ہے اس کے ص ۳ سے ص ۱۹ تک باقاعدہ اسنادوں سے اِن مطالبِ عالیہ کو نہایت ہی وضاحت سے بیان فرمایا، اختصاراً صرف متونِ عبارات سے ایک ایک پر اکتفار کیا جاتا ہے

ص ۴ میں ہے سمعت شیخنا ابا احمد عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ الجونی الملقب بالحقی بجبل حرد فی خلوتہ سنۃ ثمان وستین واربع مائۃ یقول اشھدت انہ سیولد بارض العجم مولود لہ ظھور عظیم بالکرامات و قبول تام عند کافۃ الاولیاء یقول قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ[1] الخ

نیز ص ۵ میں ہے وسیظھر ھنا واشار الی العراق فتی عجمی شریف یتکلم علی الناس ببغداد و یعرف کرامتہ الخاص والعام

---

[1] میں نے اپنے استاذ ابو احمد عبد اللہ بن احمد بن موسےٰ جونی (جن کا لقب حقی تھا) سے جبلِ حرد میں اسکی خلوت نشینی کے دوران ۴۶۸ھ میں سنا کہ وہ فرماتے ہیں مجھے مشاہدہ کرایا گیا ہے کہ بیشک عنقریب عجم کے علاقہ میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا کہ جس کا کرامات کے ساتھ عظیم الشان ظہور ہوگا اور اسے تمام اولیاءِ کرام کے نزدیک پوری مقبولیت ہوگی، وہ "قدمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ" فرمائیگا۔

marfat.com

وھو قطب وقتہ یقول قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ [1]

ص ۱۹ میں ہے نحن و سائر الاولیاء فی حضرۃ انفاسہ و تحت ظل قدمیہ و فی دائرۃ امرہ [2]

ص ۱۱ میں ہے قلت لعمی الشیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلمت ان احدا من المشائخ المتقدمین قال قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ غیر الشیخ عبد القادر قال لا قال قلت فما معناہ قال ھی مفصحۃ عن مقام الفردیۃ فی وقتہ قلت فلکل وقت فرد قال لم یوم احد منھم ان یقول ھذا سوی الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلت او امر بقولھا قال بلیٰ قدامی وانما وضعت الاولیاء کلھم تحت وسعہ وسعھم لمکان الامر الاتریٰ الی الملائکۃ لم یسجدوا لآدم صلوات اللہ

(نوٹ) مولانا الوالافضل محمد اجمل نوری مدرس دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور نے اس فتوی کی عربی عبارات کا اردو ترجمہ کیا ہے (مرتب)

[1] شیخ عقیل منجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عنقریب وہاں ایک سید نوجوان عجم سے ظاہر ہوگا اور بغداد کے مجمع عام میں ارشاد فرمائیگا اور اس کی کرامات کے خاص و عام تمام ہی معترف ہوں گے اور وہ اپنے وقت کا قطب مطلق ہوگا اور فرمائے گا "قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ"۔

[2] اکوہ قاف کے اولیاء کے سرداروں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شیخ ابو محمد لبطائحی رضی اللہ عنہ کو فرمایا، ہم اور تمام اولیاء کرام آپکی بارگاہ عالیہ میں آپکے مبارک قدموں کے زیر سایہ اور آپکے دائرہ ارشاد میں حاضر رہتے ہیں۔

marfat.com

علیہ الا لورود الامر علیہم بذٰلک [1] بلکہ خود حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ مبارک ہے ص ۲۱ میں ہے یقال لی یا عبد القادر تکلم یسمع منک یقال لی یا عبد القادر بحقی علیک کل بحقی علیک اشرب بحقی علیک تکلم وأمنتک من الردٰی [2]

نیز ص ۲۴ میں ہے انما انطق فانطق [3]۔ یہ مطالبِ علیہ شاہ عبدالحق محدّثِ دہلوی اور ملّا علی قاری اور ابنِ حجر مکی وغیرہم نے بھی اپنی اپنی تصانیفِ مبارکہ میں وضاحت سے بیان فرمائے اور یہ بھی اظہر من الشمس کہ تمام اولیاءِ کرام کی گردنوں پر قدمِ پاک کا ہونا اظہارِ فضیلت میں تمام کاندھوں

---

[1] (حضرت ابو المفاخر شیخ عدی بن شیخ ابو البرکات مصحر نے فرمایا کہ) میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر کے سوا مشائخ متقدمین میں سے کسی کو جانتے ہیں جس نے قدمی ہٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہا ہو؟ تو فرمایا کہ نہیں، میں نے عرض کیا کہ پھر اس ارشاد کا کیا معنٰی؟ آپ نے فرمایا کہ یہ فرمان اپنے وقت کے تمام اولیاءِ کرام سے شانِ فردیت کا مظہر ہے میں نے عرض کی کہ ہر زمانہ میں کوئی صاحب مقامِ فردیت پر فائز ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغیر کوئی شخص اس بات کا مامور نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو اس بیان فرمانے کا امر تھا تو فرمایا کیوں نہیں آپ بالضرور اس کے مامور تھے اور تمام اولیاءِ کرام نے اپنے سروں کو اسی امر کی وجہ سے جھکایا، کیا تو فرشتوں کو نہیں جانتا کہ انہوں نے صرف ورودِ امر کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا (اس سے ظاہر کہ تمام اولیاءِ کرام کو حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کا فرمانِ مبارک تسلیم کرنے کا حکم ہوا)

[2] مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر! تو کلام کر تیری کلام مسموع و مقبول ہوگی، مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے میرے اِس حق کی قسم جو تجھ پر ہے تو کھا، تجھے تجھ پر میرے حق کی قسم تو پی، تجھے تجھ پر میرے حق کی قسم تو کلام کر اور میں نے تجھے گرنے اور ہلاک ہونے سے امن دیا ہے۔

[3] بے شک مجھے بولنے کا حکم دیا جاتا ہے تو میں بولتا ہوں۔

marfat.com

پر ہونے سے بدر جہا نمایاں و تاباں ہے کما لا یخفیٰ علیٰ اولی النہیٰ[1] مگر قصیدۂ مبارکہ غوثیہ اور قصیدۂ روحی میں یہ ہرگز نہیں کہ میرے قدم تمام اولیاء اللہ کے کاندھوں[2] پر ہیں اور نہ ہی یہ ہے کہ میرے کاندھوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم ہیں لہٰذا سائل کے یہ حوالے صحیح نہیں گو یہ اور اس سے بھی اعلیٰ و افضل مدارج و مناقب ہمارے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ثابت ہیں، ہاں قصیدۂ مبارکہ غوثیہ میں یہ ہے (شعر)

وکل ولی لہ قدم وانی
علیٰ قدم النبی بدر الکمال

کہ تمام اولیاء کو ایک ایک قدم ملا اور بے شک میں اس نبیِّ بدر الکمال کے پاک قدموں پر ہوں اور قصیدہ روحی کے سب نسخوں میں نہیں بلکہ بعض میں (ع) قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل الخ ہے۔ فتاوٰی افریقہ ص ۴۷ میں ہے:

"تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضورِ اقدس سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شبِ معراج حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔"

باقی رہا حضراتِ انبیاءِ کرام کی مدد کرنا تو اس کا ذکر صرف قصیدۂ روحی میں ہے

---

[1] جیسا کہ عقل والوں پر پوشیدہ نہیں۔

[2] البتہ گردنوں پر قدم پاک ہونے کا ذکر قصیدۂ غوثیہ کے اس شعر میں ہے

انا المحسنی والمخدم مقامی ، واقدامی علیٰ عنق الرجال
(مرتب)

marfat.com

مگر قصیدۂ روحی حضور پُرنور رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ثابت ہونے میں تحقیق طلب ہے، برتقدیرِ تحقق ثبوت اس کا نام ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کا تعلق عالمِ ارواح کے ساتھ ہے اور کسی روح کا باذن اللہ تعالےٰ والمدبرات امراً[1] کے ساتھ لاحق ہوجانا قطعاً مستبعد نہیں، متصرفِ حقیقی حضرتِ رب العالمین ہی ہے اور حضراتِ انبیاءِ کرام واولیاءِ عظام، ملائکہ وارواح سب اسی کی قدرت کے مظاہر ومجالی ہیں اور اس کا شان ہے علیٰ کل شیئ قدیر[2] تو اگر کسی برگزیدہ مکرم ومطہر روح کو مظہرِ قدرت ونصرتِ خاصہ بنادے تو اس میں گنجائشِ انکار قطعاً نہیں اور نہ ہی اس کا انکار ہوسکتا ہے کہ پیغمبرانِ عظام کی امداد ونصرتِ خادمانہ حیثیت میں امتی اور غیر نبی کرسکتے ہیں، قرآنِ کریم میں ہے لیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب[3] (سورۃ الحدید)

نیز قرآنِ کریم میں ہے یاایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ[4] (سورۃ الصف) نیز قرآنِ کریم میں ہے فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ[5] (سورۃ الاعراف) نیز قرآنِ کریم میں ہے وایدناہ بروح القدس[6]

---

[1] پھر کام کی تدبیر کریں۔ (سورۃ النازعات، آیت ۵۔

[2] وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

[3] اسلئے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ (الحدید، آیت ۲۵)

[4] اے ایمان والو! دینِ خدا کے مددگار ہو جیسے عیسی بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ (الصف آیت ۱۴)

[5] تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷)

[6] اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۳)

marfat.com

(سورۃ البقرۃ)

بہرحال اس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے فضل وکرم سے کسی مبارک روح کی خادمانہ رنگ میں امداد ممکن ہے اور مخبرِ صادق جب امرِ ممکن کی خبر دے تو قابلِ تسلیم ہے اور مخبر لازم الاطاعۃ ہو تو ضروری ولازم ہے پھر چونکہ اس کے پیارے اسی کی قدرت کے مظہر ہوتے ہیں لہٰذا ایسے افعال کی نسبت واسناد اسکی طرف بھی جائز ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی [1] (سورۃ الانفال) اور حدیثِ قدسی میں ہے فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث رواہ البخاری ص ۹۶۳ عن ابی ھریرۃ واوردہ الائمۃ فی تصانیفھم المنیفۃ بکلمات متقاربۃ وفوائد متزایدۃ [2]

بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ اِس مدّعٰی پر آیات واحادیث سے صدہا شہادتیں قائم کی جاسکتی ہیں بلکہ فتاوٰی حدیثیہ ص ۲۱۳ و ۲۱۴ میں ہے للعارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بعلومھم واسرارھم ولحظاتھم اوقات یغلب علیھم فیھا شھود الحق تعالیٰ بعین العلم والبصیرۃ فاذا تم لھم ذلک الشھود ذھلوا حتی عن نفوسھم ولم یبق لھم شعور بغیر

---

[1] کما صرح بہ الائمۃ وھو قضیۃ العقل [3] منہ غفرلہ ۱۲

[1] جس طرح حضراتِ ائمہ کرام نے اس کی صراحت فرمائی اور عقل کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

[2] اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (سورۃ الانفال، آیت ۱۷)

[3] جب بندہ قربِ نوافل کے ذریعے محبوبِ خدا بنتا ہے، تو میں اسکے وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (الخ) اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص ۹۶۳ میں حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ائمہ حدیث نے اسے اپنی بلند شان تصانیف میں ملتے جلتے کلمات اور زائد فوائد کے ساتھ وارد فرمایا۔

marfat.com

الحق تعالیٰ فحینئذ یتکلمون علی لسانہ ذلک القرب الاقدس الذی منحوہ المشار الیہ بقولہ تعالیٰ فاذا احببتہ صرت سمعہ وعینہ ویدہ ورجلہ الحدیث ویثبتون لانفسہم بطریق الایہام لا بطریق الحقیقۃ ما اثبتہ الحق لنفسہ لا بمعنی الاتحاد الذی ہو عین الکفر والالحاد وحاشاہم اللہ عنہ بل بمعنی اتحاد الشہود الذی صیر الحکم لیس الا لذات الحق تعالیٰ و تقدس (الی ان قال) ہذا کلہ ان صدر عنہم ذلک فی حال الصحو و مثلہ فی ص ۲۲۴۔

اور یہ سمجھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ متشابہاتِ کتاب وسنت کی طرح کلامِ اولیاءِ کرام میں بھی ایسے متشابہات پائے جاتے ہیں کہ ان کے غیر کو ان متشابہات کے معانیٔ غامضہ تک رسائی ممکن نہیں۔ شامی ج ۳ ص ۴۰۶ میں ہے ان الصوفیۃ تواطئوا علی الفاظ اصطلحوا

لہ جو حضرات عارف باللہ ہیں (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کے علوم و اسرار اور توجہات سے ہمیں نفع عطا فرمائے) ان کے کچھ ایسے احوال و اوقات ہوتے ہیں جن میں ان حضرات پر علم و بصیرت کی آنکھ سے حق تعالیٰ کا شہود غالب ہو جاتا ہے پھر جب یہ غلبۂ شہود ان کے لئے مکمل طور پر ہوتا ہے تو وہ اپنی جان تک سے بے خبر ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کے ماسوا انہیں کسی کا شعور نہیں رہتا تو اس وقت وہ حضرات اس پاکیزہ قرب والی زبان سے بولتے ہیں جو قربِ خاص میں انہیں عطا فرمائی جاتی ہے جس کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ ہے جس میں ہے کہ جب میں اس بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان اور اسکی آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں اور اس وقت وہ حضرات اپنی صرف ان چیزوں کی نسبت بطورِ ایہام کر لیتے ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت فرمایا مگر یہ نسبت بطورِ حقیقت نہیں کرتے اور نہ ہی بطورِ اتحاد کیونکہ وہ تو عین کفر و الحاد ہے (اللہ تعالیٰ انہیں اس سے دور رکھے) بلکہ اتحادِ شہودی کے معنیٰ سے جس نے ایسا بنا دیا کہ حکم صرف ذاتِ حق تعالیٰ و تقدس کیلئے ہی رہا (آگے فرمایا) یہ تمام اس وقت ہے جب ایسے کلمات حالتِ صحو میں (ہوش و حواس برقرار رکھنے کی حالت میں) ان حضرات سے صادر ہوں اور اس کی مثل ص ۲۲۴ میں بھی ہے۔

marfat.com

علیہا وارادوا بہا معانی غیر المعانی المتعارفۃ منہا بین الفقہاء فمن حملہا علیٰ معانیہا المتعارفۃ کفر نص علیٰ ذٰلک الغزالی فی بعض کتبہ وقال انہ شبیہ بالمتشابہ فی القراٰن والسنۃ کالوجہ و الید والعین والاستواء[1] الیواقیت والجواہر ج۲ ص ۲۰ میں ہے السنۃ جمیع المحبین اعجمیۃ علیٰ غیرہم وھی لاصحابہم عربیۃ ھٰذا کلہ فی حق المتمکنین من الاولیاء[2] ورنہ کلامِ کاملین میں قطعاً کوئی ایسی چیز نہیں جو شریعتِ غرار کے مخالف ہو، وہ تو خود تصریح فرماتے ہیں کل حقیقۃ لایشہد لہا الشرع فھی زندقۃ یعنی ہر ایسی حقیقت جو شہادتِ شرع سے ثابت نہ ہو تو وہ بے دینی ہے (فتوح الغیب شریف مطبوع مع الشرح ص ۲۳۴)۔ عوارف المعارف شریف ج۲ ص ۵ مطبوع مع الاحیاء میں ہے کل حقیقۃ ردتہا الشریعۃ فھی زندقۃ[3] اور ج۳ ص ۱۱۹ میں ہے من لاشریعۃ لہ لاایمان لہ و لاتوحید لہ[4]

بہرحال ان پاک ہستیوں کے پاک کلمات شریعتِ پاک کی مخالفت سے یقیناً پاک ہیں تو ہر وہ بات جو اُن حضرات سے ثابت ہو ہرگز ہرگز اس کا انکار نہ کیا جائے۔ اگر سمجھ نہ آئے تو متشابہات

---

[1] بیشک حضرات صوفیہ کرام نے کچھ اصطلاحی الفاظ بنائے ہیں اور ان سے فقہاء کرام کے متعارف معانی کے ماسوا اور معانی کا ارادہ فرماتے ہیں تو جو کوئی ان الفاظ کو انہی عام متعارف معانی پر حمل کرے وہ کافر ہو جائیگا۔ اِس پر امام غزالی نے اپنی بعض کتابوں میں وضاحت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ قرآن وسنت کے متشابہات کی طرح ہیں جس طرح وجہ، ید، عین اور استواء وغیرہ۔

[2] اولیاء کرام کی زبانیں ان کے حق میں فصیح عربی اور دوسروں کے حق میں عجمی کے حکم میں ہیں، یہ تمام اولیاء کاملین کے حق میں ہیں۔

[3] جس حقیقت کی تردید شریعتِ مبارکہ کر دے تو وہ بے دینی ہے۔

[4] جو شخص شریعت پر عمل پیرا نہ ہو اس کے ایمان و توحید بھی غیر معتبر ہیں۔

marfat.com

کی طرح تسلیم کیا جائے کہ اِس کا جو معنٰی و مراد ہے وہ حق ہے اور اَفہامِ قاصرہ سے بالاتر ہے، قصورِ فہم کی نسبت اپنی طرف کی جائے نہ کہ ان حضراتِ کاملین کی طرف، تو آفتابِ نیم روز اور ماہِ نیم ماہ کی طرح واضح و ہویدا ہوا کہ مسمّٰی فتح الدین کا کلامِ خام مشتمل بر خیالات و اوہام ہی ہے۔ اسے یہ قطعاً جائز نہیں تھا کہ کہتا "یہ بالکل غلط ہے"

یہ تو ایک ایسا مقام ہے کہ بڑے بڑے متبحر علماء بھی دَم مارنے سے تھراتے ہیں تو اِس بیچارے حجام کی کیا تاب و تواں کہ تنقید کر سکے ع

چہ نسبت خاک را بعالمِ پاک

ہاں یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ بلا ثبوتِ تام کسی کلام یا کتاب کی نسبت خصوصاً جبکہ بظاہر کلماتِ موہمہ خلافِ شرع پر مشتمل ہو، حضراتِ انبیاءِ کرام بلکہ کسی عام مسلمان کی طرف بھی ہرگز ہرگز نہ کی جائے، ہاں جو ایسا کلام یا کتاب متحقق النسبۃ ہو تو اگر منسوب الیہ اہلِ کمال سے ہے تو اس کے متعلق وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کا وضاحت سے بیان ہو چکا اور یہ نہیں کہ اس کو سند بناتے ہوئے شریعتِ غرار کے خلاف کوئی اعتقاد یا قول و فعل اختیار کیا جائے۔

قصیدۂ روحی کے متعلق کسی مستند اور معتمد کتاب میں یہ نہیں ملا کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور نہ ہی اساتذہ کرام سے بوجود استفسار کوئی ثبوت ملا تو اندریں حالات یہ ہرگز مناسب نہیں کہ اس کے پنجابی ترجمے بے علموں کے سامنے رکھے جائیں بلکہ بر تقدیرِ ثبوت بھی یہ ہرگز ہرگز مناسب نہیں، حضور سیدنا و غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وہ محامد و مناقبِ عالیہ اور کلماتِ مبارکہ قصیدہ غوثیہ وغیرہا میں جو ثابت و متحقق ہیں بفضلہٖ و کرمہٖ تعالےٰ نہایت ہی کثیر و وافر اور جامع و مانع ہیں اور اشتباہ و ایہام سے پاک و مبرّا ہیں، ان میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں جس سے معاذ اللہ خلافِ شرع کو تقویت ملے، جن کا پڑھنا، سننا باعثِ برکت و نجاتِ دارین ہے۔ اہالیانِ صدق و صفا اور متوالہانِ عشق و وفا کے لئے وہی کافی و وافی ہیں۔

marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ واصحابہٖ
ونوابہٖ وابنہ الاکرم غوثنا الاعظم وبارک وسلم۔

تحریرہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ
۲۹ صفر المظفر ۷۹ھ

الاستفتاء

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

اللھم صل علیٰ من قال اول ما خلق اللہ نوری وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ
واولیائہٖ اجمعین۔

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سراج الملۃ والدین بحرِ عرفان، مبدائے حسنات،
مصدرِ فیوضات، حضرت فیض درجت جناب فیض مآب حضرت مولانا علامہ
ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب مہتمم دارالعلوم بصیر پور دام الطافہٗ

السلام علیکم۔ خیریتِ جانبین بطفیل حضور پیکرِ نور سیدنا ومرشدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نصیب باد۔ امید ہے بخیریت ہوں گے۔

حضور سے کوئی ذاتی تعارف نہیں، حضور کے حالات میں ایک مختصر کتابچہ پڑھ کر حضور سے غائبانہ تعارف کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔ آپ کے بے لوث دینی خدمات

marfat.com

قابلِ قدر ہیں۔ مولا کریم بصدقہ حضور سراپا نور سیّدنا نبی کریم رء وف رحیم علیہ تحیۃ والصلوٰۃ والتسلیم آپ کو اس سے زیادہ ہمت عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

عرصۂ دراز سے ایک مسئلہ دریافت طلب تھا، چونکہ آپ اہلِ علم اور اہلِ طریقت ہیں اس لئے آپ سے عرض کرتا ہوں، امید ہے جواب بصواب سے مستفیض فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے۔

حضرت بہیقی وقت قاضی ثناء اللہ نقشبندی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری عربی مطبوعہ حیدر آباد دکن ج ۳ ص ۱۲۰ پ ۴ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر میں فرماتے ہیں (تفسیر میرے پاس موجود ہے) وکان قطب ارشاد کمالات الولایۃ علی علیہ السلام ما بلغ احد من الامم السابقۃ درجۃ الاولیاء الا بتوسط روحہ رضی اللہ عنہ ثم کان بتلک المنصب الائمۃ الکرام ابناؤہ الی الحسن العسکری وعبد القادر الجیلی ومن قالہ

ووقتی قبل قلبی قد صفا لی

وھو علی ذلک المنصب الی یوم القیمۃ ومن ثم قال ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علی افق العلی لاتغرب

مندرجہ بالا عبارتِ حضرت قاضی صاحب کی روشنی میں اگر کوئی شخص قطبِ ارشاد ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا اس شخص کا دعوےٰ تسلیم کیا جائے یا رد کر دیا جائے اور کیا وہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہوگا یا جھوٹا؟

مہربانی فرما کر اس سوال کا تسلی بخش جواب بصواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، امید ہے کہ فقیر کو جلد تر جواب سے سرفراز فرما کر کرم گستری سے ممنونِ احسان فرمائیں گے۔ ہمہ احباب را

marfat.com

غائبانہ السلام علیکم۔ والسلام فقط

نیازمند: فقیر تاج محمد صدیقی، معلم اسلامیات گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول نشتر آباد، پشاور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

الحمد للہ الذی ارسل حبیبہ محمدا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ وعلیٰ آلہ معادن جودہ ونوالہ

واصحابہ مرائی احوالہ ابدا ابدا، اما بعد

محب العلماء والاولیاء محترم المقام جناب صدیقی صاحب دام صدقہم وسدادہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مزاجِ گرامی۔

جناب کا محبت نامہ استفتائی رنگ میں ملا۔ یہ فقیر کسی قابلیت پر نہیں بلکہ لاشیئیت میں ہی ہے، نہایت ہی ندامت سے اپنی غلطی کا معترف ہوں، جناب کا تقاضائے جواب جلد تر پورا نہیں ہوسکا، کیا عرض کروں دارالعلوم کی مصروفیات بے پناہ ہیں، ان کے علاوہ امراضِ عدیدہ کا سامنا بھی رہتا ہے اور دارالشفاء مدینہ منورہ کی بار بار حاضری اور کئی ایسے اسباب سے یوں ہوا اور لفافہ کاغذات میں چھپا رہا، اب پھر ملا ہے تو جواباً معروض کہ حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے یہ مسئلہ تفسیر مظہری میں دو مرتبہ ذکر فرمایا ہے، فقیر کے پاس یہ تفسیر مطبوع دہلی ہے جس کے ج۲ ص ۱۲۰ میں عبارتِ منقولہ جناب ہے اور اس سے قبل ص ۱۰۳ میں بایں کلمات ہے

لانھم اقطاب الارشاد فی الولایات اولھم علی علیہ السلام ثم

marfat.com

ابناؤہ الی الحسن العسکری واٰخرھم غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین لایصل احد من الاولین والاٰخرین الیٰ درجۃ الولایۃ الابتوسطھم کذا قال المجدد رضی اللہ عنہ۔

اب حضرتِ مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وہ قولِ مبارک جو حضرت قاضی صاحب کے اِس قول کا ماخذ اور اصل ہے، مکتوباتِ مبارکہ ج ۳ ص ۲۴۷، ۲۴۸ کے آخری مکتوب نمبر ۱۲۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں: مرکزِ ایں مقام بالیشاں (اہلِ بیتِ کرام) تعلق دارد وچوں دورۂ حضرتِ امیر علیہ السلام تمام شد ایں منصبِ عظیم القدر بحضراتِ حسنین ترتیباً مفوض و مسلّم گشت و بعد ازالیشاں بہرکی از ائمۂ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصارِ ایں بزرگواراں وہمچنیں بعد از ارتحالِ الیشاں ہر کرا فیض و ہدایت میرسید بتوسطِ ایں بزرگواران بودہ و بحیلولتِ ایشاں ہرچند اقطاب و نجبائے وقت بودہ باشند و ملاذ و ملجاءِ ہمہ الیشاں بودہ اند چہ اطراف را غیر از لحوق بمرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرتِ شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ وچوں نوبتِ ایں بزرگوار شد منصبِ مذکور با و قدس سرہ مفوض گشت و مابین ائمۂ مذکورین و حضرتِ شیخ ہیچکس بریں مرکز مشہود نمی گردد و وصولِ فیوض و برکات دریں راہ بہرکہ باشد از اقطاب و نجباء بتوسطِ شریف او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر او را میسّر نشدہ، از ینجاست کہ فرمودہ، شعر

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علیٰ افق العلیٰ لاتغرب

مراد از شمس آفتاب فیضانِ ہدایت و ارشاد ست و از اُفولِ آں عدمِ فیضانِ مذکور وچوں بوجود حضرتِ شیخ معاملہ کہ با ولین تعلق داشت با و قرار گرفت و او واسطۂ وصولِ رشد و ہدایت گردید چنانچہ پیش از وے اولین بودہ اند و نیز تا معاملہ توسط فیضان بر پاست بتوسّلِ

marfat.com

اوست ناچار راست آمد کہ افلت شموس الاولین وشمسنا الخ [1]

ان عبارات سے اس دشمس کی طرح واضح وہویدا ہو رہا ہے کہ قطبیتِ کبریٰ اور مرکزیت

---

[1] یعنی اس مقام (قربِ ولایت کے خصوصی منصب) کا مرکز اہلِ بیتِ کرام ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب امیر المومنین حضرتِ علی کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب حضرات حسنین کے سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کو ترتیب وار تفویض ہوا اور ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت ملی ان بزرگواروں کے توسط اور حیلولت سے ملی اگرچہ وہ اقطاب و نجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے ملجا وماوٰی یہی بزرگ ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں یہاں تک کہ نوبت حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصبِ مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرتِ شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب ونجبار ہوں آپ کے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسّر نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ؎ افلت شموس الاولین وشمسنا ابد علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ "پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا اور وہ کبھی غروب نہ ہوگا۔"

شمس سے مراد فیضانِ ہدایت وارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضانِ مذکور کا عدم ہے اور وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا حضرتِ شیخ کی ذات سے مقرر ہو گیا اور آپ ہی رشد وہدایت کا واسطہ بن گئے جیسا کہ ان سے پہلے کے بزرگ تھے نیز جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے ان ہی کے وسیلہ سے ہے تو لازماً درست ہوا افلت شموس الاولین و شمسنا الخ۔

marfat.com

حضراتِ اہلِ بیتِ کرام کے لئے ہی ہے اور ان کے فیوض و برکات اور وساطت سے اور بھی اقطاب و نجبار ہیں اور چونکہ قاضی صاحب کے بیان کا ماخذ اور اصل بھی یہی ہے تو لامحالہ ان کی مراد بھی وہی ہے، جس کی طرف ان کے بیان میں واضح اشارات بلکہ تصریحات ہیں کہ وہ فرماتے ہیں ھم اقطاب الارشاد فی الولایات۔ الولایات جمع مؤنث سالم معرف باللام ہے جو مفیدِ استغراق ہے تو معنٰی یہ بنا کہ وہ تمام ولایات میں قطبِ ارشاد ہیں اور اسی طرح دوسری عبارت میں قطب ارشاد کمالات الولایۃ میں بھی الولایۃ کا الف لام استغراقی ہے اور کمالات جمع مضاف بھی مفیدِ استغراق ہے تو معنٰے یہ بنا کہ ہر قسم کی ولایت کے ایک ایک کمال کے لئے قطبِ ارشاد ہیں۔

پھر اسی معنٰے کی توضیح کے لئے فرمایا لا یصل احد من الاولین و الآخرین الی درجۃ الولایۃ الا بتوسطھم یہ نفی و اثبات کا حصر صاف صاف بتا رہا ہے کہ وہ (اہلِ بیتِ کرام) ایسے قطب ہیں کہ سب اولین و آخرین اولیاء ان کے محتاج ہیں اور سب کے کمالات کے وسائط و وسائل ہیں اور یہی معنٰے مرکزیت کا ہے جو مکتوبات شریف کی ان عبارات سے آفتاب و ماہتاب کی طرح نمایاں ہے تو واضح ہوا کہ اہلِ بیتِ کرام کے علاوہ دوسری اقوام میں بھی متشرع و متدین حضرات ان کے فیوض و برکات سے قطب ہو سکتے ہیں بلکہ مکتوبات سے ثابت ہے کہ موجود ہیں اور اسکی بکثرت تائیدیں حضرت لسان الطائفۃ الصوفیہ سیدنا محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تصنیفِ لطیف فتوحاتِ مکیہ شریفہ میں موجود ہیں چنانچہ جلد ثانی طبع مصر ص ۶ میں ہے ومنھم الاقطاب وھم الجامعون للاحوال والمقامات بالاصالۃ او بالنیابۃ کما ذکرنا وقد یتوسعون فی ھذا الاطلاق فیسمون قطبا کل من دار علیہ مقام ما من المقامات

marfat.com

وانفرد بہ فی زمانہ علی ابناء جنسہ الخ [1]

اور جلد رابع ص ۶۷ میں ہے وانما اذکر فی الاقطاب المحمدیین کل من دار علیہ امر جماعۃ من الناس فی اقلیم او جھۃ کالابدال فی الاقالیم السبعۃ لکل اقلیم بدل ھو قطب ذلک الاقلیم [2] پھر ص ۶۷ سے ص ۱۹۵ تک کافی اقطاب کا طویل تذکرہ فرمایا ہے، بناءً علیہ کسی صاحبِ حال باکمال کا ایسا دعویٰ جو کسی اپنے خاص الخاص راز دار کے سامنے کرے قابلِ قبول ہو سکتا ہے اور سچا کہا جا سکتا ہے اور خاص الخاص اور راز دار کی قید اِس لئے کہ نبوت و رسالت کی طرح ولایت کا علانیہ دعویٰ اور تبلیغ ضروری نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی الہ واصحابہ وابنہ سیدنا وغوثنا السید عبد القادر الجیلانی و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ ۱۰-۶-۷۴

---

[1] ان میں سے اقطاب ہیں جو اصالۃً یا نیابۃً تمام احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں اور کبھی اِس مفہوم کو وسعت دیتے ہوئے ہر اس شخص کو قطب کہہ لیتے ہیں جو مقاماتِ ولایت میں سے کسی خاص مقام پر فائز ہو اور اپنے ہم جنس لوگوں سے ممتاز و منفرد ہو۔

[2] محمدی اقطاب کے بیان میں ایسے لوگوں کا تذکرہ کروں گا جن پر کسی اقلیم والوں کے معاملات کا دار و مدار ہو جس طرح اقالیمِ سبعہ میں ابدالوں کی حیثیت ہے۔ ہر اقلیم میں ایک بدل ہوتا ہے جو اس اقلیم کا قطب کہلاتا ہے۔

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین از روئے طریقت مسئلہ سجادہ نشین پر بہ تفصیل ذیل:

۱۔ عام اِس کے کہ وہ اِس بزرگِ محترم کی اولاد ہے یا نہیں مگر سجادہ نشین ہے، ایسی صورت میں اس کے فرائض واختیارات اپنے سلسلہ وبرادرانِ طریقت کے حق میں کیا ہیں؟

۲۔ سجادہ نشین (جو کہ اپنے اصولِ سلسلہ اور شریعت کا پابند ہے) اپنے پیر کا مقام ومظہر سمجھا جائیگا یا نہیں؟

۳۔ بزرگ ومتوسلین کا ازراہِ طریق سجادہ نشین سے کیا برتاؤ ضروری ہے اور کن فرائض کا بار متوسلین کے ذمہ بحق سجادہ نشین عائد ہے؟

جوابِ باصواب ازراہِ کرم مفصلاً مع حوالہ جات عنایت فرمایا جائے زیادہ آداب والسلام مع الکرام فقط۔

المرقوم ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

منتظرِ توجّہات: حبیب احمد شکوری قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

حقیقی پیر عالم متقی کا ایسا سجادہ نشین جو وہ بھی عالم ومتقی ہی ہو اس کے قائم ومقام اور

marfat.com

مظہر پیر ہونے میں قطعاً کسی شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں، سجادگی نیابت خلافت کا معنے ہی قائم مقامی ہے، ایسی سچی سجادگی وخلافت خلافتِ حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک چمکتا ہوا پرتو ہے۔ نائب کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنے منوّب عنہٗ کے فرائض واختیارات کا اجراء و امضاء کرے۔

یہ ایسا بے غبار مسئلہ ہے کہ اِس کا مفہوم اِس پر دلیلِ قوی ہے، کسی خارجی دلیل کا قطعاً محتاج نہیں ع

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

کیا ایسا سجادہ نشین اولی الامر میں داخل نہیں حالانکہ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم، کیا ایسا پابندِ اصول وشریعت، صداقت کا پتلا من اناب الیّ کا مصداق نہیں؟ حالانکہ حضرتِ رب العلمین جل مجدہ کا فرمان ہے واتبع سبیل من اناب الیّ۔

بفضلہٖ وکرمہٖ تعالےٰ اِس مختصر جواب سے آپ کے تمام سوالوں کے جوابات مع حوالہ جات تفصیلاً واضح ہوگئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ و اصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۶ر جمادی الاولےٰ سنہ ۱۳۸۱ھ

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جاہل جو پیر ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اس نے تقریباً سات افراد کے روبرو کہا کہ قرآنِ پاک کیا ہے، صرف سیاہ ورق ہیں اور ساتھ ہی نماز، روزہ اور حج کا انکار کیا، قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ایسے عقائد رکھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے یا کہ نہیں؟ اور کیا وہ لوگوں کا پیر بن کر راہنمائی کرسکتا ہے؟

السائلین: مرزا محمد اصغر بیگ، میاں عبدالرزاق وٹو موضع دھرمیوالہ تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال ۲۰-۸-۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

ایسا شخص بلاشک وشبہ وریب دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور کافر مرتد ہے، اس کے پاس بیٹھنا اور گفتگو کرنی حرام ہے، جو اسے مسلمان جانے یا کافر ہونے میں ذرہ بھر بھی شک کرے وہ بھی کافر ہے، وہ صحیح راہنمائی کیا کرے گا، ہاں ایسا شخص شیطان اور جہنم کی راہنمائی کرنے والا ہے۔ اہلِ اسلام پر لازم وفرض ہے کہ ایسے شخص

marfat.com

سے کوئی دنیاوی تعلق بھی نہ رکھیں چہ جائیکہ اس کو پیر و مرشد بنایا جائے۔

یہ احکام قرآنِ کریم اور حضور پر نور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک حدیثوں سے روزِ روشن کی طرح ثابت و مبرہن ہیں کما بین فی اسفار المذھب الحنفی المذھب و سائر المذاھب الاربعۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حرّرہ الفقیر ابو الخیر محمّد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۳ شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ

۷۶-۸-۲۰

marfat.com

marfat.com

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ (النحل، آیت ۴۴)

"اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر (قرآنِ مجید) نازل کیا
تاکہ آپ کھول کر بیان کر دیں لوگوں کے لئے جو اُن کی طرف اُترا"

marfat.com

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ۔ (ابوداؤد)

"جس نے بغیر قرآن کی تفسیر کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے"

marfat.com

كِتَابُ التَّفْسِيرِ

يہودی سلطنت کے قیام پر شمنانِ اسلام کے اعتراضات کے جوابات

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام اپنے اس موقف اور نظریہ کے بارے میں کہ دنیا میں کسی جگہ بھی یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی کما قال اللہ تعالیٰ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ اس امرِ محکم کی موجودگی اور پھر عصرِ حاضر میں اسرائیلی حکومت کا سرزمین فلسطین بلکہ سرزمینِ عرب پر قائم ہو جانا کھلا ہوا تضاد نہیں ہے؟ موجودہ وقت میں اشتراکیت پرست طبقہ جہاں اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا وہاں وہ اب اپنی شوریدہ عزائمات کے ذریعہ اسلامی ذہنوں کے لئے اسرائیلی حکومت کا قیام ایک ہوّا کے طور پر پیش کرتا ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ایک عام مسلمان کے دل میں کیا کیا کچھ سوچ نہ آئی ہو گی؟

marfat.com

اشتراکیت کے اِس قسم کے سوالات میں ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان کہتے ہیں یہودی مسلمانوں کا معمولی اذیت و آزار کے سوا اور کوئی نقصان نہ کر سکیں گے اور اگر مسلمانوں سے لڑائی میں مقابل ہوں تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے لن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لاینصرون۔

آیت ہٰذا میں مسلمانوں کو یہ تاثر دیا گیا ہے :

الف : ایذاء دہی سے بڑھ کر یہودی مسلمانوں کا کوئی نقصان نہ کر سکیں گے لن یضروکم الا اذی۔

ب : مقابلہ میں آئے تو کھلی شکست کھائیں گے وان یقاتلوکم یولوکم الادبار

ج۔ شکست کے بعد کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا ثم لاینصرون۔

متذکرہ بالا صورت میں آیتِ قرآن کو تین اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے (اب ج) اگر اِن ہر سہ اجزاء کو نتائجِ عصریہ سے موازنہ کر کے بحث کے لئے قلم اٹھایا جائے تو قریب قریب ایک تصنیف کی شکل بن جائے گی۔

جزء الف اور مشرقِ اوسط میں عرب اسرائیل کردار کا موازنہ مسئول علیہ کے لئے اصلاً مشکل نہیں۔ جہاد جون سڑسٹھ ۶۷ میں عربوں کو صیہونی فوجوں نے ناکوں چنے چبا دئے اور پھر اَب رہی سہی کسر جہادِ اکتوبر ۷۳ء نے پوری کر دی۔ کیا عرب علاقے یہودیوں کے قبضہ میں نہ گئے؟ کیا ہزاروں فوجی سپاہیوں کا مارا جانا اور شہری آبادیوں کا مسمار کیا جانا نقصان نہیں ہے اور بھلا جزء ب اپنی کس پوزیشن سے مسلمانوں کو اطمینان بخش ثابت ہوئی؟ کیا فتح و شکست کی اصطلاح کو اب تبدیل کرنا پڑے گا؟ تو پھر گویا اب یوں ہوگا جس کے جتنے آدمی قتل ہوں اور جتنا زیادہ علاقہ دشمن کے حوالے کر بیٹھے وہ اتنا زیادہ اور بڑا فاتح قرار پائے گا۔ کیا اب مسلمانوں کو اسی قسم کی فتوحات کا

marfat.com

ہی متوقع رہنا چاہئے؟

ادھر جزء "ج" پر نظر کریں اور مطلع عالم پر بھی ایک نظر اٹھانے کی زحمت گوارا کی جائے تو کیا یہ حقیقت حقیقتِ ناطقہ بن کر ہمارا حوصلہ توڑنے کے لئے کافی نہیں کہ اسرائیل کو امریکہ اور روس بھرپور امداد کر رہا ہے؟

المستفتی

احقر فریدی مفتی محمد ضیاء الحبیب اشرفی

(پاکستان شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الرؤف الرحیم الکریم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

یہ موقف اور نظریہ کہ دنیا میں کسی جگہ بھی یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی غلط ہے، قرآنِ کریم کی کسی آیت میں بھی یہ نہیں کہ یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی حقیقی علمائے اسلام (جو واقع میں علماء ہیں) نے یہ کہا ہے۔

قرآنِ کریم کی جس آیت کا سائل نے ذکر کیا ہے وہ اِس آیت کا مفہوم نہیں سمجھ سکا ورنہ تضاد کا دعویٰ نہ کرتا۔ واقعی اشتراکیت پرست طبقہ بلکہ ہر قسم کے کفار اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے مگر اہالیانِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ اسلام سے واقفیت حاصل کریں اور قرآنِ کریم کے ارشادات کو باقاعدہ سمجھیں اور علمائے ربانیین

marfat.com

کی طرف رجوع کریں تو کوئی پریشانی کی چیز نہیں، قرآنِ کریم نے جو کچھ فرمایا ہے حرف بحرف صحیح ہے اور واقعاتِ عالم سے حقانیتِ اسلام اور صداقتِ قرآنِ کریم کی تازہ بہ تازہ تصدیق پر تصدیق ہو رہی ہے۔

یہ آیت جو سائل نے لکھی ہے یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۶۱ ہے اور صرف یہ ایک نہیں بلکہ اس کے ہم معنے دوسری آیت نمبر ۱۱۲ سورہ آلِ عمران کی ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ۔

اس آیت میں بھی وہی پہلی آیت والی خبر ہے کہ ان پر خواری اور محتاجی لازم کردی گئی ہے مگر اس آیت میں استثناء بھی ہے الا بحبل من اللہ وحبل من الناس۔ اس استثناء کے آنے سے معنے یہ بن گیا کہ ذلت اور خواری سے کسی صورت اور کسی طرح نہیں بچ سکتے مگر اللہ کی رسی کے ساتھ اور لوگوں کی رسی کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کے ساتھ یوں کہ یہودی مسلمان ہو جائیں تو خواری سے بچ سکتے ہیں اور حقیقی عزت حاصل کر سکتے ہیں اور لوگوں کی رسی کی صورت یہ کہ لوگوں سے عہد و پیمان کریں، اسلامی حکومت کے ذمی بن جائیں یا کافر حکومتوں سے بھیک مانگیں اور تعاون حاصل کریں تو دنیاوی عزت پا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کی سلطنت بھی بن سکتی ہے تو یہودیوں کی موجودہ حکومتِ فلسطین جو امریکہ، روس، برطانیہ وغیرہم کفار کے تعاون اور سرپرستی سے بن چکی ہے اور امریکہ کے زیرِ سایہ وقت گزار رہی ہے، اس حکومت کا قائم ہونا قرآنِ کریم یا اسلام کی صداقت کے خلاف نہیں بلکہ قرآنِ کریم کی بڑی صاف اور واضح صداقت ہو رہی ہے کہ حسبِ استثناء بِحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ صدیوں کے ذلیل و خوار یہودیوں کی ایک جماعت کو دنیاوی عزت مل گئی ہے اور زمین کے ایک گوشہ میں برائے نام ناموس و

marfat.com

عزت والے بن گئے اور قرآنِ کریم کی آیتوں سے بھی یہ چیز واضح ہو رہی ہے چنانچہ سورۃ المائدہ شریف کی آیت نمبر ۶۴ میں بھی خاص یہودیوں کے متعلق ارشاد فرمایا

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا (ترجمہ)

جب کبھی یہودی جنگ کی آگ بھڑکائیں گے، اللہ اسے بجھا دے گا اور یہودی زمین میں فساد کے لئے دوڑتے ہیں۔ جنگ کی آگ وہی بھڑکا سکتا ہے جس کے پاس سلطنت ہو یا سلطنت جیسی کوئی طاقت ہو تو موجودہ حکومت کا قائم ہونا اور ان کا طاقتور ہو کر بار بار جنگ شروع کرنا اس آیت کی ظاہر و واضح صداقت ہے اور پھر جب جنگ شروع کرتے ہیں تو مجبوراً انہیں بند کرنا پڑتا ہے، اقوامِ متحدہ درمیان میں آجاتی ہیں تو یہ اس آیت کی دوسری صداقت ہے کہ جب کبھی جنگ شروع کریں گے، اللہ بند کر دے گا اور پھر ان کی ہر توڑ فساد کی کوشش اور تازہ بہ تازہ شرارتیں جن کی وجہ سے سب سلطنتیں ان کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آچکی ہیں اور ملک بدر کرنا چاہتی ہیں جیسے کہ ہٹلر نے ان کو جرمنی سے نکالا اور لاکھوں قتل بھی کئے اور روس وغیرہ بھی ان کو ملک بدر کرنا چاہتے ہیں تو سب نے مل کر ان کی ریاست بنا دی کہ اس تجویز سے ہمارے ملکوں سے بخوشی نکل کر فلسطین میں جمع ہو جائیں گے۔ بہرحال ان کی شرارتیں اور سازشیں بالکل بے نقاب ہیں، یہ اس آیت کی تیسری صداقت ہے ویسعون فی الارض فسادا۔

پھر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸ میں ہے وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا کہ اگر تم اے یہودیو! پھر پہلے جیسی شرارتوں کی طرف لوٹے جو تم نے اپنی سابقہ حکومتوں اور سلطنتوں کے وقت میں کی تھیں تو ہم بھی لوٹیں گے اور پہلے کی طرح تمہیں ذلیل و خوار کرینگے، تو اس سے بھی نمایاں طور پر مترشح ہوتا ہے کہ یہودی دنیاوی اقتدار اور طاقت و سلطنت حاصل کر سکتے ہیں تو اتنے ارشادات کے ہوتے ہوئے یہ طعنہ کس طرح دیا جا سکتا

marfat.com

ہے، معاذ اللہ کہ اللہ تعالےٰ کی خبر غلط ہو گئی؟

یہ دشمنانِ اسلام کا محض ایک زبردست دھوکا ہے کہ اسلام اور قرآن کی صداقت کے نشانات کو صداقت کے بجائے متضاد اور تکذیب کے رنگ میں دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ اہلِ اسلام کو اسلام اور قرآن سے آشنا فرمائے کہ ان کے ان دھوکوں سے بچیں اور ہم رنگِ زمین داموں سے دور رہیں۔

رہے سائل کے وہ تین سوال جو سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۱۱ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ سے کئے گئے ہیں تو وہ بھی بے بنیاد اور کھوکھلے ہیں۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے" وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی، یہ آیت تو خطاب ہے ان صحابہ کرام سے جو یہودِ مدینہ میں سے مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ تو اس پر مدینہ منورہ کے یہودیوں نے اپنی دولت اور قوت و فوج کی بنا پر ان نو مسلموں کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں تو ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی، یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حرف بحرف صحیح ہے اور واقع ہو چکا ہے۔

الحاصل یہ ان نو مسلم صحابہ کرام اور ان یہودیوں کے متعلق ہے جو اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور یہ نہیں کہ قیامت تک ہونے والے تمام اہلِ اسلام اور دنیا بھر کے یہودیوں کے متعلق ہو جو قیامت تک ہونے والے ہیں، اس میں عموم کا ایک کلمہ بھی نہیں لن یضروکم اور ان یقاتلوا اور یولوا اور لا ینصرون کی ضمیروں سے مراد وہی مدینہ منورہ کے یہودی ہیں اور جمع مخاطب کی ضمیر کم جو اس آیت میں تین بار ہے

marfat.com

وہ صرف ان نومسلم صحابہ سے خطاب ہے جن کو وہ ڈراتے دھمکاتے تھے بلکہ اگر سب صحابہ کرام کو بھی خطاب عام ہو تب بھی کوئی اعتراض نہیں کہ مدینہ منورہ کے یہودی بلکہ روئے زمین کے یہودی صحابہ کرام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے اور صحابہ کرام سے جنگ بھی نہیں کر سکے البتہ خیبر کے یہودیوں سے مقابلہ ہوا تو وہ مار کھا گئے اور ان کی مدد بھی نہ ہوئی بلکہ اگر یہ دعوٰے بھی کیا جائے کہ اس آیت کا خطاب ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لئے ہے تو پھر بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ دوسری آیتوں سے اہلِ اسلام کی فتح و نصرت اور امداد کی جو شرطیں ہیں ان کا لحاظ بھی نہایت ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آلِ عمران آیت ۱۳۹) (ترجمہ) اور تم ہی غالب آؤ گے اگر کامل ایمان رکھتے ہو۔ نیز ارشاد ہوا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا (آلِ عمران آیت ۱۲۰) (ترجمہ) اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کئے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔ نیز ارشاد فرمایا وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (ترجمہ) اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الانفال آیت ۴۶)

چنانچہ غزوۂ احد شریف میں جو قریشِ مکہ سے ہوا اس میں صحابہ کرام فتح حاصل کر چکے تھے اور مالِ غنیمت جمع کر رہے تھے کہ بعض صاحبوں سے غلطی ہو گئی، آپس میں جھگڑا کیا اور ایک حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی تو وہ فتح شکست کے ساتھ بدل گئی جس کا بیان سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۵۲ میں فرمایا ہے حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ تو اگر مسلمان اِن شرائط کو پورا کریں یعنی صحابہ کرام کی طرح

marfat.com

کامل الایمان بنیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے تمام احکامات بجالائیں اور متحد ہو کر سب جھگڑے ختم کر دیں اور صبر اور پرہیز گاری اختیار کریں تو صرف یہودی ہی کیا دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی مگر ہو کیا رہا ہے کہ مدعیانِ اسلام آپس میں دست بگریباں ہیں، اتحاد و اتفاق سے نفرت کر رہے ہیں، احکامِ ربانیہ میں سستی اور غفلت برت رہے ہیں، صبر اور تقوٰے و توکل سے عاری ہیں، ایمان ہی کمزور ہو گئے ہیں تو لامحالہ اس کا نتیجہ وہی ہونا ہے کہ بزدلی کا شکار ہو گئے اور رعب جاتا رہا اور مار کھا رہے ہیں۔

قرآنِ کریم کی تمام آیتیں حق ہیں اور تمام خبریں صحیح ہیں لہٰذا یہ سب حالاتِ حاضرہ قرآنِ کریم کی صداقت و حقانیت کے واضح نشانات ہیں، تعجب ہے کہ مسلمان ہو کر ایسے سوال سنتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں۔ ان آیات میں سے کسی ایک کا پڑھنا ہی کافی جواب ہے کیا قرآنِ کریم میں یہ نہیں فرمایا وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (سورۂ آل عمران آیت ۱۴۰) (ترجمہ) اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں یعنی کبھی کسی کی باری اور غلبہ ہوتا ہے اور کبھی کسی کی باری اور غلبہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور اس کے کاموں میں اس کی پوشیدہ حکمتیں ہوا کرتی ہیں تو اگر کسی وقت اہلِ اسلام کی غفلت اور بدعملی کی وجہ سے بطورِ سزا شکست ہو جائے اور علاقے چھن جائیں اور غیروں کا غلبہ ہو جائے تو یہ سب کچھ قرآنِ کریم کے واضح احکامات اور ہدایات اور غیبی خبروں کی زبردست تصدیقات ہیں۔

افسوس کہ ہماری غفلت اِس حد تک بڑھ گئی کہ قرآنِ کریم کی صداقتوں کو دشمنانِ اسلام اعتراض کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں اور بھولے بھالے مسلمان سن کر حیرت و حسرت کی تصویر بن جاتے ہیں، اللہ رب العلمین ہدایت فرمائے اور چشمِ بینا سے بہرہ ور

marfat.com

بنائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

الاستفتاء

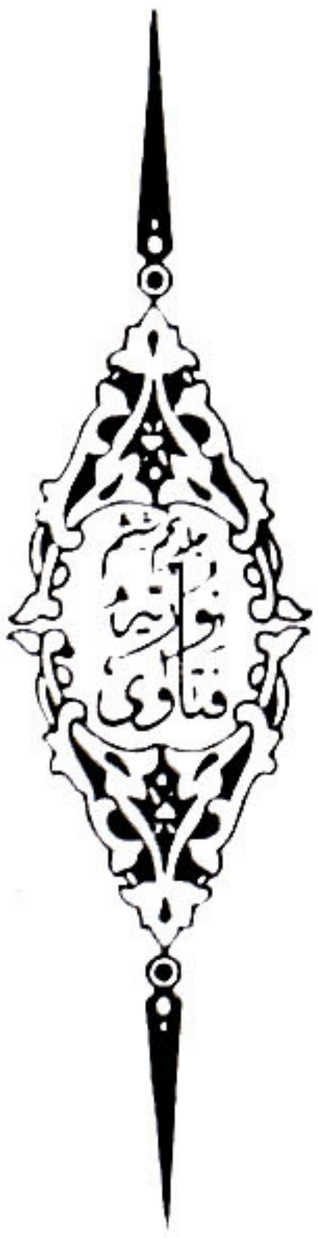

محترم المقام جناب حضرت مولانا مولوی ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب دام فیوضکم

السلام علیکم۔ آپ کے شاگرد سے آپ کے علم و فضل کی شہرت سن کر اشتیاق پیدا ہوا کہ آپ کے علومِ ظاہری و باطنی سے کسی قدر استفادہ کروں۔

۱۔ سورۂ احزاب پ۲۲ میں انا عرضنا الامانۃ میں لفظِ امانۃ کے کیا معانی ہیں؟

۲۔ پارہ خم ۲۶، آیت و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ واصیلا اس میں تین ضمائر ہیں، پہلی دو ضمائر رسالت مآب کی طرف منسوب کرتے ہیں، تیسری ضمیر اللہ عزوجل کی طرف پھیرتے ہیں، اب اس میں بُعدِ مرجع یعنی انتشارِ ضمائر ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟ مجھے امیدِ واثق ہے کہ آپ بندہ کو بدلائلِ قاطعہ و براہینِ ساطعہ سے جواب دیکر مشکور فرمائیں گے نیز ایک رسالہ "مکبر الصوت لیس الغوث" بھی ارسال فرمادیں لفافہ ہمراہ خدمت پیش ہے۔

محمد اسماعیل جگرانوی، عزیزیہ دواخانہ صدر چھاؤنی لاہور

۱۲-۷-۵۹

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ اس میں کئی قول ہیں اور بہت سے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امانت سے مراد تکلیفاتِ شرعیہ نماز، روزہ وغیرہ ہیں۔ تفسیر مظہری ج ۷ ص ۴۲۳ میں ہے ومرجع ھٰذہ الاقوال ان الامانۃ ھی التکلیفات الشرعیۃ اور حضرت قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ کی تحقیق یہ ہے کہ امانت سے مراد تجلیاتِ ذاتیہ دائمہ کی استعداد و قابلیت ہے فرماتے ہیں وعندی علیٰ ما استفدت من کلام المجدد للالف الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الامانۃ ما اودع اللہ سبحانہ فی ماھیۃ الانسان من الاستعداد للتجلیات الذاتیۃ الدائمۃ الخ

۲۔ بُعدِ مرجع اور ہے اور انتشارِ ضمائر اور، جس کی طرف ضمیر راجع ہو اس کا دور ہونا بعدِ مرجع کہلاتا ہے اور ایک کلام میں ایک ہی قسم کی ضمیروں کا مختلف مراجع کی طرف لوٹنا انتشارِ ضمائر کہلاتا ہے۔ سائل نے "یعنی" کہہ کر دونوں کو ایک دکھایا ہے جو خلافِ واقع ہے۔

ان ضمائر کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ تینوں اللہ ربّ العالمین کی طرف راجع ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلی دو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف راجع ہیں اور تیسری اللہ عزوجل کی طرف، یہ دونوں قول محتمل اور جائز ہیں اور دونوں کا مآل بھی ایک ہی ہے کہ اللہ عزوجل کی تعظیم کا تقاضائے لزومی ہے کہ اس کے حبیبِ اعظم کی تعظیم کی جائے اور تعظیمِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا تقاضائے ضروری ہے کہ

marfat.com

ان کے رب عزوجل کی تعظیم کی جائے۔ قائلینِ قولِ اوّل سے زمخشری کا کافی چرچا ہے اور وہ کشاف ج ۳ ص ۱۱۱ میں کہتا ہے والمراد بتعزیر اللہ تعزیر دینہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

معالم التنزیل میں قولِ ثانی پر بلا اشارۂ خلاف اقتصار فرمایا اور خازن میں پہلا زمخشری کا قول بتایا اور دوسرا زمخشری کے ماسوا سب کا قول فرمایا جو ترجیح کی نہایت ہی بیّن دلیل ہے، خازن ج ۶ ص ۱۵۹ میں ہے قال الزمخشری والضمائر للہ تعالیٰ (الی ان قال) وقال غیرہ الکنایات فی قولہ تعالیٰ ویعزروہ ویوقروہ (یہ بھی ایک قرارت ہے اور دوسری وتعزروہ وتوقروہ ہے) راجعۃ الی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شفا شریف ج ۱ ص ۳۲ میں اِس دوسرے قول کو اکثر واظہر فرمایا ہے، فرماتے ہیں والاکثر والاظہر ان ھذا فی حق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رہا بُعدِ مرجع کا سوال تو وہ یہاں وارد ہی نہیں ہوسکتا کہ مرجع کا ذکر لفظی قریب ضروری نہیں بلکہ ذکرِ ذہنی ہی کافی ہے حالانکہ اللہ عزوجل اور اس کے حبیبِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب ذہنوں میں جلوہ گر ہے۔ قرآنِ کریم کی ایسی آیات بکثرت ہیں جن میں بظاہر مرجع کا ذکر نہیں اور ضمیریں عائد ہیں (وذا اظہر من ان یظہر) اور اگر بالفرض ذکر لفظی قریب ہی ضروری ہوتا تو پھر بھی چونکہ اقربیّت مرجع ضروری نہیں تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

دور جانے کی ضرورت نہیں، یہیں اگلی آیت میں ہے وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا اس قولِ پاک میں غائب ضمیریں چار ہیں دو بارز اور دو مستتر، پہلی بارز علیہ میں ہے جو ما کی طرف راجع ہے اور

marfat.com

دوسری بار زفسیوتیہ میں ہے جو من کی طرف راجع ہے حالانکہ وہ لبعید ہے اور یونہی فسیوتیہ کی ضمیر مستتر اللہ کی طرف راجع ہے حالانکہ بارز متصل من کی طرف راجع ہے اور یونہی صدہا آیات واحادیث ومحاورات عرب میں وارد ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سوال محض بے جا اور پادر ہوا ہے اور یہیں سے انتشارِ ضمائر کا جواب بھی آگیا مگر اس کی الگ مثالیں بھی زیادتِ افادہ کیلئے ذکر کیجاتی ہیں:

۱۔ اسی سورت میں ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ الآیۃ اس میں رسولہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اور یدخلہ کی مرفوع ضمیر مستتر بھی اللہ ہی طرف راجع ہے مگر منصوب بارز متصل من کی طرف راجع ہے۔

۲۔ نیز سورتِ بنی اسرائیل کے اوّل میں ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اس میں اسرٰی اور عبدہ کی دونوں ضمیریں الذی کی طرف راجع ہیں اور حولہ کی ضمیر المسجد کی طرف اور لنریہ کی عبدہ کی طرف اور اس کی بھی ہزارہا نظیریں ہیں تو معلوم ہوا کہ نام نہاد لبعدِ مرجع اور انتشارِ ضمائر کا کوئی اعتبار نہیں ہاں اگر لبعد وانتشار ماہرِ لغتِ عرب کے لئے فہمِ معنے میں باعثِ دقت بنیں تو قابلِ اعتراض ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں، خفاجی ج۱ ص۳۴۷ میں فرماتے ہیں التفکیک (ای انتشار الضمائر) مع ظھور القرائن کثیر فی کلامھم۔

نیز اسی صفحہ میں قولِ ثانی کا ایک قرینہ ذکر فرماتے ہیں وقد رجعت ھذہ الضمائر لہ فی آیۃ الاعراف (فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ

marfat.com

و نصروہ[1] پھر آیتِ زیرِ بحث میں تو یہ کلام بھی الگ الگ ہیں جو بذریعۂ عطف متصل ہیں، تو قروہ پر وقفِ تام ہے اور و تسبحوہ سے ابتدائے کلام آخر ہے، خازن و معالم ج ۶ ص ۱۵۹ میں ہے والنظم من الخازن وعندھا تم الکلام فالوقف علیٰ ویوقروہ وقف تام ثم یبتدأ بقولہ تعالیٰ ویسبحوہ بکرۃ واصیلا۔

خفاجی میں ہے وقف کثیر من القراء علیٰ قولہ توقروہ للفصل بین ضمیر الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضمیر اللہ تعالیٰ اور صاحبِ شفاء کے نزدیک بھی یہی ہے، خفاجی فرماتے ہیں اشار بثم الدالۃ علی التراخی الیٰ ما علیہ اھل الاداء من الوقوف علیٰ توقروہ ردا علیٰ من خالف اور جب کلام الگ الگ ہیں تو انتشار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

نوٹ: کافی دن ہوئے آپ کا لفافہ وصول ہوا پہلے تو فرصت نہ ملی، بعد ازاں کاتبِ دار الافتاء کی علالت مانع رہی۔

الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۳۰ محرم الحرام ۷۹ھ

---

[1] پ ۹ الاعراف آیت ۱۵۷ (مرتب)

marfat.com

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت فقیہِ اعظم صاحب مدظلہ

سلامِ مسنون : سورۂ بقرہ کا مختصر اور عام فہم تعارف تحریر فرمادیں، مہربانی ہوگی۔

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی، اِس مبارک سورۃ میں ہزار حکم اور ہزار نہی (ممانعت) اور ہزار خبریں ہیں۔ اِس کی آیت ۲۵۵ کا نام آیۃ الکرسی ہے جو بڑی مبارک آیت ہے، ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت اِس کے پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اِس سورت کی آخری دو آیتیں ۲۸۵ و ۲۸۶ عرش کے نیچے ایک خزانہ سے انعام ہوئی ہیں، رات میں اِن کا پڑھنا بحکمِ حدیثِ پاک کفایت کرتا ہے جس گھر میں یہ پاک سورت تلاوت کی جائے تین دن تک شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا اس سورت کی پہلی آیت "الٓمٓ" ہے اور اسی طرح اور بھی بہت سورتوں کے اول میں حروف ہیں، ان کا نام حروفِ مقطعات ہے، ان حروف یا آیات کا ترجمہ نہیں کیا جاتا

marfat.com

——— ——— ان کا معنےٰ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے، یہ اسرار اور راز ہیں اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیبِ پاک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان، اس سورت کے چالیس رکوع ہیں اور دو سو چھیاسی آیتیں اور پچیس ہزار پانچسو حروف ہیں۔ اِس سورت میں کافی عقیدوں کا بیان ہے :

عقیدے متعلقہ ذاتِ رب العالمین

یہ کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے (آیت ۱۳۳) اِس کا کوئی شریک اور ہم مثل نہیں (آیت ۱۶۳) وہ ہر چیز پر قادر ہے (آیت ۲۰) وہ گھیرنے والا ہے (آیت ۱۹) اس نے زمین کو بستر بنایا اور آسمان کو عمارت اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل پیدا فرمائے (آیت ۲۲) وہ زندہ کرنے والا مارنے والا اور پھر زندہ کرنے والا ہے اور سب نے اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے قیامت کے دن (آیت ۲۸) زمین میں ہمارے فائدہ کے لئے سب کچھ بنایا، سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے (آیت ۲۹) وہی علم و حکمت والا ہے (آیت ۳۲) اس نے پیغمبروں کو بھیجا (آیت ۸۷) اس نے قرآنِ پاک محمدِ مصطفےٰ پر اتارا (آیت ۲۳) جبریلِ امین نے اس کے حکم سے محمدِ مصطفےٰ کے دل پر اتارا (آیت ۹۷) جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے نوازتا ہے اور بڑے فضل والا ہے (آیت ۱۰۵) اسی کے لئے آسمانوں زمینوں کی بادشاہی ہے (آیت ۱۰۷) وہ دیکھنے والا ہے (آیت ۱۱۰) وہ وسعت اور علم والا ہے (آیت ۱۱۵) جو چاہے "کن" فرما کر پیدا کر دیتا ہے (آیت ۱۱۷) وہی سننے والا جاننے والا ہے (آیت ۱۳۷) وہ بے خبر نہیں (آیت ۱۴۰) وہ بہت مہربان ہے (آیت ۱۴۳) بے شک وہ صابروں کا ساتھی ہے (آیت ۱۵۳) وہ نیکی کا صلہ دینے والا ہے

marfat.com

(آیت ۱۵۸) بڑا توبہ قبول فرمانے والا ہے (آیت ۱۶۰) بخشنے والا ہے (آیت ۱۸۲) وہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (آیت ۱۹۴) بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (آیت ۱۹۵) وہ سخت عذاب والا ہے (آیت ۱۹۶) وہ جلد حساب کرنے والا ہے (آیت ۲۰۲) بے شک اللہ زبردست ہے (آیت ۲۰۹) سب کاموں کا رجوع اسی کی طرف ہے (آیت ۲۱۰) جسے چاہے بے گنتی دیتا ہے (آیت ۲۱۲) جسے چاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے (آیت ۲۱۳) جسے چاہے اپنا ملک عطا کرتا ہے (آیت ۲۴۷) وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے، اس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی، اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے یہاں سفارش نہیں کرسکتا، اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سمایا ہوا ہے، اسے ان کی نگہبانی بھاری نہیں، وہی بلند بڑائی والا ہے (آیت ۲۵۵) وہ غنی ہے اور حلم والا ہے (آیت ۲۶۳) بے پرواہ ہے سراہا گیا ہے (آیت ۲۶۷) ہمارا مولیٰ ہے (آیت ۲۸۶)۔

عقیدے متعلقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور پر قرآنِ کریم نازل کیا گیا (آیات ۴ و ۲۳ و ۹۷) حضور کی تشریف آوری سے پہلے یہودی اپنی حاجتوں کے لئے حضور کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے (آیت ۸۹) ان کے منکروں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے (آیت ۸۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ کافر ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (آیت ۱۰۴) وہ اپنی تمام امت کے افعال و احوال پر مطلع اور گواہ ہیں (آیت ۱۴۳) ان کی مرضی پر اللہ تعالےٰ نے کعبہ شریف کو قبلہ بنا دیا (آیت ۱۴۴) یہود و نصاریٰ کے علماء حضور کو یوں پہچانتے تھے جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے کیونکہ ان کی کتابوں

marfat.com

تورات وانجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بڑی وضاحت سے آیا تھا (آیت ۱۴۶)
حضور امّت پر قرآنِ کریم کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں اور امت کو پاک کرتے ہیں اور
کتاب اللہ اور پختہ علم سکھاتے ہیں اور وہ علوم تعلیم فرماتے ہیں جن کا پہلے علم نہ تھا۔
(آیت ۱۵۱) وہ ایمانداروں کو بشارت دینے والے ہیں (آیات ۲۵ و ۲۲۳) بیشک
آپ اللہ کے رسول ہیں (آیت ۲۵۲) اور تمام رسولوں پر درجات میں بلند ہیں (آیت ۲۵۳)

عقیدے قرآنِ پاک کے متعلّق

قرآنِ پاک بلند کتاب ہے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، وہ ڈر والوں کو
ہدایت کرنے والا ہے (آیت ۲) تمام دنیا کے سارے کافر اپنے حمائتیوں سمیت
قرآنِ پاک کی ایک سورت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے (آیت ۲۳)

حضرتِ آدم علیہ السلام کا ذکر

اللہ تعالےٰ نے زمین میں آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا
(آیت ۳۰) آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے تمام چیزوں کے علم عطا فرما دئے
(آیت ۳۱) آپ تمام فرشتوں پر علم میں فائق ثابت ہوئے (آیت ۳۳) سب فرشتوں نے
آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا مگر شیطان نے اِس تعظیم سے انکار کیا تو مردود ہو گیا
(آیت ۳۴) اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی (آیت ۳۷)

حضرتِ ابراھیم علیہ السلام کا بیان

اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمایا اور وہ آزمائش میں پورے اترے۔ اللہ تعالےٰ

marfat.com

نے ان کو لوگوں کا امام اور پیشوا بنا دیا (آیت نمبر ۱۲۴) اللہ تعالےٰ نے اس پتھر کو جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ شریف کو تعمیر کیا نماز کا مقام بنا دیا (آیت ۱۲۵) حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے سرزمینِ مکہ جو جنگل تھی، بڑا آباد شہر بن گیا اور اس کے رہنے والوں کو میوہ جات عطا ہوئے (آیت ۱۲۶) حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اور حضرتِ اسمٰعیل علیہ السلام نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دعا کی کہ خصوصی شانوں کے ساتھ انہیں ہماری ذریت میں مبعوث فرما (آیت ۱۲۹) آپ نے اپنی اولاد کو دینِ اسلام پر ثابت قدم رہنے کی وصیت فرمائی (آیت ۱۳۲) ابراہیم علیہ السلام ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں سے نہ تھے (آیت ۱۳۵) نمرود بادشاہِ وقت نے جو کافر تھا حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا کیا تو اس کے ہوش اڑ گئے (آیت ۲۵۸) حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردے کس طرح زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے کرم فرمایا اور ان کے بلاوے سے چار مردہ پرندے زندہ فرمائے (آیت ۲۶۰)

بنی اسرائیل کا بیان

اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے سب ہم زمانوں پر فضیلت بخشی (آیت ۴۷) ان کو فرعون کے ظلم سے نجات بخشی جو اُن کے نومولود لڑکے ذبح کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا (آیت ۴۹) اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے دریا پھاڑ کر خشک راستے بنا کر فرعون سے بچا لیا اور فرعون کو بمع لشکر اسی دریا میں غرق کر دیا (آیت ۵۰) انہوں نے بچھڑا پوجا تو توبہ یوں قبول ہوئی کہ ایک دوسرے کو قتل کیا (آیت ۵۴) موسےٰ علیہ السلام کے سامنے ایک گروہ نے گستاخی کی تو دیکھتے ہوتے مر گئے اور

marfat.com

پھر زندہ کیے گئے (آیت ۵۵ و ۵۶) اللہ تعالےٰ نے ان پر بادل کو سائبان بنایا اور من (ترنجبین کی طرح ایک میٹھی چیز) اور سلوٰی (چھوٹا پرندہ) اتارے مگر انہوں نے ناشکری کی (آیت ۵۷) ان پر خواری اور ناداری مقرر کی گئی اور خدا کے غضب میں لوٹے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کا انکار کیا اور پیغمبروں کو ناحق شہید کیا (آیت ۶۱ وغیرہ) ان کے کئی بے فرمان بندر بنادیے گئے۔ (آیت ۶۵)

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا بیان

موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو حکم آیا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے (آیت ۶۰) بنی اسرائیل کا ایک قتل ہوا اور قاتل کا پتہ نہ چلا تو موسےٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کرو (آیت ۶۷) اور حکم دیا گیا کہ مقتول کو اس گائے کا ٹکڑا مارو تو اس نے زندہ ہو کر قاتل بتا دیا (آیت ۷۳) اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام کو کتاب تورات عطا فرمائی (آیت ۸۷)

حضرتِ سلیمان علیہ السلام کا ذکر

یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے وقت حضرتِ سلیمان علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ وہ جادوگر تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کی برأت اور پاکی اتاری (آیت ۱۰۲)

حضرتِ عزیر علیہ السلام کا بیان

عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے سو سال تک مردہ رکھا اور پھر زندہ فرما دیا اور سو سال تک ان کا کھانا اور پانی ٹھیک رہا اور بدبودار نہ ہوا، ان کے سامنے ان کے

marfat.com

صد سالہ مردے گدھے کو زندہ فرمادیا (آیت ۲۵۹)

فرشتوں کا ذکر

فرشتوں کا ماننا ضروری ہے۔ حضرتِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام ایماندار فرشتوں کو مانتے ہیں (آیت ۲۸۵) فرشتوں کا دشمن کافر ہے (آیت ۹۸)

ارکانِ اسلام کا بیان

نماز اللہ سے ڈرنے والے نماز قائم رکھتے ہیں (آیت ۳) حکم ہے کہ نماز قائم رکھو اور باجماعت ادا کرو (آیت ۴۳) نماز اور صبر سے مدد چاہنے کا حکم ہوا (آیت ۴۵ و ۱۵۳) سب نمازوں کی نگہبانی کا حکم ہے خصوصاً بیچ کی نماز اور اکثر کا قول کہ یہ نمازِ عصر ہے (آیت ۲۳۸) اور بھی بہت آیتوں میں نماز کا ذکر ہے۔

زکوٰۃ کا بیان آیت ۳ و ۴۳ و ۸۳ و ۱۱۰ و ۱۷۷ و ۲۷۷ میں ہے۔

روزہ کا بیان از آیت ۱۸۳ تا ۱۸۷ ہے کہ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ روزہ گنتی کے دنوں میں فرض ہے، ماہِ رمضان المبارک میں لازم ہے، بیمار اور مسافر کے لئے رخصت ہے کہ بیمار تندرست ہونے کے بعد اور مسافر گھر آکر روزے کی قضائی دے لے اور جسے روزے کی طاقت ہی نہیں تو وہ بدلہ دے ایک مسکین کا کھانا فی روزہ اور روزے کا وقت صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک ہے۔

حج کا بیان بہت آیتوں میں ہے آیت ۱۵۸ میں ہے کہ حج اور عمرہ کرکے تو وہ صفا

marfat.com

اور مروہ (یہ دو پہاڑیاں کعبہ شریف کے نزدیک ہیں) کے پھیرے کرنے آیت ۱۸۹ میں ہے کہ نئے چاند لوگوں اور حج کے لئے وقت کی علامتیں ہیں آیت ۱۹۶ میں حج اور عمرہ پورا کرنے کا حکم ہے اور رکاوٹ کی صورت میں قربانی کا حکم وغیرہ مسائل کا بیان ہے اور یونہی آیت ۲۰۳ تک حج کے مسائل کا بیان ہے۔

متفرقات

- حلال کھانے کا بیان آیت ۱۶۸ وغیرہ میں ہے اور حرام سے بچنے کا حکم آیت ۱۸۸ میں ہے۔
- بیع کے حلال ہونے اور سود کے حرام ہونے کا بیان آیت ۲۷۵ و ۲۷۶ وغیرہ میں ہے۔
- گواہی کا بیان آیت ۲۸۲ میں ہے۔
- گروی رکھنے کا بیان آیت ۲۸۳ میں ہے۔
- صدقات وخیرات کا بیان اور ریا یعنی دِکھاوے سے بچنے کا بیان آیت ۲۶۱ سے ۲۷۴ تک ہے اور بھی کئی آیات میں ہے۔
- نکاح کا بیان کہ کفار کے ساتھ نہ کیا جائے اور مؤمنین کے ساتھ ہو آیت ۲۲۱ میں ہے۔
- طلاق کے مسائل آیت ۲۲۶ و ۲۲۷ سے ۲۴۲ تک کافی آیات میں ہیں اور یوں ہی بعض آیات میں نکاح کے مسائل بھی ہیں۔
- کعبہ شریف کی تعمیر کا ذکر آیت ۱۲۷ میں اور کعبہ شریف کا لوگوں کے لئے مرجع

marfat.com

اور امان بننے کا ذکر آیت ۱۲۵ میں ہے اور یونہی طواف کا بھی اور کعبہ شریف کے قبلۂ نماز بننے کا ذکر ۱۴۲ سے ۱۵۰ تک ہے۔

- دنیاوی لالچ کے لحاظ سے حق پوشیدہ کرنے کی برائی کا ذکر آیت ۱۷۴ وغیرہ آیات میں ہے۔
- قصاص یعنی ناحق قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے اِس کا بیان آیت ۱۷۸ و ۱۷۹ میں ہے۔
- جہاد یعنی راہِ خدا میں جنگ کرنے کا بیان آیت ۱۹۰ سے ۱۹۵ تک ہے، جہاد میں ثابت قدمی اور صبر کا بیان آیت ۱۷۷ اور ۲۱۴ میں ہے اسی طرح آیت ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ میں بھی جہاد کا ذکر ہے۔
- شہید کی حیاتِ ابدی کا بیان آیت ۱۵۴ میں ہے۔
- یتیموں کی اِصلاح اور بھلائی کا حکم آیت ۲۲۰ میں ہے۔
- مرتد یعنی وہ شخص جو دینِ اسلام سے پھر جائے اور کفر پر ہی مر جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے سب عمل مٹ جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اسے نیک کام پر ثواب نہیں ملتا اور وہ ہمیشہ کے لئے دوزخی ہو جاتا ہے، اس کا بیان آیت ۲۱۷ میں ہے۔
- عہد پورا کرنے کا ذکر آیت ۱۷۷ میں ہے۔

فائدہ اس سورت پاک کی کئی آیتوں سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جس مرد کو چاہے اسی دنیا میں دوبارہ زندہ فرما سکتا ہے چنانچہ آیت ۵۵ میں بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو مار کر زندہ کرنے کا بیان ہے پھر آیت ۷۳ میں بنی اسرائیل کے مقتول کو گائے ذبح شدہ کے ٹکڑے مارنے سے زندہ کرنے کا

marfat.com

ذکر ہے پھر آیت ۲۴۳ میں ہزاروں کی تعداد لوگوں کو مارنے کے بعد زندہ کرنے کی تصریح ہے، پھر آیت ۲۵۹ میں عزیر علیہ السلام کو سو سال کے بعد زندہ کرنے کا بیان ہے اور ان کے صد سالہ مردے گدھے کو زندہ کرنے کا ذکر ہے۔ پھر آیت ۲۶۰ میں چار ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے پرندوں کے زندہ کرنے کا تذکرہ ہے اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارا پیارا رب جسے چاہے مار سکتا ہے اور جس مردہ کو جس وقت چاہے زندہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا قیامت ضرور قائم کرے گا اور سب مردوں کو زندہ کر کے اپنی سچی عدالت میں جمع فرمائے گا اور دنیا میں مردوں کو زندہ کرنا قیامت کا نمونہ دکھاتا ہے چنانچہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہو رہا ہے کہ رب ارنی کیف تحی الموتیٰ (ترجمہ) اے میرے رب دِکھا مجھے کس طرح تو مردے زندہ کرے گا لہٰذا قیامت کا ماننا ضروری ہے جو آیت ۴ و ۸ و ۶۲ وغیرہ کافی آیات سے ثابت ہے۔

فائدہ اس سورتِ پاک میں اللہ رب العلمین نے اپنا ایک خصوصی شان بھی بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ جس آیت یا حکم کو چاہے منسوخ فرما دیتا ہے اس کا بیان آیت ۱۰۶ میں ہے لہٰذا جو شخص نسخ کا انکار کرے وہ کافر ہے، یہود وغیرہ کافر نسخ پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ ان کا یہ اعتراض غلط ہے اور اگر نسخ نہیں تو آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام جن میں بہن بھائی کا نکاح بھی ہے اب کیوں باقی نہیں رہا؟ یونہی نوح علیہ السلام کی شریعت باقی رہتی تو تورات کے احکام کس طرح نافذ ہوتے؟

نسخ درحقیقت حکمِ سابق کی مدّت کا بیان ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے اپنے علم میں پہلے ہی تھا اور لوگوں کو معلوم نہ تھا ہاں اب حضور پاک محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کے دنیا سے پردہ پوش ہونے کے بعد کوئی آیت یا حکم منسوخ نہیں ہو سکتا کہ اب وحی بند ہو چکی ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں، ختمِ نبوت حضور کی صفت ہے تو اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت آسکتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ خیر خلقہٖ محمد والہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

marfat.com

marfat.com

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۳، ۴)

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے بات نہیں فرماتے، ان کا ہر کلام وحی سے ہوتا ہے۔"

marfat.com

اَلَآ اِنِّیْٓ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ (ابوداؤد)

خبردار تحقیق مجھے قرآن اور اس کے ہم مثل ایک اور چیز حدیث عطا کی گئی ہے۔

marfat.com

marfat.com

تعارف

"حدیث الحبیب" حجیتِ حدیث کے موضوع پر ایک اہم تصنیف ہے جس میں اکتیس[۳۱] قرآنی آیات اور سترہ[۱۷] احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآنِ کریم کی طرح حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی معتبر اور قابلِ قبول و عمل ہے۔

سیّدی فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز نے یہ کتاب ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں تصنیف فرمائی جسے انجمن حزب الرحمٰن نے تین پمفلٹوں میں قسط وار شائع کیا، ازاں بعد اسی انجمن کی طرف سے اس کا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن بالترتیب ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں نثار آرٹ پریس اور جسارت پریس، لاہور سے طبع ہو کر شائع ہوا۔

پہلے ایڈیشن میں کل چالیس دلیلیں تھیں جبکہ دوسرے ایڈیشن میں حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ نے آٹھ مزید دلائل کا اضافہ فرمایا، اس طرح مجموعی طور پر یہ کتاب ۴۸ دلائل سے مزیّن و مبرہن ہے۔ کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے فتاوٰی نوریہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔

(مرتّب)

marfat.com

کتاب السنۃ والحدیث

رسالہ حدیث الحبیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

ہر وہ دِل جو صدقِ دل سے یہ کلمۂ پاک مانتا ہے یقیناً جانتا ہے کہ اللہ رب العالمین کے بھیجے ہوئے سچے پیارے رسول محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول فعل، راہ و رسم (جس کا نام سنت و حدیث ہے) ایمانداروں کے لئے آفتابِ ہدایت ہے اور ہر وہ شخص جو اِس آفتاب کی نورانی کرنوں سے دور ہو کبھی راہِ راست پر نہیں چل سکتا۔ یہ دعوٰے حقیقت ہے اور بالکل بے غبار ہے، اِس کا ثبوت اتنا مضبوط ہے کہ کسی دلیل کا محتاج نہیں مگر اِس نازک زمانے میں حضورِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی سچّی پیشینگوئیوں کے عین مطابق بدعت و بے دینی کی ہزارہا خطرناک آندھیاں چل رہی ہیں،

marfat.com

ہر طرف سے گمراہی کے سیلاب آرہے ہیں حتّٰے کہ یہ خطرناک طوفان بھی آگیا، کہا گیا کہ صرف قرآن ہی معتبر ہے، وہی قابلِ قبول وعمل ہے اور حدیث کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی قابلِ قبول وعمل ہے (نعیاذ باللہ رب العالمین۔ ایسا کہنے والا کوئی ایک فرد نہیں بلکہ باقاعدہ ایک جماعت پیدا ہوگئی ہے جو پوری قوت سے یہ مہم چلا رہی ہے، لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے بھولے بھالے بھائیوں کی حفاظت کریں اور اس ہیبت ناک طوفان سے بچانے کی کوشش کریں۔ اِسی بناء پر یہ فقیر سراپا تقصیر اپنے پیارے بھائیوں کے لئے قرآنِ پاک کی روشنی میں ہی دلائل سے واضح کرتا ہے کہ قرآنِ پاک کی طرح حدیثِ پاک بھی معتبر اور قابلِ قبول وعمل ہے۔

دلیلِ نمبر ۱

اللہ رب العالمین جلّ وعلا فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اِس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے

marfat.com

ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔" (سورۃ الجمعہ پ ۲۸ ع ۱)

ان آیتوں سے واضح ہوا کہ تمام امت قرآنِ پاک سے بالکل بے خبر تھی کچھ نہیں جانتی تھی، حضورِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلانے اور پڑھانے سے ہی امت نے قرآن کا قرآن ہونا جانا حالانکہ حضور کا یہ بتلانا کہ یہ قرآن ہے، حدیث ہے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا حدیث کے ماننے اور اعتبار سے ہی قرآنِ کریم کا قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے تو جو حدیث کا اعتبار نہ کرے وہ قرآن کا کبھی اعتبار نہیں کر سکتا اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضورِ پاک قرآنِ کریم کا علم عطا کرتے ہیں، اِس کی تفسیر اور تشریح کرتے ہیں اور یوں نہیں کہ صرف تلاوتِ آیات کر دیں اور سمجھائیں نہ بلکہ حضورِ پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے کے بغیر قرآنِ کریم سمجھا ہی نہیں جا سکتا (چنانچہ آگے دلیلِ دوم میں اس کی تفصیل آ رہی ہے) اور یہ سمجھانا حضور کے اپنے پیارے پیارے بولوں میں ہے جن کو حدیث کہا جاتا ہے اور جب حدیث کے بغیر قرآنِ کریم سمجھ نہیں آتا تو اس پر عمل کیسے ہو؟ تو معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل کرنے سے ہی قرآن پر عمل ہو سکتا ہے لہٰذا حدیث بھی معتبر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور امّت کو پاک کرتے ہیں اور یہ پاک کرنا وعظ و نصیحت سے ہے جو صرف تلاوتِ آیات ہی نہیں بلکہ حضورِ پاک اپنے اقوال سے بھی وعظ و نصیحت کرتے تھے ورنہ علیحدہ تزکیہ کا ذکر نہ ہوتا تو ثابت ہوا کہ حدیث بھی معتبر ہے اور پاکیزہ بنانے والی ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضور الکتٰب (قرآنِ کریم) کے علاوہ حکمت بھی تعلیم فرماتے ہیں اور حکمت حدیث ہی ہے کہ قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک کے علاوہ حضور نے کوئی اور تعلیم دی ہی نہیں تو بڑی وضاحت سے ثابت ہوا کہ قرآنِ کریم کی طرح حدیث بھی معتبر ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضور کی وہ تعلیم جس کے بغیر انسان کھلی ہوئی گمراہی سے باہر نہیں آ سکتا، اس تعلیم کا کوئی اعتبار نہیں، اللہ تعالےٰ پناہ دے! اور یہ بھی واضح ہوا کہ جس طرح

marfat.com

امت کا پہلا حصہ حضورؐ سے فیضیاب ہوا یونہی ان سے پیچھے آنے والے قیامت تک سب ہی حضورؐ سے فیضیاب ہو رہے ہیں تو صاف صاف معلوم ہوا کہ جس طرح پہلی امت کے لئے حدیث کا ماننا ضروری تھا یونہی قیامت تک بعد میں آنے والی امت پر ہر زمانہ میں حدیث کا ماننا ضروری ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ جس طرح حضورؐ کی تلاوتِ آیات اور تعلیمِ کتاب فضل اللہ ہے اسی طرح حضورؐ کا تزکیۂ امت اور تعلیمِ حکمت جو حدیث ہے، بلاشبہ فضل اللہ ہے اور اِس فضل سے وہی قسمت والا نوازا جاتا ہے جسے اللہ تعالےٰ اپنے حبیبِ پاک کی غلامی کیلئے پسند فرمالیتا ہے۔

حضرتِ رب العالمین جل وعلا کے اس احسانِ عظیم اور حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان اوصافِ جلیلہ تلاوتِ قرآنِ پاک، تزکیۂ امّت، تعلیم کتاب وحکمت کا ذکر اور بھی کئی آیتوں میں ہے، دیکھو پارہ[1] اوّل رکوع ۱۵ اور پارہ[2] دوم رکوع ۲ اور پارہ[3] چہارم رکوع ۸۔

دلیلِ نمبر ۲ و ۳

پارہ ۲۹ رکوع ۱۷ میں ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (ترجمہ) پھر بے شک

---

[1] رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ آیت ۱۲۹) (ترجمہ) "اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا"

[2] كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۱۵۱) ——— "جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔"

[3] لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (اٰل عمران آیت ۱۶۴) "بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

marfat.com

اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے"

قرآنِ کریم پارہ ۵ رکوع ۱۳ میں ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (ترجمہ) اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔

نیز پارہ ۱۴ رکوع ۱۲ میں ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (ترجمہ) اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار (کتابِ پاک) اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو اُن کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں"

پہلی دو آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے حبیبِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی کتابِ پاک کے معنے اور مطلب دکھائے اور بیان فرمائے پھر دوسری اور تیسری آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حبیبِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم قرآنِ کریم کے ان معنوں اور مطلبوں میں سے جو جو امّت کے لئے ضروری ہیں، بیان فرماتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے معنے اور مطلب کس قدر زیادہ ہیں، اِسکے متعلق خود قرآنِ کریم سے ہی واضح ہوتا ہے کہ اِس میں ذاتِ پاک اور صفاتِ جلال و جمال کا روشن بیان ہے اور تمام مخلوقات کے ذرہ ذرہ کا تفصیل وار پورا پورا علم ہے چنانچہ پارہ ۱۱ رکوع ۹ میں ہے،

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

"اور اِس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ

marfat.com

کے اُتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوحِ محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے، سب کی تفصیل ہے، اِس میں کچھ شک نہیں پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔"

اور پارہ ۱۳ رکوع ۶ میں ہے:

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

"یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔"

اور پارہ ۱۴ رکوع ۱۸ میں ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

"اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت ہے اور بشارت مسلمانوں کو۔"

اب وہ لوگ جو حدیثِ پاک کا اعتبار نہیں کرتے بتائیں کہ کیا انہیں ہر ہر چیز کا تفصیلی علم قرآنِ پاک سے اپنے آپ حاصل ہو جاتا ہے؟ کیا وہ حدیثِ پاک کی مدد کے بغیر کسی گذشتہ چیز کی تفصیل بتا سکتے ہیں یا آئندہ کی یا ایسی موجودہ چیز کا بیان کر سکتے ہیں جو پوشیدہ ہے؟ کیا انہیں قرآنِ کریم کی کسی آیت سے ہوائی جہاز، ریل گاڑی، ایٹم بم وغیرہ وغیرہ نو ایجاد چیزوں کی تفصیل معلوم ہے؟ ہرگز نہیں حالانکہ حدیثوں میں سب چیزوں کا تفصیلی علم ذکر ہو چکا ہے۔

مسلم شریف ج۲ ص ۳۹۰ میں حضرتِ حذیفہ سے ہے:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ

marfat.com

شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

"یعنی حضور پاک نے ایک مقام میں ہی اس وقت سے قیامت کے قائم ہونے تک تمام چیزوں کا علم بیان کر دیا، جسے یاد رہا رہا اور جو بھول گیا بھول گیا۔"

اسی صفحہ کی دوسری روایتِ ابوزید میں ہے:

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

"یعنی ہمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر پڑھا کر منبر پر جلوہ گر ہو کر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو اتر کر ظہر پڑھا کر منبر پر جلوہ گر ہوئے، پھر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ نمازِ عصر کا وقت ہوا، تو اتر کر عصر پڑھا کر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس دن حضور نے ہمیں تمام ان چیزوں کی جو ہو چکی ہیں یا آئندہ ہونے والی ہیں سب کی خبر دے دی تو ہمارا (صحابہ کرام کا) زیادہ علم والا وہ ہے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔"

اور بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۳ میں حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہے:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا

marfat.com

عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

"یعنی حضور پاک نے صحابہ کرام میں کھڑے ہو کر ابتدائے خلق سے لیکر اس وقت تک بیان فرما دیا کہ بہشتی اپنے مکانوں میں داخل ہو جائینگے اور دوزخی اپنے مکانوں میں، یہ بہت بڑا بیان یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔"

اِس حدیث میں قیامت قائم ہونے سے آئندہ چیزوں کے بیان کا اضافہ بھی ہے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں اپنے اپنے مکانوں میں اختتامِ قیامت کو پہنچیں گے حالانکہ وہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

حضرتِ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستّر اونٹ لاد دوں۔ حضرتِ ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر میرے اونٹ کی رسّی گم ہو جائے تو اسے قرآنِ پاک سے ضرور پا لیتا ہوں۔

اس قسم کے بیانات صحابہ کرام، اولیاءِ عظام اور ائمۂ دین سے بکثرت منقول ہیں مگر ان لوگوں کو جو حدیث کی روشنی سے بے نیاز بنتے ہیں اور چیزوں کا علم تو کیا آتا نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ ارکان و اعمالِ شرعیہ کا علم ہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ صلوٰۃ کے لغوی معنے کئی ہیں جن میں سے ایک "دعاء" ہے۔ صلوٰۃ کا یہ معنے جسے نماز کہتے ہیں اور رکن اسلام ہے وہ صرف لغتِ عرب سے معلوم نہیں ہو سکتا، یونہی زکوٰۃ کا لغوی معنے شرعی معنے کی وضاحت نہیں کر سکتا اور ایسے ہی صوم و حج۔ ان الفاظ کے وہ معنے جو اللہ تعالےٰ کی مراد ہیں ان کا پورا پورا بیان اور وضاحت حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی قولی، فعلی اور تقریری حدیثوں میں ہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہے ہی نہیں

marfat.com

لہٰذا حضرتِ رب العالمین جل وعلا نے قرآن کا بیان اور تشریح وتفسیر اپنے حبیبِ پاک کے سپرد فرمائی جس کی وضاحت آیاتِ مذکورہ سے ہو رہی ہے۔

صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج نیز کئی اور کلمے بھی ہیں جن کے معانی اللہ رب العالمین نے خاص خاص مقرر کر دئے ہیں اور اپنے پیارے حبیب کے لئے ظاہر کر دئے ہیں کہ وہ امت کو سمجھا دیں تو اگر کوئی حبیبِ پاک سے بے نیاز ہو کر خود سوچنے بیٹھے تو کیا سوچ سکتا ہے اس کی ایک عام مثال ہمارے روزمرہ کے معمولات میں ذکر کی جاتی ہے۔

ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے چار لڑکے عطا فرمائے، اس نے غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفےٰ، غلام محمد چار نام مقرر کر لئے۔ اب دوسرے لوگ اس کے بتائے بغیر یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ غلام رسول، غلام نبی وغیرہ کون کون ہیں۔ لغوی معنےٰ کے لحاظ سے تو چاروں لڑکے ہی غلام رسول ہیں اور غلام نبی بھی کہ لغت کے لحاظ سے یہ چاروں نام ہم معنےٰ ہیں اور صرف وہی چار لڑکے نہیں بلکہ سارے مسلمان غلامانِ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ہاں اگر وہ شخص جس نے یہ نام مقرر کئے ہیں خود بتا دے کہ میرا یہ لڑکا غلام رسول اور یہ غلام نبی ہے یا کسی اور شخص کو مقرر کر کے کہے کہ میں نے اس کو تفصیل سے نام بتا دئے ہیں اور لوگ اس سے دریافت کر لیں تو اس دوسرے شخص کا فیصلہ ہی قابلِ قبول ہوگا، اس صورت میں کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم اسکی ہدایت کے بغیر اپنے آپ ہی لغوی لحاظ سے مقرر کر سکتے ہیں اور یونہی ہنرمند لوگ اپنے اپنے اوزاروں، ہتھیاروں کے نام مقرر کر لیتے ہیں، ان کا علم محض زورِ لغت سے نہیں آ سکتا۔

اِس قسم کی صدہا مثالیں ہیں تو جب انسان اپنے جیسے انسان کے مقرر کردہ الفاظ کے معانی اپنے آپ معلوم نہیں کر سکتا تو حضرتِ ربّ العالمین جل وعلا کے مقرر کردہ معانی کیونکر اپنے آپ معلوم کر سکتے ہیں لہٰذا ہم حضورِ پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں

marfat.com

کہ اللہ رب العالمین نے ہمیں ان کا پاک دَر ہی بتایا ہے۔ پھر چونکہ ہم لوگوں نے حضور کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا صحابہ کرام اور ائمہ دین اور علمائے اسلام کے بھی محتاج ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور تعلیم ان واسطوں سے ہم تک پہنچی ہے۔

حضرتِ مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خارجیوں نے بڑا شور برپا کیا تھا اور جس طرح آجکل کے کچھ لوگ قرآنِ پاک کا بہانہ بنا کر حدیث کو بے اعتبار بتاتے ہیں یونہی وہ خارجی بھی قرآنِ پاک سے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ[1] (نہیں حکم مگر اللہ کے لئے) پڑھ کر صحابہ کرام کے فیصلوں کو بے اعتبار بتانے لگے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرتِ مولا علی نے کچھ خارجی جمع کئے کہ قرآنِ پاک سے ہی فیصلہ کرالیں۔

آپ نے مجمع کے درمیان میز پر قرآنِ پاک رکھوا لیا اور بار بار دونوں ہاتھوں میں قرآنِ پاک لے کر کہنے لگے کہ اے قرآن فیصلہ کر! اے قرآن فیصلہ کر! وہ خارجی حیران ہو کر کہنے لگے حضرت! قرآنِ کریم بولا نہیں کرتا تو آپ نے فرمایا جو تمہارے ساتھ بولتا نہیں یعنی تمہیں اپنے معانی و مطالب سمجھاتا نہیں اس کا فیصلہ مانگا کرتے ہو اور جو رازدانِ قرآن بول کر فیصلہ سنائے اس کا فیصلہ مانتے نہیں ہو یعنی تم عجیب نادان ہو، علمِ قرآنِ پاک تو حسبِ قاعدہ حضور پاک اور ان سے لے کر صحابہ کرام نے ہی بیان کرنا ہے۔ آخر قرآنِ پاک نے ہی حکم دیا ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۱۷ ع۱) (ترجمہ) "تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو"

اِس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے

---

[1] الانعام آیت ۵۷ ، یوسف آیت ۴۰، ۶۷۔

marfat.com

وارثانِ علومِ شرعیہ صحابہ کرام اور ائمہ دین اور علماء محدثین ہی کی تشریح وتفسیر کا اعتبار ہے اور قابلِ قبول واعتبار ہے، تب ہی تو بے علموں کو حکم دیا جاتا ہے کہ علم والوں سے پوچھو۔

بفضلہٖ تعالےٰ یہ آیتِ پاک بھی ایک واضح دلیل ہے قبول واعتبارِ حدیث کی تو اسے 'دلیلِ سوم' شمار کیا جائے۔

دلیل نمبر ۴ و ۵

قرآنِ کریم میں ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

"اور اللہ نے تم پر کتاب وحکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہے۔" (پ۵ ع ۱۴)

نیز فرمایا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں" پ۳۰ ع ۶

نیز فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

"بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان رحمت کرنے والے" پ۱۱ ع ۵

marfat.com

نیز فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے" پ۱۷ ع

نیز فرمایا:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

"اور بے شک تم ضرور تم سیدھی راہ بتاتے ہو اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں" پ۲۵ ع۶

ان آیات سے ثابت ہوا کہ حضورِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام ظاہر و پوشیدہ علم حاصل ہیں اور ہیں بھی وہ سارے علم صحیح اور پختہ کہ اللہ تعالےٰ کے بڑے فضل سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اِن خداداد علموں میں سے امت کو بھی فیض پہنچاتے ہیں اور بخل نہیں کرتے اور وہ ہیں بھی بڑے مہربان، سراپا رحمت، بڑی بھلائی چاہنے والے، ہمارا مشقت میں پڑنا اُن پر گراں ہے تو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ آپ جملہ جن چیزوں سے روکتے ہیں، وہ سب چیزیں نقصان رساں ہیں اور ہماری مشقت اور دنیا یا آخرت کی تباہی کا سبب ہیں اور ہر وہ کام جس کے کرنے کا حکم دیتے ہیں یا ہر وہ غیبی خبر جس کی اطلاع دیتے ہیں اس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اگر معاذ اللہ ان کا علم صحیح نہ ہوتا یا ہماری طرح غیب نہ جانتے تو احتمال ہوتا

marfat.com

کہ شاید غلط بتا دیا ہو یا یہ احتمال ہوتا کہ چونکہ غیب کا علم نہیں جانتے لہٰذا صرف اس وقت والوں کے لئے ہی حکم دیا ہو اور اگر سراپا رحمت نہ ہوتے تو احتمال ہوتا کہ شاید کوئی نافع کام نہ بتایا ہو یا کسی نافع کام سے روک دیا ہو مگر جب وہ بفضلہٖ تعالیٰ ذرہ ذرہ کا صحیح علم رکھتے ہیں اور علمِ غیب بھی جانتے ہیں اور ہیں بھی سراپا رحمت ہی رحمت، بڑی بھلائی چاہنے والے تو ایسا کوئی احتمال قطعًا نہیں ہو سکتا لہٰذا ان حدیثوں پر عمل و اعتقاد کرنا فائدہ ہی فائدہ ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنا ہے کہ وہ تو ہدایت ہی صراطِ مستقیم کی کرتے ہیں جو اللہ رب العالمین تک پہنچانے والا راستہ ہے اس لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں روزانہ پنجگانہ فرض، وتر سنت و نفل میں یہ دعا کیا کریں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت پر ثابت قدم رکھ کہ وہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔"

تو بڑی وضاحت سے ثابت ہوا کہ قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک پر عمل و اعتقاد نہایت ضروری اور باعثِ ہدایت و انعام ہے اور قرآن و حدیث دونوں سے یا صرف قرآنِ کریم سے یا صرف حدیث شریف سے دور ہو جانا گمراہی اور سببِ غضب الٰہی ہے اور دونوں جہانوں کی بربادی اور تباہی ہی ہے، اِس دعار :

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝[1]

کے پڑھنے کا حکم دینا اور ہر مسلمان کا بالاتفاق پڑھنا بجائے خود ایک مستقل دلیل ہے

---

[1] الفاتحہ آیت ۵ تا ۷

marfat.com

حدیثِ پاک کے معتبر اور مقبول ہونے کی لہٰذا اسے 'دلیلِ پنجم' شمار کیا جائے۔

تنبیہ

صراطِ مستقیم اللہ تعالےٰ کا راستہ بھی ہے جیسے پہلی آیت میں گذرا اور اُن لوگوں کا راستہ بھی ہے جن پر اللہ تعالےٰ کا انعام ہوا جیسے اِس دعا میں مذکور ہے۔ اللہ تعالےٰ کا راستہ اِس طرح ہے کہ اِس کا راہی اللہ تعالےٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اس کی بے مثل نزدیکی سے نوازا جاتا ہے اور انعام یافتہ لوگوں کا راستہ اس طرح ہے کہ وہ اِس راستہ پر چلتے ہیں اور اپنے ربّ جل وعلا کے خصوصی انعامات حاصل کیا کرتے ہیں جیسے خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول بھی ہیں اور ہمارے رسول بھی، اللہ تعالےٰ نے ان کو بھیجا ہے تو وہ اس کے رسول ہیں اور ہماری طرف بھیجا ہے اور ہمیں ان کی پیروی کا حکم دیا ہے تو وہ ہمارے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم قدر حسنہٖ وجمالہٖ وجودہٖ ونوالہٖ۔

دلیل نمبر ۶

ہمارے پیارے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتیں اور پیارے پیارے اصلاحی حالات جن کا نام حدیث ہے یقیناً ہماری بھلائی اور بہتری دارین اور حقیقی راہنمائی پر مشتمل ہیں ان کی خلاف ورزی تباہی و بربادی کا باعث ہے اِس مدّعا پر حضرتِ رب العالمین جل مجدہ کا ارشادِ پاک ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا وَ بَشِّرِ

marfat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا[1]

" اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلاتا اور جگمگا دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے "

اِن تین آیتوں کا مضمون متعدد اور آیتوں سے بھی ثابت ہے۔ یہ آیتیں کئی وجوہ سے دلیل ہیں :-

① اللہ کے بھیجے ہوئے ہونے کا صاف صاف تقاضا ہے کہ ان کی ہر بات مانی جائے کہ بھیجا ہوا سچا وہی ہوتا ہے جو بھیجنے والے کی رضا بتائے۔

② حاضر و ناظر (شاہد) ہونا بھی نبی ہونے کی طرح دلیل ہے کہ آپ اپنی تمام امّت کے تمام حالات اور ہر قسم کے نفع نقصان سے پورے پورے باخبر ہیں اور چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، قیامت تک پیدا ہونے والے لوگ سب آپ کے ہی امّتی ہیں اور آپ سب کے لئے نبی اور حاضر و ناظر ہیں تو جو کچھ بھی فرمایا ہمارے تمام حالات دیکھتے ہوئے فرمایا اور جس چیز کا حکم دیا وہ ہمیں مفید اور جس سے منع کیا وہ ہمیں مضر ہے اور اسی پر حضور کی صفات مبشّرًا (خوشخبری دیتا) و نذیرًا (اور ڈر سناتا) دلالت کرتی ہیں۔

③ مبشرا و نذیرا ہونا چاہتا ہے کہ آپ کی ہر بات بشارت (خوشخبری) کی حامل ہوتی ہے یا اِنذار (ڈرانے) کی تو لامحالہ اس پر عمل پیرا ہونا فائدہ ہی فائدہ ہے،

---

[1] الاحزاب آیت ۴۵ تا ۴۷

marfat.com

اگر حدیث پر عمل کرتے ہوئے وہ کام کیا جس پر بشارت ملے تو فائدہ ظاہر اور اگر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کام سے بچا جس پر اللہ تعالےٰ کی گرفت اور عذاب ہوتا ہے تو پھر بھی فائدہ ظاہر کہ عذاب سے بچ جانا بھی بڑا مفید ہے۔

④ داعی الی اللہ ہونا واضح طور پر بتاتا ہے کہ حضور کی ہر بات پر عمل کرنے سے آدمی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اس بارگاہِ بے کس پناہ کی رسائی ہی اصل مقصود ہے۔

⑤ سراجًا منیرا (جگمگا دینے والا آفتاب) ہونے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی محبت بھری تعلیم سے حق و باطل واضح فرما دیا ہے اور حقیقی کامیابی کے تمام سربستہ راز جو جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے چھپے ہوئے تھے، سب ظاہر فرما دئے تو جو اس حقیقی آفتاب کی ہمہ گیر روشنی سے فائدہ اٹھائے وہی کامیاب ہے اور ہر وہ شخص جو اس کی پاک کرنوں (حدیثوں) سے گریز کرے تو اس کے لئے دو جہاں میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور اسی لئے تو فرمایا

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝

(ایمانداروں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے) کہ اس نے انہیں اپنے پیارے حبیب کے نقشِ قدم پر چلنے اور اس حقیقی آفتاب کی ضیاء پاشیوں سے بہرہ ور ہونے (حدیثوں پر عمل کرنے) کی توفیق بخشی اور جلیل القدر انعامات کا حقدار بنا دیا ہے۔

⑥ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بھی ایک مستقل دلیل ہے تو اس چھٹی دلیل کے ضمن میں چھ دلیلیں ہیں۔

نوٹ: جس طرح ظاہری آفتاب سے ماہتاب اور ستارے اس وقت روشنی

marfat.com

پھیلاتے ہیں جب سورج پردہ پوش ہو جاتا ہے اسی طرح یہ حقیقی آفتابِ رسالتمآب بھی جب پردہ پوش ہوئے تو صحابہ کرام اور تابعین، امامانِ دین اور علماء و اولیاء کرام اسی کا نور پھیلا رہے ہیں اور جیسے کہ چاند اور ستاروں کا رات میں جگمگانا سورج کے وجود اور باقاعدہ زندگی و تابندگی کی دلیل ہے یونہی شریعتِ حقہ کی روشنی اور علماء و اولیاء و مشائخ کرام کی ضیاء پاشیاں اس آفتابِ نبوت کی زندگی و تابندگی کی صریح دلیل ہیں بلکہ ان کے پردہ پوش ہونے کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ وہ صرف اہلِ دنیا اور عوام سے پردہ پوش ہیں نہ یہ کہ بزرگانِ دین، اولیاءِ عظام اور جلیل القدر علماءِ کرام سے بھی پوشیدہ ہیں۔ وہ بزرگانِ دین تو ہمیشہ ہی ان کی زیارت کرتے اور فیض لیتے ہیں اور لیکر عوام الناس کو بھی فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ ظاہری سورج بھی اہلِ دنیا ہی کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے ورنہ چاند ستارے تو اس کے نظارے کرتے ہی رہتے ہیں اور اس سے روشنی لے کر دنیا والوں کو روشن کرتے رہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲

یہ دلیل مجموعۂ آیات ہے:

① اِتَّبِعْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (ترجمہ) "اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے" (پ ۷ ع ۱۹)

② اور یونہی پ ۱۱ کے رکوع ۱۶،

③ پ ۲۱ کے رکوع ۱۷ میں بھی یہی حکم ہے۔

④ نیز پ ۸ رکوع ۷ میں ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ

marfat.com

وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (ترجمہ) اور یہ برکت والی کتاب (قرآن کریم) ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔"

⑤ نیز اسی پارہ کے رکوع ۸ میں ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (ترجمہ) اے لوگو! اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اترا۔"

⑥ پ ۹ رکوع ۹ میں ہے فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (ترجمہ) "تو وہ جو اس (رسولِ پاک محمد مصطفٰے) پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے" اور اپنے پیارے حبیب کو حکم فرمایا کہ فرمائیں ؛

⑦ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (ترجمہ) "میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے وحی آتی ہے" (پ ۷ ع ۱۱)

⑧ یونہی پ ۹ رکوع ۱۴ اور

⑨ پ ۱۱ ع ۷ اور

⑩ پ ۲۶ رکوع ۱ میں بھی ہے۔

⑪ پھر اسی طرح پارہ ۹ کے رکوع ۱۰ میں بھی فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (ترجمہ) "فرماؤ (یا رسول اللہ) اے لوگو میں تم سب کی طرف

marfat.com

اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے اس رسول غیب بتانے والے (نبی) پر جو (اللہ کے سوا) کسی سے نہیں پڑھے وہ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اس رسول کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

(۱۲) اور یونہی پارہ ۳ رکوع ۱۲ میں بھی حکمِ اتباع ہے [1]

اِن آیات کو سرسری نظر سے ہی دیکھا جائے تب بھی مدّعا بڑا واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر ۱، ۲، ۳ میں اللہ رب العالمین نے اپنے حبیبِ پاک پر لازم کر دیا کہ وہ وحی اور قرآنِ کریم ہی کی پیروی کریں اور آیت نمبر ۴، ۵، ۶ میں سب کو حکم دیا کہ قرآنِ کریم کی پیروی کریں تو ثابت ہوا کہ حبیبِ پاک کی طرح امت پر بھی لازم ہے کہ قرآنِ کریم کی پیروی کریں اور آیت نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۰ کی شہادت سے ثابت کہ حبیبِ پاک صرف قرآنِ کریم اور وحی کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ ان کا ایک ایک قول اور ایک ایک کام سب قرآنِ کریم اور وحی کی پیروی ہے اور ان کا کوئی کام اور کوئی قول ایسا نہیں جو اس پیروی سے باہر ہو تو واضح ہوا کہ قولی و فعلی تمام حدیثیں واجب العمل ہیں اور حدیث کی پیروی قرآنِ کریم کی ہی پیروی ہے لہٰذا ہم نادانوں کو آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں حکم دیا کہ حبیبِ پاک کی پیروی کریں کہ وہ عالمِ قرآن ہیں، واقفِ اسرارِ وحی اور دانائے رموزِ کماھی ہیں۔ ہماری پیروئ قرآنِ کریم کا طریقہ ہی یہ ہے کہ ہم اِس قرآن لانیوالے حبیبِ پاک کی پیروی کریں۔

---

[1] قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (مرتب)

marfat.com

جب کوئی جاہل اور بے علم اپنے استاد کی تعلیم اور راہنمائی کے بغیر قرآنِ کریم پر عمل نہیں کر سکتا تو استادِ کل، امام الرسل، ہادی السبل صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی و قولی تعلیم کے بغیر قرآن پر کوئی کس طرح عمل کر سکتا ہے۔ بہر حال حدیث پر عمل قرآن پر عمل ہے اور عمل بالقرآن کی صورت ہی یہی ہے کہ حدیث پر عمل کیا جائے، یہی ہدایت یاب ہونے کا طریقہ ہے چنانچہ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ فرمایا۔

تنبیہ

جس طرح قرآنِ کریم پر عمل حدیث شریف پر عمل کے بغیر نہیں ہو سکتا یونہی حدیث پر عمل صحابہ کرام، ائمہ دین اور فقہاءِ مجتہدین کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا لہٰذا ہمیں حکم دیا کہ اِتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ[1] (ترجمہ) "اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع لایا"۔

ان لوگوں پر افسوس ہے جو حدیث شریف پر عمل کرنا قرآنِ کریم پر عمل کرنے کے خلاف سمجھتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی افسوس ہے جو فقہ پر عمل عمل بالحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۸

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[2]

---

[1] سورۃ لقمان آیت ۱۵

[2] سورۃ آل عمران آیت ۳۱

marfat.com

"(ترجمہ) اے محبوب! فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے پیروکار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اِس آیتِ پاک سے بھی مدّعا نہایت وضاحت سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی حضور کی حدیثوں اور حکموں پر عمل کرنا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ اِس کا حکم دیتا ہے، اس کو اتنا پسند کرتا ہے کہ اس کے ماسوا اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعوٰے ہی غلط ہے اور اس سے انسان محبوبِ خدا بن جاتا ہے، گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ تو یہ فرماتا ہے مگر افسوس کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ دیتا ہے کہ حدیث کا کوئی اعتبار نہیں، وہ قابلِ عمل نہیں وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ قرآنِ کریم تو حضور کو محبوبیت کے بلند ترین تخت پر جلوہ گر دکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ ایسے محبوب ہیں جو اُن کے طرزِ عمل کو اپنائے اور ان کے قول و فعل کے مطابق اپنی شکل اور بود و باش بنائے تو وہ بھی محبوبِ خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ حقیقت واضح ہے کہ محبوب کی ہر صفت و عادت اور ہر چیز محبوب ہوتی ہے تو جب وہ صفتیں اور عادتیں قصداً کوئی آدمی اختیار کرے تو وہ ان صفات و عادات کا حامل بن جائے گا جو سب کی سب محبوب ہیں تو لامحالہ وہ بھی محبوب بن جائے گا۔ وہ وہی محبوب تو ہیں جن کے چہرۂ انور کا شوقِ کعبہ میں آسمان کی طرف اٹھ جانا کعبہ کو قیامت تک سب کا قبلہ بنا دیتا ہے۔

قرآنِ کریم پارہ ۲ رکوع ۱۱ میں فرمایا قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف جس کو تم

marfat.com

پسند کرتے ہو۔"

وہ ایسے محبوب ہیں کہ خود اللہ رب العلمین جل مجدہ ان کا رضا جو ہے جو اس سے راضی ہوا اور وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (اور بے شک قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) سے واضح ہے۔ پ ۳۰ ع ۱۸

وہ ایسے اکمل و اجمل و اعلیٰ و اولیٰ ہیں کہ ان کی ایک ایک صفتِ کمال اور شان جلال کا تقاضا ہے کہ ان کے کسی اشارۂ ابرو کا بھی خلاف نہ کیا جائے چہ جائیکہ صریح احکام و ہدایات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا جائے، سچ فرمایا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ[1] (ترجمہ) "جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔"

دلیل ۹ تا ۱۲

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ[2] (ترجمہ) "یہ نبی زیادہ حقدار ہیں ایمانداروں کے ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔"

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ حضور کے برابر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں نہ ماں کا، نہ باپ کا، نہ کسی امیر کا، نہ کسی مشیر کا حتیٰ کہ اپنی جان کا بھی ان کے حکم کے مقابلہ میں قطعاً کوئی حق نہیں۔

---

[1] سورۃ النور آیت ۴۰

[2] سورۃ الاحزاب آیت ۶

marfat.com

دیکھو خودکشی شرعاً حرام ہے مگر وہ حکم فرمادیں تو حرام کیا اس وقت جان قربان کرنا فرض ہوجاتا ہے جس سے مومن درجۂ شہادت پالیتا ہے اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوجاتا ہے اور وہ زندگانی حاصل ہوجاتی ہے جو فانی نہیں۔

ایمان والو! ایسے سب سے بڑے حکمران کے احکام اور فرمان جن کا نام حدیث ہے، کیا ان پر عمل کرنا ضروری نہیں؟ ہاں ہاں اللہ کی قسم اللہ تو ضروری قرار دیتا ہے اور قرآنِ کریم یہی فرماتا ہے اور عاشقِ جانباز کا تقاضائے دلی اور تمنائے لم یزلی ہی یہی ہے کہ ہمہ تن ہوش و گوش بن کر اسی محبوبِ مطلق اور حاکمِ برحق کے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے اور انہی کی شمع ہدایت کے گرد اگرد پروانہ وار رقصاں رہے اور عشاق کی یہ دلی خواہش خود رب العالمین جل وعلا کے اِس ارشادِ پاک کے موافق ہے کہ انہی کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے، ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

(ترجمہ) "اللہ کی قسم ضرور ہے واسطے تمہارے اللہ کے اس رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) میں اسوۂ حسنہ (بہترین پیروی) واسطے اس شخص کے جو اللہ اور پچھلے دن (روزِ قیامت) کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو" پارہ ۲۱ رکوع ۱۹

○ اور یہ دلیلِ دہم ہے۔

بہرحال ایمانداروں پر ان کا اتنا بڑا حق ہے کہ ان کے کسی فیصلہ یا فرمان کے خلاف کسی ایماندار کا کوئی اختیار نہیں رہتا جیسے خود اللہ تعالےٰ کے فیصلہ یا فرمان کے خلاف کوئی اختیار نہیں، خود اللہ رب العالمین ہی تو فرماتا ہے:

marfat.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝[1]

(ترجمہ) "اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اللہ کا یہ رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے اس رسول کا تو وہ بے شک صاف گمراہ ہوگیا۔"

○ یہ دلیلِ یازدہم ہے۔

ہاں ہاں صرف یہی نہیں کہ کچھ اختیار نہ رہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے اور شرطِ ایمان ہے کہ دل سے بخوشی مان لے اور کسی قسم کی تنگی دل میں بھی محسوس نہ کرے ورنہ ایمان ہی نہیں، قرآنِ کریم کا واضح حلفیہ ارشاد ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ
يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝[2]

(ترجمہ) "تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ ایماندار نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے ہر جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں اور دل سے اچھی طرح

---

[1] سورہ الاحزاب آیت ۳۶

[2] النساء آیت ۶۵

marfat.com

مان لیں۔"

○ یہ دلیلِ دوازدہم ہے۔

دلیل ۱۳ تا ۱۵

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَہْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ [1]

(ترجمہ) "تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اس رسول کا، پھر اگر تم منہ پھیرو تو اِس رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے، اور اگر اس رسول کی فرمانبرداری کرو تو ہدایت پالوگے اور اس رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا۔"

نوٹ: یہ حکم کہ اللہ تعالیٰ کے حبیبِ پاک کا حکم مانا جائے، قرآنِ کریم کی بہت ہی زیادہ آیتوں میں وارد ہوا ہے حتّٰی کہ صاف صاف فرمادیا کہ رسولوں کو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ ان کا حکم مانا جائے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ پ۵ رکوع ۶

(ترجمہ) "اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کا حکم مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے تو حدیث کو غیر معتبر کہنا معاذ اللہ! معاذ اللہ! حکمتِ بعثتِ رسل (رسولوں کو بھیجنے کی حکمت) کا انکار ہے اور حضرتِ رب العالمین جل وعلا کی صریح بے فرمانی ہے۔

marfat.com

○ یہ دلیلِ چہاردہم ہے۔

بے فرمانوں کو اس وقت پتہ چلے گا جب دوزخ کی سخت ترین آگ میں ان کے چہرے تلے جائینگے اور اس ذلت اور رسوائی کے عذاب میں بڑے پشیمان ہوکر حضور کی فرمانبرداری کی آرزوئیں کریں گے چنانچہ اللہ رب العالمین جل وعلا نے قرآنِ کریم میں اس سے خبردار کر دیا ہے تاکہ منکر آج سمجھ جائیں اور بے فرمانی سے باز آجائیں، فرمایا :

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ پ۲۲ رکوع ۵

(ترجمہ) "جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور اس رسول کا حکم مانا ہوتا۔"

○ اور اللہ و رسول کے حکم ماننے کا تقاضا ہے کہ قرآن کی طرح حدیثِ پاک کو بھی معتبر سمجھا جائے، یہ دلیل پانزدہم ہے۔

دلیل نمبر ۱۶، ۱۷

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔ پ۵ رکوع ۱۴

(ترجمہ) "اور جو اس رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل فرمائیں گے اور بری

marfat.com

ہے جگہ پلٹنے کی دوزخ "

کون نہیں جانتا کہ حدیث کا اعتبار نہ کرنا اور اپنی رائے کے پیچھے چلنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا ہے اور یونہی یہ بھی واضح کہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسلمان حضور کی حدیثوں کا اعتبار کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنا باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔ حدیثوں کو غیر معتبر بتانے والے اشخاص کا فرض ہے کہ اس آیتِ پاک کو غور سے پڑھیں اور ایسے خطرناک انجام سے بچیں۔

دنیا مقامِ پردہ ہے، موت آتے ہی سب کچھ کھل جاتا ہے مگر اس وقت آدمی کچھ نہیں کرسکتا۔ اب غور کرنا چاہیئے نیز وہ لوگ بھی غور کریں جو آئے دن اہلِ سنت و الجماعت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور دوسرے امامانِ دین کی تقلید حرام اور شرک ہے اور کہا کرتے ہیں کہ عیدِ میلاد منانا شرک، گیارہویں منانا شرک، یارسول اللہ کہنا شرک، حضور کی خداداد صفات علمِ غیب اور اختیار و اقتدار ماننا شرک، یہ شرک وہ شرک، بات بات پر شرک کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ یہ بھی غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ (ایمانداروں کی راہ سے جدا راہ) پر چل رہے ہیں

روئے زمین کے مسلمان صدیوں سے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چلے آرہے ہیں، عیدِ میلاد منانا اور گیارہویں کی خیرات فی سبیل اللہ سعادت سمجھتے ہیں اور حضور کی خداداد شانوں کا ماننا ان کے نزدیک تکمیلِ ایمان ہے اور سچی محبت کا تقاضا ہے جو جذباتی نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہے۔

یہ امرِ واقع ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال اور شان و شوکت لحظہ بہ لحظہ ترقی در ترقی ہی کر رہے ہیں، قرآنِ کریم کی شہادت ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (پ۳۰ ع ۱۸) "اور ضرور پچھلی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے"

marfat.com

تو کیونکر تصور کیا جاسکتا ہے کہ حضور کی خداداد صفات یا حکومت میں فرق آجائے اور آپ کی اطاعت کسی مابعد زمانہ میں لازم نہ رہے، یہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا، ان کے سر انور پر ختمِ نبوت کا چمکتا ہوا تاج یہ بتا رہا ہے کہ قیامت کے دن تک انہی کا دور دورہ ہے اور انہی کا حکم جاری ہے، ان کا باغی اللہ رب العالمین کا باغی ہے لہٰذا یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کے احکام، اقوال، ہدایات (جن کا نام حدیث ہے) اب یا آئندہ کسی زمانہ میں قابلِ اعتبار نہ رہیں تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ جس طرح حضور کے زمانہ میں حدیث قابلِ اعتبار تھی اسی طرح آج بھی قابلِ اعتبار ہے اور قیامت تک قابلِ اعتبار ہی رہے گی۔

○ یہ سترھویں دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۱۸ تا ۳۵

قرآنِ کریم پارہ ۲۴ رکوع ۱ میں ہے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

(ترجمہ) "تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچ کو جھٹلائے۔ جب اس کے پاس آئے، کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی پرہیزگار ہیں۔"

سچ لے کر تشریف لانے والی شخصیت (جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے)

marfat.com

کا مصداق بلاشک وشبہہ محبوبِ خدا محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور پہلی آیت بڑی وضاحت سے بتا رہی ہے کہ سچ کو جھٹلانے والے سب ظالموں سے زیادہ ظالم ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور دوسری آیت فرماتی ہے کہ سچ کے ماننے والے ہی پرہیزگار ہیں اور پرہیزگار جنتی ہیں تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ قرآنِ کریم کی طرح حدیثِ پاک کا ماننا بھی ضروری ہے کہ دونوں اسی محبوبِ حق کے لائے ہوئے ہیں اور سچ ہیں کہ وہ سچے نبی سچ ہی لائے ہیں۔ ان کی ایک ایک بات صداقت کے بلند ترین مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی لاتعداد پیشینگوئیوں (جن کا ظہور لگاتار ہوتا آرہا ہے اور قیامت کے بعد ابدالآباد تک ہوتا چلا جائے گا) کا ایک ایک فرد صداقت کی زبردست دلیل ہے اور وہ اس کثرت سے ہیں کہ سب کا جمع کرنا ممکن نہیں لہٰذا ان میں سے صرف چند اور وہ بھی وہ جو حدیث کی مشہور کتابوں (بخاری و مسلم وغیرہ) کے زمانۂ تصنیف سے بلاشبہہ بعد میں ظاہر ہوئیں، ذکر کی جاتی ہیں۔

پیشینگوئی نمبر ۱

صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۳ میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْئُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی۔

(ترجمہ) "بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے سرزمینِ حجاز سے ایک ایسی آگ نکلے گی جو بصرے میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔"

اِس حدیثِ پاک کے مطابق وہ زبردست آگ ۵ جمادی الاخریٰ

marfat.com

۶۵۴ھ جمعہ کے دن دوپہر سے پہلے حجازِ مقدس میں مدینہ منورہ کی شرقی جانب نصف روز کی مسافت پر زمین سے بادل کی طرح گرجتی ہوئی نکلی مسجدِ مدینہ کی مقدار پر پھر اس سے آگ کا وادی جاری ہوا جس کا طول (لمبائی) ۱۲ میل، عرض (چوڑائی) ۴ میل، عمق (گہرائی) آدمی کے ڈیڑھ قد کے برابر، بادل کی گرج اور دریا کے جوش میں رواں دواں تھی۔ یوں دکھائی دیتی تھی کہ ایک بہت بڑا شہر ہے جس کی شہر پناہ دیوار نے ——— ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا ہے اور اس میں بڑے بڑے برج اور مینار ہیں، اس آگ کے شرارے بڑے مکانوں کے برابر تھے، پتھروں اور پہاڑوں کو سکّے کیطرح پگھلا رہی تھی اور جھاگ نکل رہی تھی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس سے سیاہ اور سرخ نہریں نکل رہی ہیں، پتھر پگھل کر سرخ ہو جاتے تھے اور یہ نہایت ہی تعجب خیز چیز ہے کہ وہ آگ ہماری دنیاوی آگ کے بالکل برعکس تھی کہ وہ پتھروں کو تو خوب جلا رہی تھی مگر درخت اور خشک و تر لکڑی اس سے محفوظ تھے۔

پہلے پہلے تو اہلِ مدینہ بہت ہی زیادہ پریشان ہوئے اور سخت ترین خوف و خطرہ کا احساس کرتے ہوئے، توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے اور مسجدِ پاک میں اہلِ اسلام کے حقیقی مامن اور سچی جائے پناہ روضۂ اقدس کے ارد گرد تمام امراء، رؤساء اور خواص و عوام حتّٰی کہ خواتین اور بچے بھی جمع ہو گئے اور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں پناہ گزین اور فریادی و طالبِ شفاعت ہوئے تو حضرتِ رب العالمین نے اپنے حبیبِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے بطفیل اس آگ کا رخ جانبِ شمال پھیر دیا اور پیارے محبوب کے اعزاز و امتیاز کا جلوہ دکھایا۔ حرارت نہایت ہی سخت تھی اور باوجودیکہ مدینہ پاک کے حرم شریف کے نزدیک پہنچ گئی مگر معجزانہ طور پر مدینہ میں اسطرف سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔

marfat.com

ہاں مؤرخین نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے نکلنے اور جلانے سے اتنا گرد و غبار ابھرا کہ آسمان پر موٹے بادل کی طرح چھا گیا اور آفتاب و ماہتاب کی ضیاء پاشیاں بالکل مدہم پڑ گئیں اور گرہن جیسی حالت دور دور تک نمایاں ہو گئی حتیٰ کہ دمشق میں اس کے اثرات دیکھے گئے مگر اس آگ کی روشنی کا یہ عالم تھا کہ فضا جگمگا رہی تھی۔ مدینہ طیبہ کے لوگ رات کو آفتاب جیسی روشنی میں کام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ خواتین اپنے مکانوں پر رات کو سوت کاتا کرتی تھیں۔

اِس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ سے بھی دیکھی گئی اور بصریٰ کے پہاڑ اس سے روشن ہو گئے اور بصرے میں اونٹوں کی گردنوں کو بھی حسبِ تصریح حدیثِ پاک اِس آگ نے روشن کر دیا حالانکہ بصریٰ دمشق کے قریب اور مدینہ طیبہ سے کافی دور ہے اور "تیماء" (جو مدینہ طیبہ سے بصریٰ کے مانند بہت دور ہے) میں اس آگ کی روشنی سے رات کو کتابیں لکھی گئیں۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ آگ پتھروں کو جلاتی ہوئی جب حرمِ مدینہ (مدینہ طیبہ اور اردگرد کی پھیلی ہوئی مخصوص اراضی کا مخصوص حصہ) کی حد پر آئی اور ایک بڑا پتھر (جس کا نصف حرم میں تھا اور نصف باہر) سامنے آیا تو آگ نے اس پتھر کے بیرونی حصہ کو حسبِ دستور جلا دیا مگر اندرونی حصہ بالکل محفوظ رہا اور آگ بجھ گئی۔ یہ بھی حضور کا ایک بڑا چمکتا ہوا معجزہ تھا۔

تواریخ بڑے وثوق سے بیان کرتی ہیں کہ اس آگ کے ظاہر ہونے سے پہلے مدینہ پاک میں کئی دنوں تک زلزلوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اول اول تو بڑے خفیف سے جھٹکے محسوس ہوئے مگر ۳ جمادی الاخریٰ منگل کے دن بڑے سخت زلزلے شروع ہو گئے اور بدھ کی رات تو ایسا سخت زلزلہ آیا کہ لوگ ڈر گئے اور دل دہل گئے، دیواریں ہلنے لگیں، زمین دھڑک رہی تھی اور بادِل سے سخت گرجیں آ رہی تھیں، پھر

marfat.com

ایسے زلزلے جمعہ کے دن تک بار بار آتے رہے حتّٰی کہ ایک دن میں چودہ بلکہ کہتے ہیں کہ اٹھارہ مرتبہ زلزلہ آیا پھر جمعہ کے دن زمین پھٹی اور آگ نکلی۔ وہ خطرناک آگ اپنی اسی ہیبت ناک حالت پر (جو قبل ازیں ذرا تفصیل سے بیان ہوئی) ۲۷ رجب المرجب ۶۵۴ھ اتوار کے دن تک پورے باون روز قائم رہی پھر بجھ گئی مگر لکھتے ہیں کہ کئی دنوں کے بعد پھر ظاہر ہوئی۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ اس آگ کا یہ سلسلہ (یعنی کبھی بند ہو جانا اور کبھی نمودار ہو جانا) تین ماہ تک جاری رہا۔

جب اس آگ نے پہاڑوں اور پتھروں کو سکہ کی طرح پگھلا پگھلا کر بہایا تو وادیٔ شظاۃ کے درمیان ایک زبردست بند سدِّ سکندری کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اِس بند سے یہ بہت ہی بڑا فائدہ ہوا کہ اس طرف سے اعرابی قذّاق اور مفسد جو آکر ہمیشہ تنگ کیا کرتے تھے، ان کا راستہ بند ہو گیا اور اہلِ مدینہ ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

یہ مضمون فتح الباری ج ۳ ص ۶۷، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۳۶۶، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۳ تا ۳۱۴، جذب القلوب ص ۴۷ تا ۵۰، مرآۃ الزمان (تاریخ یافعی) ج ۴ ص ۱۳۱ تا ۱۳۳ تاریخ الخلفاء ص ۳۲۰، وفاء الوفاء (تاریخ مدینہ منوّرہ) ج ۱ ص ۹۸ تا ۱۰۶ وغیرہا سے ماخوذ ہے۔

وفاء الوفاء (جو مدینہ منورہ کی نہایت ہی مستند تاریخ ہے) طبع مصر ج ۱ ص ۱۰۴ میں فرمایا:

وَكُلُّ مَنْ ذَكَرَ هٰذِهِ النَّارَ يَقُوْلُ فِيْ اٰخِرِ كَلَامِهٖ وَعَجَائِبُ هٰذِهِ النَّارِ وَعَظَمَتُهَا يَكِلُّ عَنْ وَصْفِهَا الْبَنَانُ وَالْاَقْلَامُ وَتَجِلُّ عَنْ اَنْ تُحِيْطَ بِشَرْحِهَا الْبَيَانُ وَالْكَلَامُ۔

(ترجمہ) "جس مؤرخ نے بھی اس آگ کا ذکر کیا۔ اس نے اپنا کلام اس پر

marfat.com

ختم کیا کہ اس آگ کے عجائبات اور اس کی عظمت کے بتانے سے پورے
اور قلمیں تھک جاتے ہیں اور اس کی تشریح اس سے بلند ہے کہ بیان و
کلام اسے احاطہ کر سکیں"

اور یہ حدیث بخاری و مسلم کے علاوہ بھی بکثرت کتبِ حدیث میں موجود ہے۔
اس پیشینگوئی کا بکثرت زلزلوں، گرجوں، گونجوں وغیرہ زبردست خدائی اعلانات
کے ساتھ یہ واضح ظہور مخالفین کی دہن دوزی کے لئے بڑا کافی ہے۔

بخاری و مسلم تیسری صدی کے وسط میں لکھی گئی ہیں اور یہ ظہور ساتویں صدی
کے وسط میں ہوا۔ کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ حدیثیں عجمی ذہنیت
کی پیداوار ہیں؟ والعیاذ باللہ! پھر اہلِ مدینہ اور خواص و عوام کا سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں بہ اتفاق پناہ حاصل کرنا اور شفاعت طلب کرنا پھر اس پر کامیابی
کا نمایاں طور پر مترتب ہو جانا صاف صاف بتا رہا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
باقاعدہ زندہ ہیں اور اپنی امت کی نصرت و امداد فرماتے ہیں نیز حدِّ حرم پر رُک جانا اور
جس پتھر کو جلا رہی تھی، اس کے حرم والے حصے کو نہ جلانا پھر سخت ترین حرارت کے
باوجود اہلِ مدینہ کی طرف ٹھنڈی ہوا کا جانا اور اسی طرح کے دوسرے معجزانہ کوائف واضح
کر رہے ہیں کہ حضرتِ رب العالمین جل وعلا اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کے جاہ و جلال اور جُود و نوال کا کیسے زبردست اعلانات کے ساتھ اظہار فرما رہا ہے اور
وہ اظہار بھی یوں نہیں کہ صرف وقتی طور پر ہو بلکہ پورے تین ماہ تک ہوتا رہا جس کے
زبردست اثرات متعلقہ اراضی اور تواریخ کی کتابوں میں بڑی وضاحت سے ثابت ہیں

اس عظیم الشان آگ کے فوائد و نتائج کا تفصیلی بیان تقاضا کرتا ہے کہ اِس
موضوع پر مستقل ضخیم کتاب لکھی جائے مگر بطورِ تنبیہ اہلِ سعادت کے لئے یہی کافی۔

marfat.com

پیشینگوئی نمبر۲

صحیح بخاری ج۱ ص۴۱۰، مسلم ج۲ ص ۳۹۵ وغیرہ کتب حدیث میں حدیث پاک ہے کہ مسلمان قیامِ قیامت سے پہلے پہلے ترک قوم سے جہاد کریں گے اور پھر اس قوم کا حلیہ بھی بیان فرمایا۔ اِس حدیث کے راوی حضرتِ ابوہریرہ ہیں۔ یہ پیشینگوئی بھی ساتویں صدی ہجری میں پوری ہوئی۔ بعدازاں ترک اِسلام کے حلقہ بگوش بن گئے اور یونہی کئی اور قوموں سے جہاد کی پیشینگوئیاں احادیثِ کثیرہ میں ہیں جن سے کافی پوری ہوچکی ہیں اور کئی پوری ہونے والی ہیں۔

پیشینگوئی نمبر۳

یہ پیشینگوئی اِس آیتِ پاک کے متعلق ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝[1]

(ترجمہ) "اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

---

[1] الانفال آیت ۶۰

marfat.com

تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔"

قرآنِ کریم قیامت تک کے لئے ہادی و رہنما ہے، جتنے بھی اسلام کے دشمن قیامت تک ہونے والے ہیں سب کے دلوں میں اپنے اپنے زمانے میں اس قوت کے تیار رکھنے سے دھاک بٹھانا لازم ہے۔ اِس 'قوت' کی تفسیر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار خبردار کرتے ہوئے لفظِ 'رمی' کے ساتھ فرمائی چنانچہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۳ پر عقبہ ابن عامر کی روایت میں ہے اَلَآ اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَآ اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَآ اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ (ترجمہ) خبردار یہ قوت (جس کا آیتِ پاک میں ذکر ہے) رمی ہی ہے خبردار یہ قوت رمی ہی ہے، خبردار یہ قوت رمی ہی ہے۔"

رمی عربی لفظ ہے اِس کا معنٰے ہے پھینکنا، اِس وقت سے قیامت تک جو چیز بھی بطور اوزارِ جنگ میں استعمال کے قابل ہے اور پھینکی جاتی ہے۔ ان تمام چیزوں پر یہ لفظِ رمی حاوی اور شامل ہے۔ لغتِ عرب میں رمی تیر کے ساتھ ہی خاص نہیں، قرآنِ کریم میں ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی[1] حالانکہ حضور نے اس وقت تیر نہیں پھینکا تھا بلکہ مٹی اور سنگریزے پھینکے تھے تو روزِ روشن کی طرح روشن ہوا کہ رمی عام ہے ہر پھینکنے کو عربی میں رمی کہا جاتا ہے اور واقعی اس زمانے سے آج تک رمی اوزارِ جنگ میں نمایاں رہی ہے۔ اس وقت تو تیر، تلوار، نیزے عموماً استعمال ہوتے تھے تلوار کی حیثیت بھی بڑی نمایاں تھی حتّٰے کہ ہمارے پیارے رسولِ مقبول کا ایک نام صاحب السیف بھی ہے مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، رمی زیادہ اہمیت پکڑتی گئی اور آج تو ہے ہی رمی پر دارومدار، نیزے یا تلوار کا اِستعمال تو ملکی جنگوں میں نام کو بھی نہیں رہا۔

---

[1] الانفال آیت ۱۷ (ترجمہ) اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

marfat.com

بہرحال رمی عام ہے، تیر کی رمی ہو یا نفط کی (ایک قسم کا تیل ہے جسے پھینک کر اوائلِ زمانہ میں آگ لگائی جاتی تھی) منجنیق سے پتھر پھینکے جائیں یا بندوق سے گولیاں، توپوں سے گولے برسائے جائیں یا برین گنوں سے حملہ کیا جائے سبھی رمی ہے دستی بم پھینکیں یا ہوائی جہاز سے عام بم ہو یا ایٹم بم، ہائیڈروجن یا اس سے بھی کوئی توانا تر بم سب پر رمی سچی ہے، میزائلوں سے رمی ہو یا تارپیڈو یا وبائی امراض کے جراثیم پھینکے جائیں یا کوئی اور پھینکنے کا اوزار ہو یا نیا ایجاد کیا جائے سب پر لفظِ رمی بلا تاویل سچا آرہا ہے۔

یہ ہے ہمارے پیارے محبوب کی ہمہ دانی اور جامع البیانی کہ ایک ہی لفظِ رمی میں وہ سب کچھ جمع فرما دیا جو ہر زمانے میں اس زمانے کے اہم اوزاروں پر سچا آرہا ہے۔ قربان جائیں اس پیارے کے سامنے زمین و زماں کی وسعتیں اور مکین و مکاں کی سمتیں سب سمٹی ہوئی ہیں، ماضی و حال و استقبال مختلفہ ممالکِ بحر و بر، عرش و فرش سب کے سب پیشِ نظر ہیں، اقوامِ عالم کیا، سب عالمین کے حاضر و ناظر ہیں کہ وہ تو ہیں ہی وہ جن کے متعلق ان کا رب، جو ربّ العالمین ہے، فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[1]

وہ وہی تو ہیں جن کو فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا[2]

ہاں ہاں اللہ کی قسم وہ وہی ہیں جن کی شان میں آیا:

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا[3]

---

[1] الانبیاء آیت ۱۰۷ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

[2] الاحزاب آیت ۴۵ ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

[3] الفرقان آیت ۵۲ ترجمہ: جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

marfat.com

ایسے سیدِ رسل، استادِ کل، ہادیٔ سبل کی کوئی بات بھی غلط نہیں ہو سکتی وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا[1]۔

پیشینگوئی نمبر ۴ تا ۸

مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳، ۱۷۴ میں امامِ بیہقی کی (متوفی ۴۵۸ھ) شعب الایمان (نام کتابِ حدیث) سے بروایت حضرتِ سلمانِ فارسی صحابی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن میں ہمیں وعظ کیا فرمایا اے لوگو ضرور تمہارے نزدیک آیا[1] ایک ایسا مہینہ جو عظمت[1] والا ہے، ایسا مہینہ جو برکت[2] والا ہے، ایسا مہینہ کہ اس میں ایک ایسی رات[3] (شب قدر) ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے، ایسا مہینہ کہ اللہ نے اس کے روزے کو فرض کیا اور اس کی رات کے قیام (تراویح) کو سنت کیا، جو شخص[4] اس مہینہ میں اللہ کی نزدیکی طلب کرے کسی خصلت کے ساتھ نیکی (نفلی عبادت مالی ہو یا بدنی) سے تو وہ (ثواب کے لحاظ سے) اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی فرض ادا کیا ہو کسی اور مہینے میں اور جس[5] نے اس مہینے میں کوئی فرض (نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) ادا کیا تو وہ (از روئے ثواب کے) اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی اور مہینہ میں ستر فرض ادا کئے ہوں اور وہ صبر[6] کا مہینہ ہے، حالانکہ صبر کا ثواب جنت ہے اور وہ (فقیروں اور غریبوں کی) غمخواری[7] کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن[8] کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے، جو اس[9] میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے ہوتی ہے واسطے اس کے بخشش[10] اس کے گناہوں کی اور آزادی[11] آگ (دوزخ) سے اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب[12] ملے گا جیسا کہ اس روزہ دار کو ملے گا بغیر[13] اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ ہم (صحابہ) نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا

---

[1] سورہ النساء آیت ۷۹ (ترجمہ) اور اللہ کافی ہے گواہ۔

marfat.com

ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ یہ ثواب[۱۴] ہر اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو کسی کا روزہ دودھ کی لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ پر افطار کرائے اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، پلائے[۱۵] گا اسے اللہ میرے حوض سے ایسا پلانا کہ نہ پیاسا[۱۶] ہوگا یہاں تک کہ داخل[۱۷] ہوگا بہشت میں اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اول اس کا رحمت[۱۸] ہے، درمیان اس کا بخشش[۱۹] ہے اور آخر اس کا دوزخ سے آزادی[۲۰] ہے اور جو اس مہینہ میں اپنے غلام سے (کام لینے سے) تخفیف کرے اللہ اسے بخشش[۲۱] دے گا اور دوزخ[۲۲] سے آزاد فرما دیگا۔

یہ جلیل القدر حدیث، یہ پیارا پیارا وعظ، یہ سنہری ہدایات ایک ایماندار کی نظر میں سرمایۂ حیات ہیں۔ بظاہر اس حدیثِ پاک میں بائیس پیشینگوئیاں ہیں جن سے بعض کا تعلق آخرت سے ہے اور بعض وہ ہیں جو عوام الناس کی ظاہری آنکھوں سے نہاں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو سب خواص و عوام کے لئے آفتاب کی طرح واضح و عیاں ہیں۔ سچا ایماندار تو سب کو سچا مانتا ہے اور ظاہر بینوں کو دعوتِ غور دیتا ہے کہ جس جس چیز کا تعلق (اگرچہ بہت ہی کم ہو) ظاہر سے ہے تو وہ ایسی ظاہر ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

دیکھئے نمبرات ۱-۲-۶-۷-۸ اِس مہینے کی عظمت آج بھی ظاہر و باہر ہے اِس کی برکت بالکل واضح ہے، اِس میں ایماندار کے نیک کام بہت بڑھ جاتے ہیں، ایماندار اس گئے گذرے زمانے میں بھی خوب صبر سے روزے نباہا کرتے ہیں، اہلِ ایمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس نیک ماہ میں یتیموں، مسکینوں، فقیروں کی غمخواری کریں ان کے لئے خوراک و پوشاک کا خیال کیا جاتا ہے اور اہلِ ثروت ایماندار دوسرے مہینوں کی بہ نسبت اِس میں زیادہ خیرات کیا کرتے ہیں، سعادت مندانِ ازلی کے ظاہری

marfat.com

رزق اس ماہ میں یقیناً بڑھ جاتے ہیں، نسبتاً کھانا اچھا کھاتے ہیں، پینے کا انتظام بھی عمدہ ہو جاتا ہے اور خیرات وصدقات، تلاوتِ قرآنِ کریم اور دوسری عبادات بھی دوسرے مہینوں سے زیادہ کیا کرتے ہیں جو معنوی اور روحانی رزق ہیں اور رزق حقیقۃً ہے ہی وہی جو انسان کے اپنے کام اِس جہان میں آئے یا اگلے میں، ورنہ وہ مال جو دوسرے کے کام آئے وہ دوسرے کا رزق ہے چنانچہ حدیثِ پاک میں آیا کہ بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ بے شک وہ چیزیں جو اس کے مال سے اسکی ہیں، تین ہیں، جو کھا لیا تو فنا کر دیا، پہن[2] لیا تو پرانا کر دیا یا دے[3] دیا (اللہ کی راہ میں) تو ذخیرہ کر لیا اور جو ان تین چیزوں کے علاوہ ہے تو وہ جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے (مشکوٰۃ ص ۴۴۰)

بہرحال یہ پانچ پیشینگوئیاں وہ ہیں کہ ہر سال ہر ماہِ رمضان المبارک میں ہماری ظاہر بین آنکھوں کے سامنے آفتاب و ماہتاب کی طرح تاباں و عیاں ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور جو کچھ حضور نے فرمایا وہ سب سچ ہی سچ ہے کہ ہماری آنکھیں جس جس حدیث کے مضمون کو دیکھ سکتی ہیں وہ سب کے سب صحیح پا رہی ہیں تو ظاہر ہوا کہ وہ جو ہماری آنکھیں ان کے دیکھنے سے عاجز ہیں وہ بھی صحیح ہیں اور یؤمنون بالغیب کا بھی یہی تقاضا ہے کہ بے دیکھے مانا جائے۔ حضرتِ رب العالمین جل وعلا ماننے والوں سے بنائے اور منکروں سے بچائے۔

پیشینگوئی نمبر ۹، ۱۰

ترمذی ج ۲ ص ۴۷ وغیرہ میں حضرتِ عمران بن حصین کی روایت میں اِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ مذکور ہے جس سے بڑی وضاحت سے ثابت کہ

marfat.com

آخری زمانہ میں گانے والی عورتیں اور گانے کے مزامیر باجے وغیرہ ظاہر ہو جائینگے۔

امام ترمذی نے جو ان حدیثوں کے راوی ہیں، ۲۷۹ھ میں وفات پائی حالانکہ ان کا بھرپور ظہور اس چودھویں صدی میں ہو رہا ہے، گانا بجانا وبائی شکل اختیار کر گیا، سینما بکثرت پھیل گئے ہیں اور ریکارڈ عام ہو گئے ہیں، ریڈیو کی بہتات ہے، ٹیلیویژن چالو ہیں جن سے گانے والی عورتوں کا ظہور ہو رہا ہے اور مزامیر بھی ظاہر ہو رہے ہیں، چلتی ٹرینوں، موٹروں، لاریوں بلکہ سائیکلوں، تانگوں کی سواریاں ریڈیو سنتی جا رہی ہیں، عام راہگیر بھی سنتے جا رہے ہیں، ریڈیو اور ٹیلیویژن کی بے پردگی پر تو کوئی پردہ ہے ہی نہیں۔

بہرحال گانے والیوں کا ظہور اور مزامیر کا ظہور حسبِ تصریحِ حدیث سامنے آچکا ہے، یہ دونوں پیشینگوئیاں صحیح طور پر سچی ہو چکی ہیں، اب اس پر مرتب ہونیوالے بڑے خطرناک نتائج سے بے فکر رہنا دانا کا کام نہیں۔

پوری حدیثِ پاک سنئے:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَ قَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰى ذٰلِكَ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ۔

(ترجمہ) "بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں خسف (زمین میں دھنسا دینا) اور مسخ (صورت کا بگاڑ دینا) اور قذف (قوت سے پھینکنا) ہوگا، تو ایک مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے والی عورتیں اور مزامیر (گانے کے اوزار) ظاہر ہو جائیں گے اور شرابیں پی جائینگی"

اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں جن میں اور بھی بہت سی چیزوں کا اضافہ ہے۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خسف و مسخ و قذف ہونگے جب گانے والی عورتیں اور مزامیر ظاہر ہو جائینگے اور شرابیں پی جائینگی اور رنگ برنگی شرابیں اور

marfat.com

نشہ آور چیزیں تو مدت سے پی جا رہی ہیں مگر اب کافی ترقی پر ہیں، گانے والی عورتوں اور مزامیر کا ظہور بھی زوروں پر ہے تو اب ان چیزوں پر مرتب ہونے والے عذاب خسف و مسخ و قذف کا سخت ترین خطرہ ہے۔

خسف کا معنٰے ہے زمین میں دھنس جانا یا دھنسا دینا جو زلزلوں کے سبب زمین کے پھٹ جانے سے واقع ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض ملکوں میں سنا گیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان یونہی زمین میں دبا دیا جائے قارون کی طرح، ظاہر معنٰی یہی ہیں۔

مسخ کا لغوی معنٰے ہے اچھی صورت بگاڑ کر بری بنا دینا جو آجکل کے کافی نوجوانوں پر سچا آرہا ہے کہ مردانہ شکل جو مرد کے لئے اچھی ہے، بگاڑ کر زنانہ شکل اختیار کر رہے ہیں اور یونہی وہ عورتیں جو مردانہ شکل بنا رہی ہیں اور جنس کی تبدیلی بھی کافی وقوع پذیر ہو چکی ہے جو لغوی مسخ کی حامل ہے البتہ کنز العمال[1] کی حدیثِ مرفوع سے ثابت کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم جو کلمہ گو تو ہو گی مگر گانے کے باجے وغیرہ اور گانے والی عورتوں کے اختیار کرنے اور شرابوں کے پینے کے باعث بندر اور خنزیر بنا دی جائے گی اور یہی شکل ظاہر ہے۔

قذف کا لغوی معنٰے ہے زور سے پھینکنا (نہایہ، مجمع البحار) اور چونکہ یہ قذف بطورِ سزا گناہ پر مرتب ہونا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی ایسا پھینکنا ہو گا جو باعثِ ہلاکت و رسوائی بنے خواہ آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا بمباری کی جائے، آگ برسائی جائے یا کوئی اور خطرناک چیز زور سے پھینک کر ہلاک کیا جائے، بہر حال قذف رمی کی طرح عام ہے اور پتھر پھینکنے کے ساتھ خاص نہیں، قرآنِ کریم میں ہے یُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ کہ شیطانوں پر آسمان کی ہر سمت سے شہبِ ناریہ پھینکے جاتے ہیں۔

[1] ج ۷، ص ۱۹۰

marfat.com

ہاں تو رمی کی طرح یہ قذف بھی بہت پایا جارہا ہے۔ ابھی زمانۂ قریب مصر میں خوب بم باری ہو چکی ہے اور کئی دوسرے ملکوں میں بھی آتش باری ہو رہی ہے، آتش فشاں اسلحہ کا استعمال تو عام ہی ہے، تو واضح ہوا کہ یہ پیشینگوئی کہ ایسا ہوا تو قذف ہوگا، بھی صاف طور پر ظاہر ہو چکی ہے تو اسے گیارہواں نمبر دیا جائے اور دوسری دو سزاؤں کا ظہور بھی عنقریب ہی پایا جانے والا ہے۔

پیشینگوئی نمبر ۱۲

کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۸ میں مستدرکِ حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) اور مسندِ امام احمد (متوفی ۲۴۱ھ) سے علاماتِ قیامت کی حدیث میں ہے وظھور القلم (اور قلم کا ظاہر ہونا) اور مسندِ امام احمد سے عمرو بن تغلب کی حدیث میں ہے و یکثر القلم (اور زیادہ ہو جائینگے قلم) آج یہ دونوں چیزیں یعنی قلم کا ظہور اور کثرت اپنے عروج پر ہے۔ رنگ برنگے مختلف اقسام کے قلم انبار در انبار ظاہر ہو چکے ہیں اور کئی عوام الناس جو لکھنے سے بھی عاری ہیں، جیبوں میں قلم رکھتے ہیں اور بکثرت ایسے حضرات بھی ہیں جو کئی کئی قلمیں اپنے پاس رکھا کرتے ہیں، اور قلم کا ظہور یوں بھی بکثرت ہے کہ کاتب ایک کاپی لکھ دیتا ہے جو پریس میں چھپ کر ایک سے ہزارہا بن جاتی ہے اور کثرت سے ظاہر ہو جاتی ہے بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس پیشینگوئی کا تعلق مختلفہ اقسام کے مطابع سے بھی ہے کہ مطابع قلم کا کام باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں اور کثرت سے ظہور پذیر ہیں جو مفاد و نتائج کے لحاظ سے قلم ہی ہیں۔

پیشینگوئی نمبر ۱۳

کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۳ میں بروایت حضرتِ حذیفہ حدیثِ مرفوع ہے لَا تَقُوْمُ

marfat.com

السَّاعَۃُ حَتّٰی تُنَاکِرَ الْقُلُوْبُ وَ یَخْتَلِفَ الْاَقَاوِیْلُ وَتَخْتَلِفَ الْاِخْوَانُ مِنَ الْاَبِ وَالْاُمِّ فِی الدِّیْنِ ۔ (ترجمہ) نہیں قائم ہوگی قیامت حتّٰی کہ دل آپس میں غیر مانوس ہوجائیں گے اور اقوال مختلف ہوجائیں گے اور ایک ماں باپ سے بھائی دین میں الگ الگ ہوجائیں گے۔

آج یہ پیشینگوئی حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ ایک ملک کے باشندے بلکہ ایک شہر کے، صرف ایک شہر ہی نہیں بلکہ ایک ایک محلہ اور ایک ایک گاؤں اور ایک ایک خاندان کے لوگ بلکہ ایک ہی گھر کے ایک دوسرے سے مانوس نہیں، دلی یکجہتی اور اتحاد نہیں رہا، ان کے اقوال میں بھی یکرنگی نہیں اور مقالات کا اختلاف بھی ظاہر ہوگیا حتّٰے کہ حقیقی بھائی بھی الگ الگ دینوں کے پیروکار بن چکے ہیں۔

پیشینگوئی نمبر ۱۴

مشکوٰۃ ص ۴۶۴ و ۴۶۵ میں بحوالہ ابوداؤد و ترمذی (جو تیسری صدی میں لکھی گئی ہیں) حضرتِ ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا وُضِعَ السَّیْفُ فِیْ اُمَّتِیْ لَمْ یُرْفَعْ عَنْہُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (ترجمہ) جب میری امت میں تلوار رکھی گئی (خانہ جنگی شروع ہوگئی) تو اس سے قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی یعنی قیامت تک امت میں خانہ جنگیاں ہوتی رہیں گی چنانچہ زمین و زماں، سورج اور چاند گواہ ہیں کہ جب سبائی اور بلوائی شرارتیوں نے حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے وقت میں خانہ جنگی کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے لے کر آج تک ہزاروں خانہ جنگیاں

marfat.com

ہو چکی ہیں۔ اسی سابقہ ہندوستان کی سرزمین پر کافی خانہ جنگیاں[1] ہوئیں۔ یہی خانہ جنگیاں ہی ہیں جن کے باعث اسلامی فتوحات کا تیز دھارا پھر گیا، یہی خودکشی ہے جس کے باعث بنوامیہ کا ستارا ڈوب گیا اور بعد ازاں بنی عباس کا آفتاب غروب ہو گیا، یہی حرب وضرب ہیں جن سے فرنگی پرچم ہندوستان پر لہرایا۔ یہی آویزشیں ہیں جن سے یہودی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔ یہی بھوت افغانستان کی حکمران ٹولی کے سر پر سوار ہے کہ پاکستان کی ترقیوں سے پریشان ہیں، اسی پریشان دماغی کا اثر ہے کہ آج سے تقریباً ہزار سال پہلے کی یادگار سومنات کا وہ تاریخی دروازہ جو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ ہندوستان سے بطورِ نشان لائے تھے ان نئے بہادروں نے وہی دروازہ بطور تحفہ دوبارہ ہندوستان پہنچا کر سومنات میں بحال کرا دیا ہے، اللہ اسلام دشمنی سے پناہ دے۔

پیشینگوئی نمبر ۱۵، ۱۶

اسی حدیثِ مندرجہ بالا میں یہ بھی ہے وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (ترجمہ) اور بے شک قریب ہے کہ ہوں گے تیس بڑے جھوٹے، ان کا ہر ایک کہے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے پیچھے کوئی نبی نہیں"

---

[1] اور اب اسی خانہ جنگی سے پاکستان کا نصف کٹ گیا اور باقی ماندہ بھی خطرات میں گھرا ہوا ہے ۱۲ منہ غفرلہٗ

marfat.com

اسی مضمون کی حدیثیں بخاری و مسلم وغیرہما کتبِ حدیث میں بکثرت ہیں۔ یہ دونوں پیشینگوئیاں (کہ امت میں نبوت کے جھوٹے مدعی ہوں گے اور حضور کے پیچھے کوئی نبی نہیں) آج تک برابر ظاہر ہو رہی ہیں، کتنے ہی جھوٹے نبوت کا دعوٰے کر چکے ہیں حتّٰے کہ سابقہ پنجاب میں بھی ایسے دعوے کئے گئے اور یہ حقیقت بھی آفتاب و ماہتاب سے زیادہ چمک رہی ہے کہ واقعی حضور کے پیچھے کوئی نبی نہیں، ہاں اِس حدیثِ پاک سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ خاتم النبیین کا یہی معنٰے ہے کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے پیچھے کوئی نبی نہیں)

اِس حدیثِ پاک میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تیس سے زائد نہیں ہوں گے تو لامحالہ زائد کی نفی ہرگز ہرگز نہیں، پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ کاذبون ثلثون نہیں فرمایا جس کے معنے ہیں جھوٹے تیس بلکہ فرمایا کذابون ثلثون جس کا معنٰے ہے بڑے جھوٹے تیس اور بخاری و مسلم وغیرہ کی روایت میں دجالون کا اضافہ بھی ہے کہ وہ بڑے جھوٹے، بڑے فریبی، ملمع ساز ہوں گے۔ دجال و کذاب مبالغہ کے صیغے ہیں، یہ ان جھوٹوں پر صادق ہیں جو بڑے جھوٹے اور بڑے فریبی ملمع ساز ہوں اور ہر ایک مدعیٔ نبوت پر صادق نہیں کہ کئی بیچارے تو صرف ایک دو مرتبہ ہی یہ جھوٹا دعوٰے کر سکے اور زیادہ دیر تک زیادہ جھوٹ نہ بک سکے اور یونہی کئی بالکل کم عقل تھے یا ہوشیار نہیں تھے تو فریب نہ دے سکے یا کسی ایک آدھ کو فریب دے دیا مگر کسی جماعتِ کثیرہ کو فریب نہ دے سکے تو وہ دجّال کیسے بنے؟

بہرحال یہ مخفی نہیں کہ کذاب و دجّال وہ ہیں جن کے جھوٹ اور فریب کا جال بڑا وسیع ہو جو طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے اپنے مشن کی پوری پوری سرگرمی سے تبلیغ کریں اور بڑے بڑے چست و چالاک مدعیانِ علم و عقل کو بھی اپنے دامِ تزویر میں پھنسالیں، والعیاذ باللہ!

حضور نے اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اور لَانَبِیَّ بَعْدِیْ فرما کر ایسے فریبوں کے پردے تار تار کر دیئے ہیں۔ سبحان اللہ! قربان جائیں کیسی بہترین وضاحت ہے۔ النبیین کا استغراقی

marfat.com

لام اور "نبی" نکرہ بعد لائے نفی ہر قسم کے نئے نبی کی نفی کر رہے ہیں عام ازیں کہ زمانۂ قریب میں ہو یا بعید میں، عرب میں ہو یا عجم میں، مدعی دجال وکذاب ہو یا کاذب وداجل، غرضیکہ اِس قسم کی کثیر التعداد حدیثوں نے قرآنِ کریم کی طرح کسی بھی نئے نبی کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تو جو بھی نبوت کا دعوٰے کرے جھوٹا ہے، مولا تعالےٰ جھوٹوں سے بچائے۔

پیشینگوئی نمبر ۱۷

اسی فتنۂ انکارِ حدیث کی نشاندہی ہے جو اِس صدی میں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئی ہے۔

ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۶ میں حضرتِ معدیکرب سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَآ اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَہٗ مَعَہٗ اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ وَلَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ۔

(ترجمہ) خبردار رہو تحقیق دیا گیا ہوں میں قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مانند، خبردار رہو عنقریب ایک مرد پیٹ بھرا اپنے اریکہ (تخت، کرسی، کوچ وغیرہ جو بڑا آراستہ اور عمدہ ہو) پر کہے گا کہ قرآن کو لازم پکڑو تو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو اور جو حرام پاؤ حرام جانو (یعنی حدیث کی ضرورت نہیں) خبردار تمہارے لئے حلال نہیں اہلی گدھا اور حلال نہیں ہر نیش والا درندہ جانور۔"

حضور نے اَلَا اَلَا بار بار فرما کر تین مرتبہ متنبہ فرمایا، حدیث کی اہمیت بیان فرمائی کہ وہ قرآن کے ہم مثل ہے اور وہ چیزیں بہت ہیں جن کا حرام ہونا بظاہر قرآن سے نہیں ملتا حالانکہ وہ حرام ہیں جیسے اہلی گدھا اور درندے جانور وغیرہ اور یہ بھی فرما دیا کہ ایک شخص پیٹ بھرا فارغ البال بے پرواہ

marfat.com

اپنے کو تخ یا قیمتی کرسی پر بیٹھا علماء سے بے نیاز ہو کر کہے گا کہ لوگو قرآن پر عمل کرو، اس کے اس کہنے کا مقصد یہ ہوگا کہ حدیث پر عمل نہ کرو حالانکہ حدیث بھی مثیلِ قرآن ہے اور گدھا وغیرہ بہت چیزیں ایسی ہیں جن کی حرمت بظاہر قرآنِ کریم سے نہیں ملتی۔

اس مضمون کی حدیثیں حدیث کی مستند کتابوں میں بکثرت ہیں جن کی تدوین کئی صدیاں قبل کی ہے۔ بہرکیف یہ پیشینگوئی بھی پوری ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ ایسا کہنے والا نمودار ہوا اور اس نے باقاعدہ تحریک چلائی کہ حدیث قابلِ اعتبار نہیں، اس پر عمل کی ضرورت نہیں، اب ہمارا فرض ہے کہ ہم حضورؐ کے خبردار کرنے سے خبردار بنیں اور کسی ایسی آواز پہ ہرگز ہرگز کان نہ دھریں جو ہمیں حضور کی ہدایت سے دور کرے اور گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈالے۔

چند پیشینگوئیوں کی بجائے پوری سترہ لکھی گئی ہیں کہ لکھتے وقت دامنِ دل کشاں کشاں آگے ہی نکلتا گیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے سچے رسولِ برحق کی حدیثِ پاک کے متعلق شکوک و شبہات پھیلائے جاتے ہیں جن کی کوئی بات غلط ہو ہی نہیں سکتی۔

چونکہ ایک ایک پیشینگوئی کا ظہور بھی مستقل دلیل ہے لہٰذا یہ سترہ دلیلیں ہیں اور آیات سے اٹھارہ دلیلیں پہلے لکھی جا چکی ہیں تو وہ کل دلیلیں جو حدیث الحبیب کے نمبرات میں ذکر ہو چکیں ۳۵ بنیں۔

دلیل نمبر ۳۶

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے

marfat.com

ڈرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھیں تو حدیثِ پاک کے ہوتے ہوتے ہمیں یہ گنجائش قطعاً نہ رہی کہ حدیث کا اعتبار نہ کریں اور اپنی مرضی یا کسی اور کی مرضی پر چلیں ورنہ یہ وہی آگے بڑھنا بن جاتے گا جس سے ہمیں قرآنِ کریم میں منع کیا گیا ہے اور ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس لَا تُقَدِّمُوْا کا دوسرا معنٰے ہے آگے نہ کرو کیونکہ تقدیم جو اس کی مصدر ہے اس کے دو معنے ہیں لازم آگے ہونا اور متعدی آگے کرنا۔ اس صورت میں مدعا صاف ثابت ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کے آگے کسی چیز (انسان، جن، فرشتہ، قول، فعل وغیرہ) کو نہیں کر سکتے تو فیصلہ ہو گیا کہ حدیثِ پاک کے ہوتے ہوئے کسی کے قول یا رائے پر عمل نہیں ہو سکتا ورنہ وہی تقدیم (آگے کرنا) لازم آئے گی جس سے منع کیا گیا ہے۔

دلیل نمبر ۳۷

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ رکوع ۱۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔"

جب اس پیارے نبی کی یہ شان ہے کہ ان کی آواز پر کوئی اپنی آواز بلند

marfat.com

نہیں کرسکتا اور اگر ایسا کرے تو بے خبری سے کافر بن جانے کا خطرہ ہے کہ عملِ کفر سے اکارت ہوتے ہیں تو ایسے بڑی شان والے نبی کی حدیث (بات) پر کوئی اپنی بات کس طرح بلند کرسکتا ہے حالانکہ آواز بات کی کیف اور صفت ہی ہے۔ جب صفت پر بلندی نہیں ہوسکتی تو موصوف پر بلندی کیسے؟ یہ بات بالکل واضح ہے جسے کم عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے حبیب کے سامنے کوئی اونچا نہیں بول سکتا ورنہ اندیشۂ کفر ہے تو ایسے بڑی شان والے کا کلام کتنا بڑا ہوگا، بڑوں کا کلام بھی بڑا اور معتبر ہوتا ہے تو وہ جو ساری خدائی سے بڑے ہیں، ان کا کلام ساری خدائی کے کلاموں سے بڑا ہوگا اور سب سے زیادہ قابلِ اعتبار ہوگا تو ثابت ہوا کہ حدیث قابلِ اعتبار ہے اور تمام مخلوق کے کلاموں سے زیادہ قابلِ اعتبار ہے۔

دلیل نمبر ۳۸

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (پ۹ ع ۱۷)

(ترجمہ) "اے ایمان والو! حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا جب یہ رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے"

حکم دینا اور بلانا کلام سے ہوتا ہے تو واضح ہوا کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کا کلام ماننا ضروری ہے اسی طرح محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی جو کہ حدیث ہے، ماننا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۳۹

اللہ رب العالمین نے ایماندار جنّوں (جو تازہ اسلام لائے اور اپنی قوم کو نصیحت

marfat.com

کرنے لگے) کا قول اتنا پسند کیا کہ قرآنِ کریم میں ذکر فرمایا :

اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (پ ۲۶ ع ۴)

(ترجمہ) "اے ہماری قوم اللہ کے منادی (محمدِ مصطفٰے) کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں، وہ کھلی گمراہی میں ہے۔"

سورج سے بھی زیادہ چمکتی ہوئی بات ہے کہ حدیثِ پاک اللہ تعالٰے کے منادی محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بات ہے اور قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ ان کی بات ماننے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سخت عذاب سے بچاؤ ہوتا ہے اور جو ان کی بات نہ مانے وہ خدائی حکومت کا ایسا باغی ہے جو کبھی بچ نہیں سکتا اور اس کا کوئی مددگار نہیں اور وہ کھلا گمراہ ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث کا ماننا ضروری ہے اور نہ ماننا بغاوت ہے، گمراہی ہے اور گمراہی بھی وہ جو بالکل ظاہر، یہ ہمارے جن بھائیوں کا ایمان و اعتقاد ہے جسے اللہ نے پسند فرمایا اور قرآنِ کریم میں ہماری ہدایت کے لئے ذکر فرمایا تاکہ ہم بھی یہی اعتقاد رکھیں۔

دلیل نمبر ۴۰

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝

marfat.com

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۔

(پ۲۷ ع ۵)

(ترجمہ) "اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔"

دیکھئے اللہ رب العالمین جل وعلا حلفیہ فرماتا ہے کہ حضور کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں بلکہ وحی ہی ہے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حدیثِ پاک بڑی قابلِ اعتبار ہے اور یہی مدّعا ہے۔

دلیل نمبر ۴

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِئْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَا اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ (پ۲۶ ع ۱)

(ترجمہ) "تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کونسا ذرہ بنایا یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے، میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب یا کوئی منقول کسی نبی کے علم سے اگر تم سچے ہو۔"

یعنی اے کافرو! اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ خداوند تعالےٰ کے شریک ہیں تو کوئی عقلی یا نقلی دلیل لاؤ۔ عقلی یہ کہ انہوں نے زمین کا کوئی حصہ بنایا ہو یا آسمانوں میں حصہ دار ہوں اور نقلی یہ کہ اللہ تعالےٰ کی پہلی کتابوں سے کسی کتاب کا حوالہ دیں یا انبیائے

marfat.com

سابقین میں کسی نبی کا ایسا قول یا فعل پیش کریں جو کتاب اللہ کے علاوہ ہو تو اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ جیسے اللہ رب العالمین کی سب کتابیں دلیل ہیں ایسے ہی اللہ رب العالمین کے سب پیغمبروں کے قول و فعل دلیلِ حق ہیں تب ہی تو یہ مطالبہ فرمایا گیا کہ سچے ہو تو اپنے صدق پر یا یہ دلیل (یعنی نبی کا قول جو اسکی کتاب کے علاوہ ہو اور صحیح طور پر ثابت ہو کہ نبی کا قول ہے) بھی پیش کرو تو صاف صاف معلوم ہوا کہ ہر نبی کا قول و فعل کتاب اللہ کی طرح شرعی دلیل ہے جو بنیادی مسئلہ توحید میں بھی قابلِ قبول ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیائے سابقین کے قول و فعل قابلِ قبول ہیں تو ہمارے نبی پاک جو سید الانبیاء ہیں، ان کے قول و فعل کیونکر قابلِ قبول نہ ہوں گے اور قول و فعل کا نام حدیث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث دلیلِ حق ہے۔

دلیل نمبر ۴۲

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ (پ۱۰ رکوع ۱۰)

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے"

تو اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جس چیز کو رسول اللہ حرام کریں اس کو حرام نہ ماننا کفر ہے اور کافروں کی صفت ہے اور ایسے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم ہے حالانکہ رسول اللہ کا حرام کرنا ان کے اپنے قول سے ہے جس کا نام حدیث ہے

marfat.com

جس طرح کہ دوسری آیت میں رسول اللہ کی صفت حلال کرنا بھی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پ۹ ع۹)

(ترجمہ) وہ جو غلامی کریں گے اِس رسول غیب کی خبریں دینے والے اُمّی کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں وہ رسول انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔"

یہ ارشاد اللہ رب العالمین نے موسٰے علیہ السلام کو فرمایا تھا اور یہ یعنی حلال کرنا اور حرام کرنا حضور محبوبِ پاک کی ایسی صفت ہے جو موسٰے علیہ السلام کو بھی بتائی گئی حالانکہ حضور کا حلال کرنا اور حرام کرنا اپنے قول سے ہی ہے جس کا نام حدیث ہے، تو ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور کے کلام اور ارشادات (حدیث) کا ماننا اللہ رب العالمین کی رحمت کا سبب ہے اور نہ ماننا سزا کا باعث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث شریف قابلِ اعتبار اور معتبر ہے۔

دلیل نمبر ۴۳ تا ۴۵

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (پ۱ ع۱)

(ترجمہ) وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ایسے ڈر والوں کے لئے جو بے دیکھے مانتے ہیں۔"

marfat.com

جیسے اللہ رب العالمین کو دنیا میں کسی نے نہیں دیکھا اور یونہی جبریلِ امین اور دوسرے فرشتے عوام الناس کی نظر سے پوشیدہ ہیں، وحی اترتی ہوئی نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں، بہشت و دوزخ وغیرہا صدہا چیزیں ہیں جو ہماری دنیاوی نظر سے غائب ہیں، محبوب پیارے صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے ہی ہم نے یہ سب چیزیں مانی ہیں تو قرآن کریم کا قرآن ماننا بھی اللہ رب العالمین کے محبوب کے بتلانے سے ہے۔ ہم میں سے کسی نے اللہ رب العلمین کا کلام براہِ راست نہیں سنا اور نہ ہی جبریلِ امین کو دیکھا اور جب قرآنِ کریم کا ماننا ہی حدیثِ پاک سے ثابت ہوا تو یہ کہنا کہ قرآن مانو اور حدیث نہ مانو، بالکل باطل ہو گیا کیونکہ حدیث نہ مانی جائے تو قرآنِ کریم کا ماننا ثابت ہی نہیں ہو سکتا اور یہ فتنہ یعنی حدیث کا انکار ایسا مرض ہے جو یہودیوں کی عادتِ بد ہے، قرآنِ کریم میں ہے:

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (پ۱ ع۶)

(ترجمہ) اور جب تم نے (اے بنی اسرائیل) کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے پکڑ لیا حالانکہ تم دیکھ رہے تھے۔"

ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بات یعنی ان کی حدیث نہ مانی تو ان پر اللہ رب العالمین کا عذاب نازل ہوا تو جو محمدِ مصطفےٰ کی حدیث نہ مانے وہ کیسے عذاب سے بچ سکتا ہے؟ سچ فرمایا محبوب پیارے صلی اللہ علیہ وسلم نے:

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا

سے بخاری ج۲ ص۱۰۸۸ و ج۱ ص۴۹۱ و مسلم ج۲ ص۳۳۹

marfat.com

بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ۔

"یعنی اے امتِ محمدؐ تم میں سے کئی شخص پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلیں گے بالشت ساتھ بالشت کے اور گز ساتھ گز کے حتّٰی کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے، ہم نے عرض کی یارسول اللہ یہود اور نصاریٰ؟ تو فرمایا پس کون؟"

یہ ایسی پیشینگوئی ہے جو واقعات سے حرف بحرف ثابت ہو چکی ہے تو یہ آیت اور یہ حدیث دو مستقل چہل و چہارم[۴۴] اور چہل و پنجم[۴۵] دلیلیں ہیں۔ پھر اس آیتِ پاک سے صاف صاف ثابت ہو رہا ہے کہ حدیث کا اِنکار کتاب اللہ کا انکار ہے چنانچہ یہودیوں نے یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً (یعنی اے موسیٰ! ہم تمہارے کہنے سے نہیں مانیں گے حتّٰی کہ اللہ تعالےٰ کو علانیہ نہ دیکھ لیں۔) اس وقت کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا کلام سنا دیا تھا مگر پھر بھی نہ مانے تو یہ حدیث کے انکار کا نتیجہ ہے کہ جو حدیث کو نہ مانے وہ اللہ کا کلام براہِ راست سن کر بھی نہیں مانتا چہ جائیکہ صرف روایات سے ملے جیسے ہمیں قرآنِ کریم راویوں کے ذریعے ملا ہے جبکہ بنی اسرائیل نے اللہ کا کلام سن کر بھی انکار کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کا تو منشا ہی یہی ہے کہ مجھے اور میری کتابوں کو اور احکامات وغیرہ کو میرے رسولوں سے سنکر مانا جائے جس کا بیان اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[۱] وغیرہا آیات میں ہے۔

دلیل نمبر ۴۶

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ

---

[۱] البقرہ: آیت ۳۔

marfat.com

فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ۲۸ ع۴)

(ترجمہ) اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

رسول اللہ کے ارشادات جن کا نام حدیث ہے وہ سب اِس میں داخل ہیں جس جس چیز کا حکم فرمائیں اس کا کرنا لازم ہے اور جن جن چیزوں سے منع فرمائیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۴۷

جو حقیقۃً ایک نہیں بلکہ کثیر التعداد دلیلیں ہیں وہ یہ کہ اللہ رب العالمین نے قرآنِ کریم میں محبوب پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے اقوال کے فرمانے کا حکم دیا جن کا ماننا منکرینِ حدیث کے نزدیک بھی لازم ہے حالانکہ جب حضور پر نور سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے اِن قولوں کو فرماتے ہیں تو وہ حضور کے اپنے قول ہوتے ہیں اور حضور کا ہر قول حدیث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیثوں کا ماننا نہایت ہی ضروری ہے چنانچہ پارہ ۹ رکوع ۱۰ میں ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی ہے۔"

اِس آیتِ پاک میں اللہ رب العالمین نے محبوبِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ فرمائیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

marfat.com

تو یہ کلماتِ مبارکہ اس آیت میں اللہ رب العالمین کے کلمات ہیں جن کے فرمانے کا حکم دیا گیا ہے مگر جب حضور پاک اس حکم کی بجاآوری میں امّت سے یہ کلمات فرماتے ہیں تو پھر یہ کلمات حضور کے اپنے ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے کلمات نہیں اور یہ حقیقت ان کا لفظی ترجمہ ہی بتا رہا ہے کیونکہ اللہ رب العالمین کا یہ شان نہیں کہ فرمائے بیشک میں اللہ کا رسول ہوں جیسے کہ قرآنِ کریم میں دوسرے انبیاءِ کرام کے مقولوں کا بھی ذکر فرمایا ہے تو مقولے حکایت کے لحاظ سے اللہ رب العالمین کے کلمات ہیں مگر اصل میں انبیاءِ کرام کے مقولے ہیں جیسے عیسٰی علیہ السلام سے ذکر فرمایا کہ آپ نے فرمایا مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ[1] (ترجمہ) کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں"۔

یہ عیسٰے علیہ السلام کے کلمات ہیں، قرآنِ کریم نے صاف صاف بتایا کہ یہ عیسٰے علیہ السلام کے کلمات ہیں اور جب اللہ رب العالمین نے بطورِ حکایت نقل فرمائے تو کلمات اللہ بن گئے۔

بہرحال یہ حقیقت چمکتے سورج سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ایسے مقامات میں ایسے کلمات کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں تو "قُل" کے ماتحت وہ کلمات جن کے فرمانے کا حضور کو حکم دیا گیا جب حضور اس پر عمل کرتے ہوئے وہ کلمات ادا فرمائیں تو اس صورت میں وہ کلمات حضور کے ہی ہونگے جن کو حدیث کہا جاتا ہے حالانکہ ان کا ماننا بالاتفاق ضروری ہے جو انکار کرے دائرۂ اسلام سے خارج ہے تو نہایت وضاحت سے ثابت ہوا کہ حدیث شریف مقبول اور معتبر ہے ورنہ ان کلمات کا اعتبار نہ ہوتا کہ یہ حدیث ہی تو ہیں پھر اس قسم کے کلمات جن کے ادا کرنے کا اللہ رب العالمین نے قرآنِ کریم میں حضور کو حکم دیا ہے وہ بہت ہی زیادہ ہیں، وہ تین سو کے قریب

---

[1] سورۃ الصف آیت ۱۴

marfat.com

ہیں تو یہ ایک دلیل تقریباً دو سو ستانوے دلیلیں بنیں گی۔

میرے بھولے بھلے پیارے بھائیو ذرا غور سے کام لیں تو روزِ روشن کیطرح یہ دلیل ذہن نشین ہو جائے گی اور سب شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالےٰ۔

دلیل نمبر ۴۸

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ (پ۲۹ ع۶)

(ترجمہ) تو مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی جنہیں تم نہیں دیکھتے، بیشک یہ قرآن ایک معزز رسول کا قول ہے۔"

اِس آیتِ پاک میں اللہ رب العالمین نے قرآنِ کریم کو قولِ رسولِ کریم فرمایا حالانکہ ہے قول اللہ تو اللہ رب العالمین نے اپنے قول کو قولِ رسول فرمایا جیسے کہ قرآنِ کریم میں رسول اللہ کی رمی کو اپنی رمی فرمایا:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ۹ ع ۱۶)

(ترجمہ) اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔"

بہرحال یہ کمالِ اختصاص اور اعلیٰ درجہ کا اعزاز ہے کہ اللہ رب العالمین نے محبوبِ پاک کے کام کو اپنا کام فرمایا اور اپنے کلام کو محبوب پیارے کا کلام فرمایا قولِ رسولِ کریم فرمایا اور تلاوتِ رسولِ کریم یا قرارتِ رسولِ کریم نہ فرمایا حالانکہ قرآنِ کریم کی تلاوت اور قرارۃ بھی حضور فرماتے ہیں قرآنِ کریم نے ہی فرمایا:

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (پ۲۱ ع ۱)

marfat.com

(ترجمہ) "پڑھو اے محبوب! جو تمہاری طرف وحی کی گئی"

اور فرمایا:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (پ۳۰ ع۱)

(ترجمہ) "پڑھو اے محبوب اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا فرمایا"

اور یونہی حضور کی تلاوت اور قرارۃ کا کافی آیتوں میں ذکر ہے مگر آیتِ مندرجہ بالا میں قولِ رسولِ کریم فرمایا اور تلاوت یا قرارت نہیں فرمایا۔ یہ قرآنِ کریم کا معجزہ ہے کہ اس نئے فتنے اِنکارِ حدیث کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا رد کر دیا کہ اللہ رب العالمین کے نزدیک اس کے محبوب کا قول ایسا محبوب اور مقبول ہے کہ وہ اپنے قول کا نام بھی قولِ رسول رکھتا ہے، اور پھر اس مضمون کو اللہ تعالےٰ نے بہت ہی بڑی قسم کے ساتھ تاکیداً بیان فرمایا کہ مجھے ہر اُس چیز کی قسم ہے جسے تم دیکھتے ہو اور جسے تم نہیں دیکھتے ہو تو اس میں سب کچھ آگیا کیونکہ چیزیں دو ہی قسم کی ہیں، ایک وہ جو نظر آتی ہیں اور ایک وہ جو نظر نہیں آتیں، دنیا کی ہوں یا آخرت کی بلکہ اللہ رب العالمین کی پاک ذات اور تمام صفات بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ بھی ہماری نظروں سے بالا ہیں۔

بہرحال اپنی ذات وصفات اور تمام مخلوقات کی قسم اٹھا کر اپنے کلام اور قول کو رسول اللہ کا کلام اور قول فرمایا۔ نظرِ حال میں اتنی بڑی اور عظیم الشان قسم غالباً قرآنِ کریم میں یہی ہے تو معلوم ہوا کہ قولِ رسول یعنی حدیثِ پاک مقبول اور معتبر ہے ورنہ اللہ رب العالمین اپنے قول کا نام قولِ رسولِ کریم نہ رکھتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اللہ رب العالمین چشمِ بینا عطا فرمائے اور اس پیارے محبوب، جو خالق ومخلوق کے محبوبِ اعظم ہیں، ان کے ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر وجہالت کی تاریکیوں سے بچائے آمین۔

marfat.com

نوٹ : حدیث تین قسم ہے قولی، فعلی، تقریری۔
قولی حضور کے کلام کا نام ہے۔
فعلی وہ ہے جس میں حضور کے کام کا ذکر ہو اور
تقریری یہ کہ کسی کے کلام یا کام پر مطلع ہو کر سکوت فرمائیں اور حقیقۃً یہ بھی فعلی حدیث ہے کہ سکوت بھی فعل ہے۔

والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد رحمۃ للعلمین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

حرّرہ الفقیر ابوالخیر محمّد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۳ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ / ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء

marfat.com

الاستفتاء

از حضرتِ مولانا ابوالفتح غلام محمود، عیدگاہ جہلم

ضلع گجرات میں دیوبندیوں کے ساتھ مناظرہ ہو رہا ہے اور مسئلہ زیرِ بحث حضورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پیئے جانے کا ثبوت ہے، مخالفین اس روایت کی سند پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بوجہ ابو مالک عبدالملک بن حسین نخعی کے ضعیف ہے جس کے بارے حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں قال البخاری لیس بشیئ وقال ابن معین متروك۔ اس کا جواب میری سمجھ میں تو یہ آیا ہے کہ دارقطنی نے اس حدیث کو حسن صحیح تسلیم کیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے اسناد متعدد ہیں چنانچہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھا ہے و لہ طریق اٰخر اور دارقطنی ہی کا علل میں اس کے بارے میں یہ کہنا کہ مضطرب ہے، بھی حسن صحیح کے پیشِ نظر بلحاظ تعددِ اسناد مضر نہیں ہے۔

اب مجھ سے مناظرہ تقریر اور اس مسئلہ میں تالیف کے لئے کہا گیا ہے، کتاب الشفاء للقاضی عیاض المالکی اور اس کی شرح لملا علی حنفی قاری اور شرح المواہب للعلامہ عبدالباقی الزرقانی اور اشعۃ اللمعات جلد اوّل و رابع اور مدارج شریف وغیرہا زیرِ نظر ہیں۔

حضور سے گذارش ہے کہ حدیث کے مخارج اور اسنادِ متعددہ سننِ بیہقی اور کنز العمال سے (کیونکہ ہر جلد یہاں موجود نہیں) اور سوال مذکور کا اور کوئی معقول جواب جو اضطراب فی روایۃ الحدیث والے سوال کو بھی رفع کرے، نظرِ شریف میں آئے تو وہ بھی اور اگر فی الوقت یہ نہ ہو سکے تو فوری طور پر از راہِ کرم دارقطنی میں جس محل پر یہ روایت لکھی ہے وہ موقع محل

marfat.com

ہی فوراً لکھ بھیجئے۔

امید کہ تکلیف گوارہ فرمائیں گے۔

دعاجو : ابوالفتح غلام محمود، کان اللہ لہٗ از عیدگاہ جہلم ۱۹ر جون ۱۹۷۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج گرامی!

مدت کے بعد یاد آوری کا شکریہ، کیا عرض کروں اِمسال واپسیٔ مدینہ منورہ کے بعد صحت مخدوش سی ہے، اب تو لکھنے کے بھی پورا قابل نہیں مگر معاملہ کی اہمیت کے پیشِ نظر چند کلمات غیر مرتب حاضر ہیں، امید ہے کہ مفید ہوں گے۔

شرح خفاجی علی الشفاء ج۱ ص ۴۴۰ میں ہے قال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث شرب البول صحیح حسن وذٰلک کاف فی الاحتجاج اذ لم ینکر علیہا ولا امرہا بغسل فمہا ولا نہاہا عن العود لمثلہ وقال القاضی حسین الاصح القول بطہارۃ الجمیع واختارہ کثیر من المتأخرین۔ پھر ص ۴۴۱ میں ہے ثم وقع فی فقہ الشافعیۃ ایضا ان حکم جمیع فضلات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کذٰلک طاہرۃ لحدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ پھر ج۱ ص ۴۵۱ میں ہے قال ابن دحیۃ

marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھما قصتان لامرأتین وبرکۃ ام یوسف غیر برکۃ ام ایمن۔ جب قصے ہی دو ہوں اور ہر ایک کے لئے کئی طریق ہو سکتے ہیں تو تصحیح علماء و مشائخ کا کیوں نہ اعتبار کیا جائے؟

سنن بیہقی ج ۷ ص ۶۷ میں ہے اخبرنا ابو نصر عمر بن عبد العزیز ابن عمر بن قتادۃ حدثنا ابو الحسن محمد بن احمد بن حامد العطار حدثنا احمد بن الحسن بن عبد الجبار حدثنا یحیی بن معین عن حجاج عن ابن جریج قال اخبرتنی حکیمۃ بنت امیمۃ عن امیمۃ امھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح الحدیث۔

اس سند میں ابو مالک نخعی نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے جامع صغیر ج ۲ ص ۳۰۵ میں اس حدیث شرب البول مبارک کے آخر میں علامت تصحیح صح لکھی ہے اور اس کی شرح فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۱۷۷ میں ہے تمامہ کما عند الطبرانی بسند قال الھیثمی رجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۸ ص ۲۷۱ میں اس حدیث امیمہ کے متعلق لکھتے ہیں رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح غیر عبد اللہ بن احمد بن حنبل وحکیمۃ وکلاھما ثقۃ۔ بعد ازاں دوسری حدیث ام ایمن لکھنے کے بعد فرمایا رواہ الطبرانی و فیہ ابو مالک النخعی و ھو ضعیف۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۶۳ میں اس ابو مالک کی سند سے یہ حدیث ہے جس کو ذہبی نے بھی برقرار رکھا ہے۔

عینی علی البخاری ج ۱ ص ۸۲۹ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے وھو یقول بطھارۃ بولہ وسائر فضلاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فتح الباری علی البخاری ج ۱ ص ۲۱۸ میں ہے وقد تکاثرت الادلۃ علیٰ طھارۃ فضلاتہ وعد الائمۃ ذٰلک فی خصائصہ صلی

marfat.com

اللہ علیہ وسلم۔ شامی ج ۱ ص ۲۹۳ باب الانجاس میں ہے وصحح بعض ائمۃ الشافعیۃ طھارۃ بولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر فضلاتہ وبہ قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخ

کنز العمال اور دار قطنی میں یہ حدیث عاجلانہ نظر سے نہیں مل سکی واللہ الحافظ الناصر خیر الفاتحین۔

حضرت! میری صحت کے لئے ہر روز دعائیں فرمائیں تو بڑا کرم ہوگا، میں آپ سب حضرات کا خادم ہوں کسی بڑے عہدے جمعیت کا قطعاً اہل نہیں کہ کچھ بھی نہیں ہوں۔ والسلام

دعاگو و دعاجو :

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۳-۶-۷۱

الاستفتاء

رئیس المحدثین قدوۃ الاعلام حضرت الحاج مولانا محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : اللہ کریم حضرت والا کو صحت کاملہ سے رکھے۔ آمین

مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے ص ۸۹ پر رؤیۃ باری کی فصل میں لکھا ہے وقد رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صورۃ شاب

marfat.com

امر دلـ وفـرة۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ "یہ ذکر رؤیۃ فی صورۃ شاب امرد" حدیث شریف کی کس کتاب میں ہے، حوالہ مطلوب ہے حضرت کی وسعتِ نظر میں یہ روایۃ ہوگی، کرم فرمائیں۔

غلام مہر علی، مسجد نور، منڈی چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

محقق ابنِ محقق فاضلِ نوجواں حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از دعواتِ عافیتِ دارین آنکہ مرسلہ عنایت نامہ وصول ہوا مگر چونکہ میں کچھ معسّر ہو چکا ہوں لہٰذا ضرورت ہے کہ مجھے کوئی صاحب کتابیں نکال دے اور پھر جو لکھنا ہے وہ بھی لکھے بدیں وجہ کچھ دیر ہو گئی۔ بہر حال حدیث کے یہ الفاظ سارے تو نہیں البتہ کچھ مل گئے ہیں، مشکوٰۃ شریف کے باب المساجد کے فصل ثانی اور ثالث میں فی احسن صورۃ کے کلمات ہیں اور ترمذی شریف سورت صاد کی تفسیر میں اور مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۶۸ اور جلد ۵ ص ۳۷۸ میں بھی ہے مگر وہ کلمات نہیں ہیں، البتہ فیض القدیر شرح جامع صغیر ج ۴ ص ۶ میں ہے وجاء فی بعض الروایات المطعون فیہا رأیت ربی فی صورۃ شاب مگر یہ روایت مطعون بتائی اور کہیں اور نشان نہیں ملا، اگر کہیں مل جائے تو اطلاع دیں البتہ مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد سابع میں علامہ ہیثمی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث ذکر کی ہے جو بالکل اس کے موافق ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے

marfat.com

ج۷ ص ۱۷۹ رأيت ربي في المنام في صورة شاب موفر في خضر عليه نعلان من ذهب على وجهه فراش من ذهب قال الحديث رواه الطبراني وقال ابن حبان انه حديث منكر لان عمارة بن عامر بن حزم الانصاري لم يسمع من ام الطفيل ذكره في ترجمة عمارة۔

نوٹ : یہ عید سے پہلے لکھا تھا مگر کاغذات میں پڑا رہا اور آج روانہ کر رہے ہیں۔

حرّرہ الفقیر ابوالخیر محمّد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۳-۸-۸۱

marfat.com

جلد ششم

marfat.com

فہرست

marfat.com

فہرست مسائل فتاوٰی نوریّہ

جلد ششم

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب الطہارۃ	۳۱۵
	باب الوضوء	۳۱۹
۱	وضو میں پاؤں دھونا لازم ہے	۳۱۹
۲	اَرْجُلَکُمْ میں دو متواتر قرأتیں لام کی زبر اور زیر۔	۳۱۹
۳	دونوں قراءتوں میں عطف وُجُوْهَکُمْ پر ہے۔	۳۱۹
۴	دوسری قرأت میں ارجلکم محض مجاورت اور قرب کی وجہ سے مجرور ہے۔	۳۱۹
۵	وُجُوْهَکُمْ پر عطف ہونے کی صورت میں اثباتِ غسلِ رجلین ہے۔	۳۱۹
۶	رؤس سکم پر عطف ہونے کی صورت میں جوازِ مسح علی الخفین ہے۔	۳۱۹
۷	قرآنِ کریم کا کوئی ایک حکم کسی دوسرے حکم کے مخالف نہیں ہوسکتا۔	۳۱۹
۸	تین تین مرتبہ اعضاءِ وضو دھونے کا ثبوت	۳۲۰
۹	موزوں کی صورت میں مسح ورنہ پاؤں کا دھونا ہے۔	۳۲۱

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب المساجد ———	۳۲۳
۱۰	مساجد کو پاک رکھنے اور پاک کرنے کا حکم ہے۔	۳۲۸
۱۱	حائض اور جُنبی کو مسجد میں جانا منع ہے۔	۳۲۸
۱۲	بچوں اور دیوانوں کو مساجد سے دور رکھا جائے۔	۳۲۸
۱۳	سقفِ مسجد کے لیے مسجد ہی کا حکم ہے۔	۳۲۸
۱۴	جُنبی اور حائض ونفساء کو مسجد کی چھت پر کھڑا ہونا جائز نہیں۔	۳۲۸
۱۵	مسجد کی جمع شدہ رقم سے امام وخادمِ مسجد کو تنخواہ دینا جائز ہے۔	۳۳۲
۱۶	مکان کی چھت کو جائے نماز کے طور پر مخصوص کرنا حکماً مسجد نہیں۔	۳۳۳
۱۷	ایسی جگہ کے بلبے کا حکم۔	۳۳۳
۱۸	مسجد کے صحن میں ٹیوب ویل کے لیے کنواں کھودنے کی ممانعت۔	۳۳۴
۱۹	مسجد کے کسی حصہ کو شہید کرنا جائز نہیں۔	۳۳۴
۲۰	مسجد تحت الثریٰ سے لے کر آسمان تک مسجد ہے۔	۳۳۵
۲۱	مسجد کو بے رونق یا ویران کرنا جائز نہیں	۳۳۶
۲۲	مسجد میں کوئی پتی نہیں، سب مسلمانوں کا برابر حق ہے۔	۳۳۶
۲۳	تعظیم مسجد کے بارے میں کینیڈا سے آمدہ ایک استفتاء	۳۴۰
۲۴	مساجد کی تعظیم واحترام کا حکم ہے۔	۳۴۴ ، ۳۴۹
۲۵	مساجد کے متعلق بعض بیہودہ خیالات کی تردید۔	۳۴۵
۲۶	قرآنِ حکیم سے تعظیم مساجد کا ثبوت۔	۳۴۵

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۷	حدیث پاک سے تعظیم مساجد کا ثبوت	۳۴۶
۲۸	مساجد میں خرید و فروخت منع ہے۔	۳۴۶
۲۹	مساجد کو کن کن چیزوں یا کاموں سے بچانا واجب ہے۔	۳۴۶
۳۰	مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے والے کو بد دعا دی جائے کہ خدا کرے تیری یہ چیز نہ ملے۔	۳۴۶
۳۱		۳۴۶
۳۲	کون کون سی چیز کھا کر مسجد میں جانا منع ہے۔	۳۴۶
۳۳	مسجد کے تہہ خانہ میں ہر قسم کا کھیل منع ہے۔	۳۴۸
۳۴	عورتوں اور مردوں کا مسجد کے تہہ خانے میں اکٹھا مل کر کھانا یا میٹنگ کرنا جائز نہیں۔	۳۴۸
۳۵	عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع اور مل کر کھانا کھانا خرابی کا سبب ہے۔	۳۵۰
۳۶	زکوٰۃ وصدقات کا استعمال مساجد پر جائز نہیں۔	۳۵۰
۳۷	"لعب الحبشة فی المسجد" کے قابلِ استدلال نہ ہونے کا بیان۔	۳۵۱
۳۸	امام مسجد کے مکان کا وہ حصہ جو مسجد سے خارج ہے اس میں پرائمری سکول برائے طالبات بنانے کا بیان۔	۳۵۳
۳۹	واقف دار العلوم کے غیر متصل رقبہ کے عوض متصل رقبہ خرید کر دے سکتا ہے	۳۵۹
۴۰	مسجد اور ٹوٹیوں پر مالِ زکوٰۃ خرچ نہیں ہو سکتا۔	
۴۱	مسجد کو بدلا نہیں جا سکتا۔	
۴۲	مسجد کا مستعمل سامان حاکم اسلام یا متولی کی اجازت سے فروخت کیا جا سکتا ہے۔	۳۵۵

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۴۳	اس سلسلے میں قاضی اور متولّی دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔	۳۵۵
۴۴	غیر آباد گاؤں کی مسجد کا سامان حاکم شرع کی اجازت سے فروخت کرنا اور اس رقم کو اس مسجد یا کسی اور مسجد میں لگانا جائز ہے۔	۳۵۶
۴۵	قربانی کی کھال کو مسجد پر صرف کرنا جائز ہے۔	۳۵۸
۴۶	غیر مصرف میں صرف محتاج دلیل ہے۔	۳۵۶
۴۷	فی بیوت اذن اللّٰہ اَن ترفع میں بیوت سے مراد جمیع مساجد ہیں۔	۳۳۷
۴۸	آیۂ مذکورہ میں رفع سے مراد رفع بنا ہے یا پھر تعظیم۔	۳۳۸
۴۹	وَ من اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ میں حکمِ اظلمیت جمیع مساجد کے تمام مخربین و معطلین کو عام ہے۔	۳۳۸
۵۰	سیدنا فاروقِ اعظم کا فتوٰی کہ ایک شہر میں دو مسجدیں بنانے سے احتراز کیا جائے۔	۳۳۹
۵۱	خزیُ المسلم سے کیا مراد ہے۔	۳۳۹
	کتاب الصلوٰۃ — باب الاوقات	۳۶۵
۵۲	نمازِ عصر میں اتنی تاخیر مستحب ہے کہ آفتاب زرد ہونے سے پہلے نماز ادا ہو جائے۔	۳۶۵
۵۳	بعد از نماز اتنا وقت ہو کہ مسبوق اپنی نماز کراہتِ وقت سے قبل ادا کر سکے۔	۳۶۷
۵۴	بادل گھرے ہوں تو نمازِ عصر میں تعجیل مستحب ہے۔	۳۶۸
۵۵	آیت میں صلوٰۃ و سلام کا حکم مطلق ہے۔	۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۴
۵۶	المطلق یجری علیٰ اطلاقہٖ تو اس اطلاق میں قبل اذان کھڑے ہو کر اور بلند آواز سے پڑھنا بھی داخل ہے۔	۳۷۲

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۵۷	صلوٰۃ وسلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے، جبکہ آپ کی تعظیم کا صریح حکم مطلق ہے۔	۳۷۲
۵۸	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دعا قبل از اذان پڑھتے تھے۔	۳۷۴
۵۹	دعا کے اوّل و آخر درود پاک پڑھنا سُنّت ہے۔	۳۷۵
	بابُ الامامت	
۶۰	امام مسجد بھنگ پینے کے بعد توبہ کرکے امامت کرواسکتا ہے۔	۳۷۸
۶۱	ایسے فاسق ومُبتدع امام کی اقتدار میں نماز درست ہے جس کا کفر ثابت نہ ہو اور ہو بھی حالت مجبوری۔	۳۸۱
۶۲	کسی ایسے آدمی کو انفرادی یا اجتماعی اختیار سے امام بنانا مکروہ ہے۔	۳۸۳
۶۳	ایسے شخص کے بغیر کسی اور کی اقتدار ممکن ہو تو افضل ہے ورنہ تنہا پڑھنے سے اقتدار اولیٰ ہے۔	۳۸۳
۶۴	تقدیم میں دو کراہتیں ہیں۔	۳۸۳
۶۵	تقدیم میں ایک کراہت ہے۔	۳۸۳
۶۶	حدیث پاک "صلوا خلف کل بر و فاجر" قابل استدلال ہے۔	۳۸۳
۶۷	امام پر فضول اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔	۳۸۶
۶۸	داڑھی کترانے والے کو عارضی امام بھی نہ بنایا جائے۔	۲۳۲
۶۹	داڑھی کترانے یا منڈانے والے کو کسی بارِیش زیادہ دینی علم رکھنے والے پرہیزگار کی موجودگی میں استحقاقِ امامت نہیں۔	۳۵۱

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۷۰	صلوٰۃ وسلام کو ناجائز اور بدعت کہنے یا عقیدہ رکھنے والا صدقِ دل سے توبہ کرے ورنہ قابلِ امامت نہیں۔	۳۹۱
۷۱	اہلِ سنت وجماعت کا امام بھی سُنی ہو۔	۳۹۱
۷۲	قسمیں اٹھا کر وعدہ پورا نہ کرنے والا مقامِ احترام اور امامت کے قابل نہیں۔	۳۹۲
۷۳	قرآن پاک کی موجودہ ترتیب کو غلط کہنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔	۳۹۴
۷۴	نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال جائز ہے۔	۳۹۶، ۳۹۸
۷۵	تقریباً تمام اسلامیانِ عالم عملی طور پر لاؤڈ سپیکر استعمال کر رہے ہیں۔	۳۹۷
۷۶	قائلین عدمِ جواز کا فتوٰی نہ ماننے والے کو یہ کہنا کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے سراسر جہالت ہے۔	۳۹۷
۷۷	لاؤڈ سپیکر کا استعمال یوں نہ ہو کہ قریبی مساجد یا متصلہ مکانات کے نمازی تکالیف اٹھائیں۔	۳۹۸
۷۸	نمازِ مغرب میں جماعت کے ساتھ تیسری رکعت میں شامل ہونے کے بعد پہلی دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ	۴۰۰
	باب ما تبطل بہ الصلوٰۃ ومالا تبطل	
	ایک عربی فتوٰی	
۷۹	مسبوق اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور کسی کے یاد دلانے پر نماز پوری کر لے تو نماز جائز ہے۔	۴۰۱، ۴۰۷
۸۰	مسافر امام سلام پھیرنے کے بعد مقیم مقتدیوں کو مخاطب کر کے کہے کہ اپنی نماز	

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	پوری کرلیں، ہم مسافر لوگ ہیں۔	۴۰۲
۸۱	قرأت سے متعلقہ بہت سے جزئیات جن میں نماز کے فساد اور عدمِ فساد کا ذکر موجود ہے۔	۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷
۸۲	موضوعاتِ مختلفہ پر جزئیاتِ کثیرہ سے استدلال جن میں عملِ قلیل اور کلام کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔	۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷
۸۳	اُردو ترجمہ فتویٰ مذکورہ	۴۰۸ تا ۴۱۷
	بابُ التطوّع	
۸۴	رسالہ "قضائے سنتِ فجر"	۴۲۱ تا ۴۳۰
۸۵	رکعتیں فجر بدونِ فرض رہ جانے کی صورت میں امامِ اعظم کے نزدیک مطلقاً قضا نہیں۔	۴۲۱
۸۶	فجر کی سنتوں کی قضا صرف تبعاً للفریضہ ہی دی جاسکتی ہے۔	۴۲۶
۸۷	امام محمد کا قول اس بات کا مقتضی کہ بعد طلوعِ فجر جو دو رکعتیں پڑھتا ہے، وہ سنتیں بنیں گی۔	۴۲۷
۸۸	شیخین کے قول کا مقتضٰی یہ ہے کہ وہ سنت نہ بنیں۔	۴۲۷
۸۹	امام محمد کے نزدیک قضا لازم نہیں اور شیخین کے نزدیک ہو ہی نہیں سکتی۔	۴۲۸
۹۰	نفلی نماز کی جماعت جائز ہے جبکہ محذوراتِ شرعیہ سے مبرا ہو۔	۴۳۱
۹۱	تداعی سے ہو تو مکروہ ہے۔	۴۳۲
۹۲	تداعی سے مراد جماعتِ کثیرہ ہے۔	۴۳۲

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۹۳	مکروہ ہونے سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔	۴۳۲
۹۴	تداعی کی صورت میں جماعت صرف اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ دواماً ہو۔	۴۳۲
۹۵	کراہت کا سبب کیا ہے؟	۴۳۲
۹۶	قاعد سرین اٹھا کر رکوع یوں کرے کہ سر اور پیٹھ ہموار ہوں	۴۳۴
۹۷	نوافل وغیرہ میں قعود قیام کی مانند ہے۔	۴۳۴
۹۸	نمازِ تسبیح کے دونوں طریقے احادیث سے ثابت ہیں۔	۴۳۷
۹۹	دونوں طریقے جائز ہیں۔	۴۳۸
۱۰۰	بعض نے دوسرے طریقے کو پسند کیا ہے۔	۴۳۸
	باب الجمعۃ والعیدین	
۱۰۱	نمازِ جمعہ عید کے دن بھی لازم ہے۔	۴۴۲
۱۰۲	بعض کا شبہ محض بے اصل ہے۔	۴۴۲
۱۰۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہر سے آنے والے دیہاتیوں کو بعد از نمازِ عید جمعہ ادا کرنے کا اختیار دیا۔	۴۴۲
۱۰۴	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیہات والوں کو بعد از نمازِ عید واپس جانے کی اجازت دی۔	۴۴۳
۱۰۵	الجمعۃ فرض والعید تطوع والتطوع لایسقط الفرض	۴۴۴
۱۰۶	مسجد کے علاوہ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔	۴۴۶
۱۰۷	جمعہ کو اس لیے جمعہ کہا جاتا ہے کہ سب جماعتوں کو جمع کرنے والا ہے۔	۴۴۶

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۰۸	جمعہ کے روز حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا قبل از جمعہ افضل ہے۔	۶۱۳
۱۰۹	امامِ اعظم کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق جمعہ شہر کی کئی جگہوں میں جائز ہے۔	۴۴۶
	باب الجنائز	
۱۱۰	نماز میں مطلقاً مل کر صفوں میں کھڑا ہونے کا حکم ہے۔	۴۴۹
۱۱۱	نمازِ جنازہ میں بھی یہی حکم ہے۔	۴۵۰
۱۱۲	نمازِ جنازہ میں جگہ چھوڑنا شیطان کے لیے ہے۔	۴۵۱
۱۱۳	دعا بعد از نمازِ جنازہ کا جواز	۴۵۲
۱۱۴	جنازہ کے سر والی جانب قبرستان کی طرف ہو۔	۴۵۴
۱۱۵	میّت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں۔	۴۵۵
۱۱۶	میّت کے غسل دینے کو معیوب نہ سمجھا جائے۔	۳۸۶
۱۱۷	اصل یہ ہے کہ میّت کو اس کے وارث غسل دیں۔	۳۸۶
۱۱۸	مسجد میں جنازہ رکھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔	۳۳۲
	کتاب الزکوٰۃ	۴۵۷
۱۱۹	زکوٰۃ وصول کرنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے وکیل ہو سکتے ہیں۔	۴۶۴
۱۲۰	دینی مدارس کے طلبا فی سبیل اللہ میں داخل ہیں۔	۴۶۵
۱۲۱	مدرسین وغیرہ کو مالِ زکوٰۃ دینا طلبہ کو ہی دینا ہے۔	۴۶۶
۱۲۲	اگر چاہی زمین بارش سے سیراب ہو تو چاہی کا حکم نہیں رہتا۔	۴۶۷
۱۲۳	حدیثِ پاک اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔	۴۶۸

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۲۴	بارانی زمین کا عشر دسواں حصہ ہوتا ہے۔	۴۶۸
۱۲۵	چاہی کا عُشر بیسواں حصہ ہوتا ہے۔	۴۶۸
	کتاب الصوم ———	۴۶۹
	بابُ رؤیۃ الہلال	۴۷۳
۱۲۶	روزے اور عید کا دارومدار رؤیتِ ہلال پر ہے	۴۷۵
۱۲۷	عام یا غیر مسلم ریڈیو وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں	۴۷۵
۱۲۸	نجومیوں اور حساب دانوں کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں۔	۴۷۵
۱۲۹	اسلامی حکومت کی طرف سے باقاعدہ شرعی طریقے پر رؤیتِ ہلال کا اعلان معتبر ہے۔	۴۷۵
۱۳۰	ریڈیو کی خبر صراحۃً اعلان ومنادی بحکمِ حاکمِ اسلام ہے جو مقبول ہے، اگرچہ فاسق ہی کرے۔	۴۷۷
۱۳۱	انگریزی دورِ حکومت اور پاکستان کے ابتدائی ایام میں عدمِ اعتماد کا فتویٰ تھا۔	۴۷۷
۱۳۲	اخبارات اور ٹیلی فون وغیرہ کا اعتبار نہیں۔	۴۷۸
	باب الاعتکاف ———	
۱۳۳	مُعتکِف کو غسلِ فرض کے علاوہ غسل کے لیے مُعتکَف سے نکلنا جائز نہیں۔	۴۲۳
	کتابُ الحج ———	۴۷۹
	بابُ الحج	۴۸۳
۱۳۴	لڑکی عدت پوری کرنے سے پہلے حج نہیں کر سکتی۔	۴۸۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب النکاح	۴۸۷
۱۳۵	نکاح کے رکن ایجاب وقبول ہی ہیں۔	۴۹۳
۱۳۶	نکاح کے خطبہ کی رکنیت ثابت نہیں۔	۴۹۳
۱۳۷	نکاح کا خطبہ مستحب ہے یا سنت۔	۴۹۴
۱۳۸	بغیر خطبہ کے نکاح پڑھانا احادیث سے ثابت ہے۔	۴۹۴
۱۳۹	تمام فقہاء کے نزدیک ثبوتِ نکاح وجودِ خطبہ کے ساتھ مشروط نہیں۔	۴۹۵
۱۴۰	داؤد کا قولِ وجوب بلا دلیل، معتبر نہیں۔	۴۹۵
۱۴۱	زبردستی صرف انگوٹھے لگوانے سے نکاح نہیں۔	۴۹۷
۱۴۲	بالغہ عورت کی اجازت ورضا کے بغیر نکاح نافذ ولازم نہیں۔	۴۹۹
۱۴۳	اہلِ حدیث زمانہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم۔	۵۰۱
۱۴۴	حق مہر کم از کم دس درہم ہے۔	۵۰۲
۱۴۵	دس درہم کی تشریح (حاشیہ)	۵۰۲
	بابُ المحرّمات	
۱۴۶	زید کے والد کے وصال کے بعد اس کی والدہ نے جس سے نکاح کیا، اس کے پہلی بیوی سے لڑکے ہیں تو ان کے نکاح میں زید کی لڑکیاں آسکتی ہیں۔	۵۰۴
۱۴۷	منکوحۃ الاب کی لڑکی جو پہلے خاوند سے ہے، اس کے لڑکے کے لیے حلال ہے۔	۵۰۴
۱۴۸	آدمی نے جس عورت سے جماع کیا اس کی لڑکی اس آدمی کے نکاح میں نہیں آسکتی۔	۵۰۵
۱۴۹	متوفی بیوی کی بہن، بھتیجی یا بھانجی سے نکاح ہوسکتا ہے۔	۶۰۹

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۰	بیوی کو طلاق دے کر عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا صحیح نہیں	۵۰۸
۱۵۱	ایسی صورت میں جماع کرنے سے متارکہ بالقول ضروری ہے۔	۵۰۸
۱۵۲	ایسی صورت میں عدت گزارنے کے بعد اور جگہ نکاح کر سکتی ہے۔	۵۰۹
۱۵۳	نکاحِ اوّل کے ہوتے ہوئے کسی عورت کا دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔	۵۳۷
	باب المصاہرۃ	
۱۵۴	بہو کے ساتھ بدکاری کرنے سے لڑکے کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔	۵۱۲
۱۵۵	وطی کی طرح بوس وکنار سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔	۵۱۲
۱۵۶	سالی کے ساتھ زنا سے بیوی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔	۵۱۳
	باب نکاح المعتدات والحوامل	
۱۵۷	غیر حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔	۴۸۴
۱۵۸	حاملہ عورت کی عدت وضعِ حمل ہے۔	۴۸۴
۱۵۹	مطلقہ کا نکاح عدت پوری ہونے پر ہو سکتا ہے۔	۵۱۷
۱۶۰	عدت کے دوران بغیر نکاح کے مجامعت زنا ہے۔	۵۱۷
۱۶۱	کنواری لڑکی کے نکاح کے بعد پانچ ماہ سے پہلے ہی بچہ پیدا ہو تو یہ نکاح عند الطرفین صحیح ہے۔	۵۱۸
۱۶۲	کنواری لڑکی کو زنا کا حمل ہو تو اس کا نکاح شرعی جائز ہے۔	۵۲۰
۱۶۳	وضعِ حمل کے بعد اس سے وطی کی جائے۔	۵۲۰
۱۶۴	منکوحہ زانیہ کا نکاح قائم رہتا ہے	۵۲۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۵	عورت، خلوت یا دخول کی صورت میں پورا اور نہ نصف حق مہر وصول کر سکتی ہے	۵۲۰
۱۶۶	حمل زنا غیر ثابت النسب مانع نکاح نہیں۔	۶۱۱
۱۶۷	عدت کے اندر نکاح جائز نہیں۔	۳۹۳
۱۶۸	کوئی شخص حلال جانتے ہوئے عدت کے اندر نکاح پڑھائے وہ اسلام سے خارج ہے، نیز اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جائے گا۔	۳۹۴
	باب الرضاع	
۱۶۹	رضاعت میں پابندِ شریعت دو نیک مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہی قبول ہے۔	۵۲۵
۱۷۰	خاوند کا دل مان جائے کہ عورت نے واقعی دودھ پیا ہے اور تصدیق کر دے تو نکاح فاسد ہو جائے گا۔	۵۲۶
۱۷۱	بچے کے منہ میں پستان دینا حرام نہیں کرتا جب تک کہ پیٹ میں دودھ جانے کا علم نہ ہو۔	۵۲۹
۱۷۲	رضاعی بہن بھائی کا نکاح حرام ہے۔	۵۳۰
۱۷۳	اگر نکاح خواں اور گواہوں کو رضاعی بہن بھائی کا علم تھا اور حلال سمجھا تو از سرِ نو کلمہ پڑھیں اور از سرِ نو اپنے نکاح کریں۔	۵۳۱
	باب الولی	
۱۷۴	نابالغہ کا نکاح باپ دادا کر دے تو اس کو توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔	۵۳۴
۱۷۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا۔	۵۳۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۷۶	بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر باپ دادا بھی کر دے تو فسخ ہو سکتا ہے۔	۵۲۵
۱۷۷	فسخ مشروط بحکم قضا ہے۔	۵۳۷
۱۷۸	ایک فتوٰی کا رد۔	۵۳۸
۱۷۹	اگر گھر کے سب افراد رضامند نہ ہوں تو ضد ترک کر دینی چاہیے۔	۵۳۹
	باب الکفو ———	
۱۸۰	ہم کفو سمجھ کر نکاح کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ کفو نہیں اور سامان وغیرہ بھی واپس کر دیا تو نکاح نہیں رہا۔	۵۴۲، ۵۴۳
	کتاب الطلاق ———	۵۴۵
۱۸۱	صرف ایک طلاق دینے پر نکاح ہو سکتا ہے۔	۵۴۹
۱۸۲	غصے میں آکر طلاق دینا کوئی عذر نہیں۔	۵۵۱
۱۸۳	تین طلاقیں دینے پر مغلظہ ہو گئی جو بلا حلالہ جائز نہیں	۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۶، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۶۸، ۵۷۰
۱۸۴	"میں نے طلاق دے دی، طلاق طلاق" سے تین طلاقیں ہوں گی	۵۵۲
۱۸۵	عورت ناراض ہو کر والدین کے پاس چلی جائے تو نکاح موجود رہتا ہے	۵۵۴
۱۸۶	عورت اپنے آپ خلع نہیں کر سکتی۔	۵۵۴
۱۸۷	جھوٹے اقرار پر طلاق پڑ جاتی ہے۔	۵۵۶
۱۸۸	ایک یا دو طلاقوں کا اقرار کرنے کے بعد عورت خاوند کے گھر آباد ہی ہے تو رجعت ہو گئی۔	۵۵۶

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۸۹	تین طلاق کا اقرار کرنے سے بائنہ مغلظہ	۵۵۶
۱۹۰	بذریعہ خط طلاق واقع ہوجاتی ہے۔	۵۵۹
۱۹۱	اہلِ محلہ بائیکاٹ کریں تاکہ لڑکا لڑکی مجبور ہوکر حرام کاری سے بچیں۔	۵۶۳
۱۹۲	خاوند طلاق کا اقرار کرے تو یہ کہنا کہ مجھے علم ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے، غلط ہے۔	۵۶۵
۱۹۳	نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر نہیں۔	۵۶۶
	کتاب الحظر والاباحۃ	۵۷۳
۱۹۴	بچیوں کی تعلیم احتیاط کے ساتھ جائز ہے۔	۳۵۳
۱۹۵	قبر پر حفاظ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے بٹھانا اور اُجرت دینا ناجائز ہے۔	۵۵۷
۱۹۶	اُجرت سے قرآن کریم پڑھنے کا ثواب نہ قاری کو ملتا ہے نہ میت کو۔	۵۵۷
۱۹۷	کوئی اپنی طرف سے قرآن کریم قبر پر ختم کر کے ثواب بخش دے تو بہت اچھا ہے	۵۵۷
۱۹۸	شیرے کے بھرے ہوئے دو ڈرموں سے دو مردہ چوہے نکلنے پر اس کو پاک کرنے کی دو صورتیں۔	۵۹۴
۱۹۹	بعض محافل کے بارے میں کہ ایسی محافل قدسیہ غنیمت ہیں۔	۵۷۸
۲۰۰	بے خودی میں آکر رقص یا تالیاں بجانے پر گرفت نہیں۔	۵۷۸
۲۰۱	مرد کے لیے ریشم اور سونا چاندی استعمال کرنا حرام ہے۔	۵۷۸
۲۰۲	دنیا میں ریشم پہننے والا آخرت میں محروم رہے گا۔	۵۷۹
۲۰۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا پکڑ کر ارشاد فرمایا یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں۔	۵۸۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۰۴	عمر فاروق، مولا علی، عقبہ بن عامر، اُمِّ ہانی، انس، حذیفہ، عبداللہ بن عمرو اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ریشم اور سونے کی حرمت پر روایات آئی ہیں۔	۵۸۱
۲۰۵	سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مرد و عورت کے لیے ناجائز ہے۔	۵۸۱
۲۰۶	عورتوں کے لیے صرف بطور زیور سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔	۵۸۲
۲۰۷	مرد کے لیے ریشم پہننا حرام ہے اگرچہ بدن اور ریشم کے درمیان کوئی چیز حائل ہو۔	۵۸۲
۲۰۸	ریشم کے چھوٹے سے ٹکڑے پر تعویذ لکھ کر بازو یا گردن میں باندھنا ممنوع ہے۔	۵۸۳
۲۰۹	ریشم کا ٹکڑا اگر جیب میں رکھے تو کوئی حرج نہیں۔	۵۸۳
۲۱۰	ریشمی کپڑے یا ڈورے میں تعویذ باندھ کر گلے میں لٹکانا منع ہے۔	۵۸۳
۲۱۱	گلے میں تعویذ باندھنا یا لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے۔	۵۸۳
۲۱۲	ریشمی بٹوہ جیب میں رکھنا ممنوع نہیں۔	۵۸۳
۲۱۳	ریشمی جائے نماز پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔	۵۸۳
۲۱۴	ریشم کا صرف پہننا حرام ہے دیگر طریقوں پر استعمال جائز ہے۔	۵۸۳
۲۱۵	حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی لباس کی اجازت، دلیل جواز نہیں۔	۵۸۳
۲۱۶	ان حضرات کے لیے رخصت کی حکمت و توجیہ	۵۸۳
۲۱۷	دستار کے کناروں یا کوٹ کے شانوں پر چار انگل سے کم عرض کا ریشمی ٹکڑا لگانا جائز ہے۔	۵۸۳
۲۱۸	مذکورہ ریشمی ٹکڑوں پر اگر تعویذ لکھا ہو تو بول و براز کے وقت اتارنا ضروری ہے۔	۵۸۳

marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۱۹	مرد کے لیے سونے کی تختی، جیب، بازو یا گلے میں رکھنا جائز نہیں۔	۵۸۵
۲۲۰	دراہم و دنانیر یا سیم و زر کی ڈلی اپنے پاس بغرض حفاظت رکھ سکتا ہے۔	۵۸۵
۲۲۱	زیور کے علاوہ سونے کا استعمال عورت کے لیے بھی حرام ہے۔	۵۸۵
۲۲۲	کسی عامل کا کہنا کہ تعویذ کی تاثیر ریشم یا سونے چاندی پر موقوف ہے، سبب اباحت نہیں۔	۵۸۶
۲۲۳	تعویذ دوا کے مشابہ ہے کہ دونوں عند الضرورۃ استعمال کیے جاتے ہیں۔	۵۸۶
۲۲۴	ریشم، سونے اور چاندی میں مردوں کی طرح نابالغ بچوں کے لیے بھی حرمت کا حکم ہے۔	۵۸۷
۲۲۵	بچے کو ریشم یا سونا چاندی استعمال کرانے والا گنہگار ہوگا۔	۵۸۷
۲۲۶	مرد کا نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔	۳۸۶
۲۲۷	تداوی بالمحرم امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں۔	۵۸۶
۲۲۸	کسی حرام چیز کا باعث شفا ہونا متعین ہو جائے تو عند الضرورۃ حلت کا حکم ہے۔	۵۸۶
۲۲۹	غیر مسلموں کو قربانی کے گوشت دینے کا کیا حکم ہے۔	۴۳۲

فوائد اصول فقہ

۲۳۰	العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب	۳۲۸، ۴۶۶، ۴۳۱
۲۳۱	العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق	۳۷۰
۲۳۲	مطلق کا اطلاق پُرزور دلیل ہے۔	۳۷۶
۲۳۳	فقہ خلاصۂ احادیث ہے۔	۴۳۹

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۳۴	عموم الالفاظ لا یخصہ خصوص السبب	۴۶۶
۲۳۵	اَلْاِطلاق بمنزلۃ النص	۴۶۶
۲۳۶	تحرّی سے غلبۃ الظن اور غلبۃ الظن سے وجوب واجبات ثابت ہوجایا کرتے ہیں۔	۴۷۶
۲۳۷	عموم و اطلاق سے استدلال آج تک شائع و ذائع ہے۔	۴۷۰
۲۳۸	لوگوں کے اصرار سے احکام شرعیہ نہیں بدل سکتے۔	۴۷۸
۲۳۹	قولِ فقہاء قرآن و حدیث کا حکم ہے۔	۵۶۳
۲۴۰	مفاھیم الکتب حجۃ	۳۵۶
۲۴۱	محرمات کے باب میں شبہ یقین کا درجہ رکھتا ہے۔	۵۸۳
۲۴۲	یفتی بقول الامام علی الاطلاق	۴۲۲، ۴۲۱، ۵۸۶
۲۴۳	یجب الافتاء بقول الامام وان لم نعلم من این قال	۴۲۲، ۵۸۶
۲۴۴	الیقین لا یرتفع بالشک	۵۸۶
۲۴۵	فتوٰی امام صاحب کے قول پر ہی ہے اگرچہ مشائخ نے تصریح فرمائی ہو کہ فتوٰی صاحبین کے قول پر ہے۔	۴۲۲
۲۴۶	عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام اعظم کے فتوٰی پر اعتماد کیا جائے۔	
۲۴۷	اگر کسی مسئلہ پر امام اعظم کا کوئی نقل نہ ہو تو فتوٰی امام ابو یوسف کے قول پر ہے	۴۲۳
۲۴۸	عموماً متون میں قولِ شیخین کے ذکر پر اقتصار ہے۔	۴۲۳
۲۴۹	ان المتون موضوعۃ لنقل المذھب	۴۲۳
۲۵۰	اعتماد اصحاب المتون علی شی ترجیح لہ	۴۲۳

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۵۱	جو مسئلہ متون کے خلاف ہے وہ مذہب کے خلاف ہے، اس پر عمل و فتوٰی جائز نہیں	۴۲۳
۲۵۲	کتاب اللہ کے سوا ہر کتاب میں غلطی کا امکان ہے۔	۶۱۲
۲۵۳	متون کا اتنا اعتبار کہ اگر ان کے خلاف فتوٰی میں ہو تو بھی متون کو ترجیح ہے بلکہ	
	شروح پر بھی ترجیح ہے۔	۴۲۴
۲۵۴	الفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع	۴۲۴
۲۵۵	قولِ مرجوح سے کیا مراد ہے۔	۴۲۴
۲۵۶	"لَا بَاسَ" اور "خلافِ اولٰی" متساوی الاقدام ہیں۔	۴۲۶
۲۵۷	قِیْلَ صیغۂ تمریض وتضعیف ہے۔	۴۲۷
۲۵۸	مقلد کی رائے مخالف کا کوئی اعتبار نہیں۔	۴۲۸
۲۵۹	وان کان المفتی مقلدا یقلد الامام فنص امامہ وان کان	
۲۶۰	اجتہادیا فی حقہ کالدلیل القطعی	۴۲۹
۲۶۱	التخصیص نسخ	۴۳۲
۲۶۲	النسخ لا یجوز فی القطعی بخبر الواحد ولا القیاس	۴۳۲
	متفرقات ـــــــ	۵۸۹
۲۶۳	مسح کا لغوی معنٰی دھونا ہے۔	۳۲۱
۲۶۴	اگر پیرِ عالم فاضل، سُنی صحیح العقیدہ ہو تو فتوٰی کے قابل ہے ورنہ نہیں۔	۳۹۰
۲۶۵	قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب کے متعلق کہ عند اللہ اور لوحِ محفوظ پر یہی ہے۔	۳۹۴
۲۶۶	حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ترتیب باتفاقِ صحابہ کرام ہے۔	۳۹۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۶۷	قرآن کریم کی اس ترتیب پر ساری اُمت کا اتفاق ہے۔	۳۹۴
۲۶۸	محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے۔	۵۱۴
۲۶۹	غیر محصن ہو تو سو کوڑے سزا ہے۔	۵۱۴
۲۷۰	کوئی شخص لڑکی یا لڑکے سے اپنی جائیداد موہوبہ واپس نہیں لے سکتا۔	۵۵۷
۲۷۱	مردہ بیل کی کھال اُتارنا جائز ہے۔	۵۹۶
۲۷۲	کچی کھال فروخت کرنا جائز نہیں	۵۹۶
۲۷۳	کچی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔	۵۹۶
۲۷۴	کچی کھال فروخت کرنے پر طن و تشنیع یا بائیکاٹ حرام ہے	۵۹۷
۲۷۵	حیوان مفعول بہ فعل بد کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا۔	۶۰۵
۲۷۶	حدیث "فاقتلوہ واقتلوا البھیمۃ" سے حلّت ثابتہ بالقرآن کی تخصیص یا نسخ نہیں ہو سکتا۔	۶۰۵
۲۷۷	"اقتلوا البھیمۃ" سے تحریم بہیمہ سمجھنا نہایت ہی بعید ہے۔	۶۰۶
۲۷۸	عند الائمہ والفقہاء اس کا ذبح مستحسن و مندوب ہے۔	۶۰۶
۲۷۹	دابہ غیر ماکول ہو تو احراق کا حکم ہے ورنہ کھایا جائے۔	۶۰۶
۲۸۰	فاعل کو تعزیراً زدوکوب کیا جائے۔	۶۰۷
۲۸۱	بعد طلوعِ فجر سنتوں کے ماسوا نفل مکروہ اور ناجائز ہیں۔	۵۹۸
۲۸۲	چھترا، بکرا، دنبہ قربانی کے لیے سال کے ہوں۔	۵۹۸
۲۸۳	بڑا موٹا تازہ ہونے کی صورت میں سال سے کم عمر کا صرف دنبہ جائز ہے۔	۵۹۸، ۶۱۴

marfat.com

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۸۴	حلال جانور ذبیحہ کا پھیپھڑا جائز و حلال ہے۔	۵۹۸
۲۸۵	کپورے ناجائز اور مکروہ تحریمی ہیں	۵۹۹
۲۸۶	صرف کلمہ شریف پڑھنے پر کفارہ نہیں۔	۶۰۳
۲۸۷	کلمہ شریف بارادۂ قسم پڑھا جائے تو خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ واجب ہوگا۔	۶۰۳
۲۸۸	کفارہ گناہ پر ہوتا ہے اور قسم توڑنا بھی گناہ ہے۔	۶۰۴
۲۸۹	بوقت ضرورت لڑکے یا لڑکی کا مال استعمال کیا جا سکتا ہے۔	۵۵۷
۲۹۰	تین بھائی، ایک بہن اور دو بھتیجوں میں تقسیم ترکہ۔	۶۰۱
۲۹۱	کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کفار کے ساتھ خاص ہیں۔	۴۳۰
۲۹۲	اس موضوع پر حضرت ابن عمر سے مروی ایک حدیث	۴۳۰
۲۹۳	وکل اٰیۃ وردت فی الکفار فانہا تجری علیہا علی عصاۃ المسلمین	۳۳۹
۲۹۴	ایسے درخت جو قبرستان میں وقف اراضی کے بعد پیدا ہوں اور لگانے والا معلوم نہ ہو وہ وقف مطلق کا حکم رکھتے ہیں	۶۰۲
۲۹۵	ان من جملۃ طرق القضاء القرائن	۴۷۷
۲۹۶	حمل امر المسلم علی الصلاح واجب	۵۶۵
۲۹۷	نماز عشاء بغیر جماعت کے ادا کرنے والا وتر با جماعت ادا کر سکتا ہے۔	۶۱۴
۲۹۸	بہار شریعت پر تبصرہ	۶۱۲

marfat.com

فتاویٰ رضویہ

marfat.com

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ
وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (المائدہ : ٦)

"اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے بلکہ وہ تو تمہیں صاف ستھرا کرنا چاہتا ہے۔"

marfat.com

اَلظُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِنْسَانِ سر،
"پاکیزگی نصف ایمان ہے"

marfat.com

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

وضو میں پاؤں دھونا لازم ہے

درج ذیل فتوے کا سوال قلمی نسخہ میں درج نہیں ہے (مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

ازروئے قرآنِ کریم اور حدیث شریف اور فقہِ پاک وضو میں پاؤں کا دھونا لازم ہے قرآنِ کریم میں آیتِ وضو میں ہے وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور اَرْجُلَكُمْ میں دو متواتر قراءتیں ہیں لام کی زبر اور لام کی زیر، دونوں صورتوں میں معنے ایک ہے، زبر کی صورت میں تو ظاہر ہے کہ وُجُوْهَكُمْ پر عطف ہے اور زیر کی صورت میں اس کا عطف وُجُوْهَكُمْ

marfat.com

پڑھی ہے مگر عطف رُءُوْسِکُمْ کے پڑوس کی وجہ سے زیر آئی جسے جرِّ جوار کہا جاتا ہے جو قرآنِ کریم اور اشعار و محاوراتِ عرب سے ثابت ہے کہ قرآنِ کریم کا کوئی ایک حکم کسی دوسرے حکم کے مخالف نہیں ہوسکتا اور ایک اِس کا معنٰی مسح کا بھی آتا ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ پاؤں میں موزے ہوں تو موزوں پر مسح ہے۔ پاؤں کی دو ہی صورتیں ہیں یا ننگا ہوتا ہے یا موزوں میں ہوتا ہے، ننگا ہو تو دھونا اور موزوں میں ہو تو مسح قرآنِ کریم کے یہ معنٰی مفسرینِ کرام نے بڑی وضاحت سے تحریر فرمائے ہیں چنانچہ تفسیر جلالین اور اس کی شرح صاوی ج۱ ص۲۳۵ اور جمل علی الجلالین ج۱ ص۴۶۷ اور تفسیر خازن ج۲ ص۱۶ اور تفسیر معالم التنزیل ج۲ ص۱۶، تفسیر روح المعانی ج۶ ص۷۵، تفسیر روح البیان ج۲ ص۳۵۱، تفسیراتِ احمدیہ ص۲۲۸ و ص۲۲۹ اور تفسیر کشاف ج۱ ص۴۰۶، تفسیر ارشاد العقل السلیم مع الکبیر ج۳ ص۹۰ تفسیر بیضاوی ج۱ ص۲۱۷، تفسیر کبیر ج۱۱ ص۱۶۳، شہاب علی البیضاوی ج۳ ص۲۲۰ و ۲۲۱، تفسیر قرطبی ج۶ ص۹۶ تفسیر فتح القدیر ج۲ ص۱۷، تفسیر فتح البیان ج۲ ص۴۵۶، تفسیر ابنِ جریر طبری ج۶ ص۸۱، تفسیر ابنِ کثیر ج۲ ص۲۵ تفسیر السراج المنیر ج۱ ص۳۵۸، تفسیر البحر المحیط ج۳ ص۴۳۷، تفسیر حسینی ج۱ ص۱۵۱، تفسیر احکام القرآن جصاص ج۲ ص۴۲۲ و ۴۲۵، منیۃ المصلی ص۵، قدوری ص۱۸، شرح الوقایہ ج۱ ص۵۵، ہدایہ ج۱ ص۱۶، فتح القدیر ج۱ ص۸، تنویر الابصار، در المختار، رد المحتار للشامی ج۱ ص۹۱، طحطاوی علی الدر ج۱ ص۶۳ تبیین الحقائق ج۱ ص۳، بحر الرائق ج۱ ص۱۴، الجوہرۃ النیرہ ج۱ ص۴، کنز الدقائق ص۴، مبسوط ج۱ ص۸، فتاوٰی عالمگیری ج۱ ص۵، فتاوٰی سراجیہ ص۲، نور الایضاح، مراقی الفلاح، طحطاوی علی المراقی ص۳۶، ملتقی الابحر، مجمع الانہر، در المنتقی ج۱ ص۱۰، فقہ حنبلی المغنی ج۱ ص۱۲۰ تا ۱۲۵، الشرح الکبیر ج۱ ص۱۴۲، الاقناع و کشاف القناع ج۱ ص۱۰۱ اور احادیثِ شریفہ بھی بکثرت ہیں جن میں دونوں پاؤں دھونے کا بیان ہے۔

صحیح بخاری ج۱ ص۲۸، صحیح مسلم ج۱ ص۱۲۴ و ۱۲۵، سننِ نسائی ج۱ ص۱۳، سننِ ابوداؤد

marfat.com

ج۱ ص ۱۶، سننِ ترمذی ج۱ ص ۱۲، سننِ دارمی ج۱ ص ۹۵، سننِ ابنِ ماجہ ج۱ ص ۱۵۵ تا ۱۵۶۔ اِسکے علاوہ حدیث کی کافی کتابوں میں تین تین مرتبہ پاؤں دھونے کا ثبوت ہے بلکہ حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی ثابت ہے کہ دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھو کر فرمایا کہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو یوں ہے۔

سننِ ابوداؤد ص ۱۶ میں ہے ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال انما احببت ان اریکم طھور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یونہی ابنِ ماجہ ج۱ ص ۱۵۵ میں ہے اور سننِ ترمذی ج۱ ص ۱۲ میں ہے اور جو ارجلکم زیر کی صورت میں شبہ کیا گیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ یہ زیر صرف پڑوس کی وجہ سے ہے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مسح کا معنےٰ بھی لغتِ عرب میں دھونے کا ہے چنانچہ لغتِ عرب کی مستند کتاب لسان العرب ج۲ ص ۵۹۳، تاج العروس ص ۲۲۳، کتاب الافعال ج۳ ص ۱۸۴، مجمع البحار ج۳ ص ۲۹۶، نہایہ ج۴ ص ۹۹ میں ہے۔

بہرحال یہ چیز قطعی ہے کہ پاؤں کا دھونا وضو میں ضروری قطعی ہے جبکہ پاؤں ننگے ہوں اور موزوں کی صورت میں مسح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ مارچ ۷۹ء

marfat.com

marfat.com

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى
الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ (التوبہ : ۱۸)

"اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔"

marfat.com

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا ؕ

مسجدیں اللہ کے ہاں زمین کے سب حصوں سے بہتر ہیں

marfat.com

کتاب المساجد

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ مسجد کی چھت کو بطور ایک گھر کے صحن کے استعمال کرنا اور بیوی بچوں سمیت مسجد کی چھت پر رات کو سونا نیز حیض و نفاس والی عورت مسجد کی چھت پر جاسکتی ہے یا نہیں آیا جائز یا حرام؟ فقط والسلام

سائل: سیکرٹری جامع مسجد مائیوالی، ساہیوال

محمد بخش ۸-۸-۷۴

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مسجد خاص اللہ تعالےٰ کے لئے ہے، قرآنِ کریم کا ارشاد ہے ان المساجد للہ اور اِس کے پاک رکھنے اور پاک کرنے کا حکم ہے، قرآنِ کریم فرماتا ہے طھرا بیتی تبیین الحقائق ج۱ ص ۱۶۸ میں ہے لان تطھیرہ (ای المسجد) من النجاسۃ واجب لقولہ تعالیٰ ان طھرا بیتی الآیۃ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب قاعدہ مسلمہ ہے اور پھر حدیث شریف ہے انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب[1] کہ میں حائض اور جنبی کے لئے مسجد حلال نہیں کرتا اور فرمایا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم (رواہ ابن ماجۃ ص ۵۵) یعنی اپنے بچوں اور دیوانوں کو مسجدوں سے دور رکھو اور حکم دیا کہ ان تطھر وتطیب کہ مسجدوں کو پاک رکھا جائے اور خوشبودار (رواہ ابن ماجۃ ص ۵۵) اور فتاوٰی عالمگیر ج۱ ص ۲۰، جوہرہ نیرہ ج۱ ص ۳۴ میں ہے سطح المسجد لہ حکم المسجد کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے۔ تبیین الحقائق ج۱ ص ۱۶۸، شامی ج۱ ص ۶۱۴ میں ہے ولا یحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف علیہ کہ جنبی اور حائض ونفساء کو مسجد پر کھڑا ہونا حلال نہیں۔

---

[1] ابوداؤد ج۱ ص ۳۰۔

marfat.com

الحاصل قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک اور فقہ حنفی سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ امورِ بالا حلال اور جائز نہیں بلکہ حرام ہیں۔ با اثر مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے گھر کو ایسی چیزوں سے بچائیں۔

واللہ تعالےٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ الاعظم محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
۱۹ رجب المرجب ۱۳۹۴ھ ۹-۸-۷۴

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ وکعبہ الحاج فقیہِ اعظم پاکستان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلیٰ من لدیکم۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسائل کہ:

۱۔ جو رقم مسجد کے لئے اکٹھی کی جاتی ہے یا لوگ خود بخود دے جاتے ہیں یا غلہ مسجد میں جمع ہو اس میں سے مسجد کے امام یا خطیب یا خادم کو تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں جبکہ مسجد کی تعمیرات مکمل ہو چکی ہوں۔

۲۔ مسجد میں کچھ جگہ ایسی ہے جو عرصہ دراز سے نماز کے لئے استعمال نہیں کی تھی، اس میں

marfat.com

پھلواڑی وغیرہ یا جوتیاں رکھی جاتی تھیں مگر عرصہ تیس چالیس سال کے بعد پختہ فرش لگا دیا گیا اور تھوڑی سی جگہ (جیسے کہ نقشہ میں دی گئی ہے) خالی چھوڑ دی گئی جس پر صرف اینٹیں لگا دی گئیں۔ نئی فرش شدہ زمین پر عرصہ ڈیڑھ* سال تک کوئی جماعت وغیرہ نہیں ہوئی۔ اب اس زمین پر جوتیاں لا سکتے ہیں یا نہیں؟

* ڈیڑھ سال سے پہلے اور بعد بھی کوئی جماعت نہیں ہوئی ڈیڑھ سال تو فرش لگے کو ہوا ہے۔

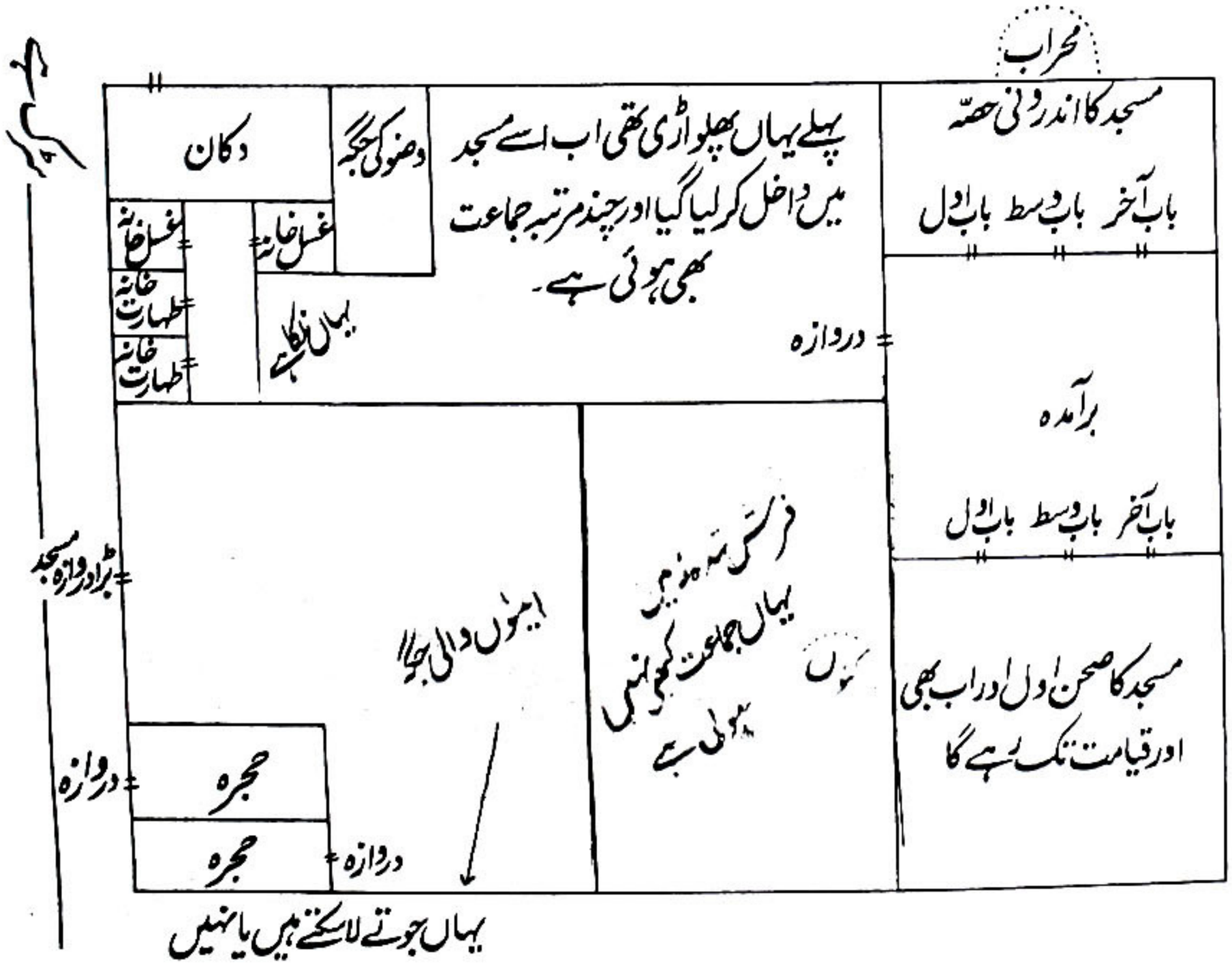

۳۔ (الف) یہ کہ داڑھی کترانے والا یا حدِ شرع شریف سے کم کروانے والا جو مستقل امام نہیں ہے امام کی غیر موجودگی میں جب تمام نمازی متفق ہوں یا صرف ایک دو آدمی ہی مخالف ہوں تو ایسی صورت میں داڑھی کترانے والا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جبکہ جماعت کی فضیلت بھی زیادہ ہے، پڑھنے والوں کی داڑھیاں بھی ایک دو کے سوا حدِ شرع شریف سے کم ہیں۔

marfat.com

(ب) یہ کہ حافظِ قرآن ہو مگر داڑھی کترواتا ہو تو ایسی صورت میں وہ پڑھا سکتا ہے یا کہ نہیں ؟

۴۔ مسجد کے صحن میں یا جہاں مستقل نماز باجماعت ہوتی ہو، جنازہ رکھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

نوٹ : حضور آپ مہربانی فرما کر ہمیں جلدی جواب عنایت فرمائیں اور مہریں بھی ثبت فرمائیں نیز مولوی محمد نور النبی شمس آپ حضور کی خدمتِ عالیہ میں نہایت ہی ادب سے سلام عرض کرتا ہے۔

السائل

خاکپائے اہلسنت وجماعت سید محمد بشیر احمد شاہ خادم جامع مسجد غوثیہ
محمد شفیع نمبردار دیگر اہالیان چک ۹۰/۶-R شاہ مدار ضلع ساہیوال ۹-۶-۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

۱۔ مسجد کے لئے جو رقم جمع کی جاتی ہے وہ تعمیرات و دیگر ضروریات مسجد کے لئے ہی ہوتی ہے اور جبکہ امام و خادم بھی مسجد کے لئے نہایت ضروری ہیں تو ان کی تنخواہیں بھی اس رقم سے دینی جائز ہیں جبکہ تعمیرات بھی مکمل ہو گئی ہیں۔

۲۔ اس پھلواڑی والی زمین پر جب باقاعدہ فرش لگایا گیا تو کس نیت سے ؟ اگر متولی وغیرہ انتظامی حضرات نے مسجد کی نیت سے لگوایا کہ یہ باقاعدہ مسجد میں شامل کیا جائے تو پھر جوتیاں رکھنی غیر مناسب ہیں اور اگر صرف آرائش کے لئے اور نمازیوں کے آرام کرنے کے لئے لگوایا کہ

marfat.com

دنیاوی باتیں کرنی ہوں تو مسجد میں نہ کریں اور یہاں بیٹھ کر کرلیں تو پھر جوتیوں کے لئے بھی وہ فرش استعمال ہوسکتا ہے۔

۳۔ ایسے شخص کو عارضی امام بھی نہ بنایا جائے۔

۴۔ اگر حافظ داڑھی کٹوا کر مشت بھر سے کم کراتا ہے تو وہ نہیں پڑھا سکتا ہے۔ قرآنِ کریم کا حافظ ہو کر بے عملی کرے تو اور برا ہے۔

۵۔ مسجد میں جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہاں جنازہ رکھ کر پڑھنا ہمارے مذہب میں مکروہ ہے جیسے کہ تمام کتبِ فقہ حنفی میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

نوٹ: کئی دن ہوئے آپ کا لفافہ ملا مگر مجھے فرصت نہیں ملتی کہ جواب جلدی دوں خصوصاً جبکہ سوالات کی فہرست ہو تو اور مشکل ہوتی ہے، ہمیشہ صرف ایک ہی سوال ہونا چاہئے۔ مولوی نور نبی صاحب سے سلامِ شفقت اور دعا۔ والسلام۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ ۱۳-۶-۷۶

الاستفتاء

حضرت صاحب!

marfat.com

گذارش ہے کہ ہمارے مکان کی چھت پر بطور جاءِ نماز مسجد بنائی گئی تھی اور اب وہ مسجد کے نیچے والا مکان ٹوٹ گیا ہے اور ساتھ ہی مسجد بھی گرا کر مکان تعمیر ہو سکتا ہے واضح رہے کہ مسجد کے نیچے والا مکان ذاتی تصرف میں رہا ہے اور مسجد میں بھی گھر کے افراد ہی نماز ادا کرتے رہے لہٰذا اب اِس مسجد کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اگر دوبارہ مسجد نہ بنائی جائے تو اِس کا ملبہ ذاتی تصرف میں آسکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی اِس مسئلہ کو واضح فرمادیں۔

سائل: مستری محمد عیسےٰ ولد میاں امام دین، دیپال پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

وہ مسجد نہیں بلکہ صرف جاءِ نماز ہے، دوبارہ نہیں بن سکتی ہے تو کوئی حرج نہیں، نماز کسی اور جگہ پڑھتے رہیں اور ملبہ کے متعلق یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے نام پر لگایا گیا ہے تو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ہی لگایا جائے، کوئی مسجد بن رہی ہو تو دے دیں کہ اِس میں لگ جائے یا فروخت کر کے قیمت مسجد میں لگادیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و الہٖ وسلم۔

حررہ العقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ لصیر پور ضلع ساہیوال

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ ۲۳ - ۴ - ۱۹۸۲

marfat.com

الاستفتاء

بخدمت جناب مولانا نور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

قبلہ! سنّی رضوی جامع مسجد تاندلیانوالہ میں جگہ کی تنگی کے باعث مسجد کے صحن میں ایک طرف ٹیوب ویل کے لئے کنواں بنایا گیا ہے جس کے اوپر چھت ڈالی جائے گی اور نماز پڑھنے کے لئے اسی طرح صفیں ڈالی جائیں گی جیسے کہ کنواں میں کھدائی اور ٹیوب ویل نصب کرنے سے قبل ادا کی جاتی تھیں، نماز پڑھنے کی جگہ میں کوئی کمی نہیں آتی، کنوئیں کے اوپر کنکریٹ کی پوری چھت ہے۔

دستخط: محمد اسلم جاوید، صدر انجمن غوثیہ

سنّی رضوی جامع مسجد تاندلیانوالہ ۲۵-۳-۸۳

قرآن کریم میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآیۃ[1] بہر حال مسجد کا کوئی حصہ بھی شہید کرنا جائز نہیں اور

---

[1] البقرہ، آیت ۱۱۴۔

marfat.com

فقہائے کرام فرماتے ہیں مسجد ثریٰ سے لے کر آسمان کی سطح تک مسجد ہے تو گو چھت ڈال کر جگہ پوری کر لی جائے تب بھی مسجد کا ادب و احترام ایسا کرنے سے مانع ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ والہٖ وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ ۲۵-۳-۸۳

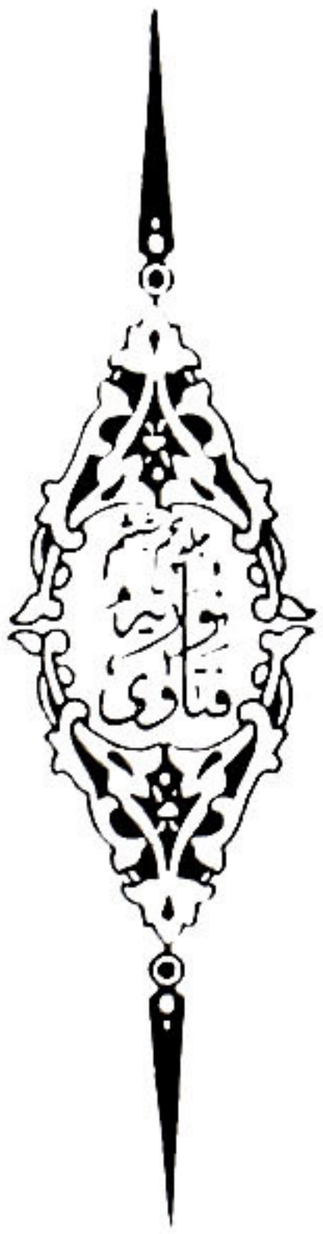

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ کے بیچ موضع بھونڈی سکھو کے جس کو آباد ہوئے تین سو سال ہو چکے ہیں اس وقت موضع مذکور میں مسجد تعمیر کی گئی تھی، وہاں دو پتیاں تھیں، مشترکہ جگہ پر گاؤں تعمیر کیا گیا، بعد میں اِس کو تقسیم کر کے دو گاؤں کے حصے بنا دئے گئے مگر مسجد مشترکہ ہی رہی۔ مسجد کچی تھی، اِس کو پختہ بنانے کے لئے ہر دو پتی داروں نے مشترکہ چندہ اکٹھا کیا مگر بعد میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب ایک فریق کہتا ہے چونکہ اب مسجد آپ کے رقبہ میں آچکی ہے اِس لئے ہم اپنے رقبہ میں اپنی مسجد علیٰحدہ تعمیر کریں گے ہمیں جمع شدہ اور سامان مسجد وغیرہ میں سے ہمارا حصہ دے دیں، دوسرا فریق کہتا ہے چونکہ چندہ اسی مسجد کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے لہٰذا اسی مسجد پر خرچ ہو گا۔

شرعی لحاظ سے وضاحت فرمائی جائے کہ ہر دو فریق میں سے کون حقدار ہے

marfat.com

اور یہ مسئلہ کیسے حل ہونا چاہیئے۔

محمد عاشق ولد نور محمد قوم وٹو موضع بھونڈی شیکھو کے
تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مسجد کا بڑا ادب ہے اور مسجد کو ویران یا بے رونق کرنا جائز نہیں، قرآن کریم کا ارشاد ہے ومن اظلم ممن منع الآیۃ (پہلا پارہ) حالانکہ گاؤں چھوٹا ہے سائل نے زبانی بیان کیا کہ وہ گاؤں پچاس یا پچپن گھروں کا ہے تو اگر دو مسجدیں بنائی گئیں تو آباد کون کریگا، پہلی بھی غیر آباد ہو جائیگی اور دوسری بھی، لہٰذا دو پہلی ہی آباد کریں اور مسجد میں کوئی پتی نہیں بلکہ وہ تو خانۂ خدا ہے، سب مسلمانوں کا برابر ہے خاص کر جبکہ وہ جنکے حصہ میں ہے لکھ دینے کو تیار ہیں کہ یہ مسجد مشترکہ رہے گی جیسے کہ سائل نے زبانی بیان کیا تو ایک ہی رہنے دیں اور اتفاق سے آباد کریں جبکہ ایک ہی گاؤں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ ۱۰-۹-۸۱

marfat.com

مندرجہ ذیل فتویٰ چونکہ فتاوٰے نوریہ کے قلمی نسخہ میں نامکمل درج تھا اس لئے مطبوعہ فتاوٰی نوریہ جلد اول کی کتاب الوقف میں بھی ناتمام ہی طبع ہوا۔ اب اس فتویٰ کا مکمل مسودہ پرانے کاغذات سے دستیاب ہوا ہے جو نذرِ قارئین ہے۔

(مرتّب)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ ایک مسجد جو ۶۰/۷۰ سال سے آباد چلی آتی تھی، سیلاب کی وجہ سے اس کا مکان منہدم ہوگیا اور اسی طرح گاؤں کے بھی کئی مکان منہدم ہوگئے، اپنے اپنے مکان تو لوگوں نے بنالئے اور گاؤں کو آباد رکھا مگر مسجد کو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اس کے قریب ایک نئی مسجد بنانی شروع کردی حالانکہ گاؤں چھوٹا ہے، ایک مسجد بھی اچھی طرح آباد نہیں ہوسکتی چہ جائیکہ دونوں، خصوصاً وہ پرانی مسجد جو شکستہ وخستہ چھوڑ دی ہے اور اس کے لئے کوئی امام اور پانی وغیرہ کا انتظام نہ ہوگا تو وہ نئی مسجد (جس میں ہر طرح کا انتظام ہوگا) کے بن جانے سے آباد نہ ہوسکے گی بلکہ ویران رہے گی، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

سائل: سبحان الدین از کوٹھی نورشاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

قرآنِ کریم سورۂ نور کا نورانی ارشاد ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع (آیت ۳۶)

marfat.com

قولِ محقق یہ ہے کہ ان بیوت سے مراد جمیع مساجد ہیں۔ لباب التاویل، خازن معالم التنزیل وغیرہا تفاسیرِ معتبرہ میں ہے والنظم للسید ابی السعود والمراد من البیوت المساجد کلها اور اس رفع سے مراد رفعِ بنا ہے یا تعظیم۔ ارشاد العقل، لباب التاویل، معالم التنزیل، جمل[1] (عن الکرخی) وغیرہا میں ہے والنظم من الارشاد والمراد بالاذن فی رفعها الامر ببنائها رفیعة لا کسائر البیوت وقیل هو الامر برفع مقدارها۔

بہرحال اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مسجد مذکور کو بنا کیا جائے اور اسکی عظمت کو بپا کیا جائے خصوصًا ایسی حالت میں کہ لوگوں نے اپنے اپنے گھر درست کر لئے اور خانۂ خدا یونہی ویران و برباد چھوڑ دیا اور اگر نئی مسجد علیحدہ بنائیں تو اس سے پہلی مسجد کا حق ادا نہیں ہوسکتا حالانکہ وہ مسجد قیامِ قیامت تک مسجد ہی ہے کما فی جمیع معتبرات المذهب المنیف بلکہ اس نئی مسجد کے بن جانے سے وہ محض ویران و معطل پڑی رہے گی تو اندریں حالات نئی مسجد بنانا کریمۂ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها (البقرة آیت ۱۱۴) کا مصداق بننا ہے۔

جلالین، بیضاوی، ارشاد العقل وغیرہا میں ہے والنظم لمولانا الجلال علیه الرحمه وسعی فی خرابها بالهدم او التعطیل اور یہ حکمِ اظلمیت حکمًا و لفظًا جمیع مساجد کے تمام مخربین و معطّلین کے لئے عام ہے۔

ارشاد العقل، طبری، کبیر، نیشاپوری، خازن، بیضاوی، صاوی، روح البیان

---

[1] تصنیف علامہ سلیمان بن عمر عجیلی شافعی ۱۲ مرتب

marfat.com

والنظم من الحق علیہ الرحمہ وصیغۃ الجمع لکون حکم الاٰیۃ عاما لکل من فعل ذٰلک فی ای مسجد کان۔

صاوی میں تفصیلاً فرمایا کان مسلما او کافرا اور حضرت سیدنا فاروقِ اعظم کے فتوٰی کا بھی یہی حکم وتقاضا ہے کہ اس نئی مسجد کے بنانے سے لزوماً بالکل گریز کیا جائے کہ شانِ ضراریت سے پرہیز ہو۔

تفسیراتِ احمدیہ میں مسجدِ ضرار کے بیان میں ہے وعن عطاء لما فتح اللہ الامصار علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر المسلمین ان یبنوا المساجد وان لا یتخذوا فی مدینۃ مسجدین یضار احدھما صاحبہ۔ لہٰذا اِس پہلی مسجد کو آباد کیا جائے اور اِس نئی کے بہانے سے پرانی کی خرابی و ویرانی سے اجتناب کیا جائے کہ ویرانئ دنیا و آخرت سے نجات اور آبادئ ابدیہ کے ثمرات حاصل ہوں۔

تفسیر صاوی میں ہے لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم کی تفسیر میں فخزی المسلم فی الدنیا بالمصائب والفقر والعمی والموت علی غیر حالۃ مرضیۃ (الی ان قال) علی سبیل التطھیر ان مات مسلما فان العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب وکل اٰیۃ وردت فی الکفار فانھا تجر ذیلھا علی عصاۃ المسلمین۔

تفسیر عزیزی میں آیت ومن اظلم ممن منع الاٰیۃ کی تفسیر میں ہے ہر مسلماں را ازیں امر احترازِ تام باید نمود واز مقدمات ودواعی واسبابِ قریبہ وبعیدہ ایں کار احتیاطِ تام باید کرد۔

marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی
اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ البصیر فوری
۵ ذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۶۸ھ

الاستفتاء

کینیڈا سے آمدہ درجِ ذیل سوال کافی مفصل اور طویل تھا، اختصار کے پیشِ نظر متکرر عبارتیں حذف کردی گئی ہیں تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سائل کی اصل عبارت اس کے اپنے الفاظ میں آجائے نیز سوال کی اصل روح بھی برقرار رہے اور وہاں کے حالات کی منظر کشی بھی ہوجائے۔ (مرتب)

سلام مسنون!

ایک نہایت ہی ضروری کام کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں، آپ کے ذریعے انشاء اللہ تعالےٰ یہ مسئلہ حل ہوجائے گا اور کینیڈا میں مقیم مسلمان آرام وسکون کا سانس لینے کے ساتھ ساتھ آپ کے ممنون ہوں گے۔

اٹاوہ، کینیڈا کا دارالحکومت ہے، اس کی آبادی تقریباً چار لاکھ کے قریب ہے،

marfat.com

یہاں اکتوبر سے لے کر مارچ تک متواتر برف باری ہوتی رہتی ہے۔ دارالحکومت ہونے کے باعث یہاں اسلامی حکومتوں کے سفارت خانے بھی ہیں جن کے عطیات کے ذریعے یہاں پر ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے، مسجد کی تعمیر کے لئے ۱۹۷۶ء میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر کا عطیہ دیا گیا، دوسری حکومتوں کے عطیات کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ روپیہ زیادہ ہونے کے باعث بنک میں جمع کروا دیا گیا اور اس پر سود لینا شروع کر دیا۔ مسجد کا فی الحال مستقل امام کوئی نہیں ہے۔ ایک ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے وہ مختلف آدمیوں کو امامت کے فرائض کے لئے نامزد کرتی رہتی ہے۔ جمعہ کی نماز مسجد میں اہتمام سے ہوتی ہے پھر جمعہ کو مغرب اور عشاء کی نماز اور ہفتہ کے روز کی تمام نمازیں اگر نمازی اکٹھے ہو جائیں تو ہو جاتی ہیں ورنہ مسجد بند رہتی ہے۔ ہفتہ کے روز فجر کی نماز کے بعد کچھ تعلیم ہوتی ہے۔ اس کے بعد لوگ اپنے ہمراہ کھانا لے کر آجاتے ہیں اور مسجد کے تہ خانہ میں کھانا کھایا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ ظہر تک جاری رہتا ہے۔

مسجد کا طول ۷۵ × ۷۵ ہے۔ مسجد کے تہ خانہ کی بنیادیں زمین کی کھدائی کر کے اٹھائی گئی ہیں، اسی بنیاد پر ہی مسجد کی دوسری چھت ڈالی گئی ہے جہاں نمازیں ادا کی جاتی ہیں، اس کے اوپر تیسری منزل گیلری کی صورت میں ہے تاکہ عورتیں وہاں پر نماز ادا کر سکیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ہفتہ کے دن لوگ تہ خانے میں اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ یہاں کے ماحول کو مدِ نظر رکھئے کہ عورت اور آدمی میں کوئی فرق خیال نہیں کرتے۔ بچوں کے والدین بھی ساتھ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں پاکستان، ہندوستان، لبنان، ترکی، اردن، افریقہ، ملائشیا، کینیڈا اور قاہرہ کے لوگ ہوتے ہیں، یہاں فیشن زدہ عرب لوگ بھی ہوتے ہیں

marfat.com

(میں عرب کی برائی نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ کو تمام حالات سے روشناس کرانا چاہتا ہوں) اگرچہ تمام اکٹھے ہونے والے لوگ مسلمان ہی ہیں لیکن میل ملاقات کا تمام تر کام اسی مسجد کے تہ خانہ میں ہوتا ہے۔

(آپ سے گزارش ہے کہ یہاں کے مغربی طرز کے ماحول کو نگاہ میں رکھیں کیونکہ یہاں کے عیسائی اور غیر مسلم لوگ آدمی اور عورت کے سرِ عام ملنے کو بالکل معیوب نہیں سمجھتے بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں کہ میری بیوی کے کتنے بوائے فرینڈز یا دوست ہیں)

اب یہاں چند لوگوں نے اس تہ خانہ میں ٹیبل ٹینس (TABLE TENNIS) لاکر رکھ دی اور کھیلنا شروع کر دیا۔ جب دیندار لوگوں نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے منع کر دیا، معاملہ بورڈ میں گیا اور اکثریت نے نہ کھیلنے کے حق میں ووٹ دیا، اس طرح یہ مصیبت وقتی طور پر ٹل گئی۔ یہ واقعہ ۱۹۷۶ء کا ہے۔

پچھلے سال ۱۹۷۷ء میں بورڈ کا دوبارہ الیکشن ہوا اور اظہر علی خان جس کا تعلق بھی پاکستان سے ہے، ایسوسی ایشن کا صدر منتخب ہوا۔ اب پھر الیکشن ہونے والے ہیں چنانچہ اس نے اپنے دماغ سے سپورٹروں کے کہنے پر ایک میز کی بجائے دو عدد نئے ٹیبل ٹینس لاکر رکھ دئے اور نوٹس بورڈ پر کھیل کے اوقات تحریر کر دئے۔ جب یہ بات خوددار مسلمان کے نوٹس میں آئی تو وہ دونوں میزوں کی دو عدد ٹانگیں بمع پیچ وغیرہ کے اٹھا کر گھر لے آیا اور صدر صاحب کو ٹیلی فون پر تمام صورتِ حال سے آگاہ کر دیا کہ آپ مسجد میں نہیں کھیل سکتے اور کھیل کا نوٹس بھی بورڈ سے اتار لایا۔

صدر صاحب نے اپنی مرضی کے ممبروں کی ہنگامی میٹنگ منعقد کی اور کھیلنے کا فیصلہ پاس کر دیا۔

marfat.com

تمام تر صورتِ حال تفصیل کے ساتھ میں نے تحریر کر دی ہے۔ کھیلنے والے بھی مسلمان ہیں اور رد کنے والے بھی مسلمان، اب میں بالکل ایک غیر جانبدار ہونے کے باعث آپ کو دونوں گروپوں کے نقطۂ نگاہ سے آگاہ کرتا ہوں۔

کھیلنے والوں کا دعوٰے

۱۔ یہاں کا ماحول گندا ہے اِس لئے ہم اپنے بچوں کو مسجد کے ماحول میں لانے کیلئے تھوڑی سی رغبت دلائیں اور اس کے لئے کھیل کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ جب مسجد کا تہ خانہ کھانے میل ملاقات اور بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال ہو سکتا ہے تو پھر ٹیبل ٹینس کے لئے کیوں استعمال نہیں ہو سکتا؟ (واضح رہے کہ یہاں پر عورت اور آدمی بلا امتیاز آپس میں گپیں لگاتے ہیں)

۳۔ ان کا خیال ہے کہ مسجد صرف دوسری منزل پر واقع ہے جہاں نماز باجماعت ہوتی ہے تہ خانہ مسجد نہیں ہے لہٰذا اسے کھیل کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ الیسوسی ایشن نے اٹاوہ سے ۱۲ سو میل دور کینیڈا ہی میں ایک جگہ HALIFI سے ایک عرب مسجد کے امام کو بلایا جس نے کہا کہ تم مسجد کے تہ خانہ کو بطور کھیل استعمال کر سکتے ہو کیونکہ یہ مسجد نہیں ہے مزید اس نے ایک حدیث نقل کی کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں حبشہ سے چند آدمی آئے تھے جنہوں نے مسجد میں گتکے کے ذریعے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ جب رسولِ خدا کی موجودگی میں ایسا ہو سکتا ہے تو اب کیوں نہیں ہو سکتا؟

۵۔ واشنگٹن (امریکہ) کے ایک امام مسجد ڈاکٹر عبدالرؤف نے تحریری طور پر مسجد کے تہ خانے کو ٹیبل ٹینس کے لئے استعمال میں لانے کی رائے ظاہر کی ہے۔ واضح رہے کہ کینیڈا اور امریکہ میں TABLE TENNES کو PING PONG کہتے ہیں۔

marfat.com

روکنے والوں کا دعوٰے

۱۔ مسجد میں کھیل بالکل ناجائز ہے چاہے رغبت دلانے کے لئے ہو۔

۲۔ مسجد کا ماحول خالص اسلامی ہونا چاہئے، اِس میں عورتوں مردوں کے آزادانہ میل ملاقات اور نمود و نمائش کی پابندی ہونی چاہئے۔

۳۔ مسجد کا تہ خانہ ہو یا بالاخانہ بنیاد سے لے کر آسمان تک تمام جگہ مسجد ہے جس کا احترام ضروری ہے۔

۴۔ ڈاکٹر عبدالرؤف کوئی مفتی نہیں ہے جو فتوٰے دے سکے۔

مسجد کے حالات کے ساتھ ساتھ دونوں گروپوں کے خیالات اور دلائل سے بھی آپ کو اپنی سمجھ کے مطابق بندہ نے آگاہ کر دیا ہے لہٰذا آپ کی خدمتِ عالیہ میں مؤدّبانہ گزارش ہے کہ ہمیں اس بارے میں آگاہ فرمائیں تاکہ مزید کسی قسم کا نقصان ہونے سے پیشتر ہی مسئلہ اچھے طریقے سے حل کیا جاسکے۔ ہمیں اس بارے میں فتوٰی چاہئے۔

(اس کے بعد مختصر سوالات جو تقریباً وہی ہیں جو اس سے اگلے استفتاء میں درج ہیں اس لئے یہاں نقل نہیں کئے جارہے) (مرتّب)

آپ اتنا لمبا خط پڑھ کر شاید اکتا گئے ہوں لیکن تمام حالات کا عرض کرنا بھی ضروری تھا۔

والسلام

افتخار احمد۔ اٹاوہ (کینیڈا)

مساجد اللہ تعالےٰ کے گھر ہیں، شرعاً بڑے معظم ہیں، قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ

marfat.com

نے بڑی اہمیت دی ہے۔

وہ لوگ بالکل سادہ لوح اور شرعیات سے بے بہرہ ہیں جو مسجد کے متعلق ایسے خیالات رکھتے ہیں، پہلے پارہ میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے و من اظلم ممن منع مسٰجد اللہ الآیۃ [1] اور سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۸ پارہ دسویں کا ارشاد ہے انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ الآیۃ [2] اور اٹھارہویں پارہ سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۶ ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ الآیۃ [3] اور پارہ انتیسواں سورۃ الجن کی آیت نمبر ۱۸ نے فرمایا وان المسٰجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا [4]۔

ان چار آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے مسجدوں کی تعظیم و ادب کا ذکر فرمایا ہے اور ادب کا ذکر فرمایا ہے اور ان میں اپنے ہی ذکر کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ مسجدیں اللہ تعالےٰ کے لئے خاص ہیں اور یونہی ان کی تفصیل احادیثِ پاک میں ہے۔

ابنِ ماجہ ج ۱ ص ۲۴۷ میں حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے

---

[1] اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، ان کو لائق نہ تھا کہ مسجدوں میں جاتے مگر ڈرتے ہوتے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

[2] اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

[3] ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام۔

[4] اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

marfat.com

کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جن چیزوں سے منع فرمایا، ان میں خرید و فروخت کی ممانعت بھی ہے اور اسی صفحہ میں واثلہ بن اسقع سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم و خصوماتکم ورفع اصواتکم واقامۃ حدودکم وسل سیوفکم یعنی "اپنی مسجدوں کو دور رکھو اپنے بچوں سے اور دیوانوں سے اور خرید و فروخت سے اور اپنے جھگڑوں سے اور آواز بلند کرنے سے اور حدیں قائم کرنے اور تلواریں کھینچنے سے" اور یونہی گم شدہ چیز کے متعلق مسجد میں دریافت کرنے سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ دریافت کرنے والے کو کہا جائے لا ادّاھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا۔ یعنی "اللہ تعالےٰ تمہاری وہ چیز واپس نہ فرمائے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں" رواہ ابوداود ج ۱ ص ۶۸ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یونہی ترمذی ج ۱ ص ۴۳ میں حضرت عمرو بن عاص کی حدیثِ مرفوع میں خرید و فروخت وغیرہ سے ممانعت ہے اور حضرتِ ابوہریرہ سے مسلم شریف ج ۱ ص ۲۱۰ میں بکثرت حدیثوں میں ہے کہ گم شدہ چیز کو مسجد میں دریافت کرنے والے کو وہی دعا دی جائے کہ چیز نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں وہ تو اسی کام کے لئے ہیں جس کے لئے بنائی گئی ہیں اور یونہی مسند امام احمد بن حنبل اور سنن بیہقی وغیرہ میں بکثرت حدیثیں ہیں اور بکثرت حدیثوں میں کچے پیاز، تھوم وغیرہ بدبودار چیز کھا کر داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۹ اور ۲۱۰ وغیرہا کتبِ حدیث میں بکثرت حدیثیں ہیں۔

نوٹ: حضرتِ فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز یہ فتوائے مفصل تحریر فرمانا چاہتے تھے، یہاں تک مسودہ کی شکل میں لکھا تھا کہ بعض انتہائی اہم مصروفیات کے باعث یہ سلسلہ موقوف رہا تا آنکہ سائل مذکور نے اسی سلسلہ میں بطور یاددہانی مورخہ ۳۰/۷/۷۸ کو مختصر سوالنامہ دوبارہ لکھا جو مورخہ ۲۹ اگست ۷۸ء کو

marfat.com

ان دنوں موصول ہوا جب حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد نصراللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ پرملال کا سانحہ پیش آئے، صرف ۱۱ دن گزرے تھے۔ شدید صدمہ اور تعزیت کے لئے آنے والوں کے ہجوم کے باوجود حضرتِ فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز نے ۳۱ اگست کو اس کا مختصر جواب تحریر فرمایا جسے اگلے صفحہ پر درج کیا جا رہا ہے (مرتب)

الاستفتاء

یہ سوال دوبارہ مؤرخہ ۳۰-۷-۷۸ کا لکھا ہوا مختصر آیا مؤرخہ ۲۹-۸-۷۸ کو تو یہ جواب لکھا گیا۔ ابوالخیر السمیع غفرلہٗ ۳۱-۸-۷۸

فتوٰے کے بارے میں ہمیں از حد ضرورت ہے اِس لئے آپ وقت نکال کر اپنی اولین فرصت میں اپنے تعاون سے مستفید فرمائیں۔ بندہ دوبارہ جن امور میں فتوٰے چاہئے ہے عرض کئے دیتا ہوں :۔

۱۔ آیا مسجد کے تہہ خانہ میں ٹیبل ٹینس (TABLE TENNIS) یا دیگر کسی قسم کی کھیل وغیرہ کا شغل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

۲۔ مسجد کی تعمیر پر صدقات زکوٰۃ وغیرہ کا روپیہ استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

۳۔ نماز میں ایک بار لیش دینی علم رکھنے والے ظاہری طور پر پرہیزگار (کیونکہ باطن کو تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) کی موجودگی میں بغیر داڑھی کے آدمی جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں ؟

۴۔ عورتیں اور مرد مسجد کے تہہ خانہ میں اکٹھے مل کر کھانا وغیرہ یا میٹنگ کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

marfat.com

یہ تمام مسائل یہاں کے مسلمانوں کے لئے آپس میں کافی رنجش کا باعث بنے ہوئے ہیں اِس لئے آپ لوگوں پر بھی عالم ہونے کے ساتھ اِس بات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اپنی دینی خدمات اور علم کے ذریعہ امتِ محمدیہ کو راہِ راست پر لانے کے لئے اپنی ذمہ داری سرانجام دلویں۔

ایک ہفتہ کے بعد رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے اِس مبارک مہینہ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افتخار
اٹاوہ، کینیڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

آپ کے سوالات چار ہیں، پہلے اور چوتھے نمبر کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب چیزیں مسجد میں ناجائز ہیں کیونکہ مسجدیں اللہ رب العالمین کے خاص گھر ہیں جیسا کہ خود اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورۃ الجن آیت ۱۸ پ۲۹ ع۱۱) (ترجمہ) اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی گھر کی قدر و منزلت گھر والے کی شان سے ہی مستفاد ہوتی ہے۔ دنیا کے کسی شہنشاہ یا بادشاہ یا بااختیار حاکم کے موجود ہوتے ہوئے جبکہ وہ جاگتا اور دیکھتا سنتا ہو اس کے گھر کے

marfat.com

اندر یا اوپر نیچے ایسی حرکتیں نہیں ہوسکتیں تو اللہ رب العالمین جو ہمیشہ ہمیشہ زندہ اور سمیع وبصیر ہے اس کے اپنے خاص گھروں میں ایسی حرکتیں کیونکر روا ہوسکتی ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ گھر کا احترام گھر کے اوپر نیچے گھر والے کی حدِ ملکیت تک ہوتا ہے۔

دیکھئے کوئی کسی کے گھر کے نیچے یا اوپر اخلاقاً اور قانوناً عمارت نہیں بنا سکتا تو وہ اللہ جو زمین کی نچلی تہہ تک اور آسمان کے اوپر تک کا مالک ہے، اس کے گھروں کا احترام بھی اس کی حدِ ملکیت تک لازم ہے چنانچہ فقہ حنفی کی نہایت مستند اور معتمد کتاب درالمختار اور اس کے نہایت معتبر حاشیہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۱۴ میں ہے، درالمختار کے لفظ ہیں ان مسجد الی عنان السماء کہ وہ آسمان کے اوپر تک مسجد ہے اور شامی نے فرمایا وکذا الی تحت الثری یعنی جیسے کہ آسمانوں کے اوپر تک مسجد ہوتی ہے یونہی زمین کی تہہ والی نمناک مٹی کے نیچے تک مسجد ہوتی ہے بلکہ مسجد مسجد ہی تب بنتی ہے کہ اس کی نیچی تہہ تک اور اوپر تک سب مسجد ہو۔

شامی ج ۳ میں ۵۱۲ میں ہے ان شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ وعلوہ مسجدا اور بالخصوص مساجد کی تعظیم اور احترام کا حکم بھی فرمایا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ، رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (سورۃ النور آیت ۳۶، ۳۷ پ ۱۸ ع ۱۱) (ترجمہ) ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح وشام، وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت، اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل

marfat.com

اور آنکھیں۔

ان گھروں سے مراد مفسرین کرام کے نزدیک مسجدیں ہی ہیں اور بلند کرنے سے مراد تعظیم اور احترام ہے اور احادیث طیبہ بھی بکثرت ہیں جو مساجد کی تعظیم کا حکم فرماتی ہیں تو ماہِ نیم ماہ اور مہرِ نیم روز کی طرح واضح ہوا کہ مسجد کے اندر یا بالاخانہ یا تہہ خانہ میں یہ حرکات نازیبا اور ناروا ہیں نیز عورتوں اور مردوں کا کسی اجتماع میں اکٹھے کھانا یا میٹنگ کرنے میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ غیر محرم بھی شامل ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں اور زیادہ خرابی ہے۔ قرآنِ کریم نے تو پردے کا حکم دیا ہے تو اس کی بھی خلاف ورزی ہے لہٰذا شرعاً ایسے اجتماعات سے پرہیز بڑی ضروری ہے۔

سوال نمبر ۲ کا جواب بھی قرآنِ مجید میں واضح موجود ہے۔ اللہ رب العلمین کا ارشاد ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (سورۃ التوبۃ آیت ۶۰ پ ۱۰ ع ۱۴) (ترجمہ) صدقات انہی لوگوں کے لئے ہیں جو محتاج اور نرے نادار ہوں اور جو اسے وصول کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یہ زکوٰۃ و صدقات کے خرچ کرنے کی جگہیں ہیں جن میں مساجد داخل نہیں ہیں، سُبیل اللہ سے مراد غازی وغیرہ ہیں تو واضح ہوا کہ مساجد پر ان کا استعمال جائز نہیں۔

سوال نمبر ۳ کا یہ جواب ہے کہ بغیر داڑھی کے آدمی دو قسم ہیں، ایک وہ جن کی داڑھی اتری ہی نہیں یا ہیں ہی کھودے یا کترانے یا منڈانے کے بعد توبہ کر لی تو وہ امام بن سکتے ہیں اور دوسرا قسم جو منڈاتے ہیں یا کترا کر شرعی حد سے کم رکھتے ہیں تو اس دوسری قسم کا آدمی کسی

marfat.com

بارلیش زیادہ دینی علم رکھنے والے پرہیزگار کے ہوتے ہوتے استحقاقِ امامت نہیں رکھتا۔ قرآنِ پاک میں مقتدی کو امام کی معیت کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (سورۃ البقرہ آیت ۴۳ پ۱ ع۵) راکعین کا اصل امام ہی ہوتا ہے حالانکہ قرآنِ کریم ہی میں حکم دیا گیا ہے کہ پرہیزگاروں اور صدق والوں کے ایماندار ساتھی بنیں۔ ارشاد ہوتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۹ پ۱۱ ع۴) (ترجمہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی بنو۔ اور احادیثِ مبارکہ میں بڑی وضاحت سے حضور پُرنور سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اجعلوا ائمتکم خیارکم فانہم وفدکم فی مابینکم وبین اللہ عز وجل (ترجمہ) اپنے نیکوں کو اپنے امام بناؤ اس لئے کہ تمہارے وفد ہیں تمہارے اور اللہ عزوجل کے درمیان (رواہ الدارقطنی ص ۱۹۷ و البیہقی فی سننہ ج۳ ص ۹۰ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اور فقہاءِ کرام نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

نوٹ: بعض لوگ اس حدیث شریف سے استدلال کرتے ہیں کہ مسجدِ اقدس میں حبشیوں نے کھیل کیا، یہ قابلِ استدلال نہیں کیونکہ اولاً تو وہ کھیل کھیل ہی نہیں تھا بلکہ جہاد کی مشق تھی، ثانیاً شارحینِ حدیث نے فرمایا کہ وہ مسجد کے اندر نہیں تھا بلکہ مسجد کے نزدیک تھا تو مجازاً مسجد فرمایا گیا چنانچہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے ج۳ ص ۱۴۹ یعنی در رحبۂ مسجد کہ جائے بود متصل مسجد، اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے ای فی رحبۃ المسجد المتصلۃ بہ (ج۶ ص ۲۶۵) یعنی وہ کھیل مسجد کے رحبہ میں تھا جو مسجد کے متصل تھا، اور انڈیا کے مشہور مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث نے شرح بخاری فیض الباری ج۲ ص ۵۵ میں بڑے زور سے کہا کہ وہ کھیل مسجد سے باہر تھی اور یہ حضرت امامِ مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، اس کے لفظ یہ ہیں وثبت عندی عن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

ان کان خارج المسجد لاد اخلہ تو ایسی محتمل حدیث سے قرآنِ کریم کی واضح آیات اور احادیث کے مقابلہ میں استدلال نہیں کیا سکتا بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱، ص ۴۳۶ اور عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۴ ص ۲۲۰ میں فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے یعنی یہ ایک دفعہ ہوا اور پھر جواز اٹھ گیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں ان اللعب فی المسجد منسوخ بالقران و السنۃ اما القران فقولہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع الخ تو اس وشمس کی طرح نمایاں ہوا کہ اس حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ ۳۱-۸-۷۸

فتاوی نوریہ جلد ششم

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ وکعبہ جناب مفتی اعظم پاکستان وفقیہ اعظم حضرت مولانا نور اللہ صاحب۔ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : امابعد

عرض یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں مسجد سے ملحق امام مسجد صاحب کا مکان تھا پھر وہ مکان گرا کر کچھ حصہ مسجد کے ساتھ ملحق کر دیا گیا، باقیماندہ حصے پر بچیوں کے لئے سکول بنانے کے لئے کچھ لوگوں نے تجویز پیش کی۔ زید نے کہا کہ بچیوں کو دینی تعلیم مثلاً قرآن وحدیث پڑھانے

marfat.com

میں کوئی حرج نہیں بلکہ ضروری ہے مگر سکول کی مروجہ تعلیم بالخصوص بچیوں کے ہاتھ قلم دینا باعثِ فتنہ اور منع ہے، اندریں حالات مندرجہ ذیل مسائل دریافت طلب ہیں :۔

۱۔ کیا بچیوں کو مروجہ سکولوں کالجوں میں تعلیم دلانا از روئے شرع شریف جائز ہے ؟

۲۔ کیا امام مسجد کے مکان کا وہ حصہ جو مسجد میں داخل نہیں کیا گیا اس میں پرائمری سکول برائے طالبات بنانا جائز ہے ؟ بینوا توجروا۔

محمد عبدالشکور شاد قادری جھنگوی حال خطیب جامع مسجد مدینہ حافظ آباد
ضلع گوجرانوالہ ۲۸ نومبر ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ اگر چھوٹی بچی ہو تو احتیاط کے ساتھ کوئی حرج نہیں اور بڑی ہو تو مخلوط تعلیم نہ ہو یعنی لڑکے ساتھ نہ ہوں تو احتیاط کے ساتھ جائز ہے، قلم ہاتھ میں دینے سے بھی حرج نہیں، علم اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے، اس سے بچیوں کو نفع اٹھانا جائز ہے البتہ مخربِ اخلاق و حیاسوز تعلیم سے پرہیز ضروری ہے، بچیوں کو کتابت سیکھنے کی تفصیل فتاوٰے نوریہ میں بڑے دلائل کے ساتھ ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

۲۔ مسجد کے مکان کا بچا ہوا حصہ امام مسجد کا ملکیت ہو تو اس سے خرید کر یا بخوشی اجازت دے تو جائز ہے اور اگر وہ زمین وقف ہے تو واقفین کی مرضی کے خلاف جائز نہیں اور

marfat.com

شاملات دیہہ کی زمین مملوکہ زمینداران ہے تو زمیندار اپنی رضا سے بنا سکتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و
علیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۳۰ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۹۸ھ

۲-۱۲-۷۸

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندریں کہ مسجد کے شہتیر، کڑی، اینٹیں جو مسجد پر صَرف نہ ہو سکتے ہوں، ان کو بیچ کر ثمن اسی مسجد کی عمارت کے لئے رکھنا یا اس کی عمارت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ خصوصًا ایسی حالت میں کہ ضائع ہونے کا خوف غالب ہو بلکہ بعض ضائع ہو چکے ہوں، لوگوں نے اپنے تصرفِ ذاتی میں استعمال کر لئے ہوں۔ ایک فاضل فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے بلکہ ان اشیاء سے حجرہ بنایا جائے یا پانی گرم کرنے میں صرف کریں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: خوشی محمد، واسو سالم کا ضلع منٹگمری

۲۲ ۱۳۶۰ھ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بلاشک وشبہہ اشیائے مذکورہ کی بیع قاضیٔ شرع ومتولّی کرسکتے ہیں۔ وقایہ، ہدایہ، فتح القدیر، بحرالرائق میں ہے والنظم من البحر[1] قال فی الھدایۃ وان تعذر اعادۃ عینہ الی موضعہ بیع وصرف ثمنہ الی المرمۃ صرفا للبدل الی مصرف المبدل اھ وایضا[2] فیہ وقدمنا انہ لافرق بین المتولی والحاکم فی الاجارۃ والتعمیر فکذا فی النقض وقد سوی بین القاضی والمتولی فی الحاوی انتھی ونقل فی الدر عن الحاوی التسویۃ فقط ایضاً۔

اور جب ضائع ہورہی ہوں تو بیع بطریقِ اولیٰ جائز ہے کہ خوف ضیاع مجوز مستقل ہے حتی کہ صالح الصرف کی بیع کو بھی جائز بنادیتا ہے چہ جائیکہ بوجہ عدمِ صلاحیت پہلے سے ہی جائز ہو اور ہلاک ہورہی ہوں نہ کہ صرف خوفِ ہلاکت ہو فی البحر والدر من الحاوی واللفظ من الدر[3] اذا خاف ضیاعہ فیبیعہ ویمسک ثمنہ لیحتاج حاوی

---

[1] ج۵ ص ۲۲۰

[2] ج۵ ص ۲۱۹

[3] درمختار ج۳، ص ۵۲۹

marfat.com

وفی البحر ورد المحتار فعلی هذا یباع النقض فی موضعین عند تعذر
عوده وعند خوف هلاکه بلکہ شامی میں ہے ثم رأیت الأن فی الذخیرہ قال
وفی فتاوی النسفی سئل شیخ الاسلام عن اهل قریة رحلوا و تداعی
مسجدها الی الخراب و بعض المتغلبة یستولون علی خشبه
و ینقلونه الی دورهم هل لواحد لاهل المحلة ان یبیع الخشب
بامر القاضی و یمسك الثمن لیصرفه الی بعض المساجد او الی هذا
المسجد قال نعم الخ بلکہ اس میں یہ بھی ہے والذی ینبغی متابعة المشائخ
المذکورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد او حوض کما افتی به
الامام ابو شجاع والامام الحلوانی وکفی بهما قدوة لاسیما فی زماننا الخ
پس امس و شمس کیطرح وضح ولائح ہوا کہ اشیاءِ مذکورہ کی بیع بطریقِ مذکور جائز ہے،
حجرے اور پانی کے گرم کرنے میں صرف نہیں کرسکتے کہ مفاهیم الکتب حجة، نیز
غیر مصرف میں صرف محتاجِ دلیل ہے فاذا انعدم انعدم الجواز فعلی الفاضل المانع
المجوز التامل الصادق فیما قلت والمراجعة الی الکتب فان یجد خلاف ما حررت
یکتب برهانا حتی ارجع الی الصواب والا فلیصدق الجواب۔ واللہ تعالی اعلم
وعلمه اتم واحکم وصلی اللہ علی المحبوب والہ وصحبه وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ الحنفی القادری النعیمی نورہ اللہ ربہ و قوّاہ القوی

فرید پور جاگیر

۲۲ ربیع الثانی شریف سنہ ۱۳۶۰ھ

marfat.com

الإستفتاء

مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی اعظم محمد نور اللہ صاحب خدا آپ کا سایہ قائم رکھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض خدمت اقدس میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں صرف کی جاسکتی ہیں یا نہیں مسجد زیر تعمیر ہو۔ ویسے مسجد کا کام تو ختم ہو سکتا ہی نہیں ہمارے گاؤں میں ایک حافظ صاحب رونق علی صاحب اور ایک مولوی خلیق صاحب نے یہ مسئلہ بتایا کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں لگ سکتی ہیں اس نے گاؤں سے تمام کھالیں جمع کر کے مسجد میں دے دی ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں حضور کی عین نوازش ہو گی۔

نیز مسجد کے ملحقہ مزار شریف ہے کیا قربانی کی کھالیں مزار شریف کے برآمدے پر ساتھ کے حجرے پر صرف کی جاسکتی ہیں اس کے متعلق ارشاد گرامی فرماویں حضور کی بندہ پروری ہو گی۔

فقط والسلام

آپکی دعاؤں کا طالب حاجی انتظار محمد خاں

مورخہ ۲۵/۱۱/۸۰

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی التوب والصواب

قرآن کریم سورۃ التوبہ میں ہے انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ الآیہ یعنی اللہ کی مسجدوں کو صرف ایماندار ہی آباد کرتے ہیں۔ بہرحال یہ ایمانداروں کا کام بہت اچھا ہے اور شرعاً خیر ہے۔ نیز قرآن کریم سورۃ الحج کے آخری رکوع میں ہے وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون کہ اچھے کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ تو قربانی کا کام بھی اچھا کام اور مسجد کی امداد بھی اچھا کام ہے تو قربانی کا چام مسجد میں بلاشبہ جائز ہوا اور ابوداؤد صفحہ ۲۳ جلد ۲ کی مرفوع حدیث حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ میں ہے فکلوا وادخروا وأتجروا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور ثواب حاصل کرو۔ کہ قربانی سے ثواب کماؤ تو اس سے بھی جائز ہوا اور کسی فقیہ نے اس سے منع نہیں کیا تو بہرحال بلاشک وشبہ جائز ہے اور اصل اشیاء میں اباحت ہے حضرت مجدد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور دیگر اکابر فقہاء و مشائخ نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے اور حضرت مولٰنا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ والد ماجد مولٰینا شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہم نے بھی جواز کی تصدیق فرمائی ہے اور یوں ہی ملحقہ مزار شریف کا حجرہ پر خرچ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ بھی کارِ خیر ہے۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ وآلہ وسلم

حررہ العبد ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

یکم جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

۱۷-۳/۸۲

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اندریں مسئلہ کہ کسی شخص نے ایک دینی درس گاہ کو تین کنال انیس مرلہ رقبہ وقف کیا، اتفاقاً اِس رقبہ میں سے چودہ مرلہ رقبہ غیر متصل الاٹ ہوگیا جس کے درمیان شارع عام ہے اور اِس رقبہ چودہ مرلہ پر مہاجرین قابض و آباد ہیں جن کے بے دخل کرنے سے حرجِ عظیم لازم آتا ہے نیز اس رقبہ چودہ مرلہ سے مدرسہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ متولی رقبہ مدرسہ، مدرسہ کے مفاد اور ہمدردی غریبوں کے لئے اس رقبہ چودہ مرلہ کو فروخت کرکے اس کے عوض اِس رقم سے اسی ایکڑ زمین میں سے متصل رقبہ خرید کر محض دینی درس گاہ کے مفاد کے پیشِ نظر شامل کرنا چاہتا ہے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ صورتِ مسئولہ میں متولی رقبہ مذکورہ کو فروخت کرکے اس کے عوض اتنا ہی رقبہ خرید کر وقف کردے تو جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

سائل: شیخ محمد صدیق ساکن بہاول نگر

نوٹ: یہ سوال مئی ۱۹۸۰ء کے اواسط میں آیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

ہاں اندریں حالات واقف کو اختیار ہے کہ اس چودہ مرلہ غیر متصل رقبہ کو فروخت

marfat.com

کرکے حاصل شدہ رقم دارالعلوم کے لئے اتنی اراضی یا زیادہ خرید کر متصل رقبہ خرید کر دیدے مگر فروخت شدہ کی رقم میں سے اپنے لئے کچھ نہ رکھے، جو خرید سے بچے وہ رقم بھی دارالعلوم کو دیدے کیونکہ وہ رقبہ دارالعلوم کا ہی ہے۔ فتح القدیر ج ۵ ص ۴۴۰، بحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۳، عقود الدریہ ج ۱ ص ۱۱۷، شامی ج ۳ ص ۵۳۹ میں بالفاظ متقاربہ ہے الحاصل ان الاستبدال اما عن شرط الاستبدال اولا عن شرطہ فان کان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیہم فینبغی ان لا یختلف فیہ۔ اور علماء کرام نے بھی یہی فرمایا ہے یفتی بکل ما ھو انفع للوقف (فتاوی خیریہ ج ۱ ص ۱۲۰) بحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۱ میں ہے لان الوقف یحمل الانتقال من ارض الی ارض۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۶ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ ۸۰-۵-۲۰

marfat.com

نماز

marfat.com

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا

(النساء)

بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے اپنے مقرر وقت پر

marfat.com

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مِنْ عَمَلِهِ صَلٰوتُهُ۔ (ترمذی)

"بے شک قیامت کے روز بندے کے عمل میں سے سب سے پہلے
جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے"

marfat.com

كتاب الصلوة

باب الاوقات

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ حنفی مذہب میں نمازِ عصر اول وقت یا اوسط میں پڑھنی مستحب ہے یا اتنی تاخیر اولیٰ ومستحب ہے کہ مکروہ وقت سے اتنی پہلے مکمل ہو جائے کہ دوبارہ باجماعت ادا کرنے کی صورت میں مکروہ وقت کا شبہ نہ ہو۔ فقہ حنفی کی کتبِ معتبرہ کے حوالہ جات سے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

منجانب: اہالیانِ جامع مسجد پیر اسلام حکیم حاجی غلام محمد والی حویلی لکھا تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال ۹-۱۰-۷۷

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بلاشک وشبہ وریب مذہبِ مہذبِ حنفی کی جلیل القدر کتبِ معتبرہ متون وشروح و فتاوٰے میں روزِ روشن سے بھی زیادہ روشن ہے کہ نمازِ عصر کی ادا کا وقت مستحب جبکہ بادل نہ ہوں ہر موسم میں یہ ہے کہ سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے یعنی جب تک کہ نظر اس پر نہ ٹھہر سکے نماز پوری ادا ہو جائے چنانچہ قدوری ص ۲۱، کنز الدقائق ص ۱۷، وقایہ متنِ شرح الوقایہ ص ۱۴۸، ہدایہ ص ۸۳، مبسوطِ سرخسی ج ۱ ص ۱۴۷، بدائع صنائع ج ۱ ص ۱۲۵، تنویر الابصار، درالمختار شامی ج ۱ ص ۳۴۱، ملتقی الابحر ص ۱۷، شروح الکنز زیلعی ص ۸۳، عینی ص ۱۹، بحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۷، فتح القدیر ج ۱ ص ۱۹۹، عنایہ ج ۱ ص ۱۹۹ میں ہے والنظم من المبسوط فاما العصر فالمستحب تاخیرها فی الصیف والشتاء عندنا بعد ان یؤدیها والشمس بیضاء نقیة لم یدخلها تغیر یعنی عصر کی نماز کے لئے یہ مستحب ہے کہ اتنی مؤخر کی جائے گرمیوں اور سردیوں میں کہ سورج سفید اور صاف ہونے کے وقت میں جب کہ اس کی ٹکیہ بدلی نہ ہوا ادا ہو جائے۔ اور اس بدلنے سے مراد یہ ہے کہ سورج کی ٹکیہ پر نظر جم جائے اور پریشان نہ ہو، یہی تفسیر صحیح ہے۔

فتاوٰے عالمگیر ج ۱ ص ۵۲، فتاوٰے قاضی خان مطبوعہ مع الہندیہ ص ۴۲، منیۃ المصلی ص ۲۰۸، مجمع الانہر ص ۱۷، جوہرہ نیرہ ص ۵۰، عینی علی الکنز ص ۱۹، بحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۷، تبیین الحقائق ص ۸۳، عینی علی الہدایہ ج ۱ ص ۵۰۵، ہدایہ ص ۸۳، درالمختار

marfat.com

تنویر الابصار ردالمحتار ص ۳۴۱، مراقی الفلاح ص ۱۰۸ وغیرہا میں ہے والنظم من الهندية والعبرة لتغير القرص لا لتغير الضوء فمتى صار القرص بحيث لا تحار فيه العين فقد تغيرت والا لا كذا في الكافي وهو الصحيح كذا في الهداية اور یہی حدیث مرفوع سنن ابی داؤد ص ۵۹ کا تقاضا ہے جو حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فكان يؤخر العصر ما دامت الشمس بيضاء نقية یعنی ہم مدینہ منورہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور عصر کی نماز مؤخر فرماتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف رہتا تھا بلکہ نمازِ عصر کا نام عصر رکھا ہی اِس لئے گیا کہ مؤخر کی جاتی ہے، عربی زبان میں عصر کا معنے نچوڑنا ہے چنانچہ مبسوطِ سرخسی ج ۱ ص ۱۴۷، بدائع صنائع ج ۱ ص ۱۲۵ میں ہے وقيل سميت العصر لانها تعصر اى تؤخر سنن دارقطنی ج ۱ ص ۹۵ میں حضرت ابوقلابہ وغیرہ سے باسناد روایات میں آیا ہے واللفظ له انما سميت العصر لتعصر پھر یہ حدیثِ مرفوع صحیح کا فیصلہ ہے کہ نمازِ عصر کے بعد کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے كما في الصحيحين البخاري ومسلم وغيرهما صراحة اور یہی سب اسفار فقہ حنفی میں مبین ہے لہٰذا نماز عصر دیر سے پڑھی جائے کہ نوافل کا وقت بند نہ ہو حتے کہ خود ہی بعد از نماز سورج کے زرد ہونے کے ساتھ بند ہو جائے كما في الاحاديث المباركة واسفار الفقه الحنفي۔

باقی سائلین حضرات کا استفتاء میں یہ کہنا کہ اتنا وقت بعد از نماز باقی ہو کہ دوبارہ باجماعت ادا کی جاسکے مکروہ ہونے سے پہلے پہلے تو یہ شرط کتبِ متداولہ سے مجھے کہیں نظر نہیں آئی، ہاں یہ نظر آیا کہ مقتدی مسبوق اپنی باقیماندہ نماز کراہتِ وقت سے پہلے ادا کر سکے چنانچہ شامی ج ۱ ص ۳۴۱ میں ہے وينبغي ان لا يؤخر تاخيرا لا يمكن للمسبوق

marfat.com

قضاءمافات۔ اورمسبوق چونکہ قعدہ میں بھی شامل ہوسکتا ہے لہٰذا چار رکعت کا وقت باقی ہونا چاہیئے مگر یہ بھی کسی امام یا شیخ متقدم کا قول نہیں بلکہ متأخرین میں سے کسی صاحب کی بحث یعنی اپنا خیال ہے جو وجیہ ہے کہ جماعت میں شامل ہونا بلاشبہہ جائز ہے اور مقتدی کا خیال رکھنا بھی بہتر ہے مگر دوبارہ جماعت والی قید نہیں ہونی چاہیئے کہ اِس کی بناء محض اِس وہم پر ہے کہ شاید نماز فاسد ہوجائے تو دوبارہ کرالی جائے جس کا وجود محض وہم ہی وہم ہے و لاعبرة للاوهام ہاں اگر بادل گھرے ہوں تو نماز جلدی پڑھنی مستحب ہے کمافی جميع الكتب المعتبرة۔

والله تعالىٰ اعلم وصلى الله على حبيبه الاعظم والهٖ واصحٰبه وبارك وسلم۔

حرّرہ الفقیر ابوالخیر محمّد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ ذی القعدۃ ۱۳۹۷ھ ۲۶-۱۰-۷۷

marfat.com

باب الاذان

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ حضرت مولانا محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاجِ گرامی !

ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ درود شریف ہر وقت پڑھنا چاہیئے لیکن اذان سے قبل پڑھنا بدعت ہے۔ امید کہ آپ وضاحت فرمائیں گے۔ والسلام

رحمت علی BPM پیر غنی ضلع ساہیوال

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّصَوَابًا

کسی مولوی صاحب کا بلا دلیل کچھ کہہ دینا اللہ تبارک وتعالےٰ کے کسی حکم کو بدلا نہیں سکتا جب کہ صاف صاف حکم ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یہ حکم مطلق ہے اور عموم واطلاق سے استدلال زمانۂ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع وذائع ہے یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں جس وقت اور جس طرح واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تاوقتیکہ کسی صورتِ خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے مثلاً مطلق ذکرِ الٰہی کی خوبی قرآن وحدیث سے ثابت ہوئی تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتری ہوگی۔ ہر ہر صورت کا ثبوت ضروری نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یادِ الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت، غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس کی خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاجِ دلیل ہے، مسلم الثبوت[1] میں ہے شاع وذاع احتجاجھم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر، اسی میں ہے العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق[2] تحریر الاصول[3] علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے العمل بہ ان یجزئ کل ما صدق علیہ المطلق لہٰذا درود شریف ہر وقت پڑھنا چاہئے جب کسی خاص جگہ پڑھنے کی ممانعت نہ آئے تو مولوی صاحب اذان سے پہلے پڑھنے کی ممانعت کسی آیت یا حدیث سے لاتے تو منع ہوتا صرف

marfat.com

ان کے کہنے سے منع نہیں ہوسکتا لہٰذا اگر کوئی پڑھے تو اسے منع نہیں کرنا چاہیئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وعلیٰ الہٖ و اصحابہٖ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۸ر شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ۱۹-۸-۸۱

الاستفتاء

بخدمت مخدومی ومتاعی فقیہِ اعظم دامت برکاتہم العالیہ:

سلامِ مسنون! دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور علیہ الصلوٰۃ کے صدقہ جلیلہ میں جناب کا سایۂ عاطفت ہم اہلِ سنت پر تا ابد قائم رکھے۔ آمین۔

عالی جناب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا (جو کہ اب اہلِ سنت کا شعار بن چکا ہے) از روئے شرعِ متین جائز ہے، مستحب ہے، سنت ہے، فرض ہے اور دلائلِ شرعیہ کیا ہیں؟

---

[1] ص ۱۵۴

[2] مسلم الثبوت ص ۲۴۴

[3] ج ۱ ص ۳۳۱

marfat.com

قبل ازیں بھی ایک عریضہ حاضر خدمت کر چکا ہوں لیکن تا حال حضور کا جواب نہیں آیا ہے، امید ہے کہ حضور اولین فرصت میں جواب سے نوازیں گے۔

فقط والسلام

حضور کا خادم سید فیض الحسن شاہ تنویر قادری

فیض العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا قبل اذان بھی بلاشک وشبہ وریب جائز ہے کیونکہ سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶ میں اللہ رب العالمین جل وعلا کے دونوں حکم یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا مطلق ہیں اور اصولِ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے المطلق یجری علیٰ اطلاقہٖ اور اس اطلاق میں یقیناً قبل اذان بھی داخل ہے اور یونہی کھڑے ہو کر اور بلند آواز سے پڑھنا بھی یقیناً داخل ہے تو یہ حکم رب العالمین کی تعمیل ہوئی تو ناجائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور قرآنِ کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کا صریح حکم مطلق دیتا ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۷ کے آخر میں ہے فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا

marfat.com

النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ سورۃ الفتح شریف کی آیت ۹ میں ہے لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اور یونہی اور بھی متعدد آیات سے سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم کی اہمیت ماہِ نیم ماہ و مہرِ نیمروز سے بھی زیادہ نمایاں و عیاں ہے لہٰذا اِس کے جواز و استحباب میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۸ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ ۷۶-۷-۷

الجواب ھو الصواب بلا شک و ارتیاب
ابو الفضل محمد نصر اللہ نوری نائب مہتمم
دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور
۷۶.۷.۷

الجواب صحیح والمجیب نجیح
ابو الضیاء محمد باقر نوری صدر المدرسین
دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

الاستفتاء

بحضور سیدی و سندی فقیہِ اعظم قبلہ شیخ الحدیث بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ
بصیر پور شریف دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔

marfat.com

امید کہ حضور والا مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات فرما کر حوصلہ افزائی کریں گے،
ہمارے محلہ کی مسجد میں صلوٰۃ وسلام کے بارے میں جھگڑا ہوا ہے اور دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرتِ بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اذان سے قبل کچھ نہیں پڑھا۔ آپ اِس کے بارے میں ثبوت دیں کہ حضرتِ بلال اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام یا کوئی دعا پڑھتے تھے یا نہیں اور وہ کہتے ہیں حضرتِ بلال کا صلوٰۃ وسلام پڑھنا ثبوت ہو جائے تو ہم خود صلوٰۃ و سلام پڑھیں گے۔

عرضے

حافظ جان محمد قادری امام مسجد محلہ این بلاک عارفوالہ تحصیل پاکپتن شریف ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّصَوَابًا

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ یہ حکم مطلق ہے کوئی دیوبندی کوئی آیت یا حدیث سے تخصیص نہیں کر سکتا، باقی رہے حضرتِ بلال تو وہ ہمیشہ دعا قبل از اذان پڑھتے تھے۔ دیکھو ابوداؤد ج۱ ص ۷۷، سننِ بیہقی ج۱ ص ۴۲۵۔ یہ حدیث حسن ہے۔ حافظِ حدیث حضرت ابوالفضل ابنِ حجر علیہ الرحمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۲ ص ۸۱ میں فرماتے ہیں اسنادہ حسن پھر ابوداؤد کی شرح عون المعبود جو ایک غیر مقلد کی شرح ہے اس کے ج۱ ص ۲۰۴ میں بھی اِس حدیث کی

marfat.com

شرح میں کوئی اعتراض نہیں اور یونہی اس کی شرح بذل المجہود ج۱ ص ۲۹۸ میں کوئی اعتراض نہ کیا۔ اِس حدیث شریف کے کلمات یہ ہیں عن عروۃ بن الزبیر عن امرأۃ من بنی النجار قالت کان بیتی من اطول بیت کان حول المسجد فکان بلال یؤذن علیہ الفجر فیأتی بسحر فیجلس علی البیت ینظر الی الفجر فاذا رأہ تمطی ثم قال اللّٰھم انی احمدک واستعینک علیٰ قریش ان یقیموا دینک قالت ثم یؤذن قالت واللہ ما علمتہ کان ترکھا لیلۃ واحدۃ ھٰذہ الکلمات۔

(ترجمہ) عروہ بن زبیر سے روایت ہے بنی نجار کی ایک خاتون سے (جو صحابیہ ہیں) فرماتی ہیں کہ تھا میرا گھر بڑا اونچا مسجد کے آس پاس والے گھروں سے اور تھے حضرتِ بلال اس پر فجر کی اذان دیتے، پس آتے سحری کے وقت پس بیٹھ جاتے اس مکان پر نظر کرتے ہوئے طرف فجر کی، جب دیکھتے فجر انگڑائی لیتے پھر یہ دعا کرتے اللّٰھم انی احمدک واستعینک علیٰ قریش ان یقیموا دینک پھر اذان دیتے فرمایا مائی صاحبہ نے اور اللہ کی قسم نہیں جانتی میں ان کو کہ چھوڑا ہو کسی ایک رات بھی ان کلمات کو۔

تو اِس حدیث شریف سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضرتِ بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ اِس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور دعا کی سنتوں میں اوّل آخر درود شریف پڑھنا بھی داخلِ سنت ہے تو درود شریف بھی ثابت ہوا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خود اِس دعا کو سن کر منع نہیں فرمایا ورنہ رُک جاتے اور ہمیشہ نہ کہتے تو یہ حدیث تقریری بنی، تو مرفوع حدیث سے ثبوت ہو گیا جبکہ قرآنِ حکیم

marfat.com

کے مطلق حکم سے بھی ثابت ہے اور یہ تو خوب ظاہر ہے کہ مطلق کا اطلاق بھی پر زور دلیل ہے جیسے کہ کتبِ اصولِ فقہ سے واضح ہے تو آپ کے محلہ والے دیوبندی صاحب وعدہ کے پکے ہیں تو صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دیں ورنہ آپ تو پڑھتے رہیں، کسی کے شک ڈالنے سے شک میں نہ پڑیں۔ یہ لوگ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام جس طرح پڑھ نہیں سکتے یونہی سن بھی نہیں سکتے تو آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔

واللہ الھادی

حررہ العقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ، ۳۰-۸-۸۱

marfat.com

باب الإمامة

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ زید ایک امام مسجد ہے، اس نے عمداً بھنگ پی لیا اور بعد میں توبہ بھی کر لی، کیا امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسماعیل

قلعہ حاجی محمد یوسف بھٹی تحصیل دیپال پور

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

زید نے بڑی سخت غلطی کی کہ امام ہو کر بھنگ پی لی حالانکہ نشہ آور چیز حرام ہے مگر چونکہ ابھی تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا لہٰذا توبہ کے بعد امامت کرا سکتا ہے، حدیث شریف سے ثابت ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ[1] کہ گناہ سے توبہ کرنے والا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کا کوئی گناہ ہی نہیں اور حافظ صاحب توبہ کے ساتھ ایک دیگ خیرات کرنے کا عہد بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جوش ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے ان الصدقۃ لتطفئ غضب الرب[2] والحمد للہ تعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ ۸۰-۴-۲۳

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو حرمین

---

[1] جامع ترمذی ج ۱ ص ۸۴۔

[2] جامع ترمذی ج ۱ ص ۸۴۔

marfat.com

طیبین میں صحیح العقیدہ سنّی امام کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت دشوار ہوتا ہے کیونکہ حرمین طیبین میں فی زمانہ نجدیوں کی حکومت ہے بدیں وجہ حرمین شریفین میں ائمہ مساجد حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام ہیں اور وہ غالباً نجدی ہیں اور اگر کوئی شخص علیحدہ جماعت کرائے تو حکومت کی طرف سے یہ ممنوع ہے، اسے فساد کہہ کر منع کیا جاتا ہے تو ایسے حالات میں مقررشدہ ائمہ مساجد کی اقتدار میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر پڑھی جائے تو جماعت کی فضیلت حاصل ہوگی یا نہیں؟

زید کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت میں حکومت کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے اور ایسا کرنے سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، فتح القدیر میں ہے وفی الدرایۃ قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لان فی غیرھا یجد اماما غیرہ نیز اسی میں ہے لو صلی خلف فاسق او مبتدع احرز ثواب الجماعۃ لکن لا یحرز ثواب المصلی خلف تقی اور اسی میں ہے یرید بالمبتدع من لم یکفر۔

زید کا قول ہے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مجددِ دین وملت قدس سرہ نے جو ہندوستان کے وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے تو تحذیراً وتنفیراً للقوم ہے کیونکہ ان دیار میں کوئی مجبوری نہیں ہے پھر سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حکمِ شرعی کے مطابق اسی بدمذہب کی تکفیر کی جو ضروریاتِ دین کے منکر ہیں جو شانِ نبوت ورسالت میں توہین وگستاخی کے مرتکب ہوئے یا ایسا ارتکاب کرنے والوں کو دیدہ ودانستہ حق پر جانتے ہیں لیکن ان کے ماسوا عوام کی تکفیر نہیں کی جاسکتی لہٰذا امامِ اہلسنت رضی اللہ عنہ کا

marfat.com

فتاوٰے رضویہ مبارکہ میں وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت میں اسی روایت کو دلیل بنایا ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف رحمھما اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز اور اگر اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت اہل الاہواء کو مطلق کافر جانتے تو بجائے اِس روایت کے یہ قول فقہی نقل فرماتے وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کقولہ ان اللہ جسم کالاجسام وانکارہ صحبۃ الصدیق فلا یصح الاقتداء بہ اصلا (درالمختار)

پھر جو قولِ فقہی امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملّت قدس سرہ نے اہل الاہواء کے پیچھے نماز کی ممانعت میں نقل فرمایا اِس کے متعلق فقہاء کا قول ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف ان الصلوٰۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز والصحیح انہا تصح مع الکراھۃ خلف من لا تکفرہ بدعتہ (مراقی الفلاح)

زید کا نظریہ یہ ہے کہ ہر نجدی کی تکفیر نہیں کی جاسکتی، جب تک ضروریاتِ دین میں سے کسی دینی ضروری امر کا انکار نہ کرے اور نجدی حکومت کے منظور شدہ ائمہ مساجد اعتقادیات سے زیادہ واقف نہیں ہوتے بلکہ اگر ان کے سامنے ان کے کسی بڑے کی کوئی گستاخی کی بات بیان کی جائے تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں، توبہ توبہ کرتے ہیں بدیں وجہ عوام نجدیوں کو مبتدع ہی کہا جائے گا اور بغیر دلیل کے تکفیر نہیں کی جاسکتی اور بحالتِ مجبوری ان کی اقتداء میں نماز پڑھ لینے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

مراقی الفلاح میں ہے واذا صلی خلف فاسق او مبتدع یکون محرزا ثواب الجماعۃ لکن لا ینال ثواب من یصلی خلف امام تقی

ص ۳۶۵ ص ۲۴۰ وغیرہ (مرتب)

marfat.com

طحطاوی علی المراقی میں ہے قال البدر العینی یجوز الاقتداء بالمخالف و کل بر و فاجر مالم یکن مبتدعا بدعۃ یکفر بھا۔ ہاں اگر مجبوری ہو تو تو کسی مبتدع کی اقتدا میں نماز ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائے جیسے کہ اِن دیار میں وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین وغیرہم ہیں لہٰذا بیان فرمایا جائے کہ زید کا قول درست ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو دلائل سے تردید کی جائے۔ بینوا توجروا۔

نوٹ : یہ بھی واضح فرمائیں کہ نجدی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا افضل ہے یا تنہا افضل ہے؟

والسلام

محمد کریم متعلم دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

زید کا یہ کہنا کہ عوام نجدیوں کو مبتدع ہی کہا جائے گا اور بغیر دلیل کے تکفیر نہیں کی جاسکتی الخ مجھے درست معلوم ہوتا ہے اور کسی ایسے فاسق و مبتدع امام کی اقتدا میں جس کا کفر ثابت نہ ہو اور ہو بھی مجبوری کی حالت تو نماز درست ہے، اس کی تصدیق زید کے حوالوں کے علاوہ حوالہ جاتِ ذیل سے بھی ہوتی ہے۔

فتاوٰی قاضی خان ص ۴۳ میں ہے من شرائط السنۃ والجماعۃ ان یری الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر۔ عقائد اور شرح عقائد ص ۱۱۵ میں ہے

marfat.com

وتجوز الصلوٰة خلف كل بر و فاجر لقوله صلى الله عليه وسلم صلوا خلف كل بر و فاجر[1] ولان علماء الامة كانوا يصلون خلف الفسقة واهل الاهواء و البدع من غير نكير وما نقل عن بعض السلف من المنع عن الصلوٰة خلف المبتدع فمحمول على الكراهة اذ لا كلام فى كراهة الصلوٰة خلف الفاسق والمبتدع هٰذا اذا لم يؤد الفسق او البدعة الى حد الكفر اما اذا ادّٰى اليه فلا كلام فى عدم جواز الصلوٰة خلفه۔

پھر شرح العقائد ص ۱۱۶ میں اِس مسئلہ کو اہلِ سنت کا مابہ الامتیاز قرار دیا، فرمایا من المسائل التی یتمیز بها اهل السنة عن غیرهم اور یہ مسئلہ فتاوٰی قاضی خان ج ۱ ص ۹۱، خلاصۃ الفتاوٰے ج ۱ ص ۱۵۰، تنویر الابصار، درالمختار شامی ج ۱ ص ۵۲۵، طحطاوی علی الدر ج ۱ ص ۲۴۳، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، کفایہ ج ۱ ص ۳۰۵، البحر الملتقیٰ اور اس کی شرح درالمنتقیٰ اور مجمع الانہر ج ۱ ص ۱۰۸، زاد الفقیر ص ۵۵، عینی علی الکنز ص ۳۲، عینی علی الہدایہ ج ۱ ص ۷۲۲، غرر درر ج ۱ ص ۸۵، بدائع صنائع ج ۱ ص ۱۵۷، بحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۹، تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۳۴، فتاوٰے ہندیہ ج ۱ ص ۸۴ میں ہے والنظم من الهندية ان كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلوٰة خلفه مع الكراهة والا فلا هٰكذا فى التبيين والخلاصة وهو الصحيح هٰكذا فى البدائع۔ نیز ہندیہ اور عینی علی الہدایہ وغیرہما میں بکلماتِ متقاربہ ہے ولو صلى خلف مبتدع او فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لا ينال

---

[1] سنن ابوداؤد ص ۸۸/۱ ، سنن بیہقی ص ۱۲۱/۳ وغیرہ

marfat.com

مثل ما ینال خلف تقی کذا فی الخلاصۃ اور جو عذر جمعہ میں ہے (کما ذکرہ السائل) جب وہ دوسری نمازوں میں بھی پایا جائے تو ان کا بھی وہی حکم ہونا چاہیئے چنانچہ بحرالرائق ج۱ ص ۳۴۹ میں ہے وینبغی ان یکون محل کراھۃ الاقتداء بھم عند وجود غیرھم والا فلا کراھۃ کما لا یخفی پھر تقدیم وتقدم کا فرق ہے یعنی انفرادی یا اجتماعی اختیار سے کسی ایسے کی تقدیم یعنی امام بنانا مکروہ ہے اور کسی ایسے کا اپنی انفرادی یا اجتماعی طاقت سے تقدم یعنی امام بن جانا بے طاقت افراد پر اثر انداز نہیں ہوتا اور پہلے قسم کی طرح کراہت نہیں ہوگی۔

قدوری اور اس کی شرح جوہرہ نیرہ ج۱ ص ۷۰ اور ہدایہ، فتح القدیر، کفایہ، عنایہ ص ۳۰۳ وغیرہا میں ہے والنظم من القدوری ویکرہ تقدیم العبد (الی ان قال) فان تقدموا جاز۔ اس جاز کا تقاضائے ظاہر مقابلہ کے اعتبار سے عدم الکراہۃ ہے مگر غرر درر ج۱ ص ۸۶ اور غنیۃ المستملی ص ۳۵۱ میں بکلماتِ متقاربہ ہے جاز مع الکراھۃ اور یہ کراہتِ تنزیہیہ ہی ہوسکتی ہے۔

بحرالرائق ج۱ ص ۳۴۹ اور حاشیۂ درر، غنیہ ذوی الاحکام ج۱ ص ۸۶ میں ہے والنظم منھا اقول الکراھۃ تنزیھیۃ کما فی البحر اور بحر میں اتنا اضافہ اور بھی فرمایا فان امکن الصلوٰۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولیٰ من الانفراد اور یہ فرق بھی ہوسکتا ہے کہ تقدیم میں دو کراہتیں ہوں، نفسِ تقدیم اور صلوٰۃ خلفھم اور تقدم کی صورت میں صرف صلوٰۃ خلفھم کی کراہت ہو۔

تنبیہ: حدیث شریف صلوا خلف کل بر وفاجر بلاشبہ قابلِ استدلال ہے۔ فتح القدیر ج۱ ص ۳۰۵ میں ہے یرتقی الی درجۃ الحسن

marfat.com

عند المحققين وهو الصواب۔ کبیری ص ۴۷۹ میں فرمایا وحاصلہ ان مرسل وھو حجۃ عندنا وعند مالک وجمھور الفقھاء فیکون حجۃ (الیٰ ان قال) یرتقی الیٰ درجۃ الحسن عند المحققین

حضرت شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی شرح سفر السعادۃ ص ۵۲۵ میں اِس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں" وعلماءِ اہلِ سنت وسنت برآں اجماع کردہ و در کتبِ عقائد آنرا ذکر کردہ و آنرا از علاماتِ سنت وجماعت داشتہ اند (الیٰ ان قال) و بالجملہ وے از حیثیتِ حدیث ظنی ست واز حیثیت اجماع قطعی" لہٰذا ہمارے مشائخِ کرام نے اِس سے استدلال فرمایا کما مر (ھٰذا)

البتہ زید کا اولِ سوال میں یہ کہنا کہ حرمین طیبین میں صحیح العقیدہ سنی امام کے پیچھے نماز ادا کرنا الخ محلِ نظر ہے۔ اگر باقاعدہ محتاط ہو کر ادا کریں تو ہو سکتا ہے بلکہ آسانی سے ہوتا رہتا ہے کما جری بناہ فی الحجات المتعددۃ وللہ الحمد والمنۃ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۸ شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ

۲۷-۸-۷۴

marfat.com

الاستفتاء

از کندھ کوٹ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

بخدمتِ اقدس استاذ العلماء مخدوم الفقراء والفقہاء حضرت علامہ صاحب

السلام علیکم : بعد از ہدیہ مسنون کے معروض خدمت ہوں، خیریت ہے۔ امید ہے آپ بھی بخیریت ہوں گے۔ مندرجہ ذیل مسائل کا جواب باصواب ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔

۱۔ ایک امام مسجد میت کو غسل بھی دیتا ہے اور مستقل امامت بھی کراتا ہے۔ اس کا غسل دینا معاوضہ مطلوب ہوتا ہے تو اِس صورت میں اِس کی مستقل امامت جائز بلکہ بلا کراہت ہے یا کہ ناجائز یا مکروہ، جب عوام اِس کام کو حقیر جانتے ہیں اور غسّال کو بھی ادنیٰ نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور غسل دینا امام کے لئے ایک امامت کے لوازم میں شمار کرتے ہیں، مفصل بیان لکھیں۔

۲۔ بعض علاقوں میں مرد عورتوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور یہ بات ایک ضروری سمجھی جاتی ہے، غیر محرم عورت کو بھی مصافحہ کرتے ہیں تو یہ جائز ہے یا ناجائز ؟

۳۔ مسجد کے باہر وضو کے لئے ٹوٹیاں، ٹینکی، نلکا وغیرہ پہ زکوٰۃ کا مال لگ سکتا ہے یا نہیں ؟ فقط والسلام

بشیر احمد معرفت حاجی ولی محمد دوکاندار،

کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد سندھ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ میت کو غسل دینا ضروری ہے، اِس کو حقیر کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اصل تو یہ ہے کہ میت کے وارث گھر والے غسل دیں مگر رونے چلّانے میں لوگ چالاک ہیں اور ایک فریضۂ دینی ادا کرنا ناپسند ہے۔ امام کو کیوں مجبور کرتے ہیں کہ غسل دے اور جب دیتا ہے تو نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں اور معاوضۃً مال خود دیتے ہیں۔ امام پر فضول اعتراض نہیں کرنا چاہئے بلکہ فضول سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ فتاوٰی عالمگیری ج ۱ ص ۸۲ میں ہے ویستحب للغاسل ان یکون اقرب الناس الی المیت فان لم یعلم الغسل فاھل الامانۃ والورع۔ دیکھو پرہیزگار بہتر ہے تو معلوم ہوا کہ اعتراض فضول ہے والافضل ان یغسل المیت مجانا وان ابتغی الغاسل الاجر یجوز لہ اخذ الاجر الخ

۲۔ مرد کا غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔ ہماری پیاری ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں واللہ ما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرأۃ قط[1] حالانکہ آپ سب امت کے باپ ہیں تو اور کس کو جائز ہو؟ جو لوگ جائز کہتے ہیں جاہل ہیں، حرام کو حلال بلکہ ضروری سمجھتے ہیں، جائز نہیں ناجائز ہے دیکھو درالمختار شامی ج ۵ ص ۳۲۵، ۳۲۶۔

---

[1] صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۶

marfat.com

۳۔ زکوٰۃ کے مال میں مالک بنانا ضروری ہے لہٰذا مسجد اور ٹوٹیوں پر زکوٰۃ کا مال خرچ نہیں ہوسکتا۔ فتاوٰی عالمگیر ج ۱ ص ۱۷۰ میں ہے لایجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا القناطیر والسقایات الخ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاکرم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

۲۸-۵-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام مسجد مولوی صاحب فریضۂ امامت ادا کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے اذان پڑھنے سے پہلے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا واقعی بدعت ہے، شرعاً جائز نہیں ہے اور اس کا کوئی ثواب بھی نہیں ہے، کیا بحکم شریعت ایسے امام کے پیچھے نماز کے ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟ مدلل و مفصل جواب عطا فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

میاں نور محمد ولد امیر قوم سندھیلا، چک ۱۲۰/۹۰ ل ساہیوال

حاجی محمد یوسف مہتمم مدرسہ جامعہ غوثیہ حضرت خواجہ محمد پناہ رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

قرآنِ کریم میں ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لہٰذا صلوٰۃ وسلام جس وقت اور جس جگہ بھی پڑھا جائے جائز ہے اور اِس حکمِ پاک کی تعمیل ہے، اِس کو بدعت کہنے یا عقیدہ کرنے والا سخت ترین غلطی پر ہے، اس پر فرض ہے کہ صدقِ دل سے توبہ کرے ورنہ امامت کے قابل نہیں۔ امامت کے لئے ضروری ہے کہ حضور امام الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے اور ان پر صلوٰۃ وسلام جو خاص اعزاز واکرام ہے اس کو جائز اور باعثِ ثواب ونجاتِ دارین جانے اور کسی آیت یا حدیث کے حکمِ خاص سے جب تک ممانعت ثابت نہ ہو مثلاً پاخانہ کے وقت یا بیت الخلاء میں نہ پڑھے، ناجائز وبدعت نہ کہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد والہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

۱۸-۹-۷۶

marfat.com

الاستفتاء

جناب محترم ومکرم مولانا مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔

عرضِ احوال یہ ہے کہ چند روز ہوئے ہمارے گاؤں میں محمد شکیل نام کا ایک مولوی بطور امیدوارِ امام مسجد آیا۔ جمعہ کے دن اس نے دورانِ تقریر اولیاء اللہ کے حالات وحکایات بھی بیان کئے، علمِ غیب کی باتوں کو علمِ غیب نہیں مانا بلکہ کہا کہ اولیاء اللہ کو علمِ غیب نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ اپنی نورانیت سے بھانپ لیا کرتے ہیں، بعد نمازِ جمعہ اس نے کتاب سے دیکھ کر سلام بھی پڑھا۔

ہم نے اس سے پوچھا کہ آپ نے تعلیم کہاں سے حاصل کی ہے؟ اس نے بتایا کہ مدرسہ خیر المدارس ملتان سے تعلیم حاصل کی ہے، دیگر ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا کہ وہ، اس کا باپ اور اس کے رشتے دار پکے دیوبندی ہیں۔ ہمیں اس کے صحیح بریلوی مسلک ہونے میں شک ہوا لہٰذا راقم نے ایک سوال مولوی مذکور کو مسجد میں لکھ کر بھیجا کہ آپ علی الاعلان بتائیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی مصنف بہشتی زیور کافر ہے یا مسلمان؟

مولوی مذکور نے اِس کا کوئی جواب نہیں دیا فقط یہ کہا کہ ہم کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہتے اور کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ جواب سنکر ہم نے برسرِ عام اعلان کیا کہ ہم اِس مولوی کو امام رکھنے میں رضامند نہیں ہیں لیکن لوگوں نے اپنی مرضی سے امام رکھ لیا

marfat.com

(اکثریت اَن پڑھ لوگوں کی ہے) اور تصدیق کے لئے صاحبزادہ عبدالسلام ولد عبدالصمد صاحب عرف حضورجی جوکہ رینالہ خورد ضلع ساہیوال میں ایک گدی نشین پیر ہیں، ان سے رجوع کیا کیونکہ اس گاؤں کے چند افراد اور مولوی مذکور ان کا مرید ہے (صاحبزادہ عبدالسلام صاحب کے دیوبندی بھی بہت سے مرید ہیں) انہوں نے یعنی صاحبزادہ عبدالسلام صاحب نے کہا کہ یہ مولوی مذکور پہلے دیوبندی تھا اب ٹھیک ہے، دوسرے یہ کہ ہم کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔

اب اِس صورت میں دو سوال آپ کے سامنے پیش ہیں :-

۱- یہ کہ مولوی مذکور کے پیچھے صحیح سنّی بریلوی کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر مولوی صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے لیکن مولوی اشرف علی تھانوی کا معتقد ہے۔

۲- یہ کہ کسی پیر کی دلیل کو بطور فتوےٰ کے شرعی مسائل میں مانا جائے یا نہیں؟

جواب جلدی فرما کر شکر گذاری کا موقع بخشیں۔ فقط والسلام

صوفی عبدالعزیز نقشبندی مجددی

معرفت

قمرالدین کریانہ مرچنٹ نزد چکی عبداللہ

کلب روڈ دہاڑی

فتاویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

اہلِ سنت وجماعت کا امام بھی سنّی ہو، گول مول امام نہیں ہو سکتا۔ پیر اگر عالم فاضل ہو

marfat.com

اور سنّی صحیح العقیدہ تو فتویٰ کے قابل ہے ورنہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حرّرہ الفقیر ابوالخیر محمّد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرعِ متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ امام مسجد ہے دوسرے اشخاص جو کہ مولوی نہیں ہیں، کہا کہ تم میرے ساتھ فلاں مسئلہ پر بحث مباحثہ کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ہمارا ملازمت کا معاملہ ہے لہٰذا ہم آپ سے کھلم کھلا بات نہیں کر سکتے تو امام مسجد صاحب نے کہا مجھے خدا کی قسم اور قرآن کی قسم اگر میں آپ کے بارے میں یا آپ کا نام لیکر کسی کو بتاؤں، بات ختم ہو گئی۔

ٹھیک دو دن کے بعد جمعہ کے روز عوام الناس کے سامنے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر دیا اور نام لیکر کہا کہ میں افسرانِ بالا کو اپیل کرتا ہوں کہ آپ فلاں فلاں مولوی صاحبان کو یہاں آنے سے روک دیں کیونکہ یہاں آکر ایٹم بم گراتے ہیں اور غالباً جمعہ کے بعد یا پہلے ان کے افسروں کو ٹیلی فون پر بتا دیا، جس کو ٹیلی فون کیا تھا اس نے خود بتایا ہے کہ مجھے فلاں آدمی نے ٹیلی فون کیا ہے لہٰذا آپ شریعت کی رو سے فرمائیں، ایسی جھوٹی قسمیں کھانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ مسئلہ کی صحیح وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

marfat.com

بینوا وتوجروا۔

المستفتیان

سیف اللہ حسن دین بقلم خود احمد یار محمد شفیع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

اگر سوال صحیح اور حقیقتِ واقعی ہے کہ امام مسجد نے قسمیں اٹھا کر وعدہ کیا اور پھر لوٹا نہ کیا اس نے بڑا جرم کیا۔ قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک میں ایفائے عہد کا حکم ہے لہٰذا ایسا شخص مقامِ احترام اور امامت کے لائق نہیں۔ فتاوٰی عالمگیری شامی، غنیۃ المستملی وغیرہ میں فاسق کی امامت مکروہ لکھی ہے اور مکروہ بھی تحریمی ہے لہٰذا اِس شخص کو مصلّے سے دور کرنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ والہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ ۸۰-۹-۸

الاستفتاء

بخدمتِ اقدس قبلہ وکعبہ سیدی وسندی غوثی وغیاثی مفتیٔ اعظم پاکستان محدثِ عرب وعجم

marfat.com

شیخ الحدیث والتفسیر قبلہ الحاج اباجان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔

۱۔ شرعِ متین علماءِ دین اِس مسئلہ میں کیا فرماتی ہے کہ ایک مولانا صاحب نے عدت میں نکاح پڑھا دیا ہے حالانکہ اس بات کا مولانا صاحب کو پورا پورا علم تھا کہ ابھی تک عدت ختم نہیں ہوئی۔ کیا نفسِ نکاح ہوگیا یا نہیں؟ نیز نکاح خوان پر شرعی حکم کیا سزا، جزا ہے یا کہ نہیں؟

۲۔ اور مولانا صاحب نے دورانِ جماعت قرآنِ پاک کی ترتیب غلط پڑھی اور مقتدیوں نے بعد از جماعت مولانا صاحب سے پوچھا کہ آپ نے سورتوں کی ترتیب توڑ دی ہے تو مولٰنا صاحب نے جواب دیا کہ موجودہ قرآنِ پاک کی ترتیب حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے دی ہے، غلط ہے۔ کیا بقول مولانا صاحب کے غلط ہے یا کہ نہیں؟ شرع سزا جزا حکم ہے؟

براہِ کرم ان دونوں مسائل کا جلدی اور مدلل بحوالہ جواب سے نوازیں تاکہ ان مسائل کی وجہ سے شبہات دور ہو جائیں۔ فقط والسلام

آپ حضور کا ادنیٰ خادم : محمد عبد الغفور نوری

امام مسجد چک دربار میراں شاہ شریف، داخلی پکا سدھار تحصیل پاکپتن شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

۱۔ عدت کے اندر نکاح نہیں ہو سکتا۔ تمام کتبِ فقہِ حنفی کا متفقہ مسئلہ ہے اور

marfat.com

جس نے دیدہ دانستہ نکاح پڑھایا اس نے بڑا ظلم کیا، حرام کا مرتکب ہوا۔ اگر حلال جانا تو اسلام سے بھی خارج ہوگیا اس کا اپنا نکاح بھی ٹوٹ گیا، نئے سرے سے اسلام لائے اور دوبارہ اپنا نکاح بھی کرے، باقی سزا و جزا کا مسئلہ تو وہ حکومت کا کام ہے، اس کی سزا سزائے موت ہے اور جزا کچھ بھی نہیں، جزا تو نیک کام پر ہوتی ہے، بُرے کام پر سزا ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ قرآنِ پاک کی ترتیب کسی کی خود ساختہ نہیں بلکہ عند اللہ ہی یہی ہے اور لوحِ محفوظ پر بھی یونہی ہے، وہ خود ساختہ امام جاہل یا بدمذہب ہے، اس کا کہنا غلط ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں خود قرآنِ کریم میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹۔ نیز ارشاد فرمایا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ پارہ ۲۴ سورہ حٰمٓ السجدہ آیت ۴۲۔

اِن آیات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ قرآنِ کریم تغیر و تبدل سے محفوظ ہے، تمام تفاسیر وضاحت سے بیان کر رہی ہیں، قرآنِ کریم کی ترتیب صحابہ کرام نے حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے فرمائی ہے جو ہدایتِ رب العالمین سے ہے۔ دنیا بھر میں قرآنِ کریم کے لاکھوں نسخے ہر ملک میں اِسی ترتیب سے ہیں، جاہل ملّا اپنی غلطی نہیں تسلیم کرتا بلکہ حضرتِ ذی النورین رضی اللہ عنہ پر تہمت لگاتا ہے حالانکہ ان کی ترتیب باتفاقِ صحابہ کرام ہے، دیکھو تفسیر اتقان ج۱ ص ۵۷ اور اس کے آگے نیز بالاتفاق آیاتِ قرآنِ کریم کی ترتیب یہی ہے، اِس پر ساری امت کا اِتفاق ہے تفسیر اتقان ج۱ ص ۶۰، ۶۱۔ اور یونہی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۲ ص ۲۰۴، ج۹ ص ۳۲ اور قسطلانی ج۲ ص ۱۱۰ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۲ ص ۲۹۲ وغیرہا کتبِ کثیرہ میں ہے اور اسی سے ترتیبِ سور بھی ثابت

marfat.com

ہوگئی ہے، جاہل لوگ یونہی کوئی بے سری بات ہانک دیتے ہیں اور لوگ شبہ میں پڑ جاتے ہیں، قرآنِ کریم کا شان لاریب فیہ، لہٰذا اشبہات سے بچنا ضروری ہے، پھر مدلل جواب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ دلائل سمجھنے کی لیاقت ہی نہیں۔

بہرحال یہ نہایت مدلل مختصر فتوٰے لکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ شبہات سے بچائے اور بے دینوں سے پناہ دے، قرآنِ کریم پر اعتبار نہ ہو تو ایمان ہی نہیں، ایسے کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں، توبہ کریں اور آئندہ اس کے پیچھے نماز سے بچیں۔ یہ تمام کتبِ فقہ میں صاف صاف لکھا ہے، دلائل کا مطالبہ کرتے ہیں اور علم نہیں پڑھتے تو کیا سمجھیں گے؟

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وآلہ واصحابہ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۴ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ ۱۶-۸-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ کے بارہ میں نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال جب کہ امام کے سامنے کھڑا ہو کیسا ہے اور مکبر کے سامنے کھڑا ہو تو کیسا ہے۔ جو آدمی یہ کہے کہ عدمِ جواز کے علماء کے فتوے کو جو نہیں مانتا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے اس کے پیچھے امامت نہیں ہوتی۔ مذکورہ شخص کے

marfat.com

بارے میں شرع شریف کیا حکم صادر فرماتی ہے، تفصیل سے ذرا جواب ارقام فرمائیں بینوا وتوجروا۔

السائل، ابو الاعجاز قاری امتیاز حسین نقشبندی
مدرس دار العلوم جامعہ قادریہ رضویہ مصطفےٰ آباد
سرگودھا روڈ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب
اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

نماز شروع کرنے سے قبل امام کے پاس سپیکر بول رہا اور چالو کیا جائے کہ امام کی آواز اور تک پہنچا دے تو شرعاً جائز ہے کیونکہ اباحتِ اصلیہ کا یہی تقاضا ہے کہ جس کی حرمت یا عدمِ جواز قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک سے ثابت نہ ہو وہ مباح ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا اللہ تعالےٰ بھول سے پاک ہے۔

دین کامل ہو چکا اب یہ دین میں پیوند کاری کرنے والے کون ہیں، ان میں سے پیش پیش مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب رضائے مصطفےٰ والے ہیں مگر آج تک انہوں نے بھی کوئی آیت یا حدیثِ حرمت و عدمِ جواز کے لئے نہیں لکھی، اِس کی تفصیل فتاوٰی نوریہ، رسالہ مکبر الصوت میں ہے من شاء فلینظر۔

عدمِ جواز کے قائلین آج تک کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے اور تقریباً اسلامیانِ

marfat.com

عالم عملی طور پر استعمال کر رہے ہیں، صرف ہندوستان اور پاکستان کے بعض حضرات ہی بلا دلیل عدمِ جواز پر زور دیتے ہیں۔

رہا وہ حکمِ جبروتی کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں وہ سراسر جہالت ہے، عدمِ جواز کے قائلین بھی یوں ہرگز ہرگز نہیں کہتے، ایسا کہنے والا فوراً توبہ کرے ورنہ احادیثِ صحیحۂ مسلم و بخاری سے ڈرے۔ فقد[1] باء پر غور کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۴۰۰ھ ۲۸-۴-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ فرض نماز اور وتر، تراویح، عیدین، جمعۃ المبارک لاؤڈ سپیکر میں جائز ہے یا نہیں۔ شبینہ اور تراویح اور جمعۃ المبارک کے موقع پر اکثر مقامات پر لاؤڈ سپیکر استعمال کیا جاتا ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں، تفصیلی طور پر

---

[1] یہ عمل اجماع حضرت مولانا فضیلۃ الشیخ محمد ضیاء الدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے تفصیلاً بیان کیا جسے میں نے سامنے فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا اور حضرت موصوف امام اہلسنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں۔ ۱۲ منہ غفرلہٗ

[1] صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰۱ ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۷

marfat.com

ازروئے شرع جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط

محتاج الدعاء: الفقیر محمد بشیر چشتی غفرلہ ۲۸-۷-۱۹۸۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

نماز فرض وغیرہ یوں ادا کرنی کہ امام کے پاس پہلے سے چالو سپیکر رکھا جائے کہ امام کی قرارت اور تکبیراتِ انتقالیہ مقتدی بہ آسانی سن سکیں جائز ہے جس کا جواز آفتابِ نصف النہار اور ماہِ نیم ماہ سے زیادہ نمایاں اور بفضلہٖ تعالےٰ ثابت کیا گیا ہے۔ فقیر نے مختلفہ سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ رسالہ مکبر الصوت کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اور اب وہ الگ تو نایاب ہے البتہ فتاوٰے نوریہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں جو بآسانی مل سکتا ہے، جلد اوّل میں رسالہ بالاستیعاب آگیا ہے وہی منگوالیں، اب ضخیم کتاب لکھنی تو مشکل ہے ہاں یہ چیز ذہن نشین رہے کہ یوں استعمال نہ ہو کہ قریب مساجد کے نمازی تکلیف اٹھائیں یا متصلہ مکانوں کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو ورنہ قاعدۂ فقہیہ الضرر یزال کے لحاظ سے قابلِ احتراز ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الانور وآلہ الاطہر۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ ۱-۸-۸۲

marfat.com

الاستفتاء

قبلہ وکعبہ آداب نیاز۔

جناب قبلہ استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب
نعیمی قادری

جنابِ عالی! السلام علیکم کے بعد مزاجِ اقدس۔

گزارش ہے کہ بندہ شعبۂ تبلیغ کا ممبر ہوں ۱۵۷۔ گزارش ہے کہ ایک مسئلہ درپیش ہے۔ مقتدی نے مغرب کی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور بقایا اکیلا دو رکعت کس طرح پڑھے؟ ایک پڑھ کر التحیات پر بیٹھے یا کہ دونوں پڑھ کر بیٹھ جائے؟ برائے کرم مسئلہ لکھ کر بھیج دیں۔

خادم: حاجی محمد شریف ولد رحیم بخش، غوثیہ فرید یہ مکینیکل ورکشاپ

فتاوٰے نوریہ کی قیمت آپ کے ہاں کیا ہے اور مل سکتی ہے اور ہم پڑھ سکتے ہیں۔ برائے کرم نگاہِ کرم کیا کرو (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ تیسری رکعت ملی تو بعد از سلامِ امام رکعت یوں

marfat.com

پڑھے کہ ایک رکعت بعد از امام تنہا پڑھ کر التحیات اور پھر دوسری رکعت کے آخر میں تشہد پڑھ کر سلام کہے مگر ان دونوں رکعتوں میں قراءتِ سورہ اور فاتحہ پڑھے۔ فتاوٰی عالمگیر ج ۱ ص ۹۱ طبع جدید حتی لو ادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين و فصل بقعدة فتكون بثلاث قعدات و قرأ في كل ركعة فاتحة وسورة اور یونہی دوسری کتبِ فقہِ حنفی میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ و واصحابہ و بارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ ۶-۸-۸۰

فتاوٰی نوریہ مکمل مل سکتا ہے، قیمت[1] جلد اول پچیس ۲۵ روپے اور جلد ثانی بائیس ۲۲ روپے۔ اگر یہ جواب پڑھ لیں تو پھر وہ پڑھ لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] اس وقت فتاوٰے کی وہی قیمت تھی جو اوپر درج ہے، اب کاغذ وغیرہ کی گرانی کی وجہ سے جدید ایڈیشنوں کی قیمت تبدیل ہو چکی ہے ۱۲ (مرتب)

marfat.com

باب ما تبطل به الصلوة وما لا تبطل

الاستفتاء

ماقول السادة الحنفية فى ان المسبوق لو نسى مسبوقيته وسلم مع الامام فقال له مدرك تمم صلوتك فانك مسبوق فتذكر واتم الصلوة، فصلوته جائزة ام لا؟

بينوا ماجورين من رب العالمين اداكم الله بالخير دائمين عن الضر محفوظين.

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب

اللهم اجعل لي النور والصواب

فتاوى

ينبغي ان تجوز صلوته لان الفقهاء صرحوا قاطبة بان الامام اذا سلم يستحب له ان يقول اتموا صلوتكم فانا قوم سفر، اخذوا ذلك من الحديث حيث قال في الهداية لانه عليه السلام قال حين صلى باهل مكة وهو مسافر، قال في الفتح رواه ابوداؤد والترمذي عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال غزوت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وشهدت معه الفتح فاقام بمكة ثمان عشرة ليلة لا يصلي الا ركعتين يقول يا اهل مكة صلوا اربعا فانا قوم سفر صححه الترمذي وعللوه ايضا بانه لاحتمال ان يكون خلفه من لا يعرف حاله ولا يتيسر له الاجتماع بالامام قبل ذهابه فيحكم حينئذ بفساد صلوة نفسه بناء على ظن اقامة الامام ثم افساده بسلامه على ركعتين كما في الفتح والبحر والمقيم المقتدي كالمسبوق لانه في الهداية ثم البحر فينفرد في الباقي كالمسبوق وفي الهندية وصاروا منفردين كالمسبوق الا انهم لا يقرءون في الاصح كذا في التبيين فهذا كالنص في المسئلة لان الامام كالمدرك والمقيم كالمسبوق وسلامه لا يخرجه

marfat.com

عن الصلوة كما نصوا عليه فاطبة فيجب ان تجون صلوته واما مسئلة الفساد باخذ الفتح عن غير مقتديه فمختص[1] بفتح القراءة فى ما ارى لوجوه۔

اما اولا فلانهم ذكروا فى تفاصيل مسائل الفتح القراءة فقط فهذا تدل على الاختصاص لانهم ينصون على جل الجزئيات ففى الهندية مثلا ولو فتح على غير امامه تفسد الا اذا عنى به التلاوة دون التعليم وايضا فيها ثم قيل ينوى الفاتح بالفتح على امامه التلاوة والصحيح ان ينوى الفتح على امامه دون القراءة۔ هذا اذا ارتج عليه قبل ان يقرأ قدر ما تجوز به الصلوة او بعد ما قرأ ولم يتحول الى اية اخرى واما اذا قرأ او تحول ففتح عليه تفسد صلوة الفاتح والصحيح انها لا تفسد صلوة الفاتح بكل حال ولا صلوة الامام لو اخذ منه على الصحيح هكذا فى الكافى ويكره للمقتدى ان يفتح على امامه من ساعته لجواز ان يتذكر من ساعته فيصير قارئا خلف الامام من غير حاجة كذا فى محيط السرخسى ولا ينبغى للامام ان يلجئهم الى الفتح لانه يلجئهم الى القراءة خلفه وانه مكروه بل يركع ان قرء قدر ما تجوز به الصلوة والا ينتقل الى اية اخرى كذا فى الكافى وتفسير الالجاء ان يردد الاية او يقف ساكتا

---

[1] باخذ الكلام قرانا كان او غيره عن غير مقتديه كما حققته حق تحقيق بفضله وكرمه تعالى فى "مكبر الصوت" فانظر تجد عجبا ۱۲ ابو الخير النعيمى غفر له ۱۵ شوال المكرم سنة ۹

marfat.com

كذا فى النهاية ارتج على الامام ففتح عليه من ليس فى صلوته وتذكر فان اخذ فى التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد والا تفسد لان تذكره مضاف الى الفتح وفتح المراهق كالبالغ ولو سمعه المؤتم ممن ليس فى الصلوة ففتحه على امامه يجب ان تبطل صلوة الكل لان التلقين من خارج كذا فى البحر الرائق ناقلا عن القنية انتهى وايضا صرح الفقهاء بانه كلام ففى الهداية لانه تعليم و تعلم فكان من كلام الناس ثم شرط التكرار فى الاصل لانه ليس من اعمال الصلوة فيعفى القليل منه ولم يشترط فى الجامع الصغير لان الكلام بنفسه قاطع وان قل وهكذا فى الفتح و الغنية والبحر فاستفيد من هذا ان غير الكلام لا يدخل فى الفتح خصوصا اذا ذكروا التسبيح لعروض شيئ اخر للامام۔

وآما ثانيا فلما سمعت من نص الصريح اتموا اصلوتكم فانا قوم سفر وايضا اذا كان يصلى الى غير القبلة خطأ فاخبره رجل ان القبلة الى هذه الجهة فتوجه اليه تجوز ففى الغنية والبحر و رد المحتار والهداية و النظم للامام البرهان وان علم ذلك فى الصلوة استدار الى القبلة وبنى عليه لان اهل قباء لما سمعوا بتحول القبلة استداروا وكهيئتهم فى الصلوة واستحسنه النبى عليه السلام وفى الغنية والدر والنظم للعلاء ولو اعمى فسواه رجل بنى وقرره الشامى عليه الرحمة رفهذه النصوص تنص على ان الفتح على الاطلاق وايضا لا فارق بين هذه الجزئيات والمسئلة

marfat.com

المسئولة والله الموفق، وفى الدر والبحر وحاشية الشامى والهندية والنظم منها مصل اقعد عند نفسه انسانا فيخبره اذا سها عن ركوع او سجود يجزيه اذا لم يمكنه الا بهذا كذا فى القنية لكن فى البحر والدر ينبغى ان يجزيه واقره الشامى وفى الخلاصة لو كان المقتدى عن يمين الامام فجاء ثالث وجذب المؤتم الى نفسه بعد تكبر الثالث او قبله لا تفسد صلوته وهكذا فى الفتح ورد المحتار وفيهما لو جذبه قبل التكبير لا يضره وفى البحر والاصح انه لا تفسد صلوته وفى البحر الرائق" وفى فتح القدير وروى ابو داؤد والامام احمد عن ابن عمر رضى الله عنهما انه صلى الله عليه وسلم قال اقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بايدى اخوانكم لا تذروا فرجات للشيطان من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله وروى البزار باسناد حسن عنه صلى الله عليه وسلم من سد فرجة فى الصف غفر له وفى ابو داؤد عنه صلى الله عليه وسلم قال خيركم الينكم مناكب فى الصلوة وبهذا يعلم جهل من يتمسك عند دخول داخل بجنبه فى الصف ويظن ان فسحه له رياء بسبب انه يتحرك لاجله بل ذلك اعانة له على ادراك الفضيلة واقامة لسد الفرجات المامور بها فى الصف والاحاديث فى هذا كثيرة شهيرة" اهـ وكذا فى الفتح وهكذا فى الدر المختار فهذه

marfat.com

النصوص تنص على ان الفتح ليس على الاطلاق وايضا لافارق بين هذه النصوص والمسئول عنه ۔

فان قلت قد عللوا الفساد باخذ فتح غير المقتدى بانه تعلم كما فى الهداية والغنية وشرح المختار وفتاوى الامام قاضيخان واطلاق التعلم يشتمل المسئول عنه فاقول ان التعلم مطلقا ليس بمفسد بل تعلم الكلام والقول به مفسد كما تدل عليه النصوص المذكورة وما فى فتاوى الامام قاضيخان من انه لو طلب من المصلى انسان شيئا فاومأ المصلى برأسه بنعم او اراه انسان درهما وقال اجيد هو فاومأ برأسه بنعم لاتفسد صلوته وفى البحر ولو طلب انسان من المصلى شيئا فاومأ براسه او قيل له اجيد هذا فاومأ براسه بلا او بنعم لاتفسد صلوته اه من الفتاوى الظهيرية والخلاصة وغيرهما وفى الهندية طلب من المصلى شيئا فاشار بيده او براسه بنعم او بلا لاتفسد صلوته هكذا فى التبيين وفى المنية وشرحه الغنية طلب منه شيئا فأومأ برأسه او عينيه او حاجبيه اى قال نعم او لا فان صلوته لاتفسد بذلك وكذا لو اراه انسان درهما وقال اجيد هو فاومأ بنعم اولا لعدم عمل الكثير فى جميع ذلك وفى الذخيرة ولا بأس بان يتكلم الرجل مع المصلى قال الله تعالى فنادته الملئكة وهو قائم يصلى فى المحراب الاية وفى احكام القرآن للحلوانى ولا بأس للمصلى ان يجيب برأسه ذكره الزاهدى وفى البحر والهندية والدر المختار ورد المحتار والنظم

marfat.com

من البحر لانه اشمل فى الفتاوى الظهيرية والخلاصة وغيرهما لو سلم انسان على المصلى فاشار الى رد السلام برأسه او بيده او باصبعه لاتفسد صلوته وكذا فى المنية فجميع النصوص تدل على ان التعلم فقط اى التفهم مع الجواب بالفعل القليل غير مفسد فالمراد من التعلم فى التعليل التلقن والقول به كما فى مسئلة القراءة عن المصحف احد وجهى الفساد هذا حيث قال فى البحر الثانى انه تلقن من المصحف فصار كما اذا تلقن من غيره ومثله فى رد المحتار و الهندية والغنية والهداية والفتح وهذا الوجه هو الصحيح كما فى الهندية والغنية والبحر والشامى ونصه وصحح الثانى فى الكافى تبعا لتصحيح السرخسى انما زادت والقول به لان موضوع المسئلة القراءة من المصحف والقراءة هو القول ولانهم صرحوا بانه لو نظر الى مكتوب مستفهما لاتفسد صلوته ففى البحر و الهداية والعناية والكفاية والفتح والهندية والدر المختار و رد المحتار والنظم منه قوله ولو مستفهما اشار به الى نفى ما قيل انه لو مستفهما تفسد عند محمد قال فى البحر والصحيح عدمه اتفاقا لعدم الفعل منه الخ فهذا يدل على ان التلقن فقط اى التفهم غير مفسد بل صرح به فى الفتح حيث قال وقولهم لانه تلقن غلط اذ المفسد التلقن المقترن بقول ما تلقنه وهو منتف والله الموفق وهو اعلم والحمد لله اولا واخرا ظاهرا وباطنا وصلى الله تعالى على المحبوب الاعلى۔

حرره الفقير ابو الخير محمد نور الله النعيمى غفر له

marfat.com

ترجمہ اردو فتوٰی سابقہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں حضرات احناف اِس مسئلہ میں کہ مسبوق[1] اگر بھول کر امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے، پھر کسی مدرِک (اول رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پوری نماز میں شریک رہنے والا) کے یاد دلانے پر وہ بقیہ نماز ادا کرلے تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

وضاحت کے ساتھ جواب سے سرفراز فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالٰے آپ کو ہمیشہ بخیریت اور ہر ضرر سے محفوظ رکھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

اس کی نماز ہوجانی چاہیئے کیونکہ تمام فقہاءِ کرام نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ مسافر امام جب سلام پھیرے تو اسے یہ کہنا مستحب ہے کہ لوگو! اپنی نماز پوری کرلو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

---

[1] یعنی ایسا شخص جس کی کوئی رکعت جماعت سے رہ گئی ہو (جسے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے گا)

marfat.com

فقہاء نے یہ مسئلہ حدیثِ پاک سے اخذ کیا ہے چنانچہ صاحبِ ہدایہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا، اس لئے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحالتِ سفر مکّہ والوں کو نماز پڑھا کر یہی ارشاد فرمایا تھا۔

شیخ ابنِ ہمام نے فتح القدیر میں اِس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی کے حوالے سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی معیتِ مبارکہ میں غزوہ کیا اور فتحِ مکّہ کے موقع پر آپ کے ساتھ حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ راتیں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپ صرف دو رکعت نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ اے مکّہ والو تم چار رکعت نماز پڑھو ہم تو مسافر لوگ ہیں، اسے ترمذی نے صحیح کہا ہے۔

نیز فقہاءِ کرام نے اِس مسئلہ کی یہ بھی علت بیان کی ہے کہ امام مسافر کا بعد از تسلیم اتموا صلوٰتکم کہنا اِس احتمال کی وجہ سے ہے کہ ممکن ہے کہ امام کے پیچھے کوئی ایسا آدمی بھی ہو جسے نہ تو اس امام کا حال معلوم ہو اور نہ ہی امام کے وہاں سے چلے جانے سے پہلے امام سے اس کی ملاقات ہو سکے، پس اندریں صورت وہ اِس گمان کی بناء پر اپنی نماز کے ٹوٹنے کا حکم لگا دے کہ شاید امام مقیم تھا اور اس نے (کسی عذر کے باعث) دو رکعتوں پر سلام پھیر کر اپنی نماز کو فاسد کر لیا ہے۔ (فتح القدیر، بحر الرائق)

اور مقیم مقتدی اپنے مسافر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ نماز میں مسبوق کی طرح ہے۔ (ہدایہ، بحر)

ہندیہ میں ہے "مقیم مقتدی مسبوق کی طرح منفرد ہو گئے مگر اصح قول میں ایک فرق ہے کہ یہ لوگ قرآن نہیں پڑھیں گے (بلکہ اندازے سے قرارت کی مقدار خاموش کھڑے رہیں گے) اسی طرح تبیین میں ہے تو یہ بات مسئلہ مسئولہ میں نص کی طرح ہو گئی

marfat.com

کیونکہ اس صورت میں مسافر امام (مسئلہ مذکورہ کے) مدرِک کی طرح ہے (یعنی دونوں نماز سے فارغ ہو چکے ہیں) اور مقیم مقتدی مسبوق کی طرح ہیں (یعنی جیسا کہ اس صورت میں امام کے اتموا صلوتکم کہنے سے مقتدیوں کی نماز نہیں ٹوٹتی ایسے ہی مدرِک کے کہنے سے بھی مسبوق کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور امام کا سلام مسبوق کو نماز سے باہر نہیں لاتا جیسا کہ سب فقہاءِ کرام نے اس امر پر نص فرمائی ہے لہٰذا واجب ہے کہ اس کی نماز جائز ہو۔

باقی رہا اپنے مقتدی کے علاوہ کسی اور سے لقمہ لینے کی صورت میں نماز کے فاسد ہو جانے کا مسئلہ تو میری رائے میں کئی وجوہ کی بنا پر یہ فساد[1] قرارت کے لقمہ کے ساتھ مختص ہے۔

اوّلاً تو اس لئے کہ فقہاء کرام نے لقموں کے مسائل کی تفاصیل میں صرف قرارت کا ذکر کیا ہے تو یہ چیز اختصاصِ مذکور پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ تمام ضروری جزئیات پر نص کرتے ہیں (لقموں کے مسائل میں صرف قرارت کے ذکر کی چند مثالیں) مثلاً ہندیہ میں ہے اور اگر اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دے تو اس کی اپنی نماز فاسد ہو جائے گی مگر جب لقمہ کے الفاظ سے تلاوت کی نیت کی تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر بہ نیتِ تعلیم لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

نیز اسی میں ہے: پھر کہا گیا ہے کہ لقمہ دینے والا اپنے امام کو لقمہ دیتے وقت

---

[1] اپنے مقتدی کے علاوہ کسی اور سے کلام اخذ کرنے کے ساتھ مختص ہے خواہ وہ کلام قرآن ہو یا غیرِ قرآن جیسا کہ میں "مکبر الصوت" میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی تحقیق کا حق ادا کر چکا ہوں جس کا مطالعہ بہت خوش کن ہو گا۔

ابو الخیر النعیمی غفرلہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ

marfat.com

تلاوت کی نیت کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ تلاوت کی نہیں، اپنے امام کو لقمہ دینے کی نیت کرے۔
بعض فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ لقمہ دینے سے اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی جبکہ
نماز کے لئے بقدرِ ضرورت قرارت نہ کر چکا ہو یا اتنی مقدار پڑھ چکا ہو لیکن وہ کسی اور آیت
کی طرف منتقل نہ ہوا ہو بہرحال اگر بقدرِ ضرورت قرارت کر چکا ہو یا کسی دوسری آیت کی طرف
منتقل بھی ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں اسے لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن
صحیح یہ ہے کہ لقمہ دینے والے کی نماز کسی حال میں بھی فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی لقمہ لینے سے
امام کی نماز فاسد ہوتی ہے (کافی میں اسی طرح ہے) اور مقتدی کے لئے فوری طور پر لقمہ
دینا مکروہ ہے۔ ممکن ہے امام کو اسی لمحے یاد آجائے اور وہ خود بخود تصحیح کر لے سو ایسی صورت میں
مقتدی کا لقمہ دینا امام کے پیچھے بلاضرورت پڑھنے کے مترادف ہوگا (اسی طرح محیطِ سرخسی میں ہے)
اور امام کے لئے بھی یہ بات نامناسب ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے کیونکہ اس طرح گویا وہ
انہیں قرارت کرنے پر مجبور کرے گا حالانکہ قرارت خلف الامام مکروہ ہے بلکہ ایسی صورت میں امام کو
چاہئے کہ وہ رکوع میں چلا جائے اگر اتنی مقدار پڑھ چکا ہے جس سے نماز ہو جاتی ہے ورنہ کسی
دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جائے۔ کافی میں یونہی ہے اور "مجبور" کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امام
ایک آیت کو بار بار پڑھے یا چپ کر کے کھڑا ہو جائے (اسی طرح نہایہ میں ہے) امام پر اشتباہ پڑا
اور کسی ایسے شخص نے لقمہ دے دیا جو اس کا مقتدی نہیں ہے اور اسے یاد آگیا تو اگر لقمہ
مکمل ہونے سے قبل اس نے تلاوت شروع کر دی تو نماز فاسد نہ ہوئی ورنہ ٹوٹ جائے گی
کیونکہ اس صورت (متاخرہ میں) اسے یاد آنا لقمہ کی طرف منسوب ہوگا اور مراہق کا لقمہ بالغ کے لقمہ
کی مانند ہے اور اگر مقتدی نے کسی ایسے شخص سے سن کر اپنے امام کو لقمہ دیا جو کہ اس کے ساتھ
نماز میں شریک نہیں تھا تو لازم ہے کہ سب کی نماز باطل ہو جائے کیونکہ یہ نماز میں شریک
نہ ہونے والے کی تلقین ہے۔ اسی طرح البحر الرائق میں القنیہ سے نقل کرتے ہوئے

marfat.com

لکھا گیا ہے۔

نیز فقہاءِ کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ لقمہ کلام ہے۔

ہدایہ میں ہے اس لئے کہ یہ تعلیم و تعلم ہے لہٰذا لوگوں کی کلام کی جنس سے ہوا امام محمد علیہ الرحمہ نے مبسوط میں تکرار کی شرط لگائی ہے (یعنی بتلانے میں تکرار سے کام لے، اگر ایک آدھ بار بتایا تو فاسد نہ ہوگی) اس لئے کہ یہ عمل افعالِ نماز میں سے نہیں ہے لہٰذا اس کا قلیل ساحصہ قابلِ معافی ہوگا اور جامع صغیر میں تکرار کی بھی شرط نہیں لگائی کیونکہ کلام بذاتِ خود قاطع نماز ہے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح فتح، غنیہ اور بحر میں بھی ہے۔

پس اِس سے ثابت ہوا کہ غیرِ کلام لقمہ میں داخل نہیں ہے خصوصاً جب امام کو کسی شے کے عارض ہونے کی وجہ سے لوگ متنبہ کرنے کے لئے "سبحان اللہ" کہیں۔

ثانیاً : (مقتدی کے علاوہ کسی دوسرے سے لقمہ لینے کی صورت میں فسادِ نماز صرف قرارت کے لقمہ سے مختص ہونے پر دوسری دلیل) نصِ صریح اتموا صلوتکم فانا قوم سفر کی وجہ سے جس کا پہلے بیان ہو چکا (یعنی امام سلام پھیر کر یہ تلقین کرے تو مقیم مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا کیونکہ امام کی اِس ہدایت کا لقمہ قرارت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔)

(تیسری دلیل) نیز جب کوئی شخص بھول کر غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی آدمی اسے خبر دے کہ قبلہ تو اس طرف ہے اور وہ ادھر رخ کر لے تو اس کی نماز جائز ہے پس غنیہ، بحر، ردالمحتار اور ہدایہ میں ہے چنانچہ امام برہان الدین رقمطراز ہیں اگر دورانِ نماز جہتِ قبلہ کا علم ہو جائے تو قبلہ کی طرف رخ کر لے اور نماز کا جو حصہ ادا کر چکا ہے اسی پہ بناء کرتے ہوئے بقیہ نماز (دوسری طرف منہ کر کے) پوری کر لے اس لئے کہ اہلِ قباء نے جب نماز کی حالت میں تبدیلیٔ قبلہ کا حکم سنا تو اسی حالت میں کعبہ کی طرف گھوم گئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com

نے اس بات کو بہت پسند فرمایا اور غنیہ اور درر میں ہے جبکہ عبارت علامہ علاؤ الدین کی ہے کہ اگر کوئی نابینا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی آدمی اس کا رخ درست کر دے تو وہ اسی پر بنا کرے اور شامی علیہ الرحمہ نے اِس مسئلہ کو ثابت رکھا۔

پس یہ ساری نصوص ناطق ہیں کہ لقمہ علی الاطلاق مفسد نہیں ہے (بلکہ کلام کے ساتھ مختص اور مقید ہے)

نیز اِن جزئیات اور مسئلۂ مسئولہ کے درمیان کوئی فارق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ہندیہ میں ہے کوئی نماز پڑھنے والا اپنے پاس کسی ایسے آدمی کو بٹھلائے جو اسے بھول چوک کے وقت رکوع اور سجدہ بتاتا جائے تو یہ نماز اسے کافی ہے جب کہ اس کے بغیر اسے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو۔ اسی طرح قنیہ میں ہے (نیز بحر اور درر میں بھی بالفاظِ متقاربہ یہی مفہوم ہے) اور خلاصہ میں ہے "اگر مقتدی امام کے دائیں طرف ہو پس تیسرا آدمی آجائے اور وہ تکبیرِ افتتاح کہہ لینے سے پہلے یا اس کے بعد اِس مقتدی کو پیچھے اپنی طرف کھینچے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی" اور اسی طرح فتح اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر تکبیرِ تحریمہ سے پہلے اسے کھینچ لے تو امام کے ساتھ کھڑے ہوئے شخص کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوگا اور بحر میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد نہیں ہوگی (یعنی نمازی کو کھینچنے والا شخص اگرچہ ابھی نماز میں شامل نہیں ہوا مگر اس کی ہدایت پر عمل کر کے پیچھے ہٹنے والے شخص کی نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اسی طرح مدرک کا مسبوق کو نماز پوری کرنے کے بارے میں کہنا اور مسبوق کا اس پر عمل کرنا مفسدِ نماز نہیں)

البحر الرائق میں ہے "اور فتح القدیر میں ابوداؤد اور امام احمد کے حوالے سے عبداللہ بن عمر کی روایت میں ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کیا کرو، کندھے برابر رکھو،

marfat.com

خالی جگہیں پُر کیا کرو اور اپنے (مسلمان) بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور شیطان کے لئے خلانہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو توڑا اللہ اسے توڑے۔

بزار نے ایک سندِ حسن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے صف میں خالی جگہ کو پُر کیا اس کی مغفرت کر دی جائیگی۔

ابو داؤد میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو نماز کے دوران اپنے کندھے بہت نرم رکھتے ہیں۔

ان احادیث کی رو سے اس شخص کی جہالت معلوم ہو جاتی ہے جو صف میں اپنے ہم پہلو در آنے والے آدمی کے داخل ہونے پر یہ سمجھ کر اسی جگہ جما رہے کہ اس کے لئے گنجائش اور وسعت پیدا کرنا کہیں ریاکاری نہ بن جائے حالانکہ صف میں گنجائش پیدا کرنے کے لئے اس کا حرکت کرنا ریاکاری نہیں بلکہ فضیلتِ مخصوصہ کے پانے اور صف میں خالی جگہیں پر کرنے کے مامور بہا فعل پر اس کی اعانت ہو گی۔ اس باب میں بہت زیادہ مشہور احادیثِ مبارکہ وارد ہیں"۔ فتح القدیر اور درِ مختار میں بھی یونہی ہے۔

سو ان نصوص سے یہ امر طے پا گیا کہ لقمہ علی الاطلاق مفسدِ صلوٰۃ نہیں ہے نیز ان نصوص اور مسئلہ مسئولہ کے مابین کوئی فارق نہیں ہے۔

پس اگر تو کہے کہ انہوں نے غیر مقتدی سے لقمہ لینے کے سبب نماز فاسد ہونے کی یہ علت بیان کی ہے انہ تعلم (یعنی چونکہ اس نے سمجھ اور جان لیا ہے لہٰذا تعلم و تفہم مفسدِ صلوٰۃ ہوا) جیسا کہ ہدایہ، غنیہ، رد المختار اور فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے اور اس تعلم و تفہم کا اطلاق مسئلہ مسئول عنہا کو بھی شامل ہے تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ مطلقاً تعلّم مفسدِ صلوٰۃ نہیں ہے بلکہ کلام کے تعلم و تفہم کے ساتھ ساتھ اسے بولنا اور پڑھنا مفسد ہے

marfat.com

جیسا کہ نصوصِ مذکورہ اس پر دلالت کر رہی ہیں۔

اور یونہی فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے سے کچھ طلب کرے پس وہ نمازی سر سے اشارہ کر دے "ہاں" یا کوئی انسان اسے درہم دکھائے اور پوچھے کہ یہ کھرا ہے؟ جواباً یہ اپنے سر سے "ہاں" کا اشارہ کر دے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور بحر الرائق میں فتاوٰی ظہیریہ اور خلاصہ وغیرہ سے ہے کہ اگر کوئی انسان نمازی سے کچھ طلب کرے پس وہ سر سے اشارہ کر دے یا اس سے پوچھا کہ یہ کھرا ہے؟ اور وہ اپنے سر سے نہ یا ہاں کا اشارہ کر دے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور ہندیہ میں ہے کہ نماز پڑھنے والے سے کسی نے کچھ مانگا پس اس نے اپنے ہاتھ یا سر سے ہاں یا نہ کا اشارہ کر دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، تبیین الحقائق میں بھی یونہی ہے۔

منیہ اور اس کی شرح غنیہ میں ہے "کسی نے نمازی سے کچھ مانگا تو اس نے اپنے سر، آنکھ یا ابرو سے اثبات یا نفی کا اشارہ کر دیا تو اس سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کوئی انسان اسے درہم دکھلائے اور پوچھے کیا یہ کھرا ہے؟ پس وہ ہاں یا نہ کا اشارہ کر دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ ان ساری صورتوں میں عمل کثیر نہیں پایا گیا۔

ذخیرہ میں ہے کہ کوئی آدمی نماز پڑھنے والے سے بات کر لے تو کوئی حرج نہیں (یعنی نمازی کی نماز درست رہے گی بشرطیکہ وہ بدستور خاموشی سے نماز میں مشغول رہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تو فرشتوں نے انہیں (زکریا علیہ السلام کو) ندا کی جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے" الآیہ (آلِ عمران، آیت ۳۹) اور حلوانی کی کتاب، احکام القرآن میں ہے کہ

marfat.com

نماز پڑھنے والا اگر سر سے جواب دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اسے زاھدی نے ذکر کیا ہے۔"

ہندیہ، درالمختار اور ردالمحتار میں اجمالاً اور بحر الرائق میں فتاوٰی ظہیریہ اور خلاصہ وغیرہما کے حوالے سے تفصیلاً مذکور کہ "اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو سلام کہے اور وہ اپنے سر، ہاتھ یا انگلی سے اس کے سلام کا جواب دے دے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی اور اسی طرح منیہ میں بھی ہے۔

یہ ساری نصوص اِس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ محض تعلم وتفہم یعنی کسی بات کو سمجھ کر عملِ قلیل سے جواب دینے کی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی لھٰذا فسادِ صلوٰۃ کی اس تعلیلِ مذکور میں تعلم سے محض تعلّم مراد نہیں بلکہ تلقّن مع القول یعنی سمجھ کر اسے بولنا مراد ہے جیسا کہ مصحف پر سے دیکھ کر پڑھنے کی صورت میں، فسادِ صلوٰۃ کی دو وجوہ میں سے ایک وجہ یہی چیز ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے:۔

"دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مصحف سے متلقن و متفہم ہوا ہے تو وہ ایسے ہو گیا جیسے اپنے غیر سے متلقن ہوا ہو" اور یونہی ردالمحتار، ہندیہ، غنیہ، ہدایہ اور فتح القدیر میں بھی ہے اور صحیح وجہ یہی ہے جیسا کہ ہندیہ، غنیہ، بحر اور شامی میں صراحۃً مذکور ہے نیز کافی میں بھی سرخسی کی اتباع کرتے ہوئے اسی دوسری وجہ کو صحیح کہا گیا ہے۔

میں نے تعلیلِ مذکور میں تعلم کے ساتھ والقول بہٖ کا اضافہ اس لئے کیا ہے، کہ موضوع مسئلہ قراءۃ عن المصحف ہے اور قرارت قول ہی ہے نیز اس لئے بھی کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ نماز پڑھنے والا اگر لکھے ہوئے پر نظر کر کے سمجھ بھی لے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی پس بحر، ہدایہ، عنایہ، کفایہ، فتح، ہندیہ، درالمختار اور ردالمحتار میں ہے اور عبارت شامی کی ہے، قولہ ولو مستفہما یہ کہہ کر اس قول کے بطلان کی طرف

marfat.com

اشارہ کیا ہے وہ جو کہا گیا ہے اگر مصحف پر نظر کر کے سمجھ لے تو امام محمد کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

بحر میں فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ بالاتفاق نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ اس سے نماز کے منافی کوئی فعل سرزد نہیں ہوا، پس یہ لفظ دلالت کر رہے ہیں کہ صرف تلقن و تفہم (یعنی نماز میں شریک نہ ہونے والے کی ہدایت کو سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا) مفسدِ نماز نہیں چنانچہ فتح القدیر میں صراحۃً مذکور ہے" اور ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ نماز تلقن کی وجہ سے باطل ہوئی ہے کیونکہ مفسد ایسا تلقن ہے جو سمجھے ہوئے کو بولنے کے ساتھ ملا ہوا ہو اور ایسا تلقن یہاں منتفی ہے۔"

اور اللہ تعالےٰ ہی توفیق دینے والا اور بہتر جاننے والا ہے اور اول و آخر، ظاہر و باطن سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ تعالےٰ سب سے بلند و بالا محبوب پر درود بھیجے۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

نوٹ: اِس ترجمہ کا عربی متن فتاوٰے نوریہ (قلمی نسخہ) کی پہلی جلد سے لیا گیا ہے جس پر کوئی تاریخ و سن درج نہیں ہے، سیاق و سباق سے البتہ اندازہ ہے کہ یہ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء کی تحریر ہے ——— اس عربی فتوے کا یہ اردو ترجمہ مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری (مدرس دار العلوم حنفیہ فریدیہ لصبیر پور) نے کیا ہے۔

(مرتب)

marfat.com

باب التطوّع

۔ تعارف رسالہ "قضائے سنتِ فجر"

مسئلہ یہ ہے کہ فجر کی نماز اگر رہ جائے اور زوال سے پہلے اس کی قضائی دی جائے تو فرضوں کی سنتیں بھی پڑھی جائیں لیکن اگر صرف سنتیں رہ جائیں تو شیخین (سیدنا امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما) کے نزدیک ان کی قضا لازم نہیں ہے۔

رسالہ ہذا میں اسی مسئلے کی توضیح ہے ـــــ اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی صاحب نے فجر کی سنتوں کی قضا لازم ہونے کا فتوٰی تحریر کر کے حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ کی طرف بھیجا، جس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ فتوٰی بھیجنے والے صاحب کا نام اور رسالہ ہذا کا سنِ تحریر معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ اس کے آخر میں حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ نے جو دستخط ثبت فرمائے ہیں، ان سے واضح ہے کہ یہ "فرید پور جاگیر" کے زمانۂ قیام (۱۹۳۸ تا ۱۹۴۵ء) میں

marfat.com

تحریر کیا گیا۔

یہ تحریر فتاوٰی نوریہ کے قلمی نسخے میں درج نہیں ہے۔ البتہ حضرت کے اپنے قلم سے تحریر کردہ اس کا مسودہ بصورتِ رسالہ کاغذات سے ملا ہے۔ جس پر کوئی عنوان درج نہیں ہے۔

اس رسالہ کو "قضائے سنتِ فجر" کے عنوان سے فتاوٰی نوریہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔

(مرتب)

marfat.com

قضائے سنت فجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

جناب مولانا صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمتہ

آپ کا فتوٰی ملاحظہ سے مافیہ ہوا۔ رکعتین فجر اگر بدون الفرض رہ جائیں تو عدم القضاء قبل الطلوع وعند الطلوع تو آپ کے نزدیک بھی مجمع علیہ ہے اور بعد الطلوع میں اختلاف۔ امام ہمام علیہ الرحمہ کا مذہب یہ کہ بعد الطلوع بھی قضاء نہیں والامام ابو یوسف علیہ الرحمۃ معہ چنانچہ وقایہ بشرح الوقایہ، درالمختار، ردالمحتار، کنز الدقائق، بحر الرائق، نور الایضاح، غنیۃ المستملی وغیرہا میں ہے والنظم من الکبیری واذا ترکہا فعندھما لا تقضی اصلا لا قبل طلوع الشمس لکراھۃ النفل فیہ ولا بعدہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک قضاء بہتر اور رسم الافتاء کا قاعدہ مقررہ کہ سیدنا امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول پر ہی فتوٰی ہے ردالمحتار میں ہے وکذا لا تخییر لو کان احدھما قول الامام والاخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان تساقطا فرجعنا الی الاصل

marfat.com

وھو تقدیم قول الامام علیہ الرحمہ۔

اقول ھذا اذا صح القولان کما ینبئ قولہ تعارض التصحیحان ولان کلامہ لیس الا فیہ فکیف اذا لم یصحح۔ بحر الرائق ج۲ ص۱۲۹ وانا اتعجب من فتواھم فی ھذا وامثالہ بما یخالف مذھب الامام خصوصا المخالف للنص الصریح اگرچہ امامِ مقدم تنہا ہی ایک جانب ہوں درالمختار، ردالمحتار، خزانۃ المفتین، فتاوٰی سراجیہ، فتاوٰے ہندیہ، بحر الرائق میں ہے والنظم للزین علیہ الرحمہ وصحح فی السراجیۃ ان المفتی یفتی بقول ابی حنیفۃ علیہ الرحمۃ علی الاطلاق۔ اگرچہ مشائخ نے تصریح فرمائی ہو کہ صاحبین علیہما الرحمہ کے قول پر فتوٰے ہے۔ ردالمحتار میں فتاوٰے خیریہ اور بحر الرائق سے ہے بل فی شہادات الفتاوی الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی و یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولھما او قول احدھما اوغیرھما الا لضرورۃ کمسألۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوٰی علی قولھما لانہ صاحب المذھب والامام المقدم اھ ومثلہ فی البحر عند الکلام علی اوقات الصلوٰۃ وفیہ من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم نعلم من این قال انتھی ما فی ردالمحتار۔

فتاوٰے عالمگیر، فتاوٰی قاضی خان، ردالمحتار میں ہے واللفظ من الھندیۃ قال عبداللہ بن المبارک یوخذ بقول ابی حنیفۃ علیہ الرحمۃ لانہ کان من التابعین ونراجعھم فی الفتوٰی کذا فی محیط السرخسی غنیۃ المستملی، ردالمحتار میں ہے کہ عبادلہ میں مطلقاً قولِ امام علیہ الرحمہ پر فتوٰے ہے والنظم

marfat.com

للشامی علیہ الرحمۃ قد جعل العلماء الفتوی علی قول الامام الاعظم
فی العبادات مطلقا وھو الواقع بالاستقراء مالم یکن عنہ روایۃ کقول
المخالف خصوصا جبکہ احد الصاحبین ساتھ ہوں۔ فتاوی قاضی وخزانۃ المفتین میں ہے
واللفظ من الاخر وان کان مع ابی حنیفۃ علیہ الرحمۃ احد صاحبیہ
یاخذ بقولھما لوفور الشرائط واستجماع ادلۃ الصواب بینھما
بالخصوص جب ابو یوسف علیہ الرحمہ ہوں لما یتلوہ من تقدیم اقوالھما علی قول
محمد علیہما الرحمۃ بلکہ اگر بالفرض امام مقدام علیہ الرحمہ کا اس مسئلہ کے متعلق کوئی قول نہ ہوتا
اور صاحبین علیہ الرحمہ کا آپس میں اختلاف ہوتا تب بھی امام ابو یوسف ہی کا قول مفتی بہ ہوتا کہ درالمختار،
ردالمحتار، خزانۃ المفتین، سراجیہ، ہندیہ، بحر میں ہے ان المفتی یفتی بقول ابی حنیفۃ
علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد الخ علیہم الرحمۃ
نیز عموماً متون میں قولِ شیخین علیہما الرحمہ پر اقتصار ہے چنانچہ وقایہ، تنویر الابصار، کنز الدقائق نور الایضاح
وغیرہا میں ہے واللفظ من النور ولم تقض سنۃ الفجر الا بفوتھا مع الفرض
اور متون نقلِ مذہب کے لئے موضوع۔

منحۃ الخالق علی البحر الرائق کے ج ۲ ص ۵۵ پر شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ان
المتون موضوعۃ لنقل المذھب نیز اسی کے ج ۱ ص ۲۰۶ پر ہے واعتماد
اصحاب المتون علی شیئ ترجیح لہ تو جو مسئلہ متون کے مخالف وہ مذہب کے
مخالف لہٰذا اس پر عمل وفتوی نہیں جائز۔ ردالمحتار ج ۵ ص ۳۰۸ کتاب الکراہیۃ فصل فی
اللبس تحت قولہ قال فی القنیۃ میں ہے قال فی الخیریۃ فالحاصل
انہ مخالف لما فی المتون الموضوعۃ لنقل المذھب فلا یجوز العمل
والفتوی بہ۔ بحر الرائق ج ۱ ص ۶۷ پر ہے یعمل بما صح من المذھب اور متون کا

marfat.com

اتنا اعتبار کہ اگران کے مخالف فتاوے میں ہو تو متون کو ترجیح ہے۔ درالمختار، ردالمحتار، بحرالرائق وغیرہا میں ہے والنظم للزین علیہ الرحمۃ والعمل علی ما فی المتون بلکہ شروح[1] پر بھی ترجیح ہے لما سمعت وصرح بہ فی الدر المختار اور جب ان دلائل قطعیہ سے ثابت ہوا کہ عدم القضاء ہی راجح ومفتی بہ ہے تو اس کے خلاف پر فتوے دینے کا حکم درالمختار سے سنئے والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع۔ ردالمحتار میں ہے قولہ بالقول المرجوح کقول محمد مع وجود قول ابی یوسف اذا لم یصحح ویقو وجھہ۔ اور یہاں تو قولِ شیخین ہے لہٰذا اشد جہلاً وخرقاً ہوگا۔

اب اس دشمس کی طرح واضح ولائح ہوا کہ فتوٰی شیخین علیہما الرحمہ کے قول پر دینا ضروری ہے تو ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں بھی ان کے قول پر فتوے ہے، والحمد للہ علی ذلک۔

جب اثباتِ مدّعٰی سے فراغت پائی تو عنانِ سمندِ قلم بسوئے ردِ فتوے اٹھائی فالق السمع بقلب شھید۔

آپ کا ارشاد کہ شیخین علیہما الرحمہ کے نزدیک قضاء لازم نہیں، اس کا مفہوم مخالف یہ کہ ان کے نزدیک بہتر ہے اور یہی امام محمد علیہ الرحمہ کا قول تو اختلاف کہاں رہا جس کے مُقرّر آپ بھی تھے۔ "قضاء لازم نہیں" یہ کس لفظ سے مفہوم ہے، جنابِ من! لاباس تو خلافِ اولٰی پر دلالت کرتا ہے۔ ردالمحتار، بحر، غنیہ، منحہ علی البحر ج ۱ ص ۳۲۲ واللفظ للشامی علیہ الرحمہ فی المنحۃ وترکہ یوجب خلاف الاولٰی وھو مرجع

---

[1] شامی ج ۱ ص ۶۶ پ ہے اقول وینبغی تقیید التخییر ایضا بما اذا لم یکن احد القولین فی المتون لما قدمناہ انفا عن البیری ولما فی قضاء الفوائت من البحر انہ اذا اختلف التصحیح والفتوٰی فالعمل بما وافق المتون اولٰی اھ وکذا لو کان احدھما فی الشروح والاخر فی الفتاوٰی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوٰی لکن ھذا عند التصریح بتصحیح کل من القولین او عدم التصریح اصلا۔ الخ ۱۲ نور عفی عنہ

marfat.com

لا بأس به فی اغلب استعماله الی ان نقل عن البحر ان مرجع خلاف الاولی کلا بأس الی التنزیہ اور لازم نہیں استحباب پر وان ھذا الاثبات احد المتناقضین بوجود الآخر، یہ کیسے متعین ہوا کہ وان قضی فلا بأس بہ کلامِ شیخین علیہما الرحمہ سے ہے جس پر آپ کے دعوے کی بنیاد ہے، دلیل سے کیوں نہ ثابت کیا بلکہ سیاقِ کلام صراحۃً دال کہ مقولۂ موفق سے ہے۔ امامین جلیلین کا شانِ والا اِس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ شَے کی نفی کرکے فرمائیں لا بأس بہ کہ منفی کا وجود ہی نہیں پھر ارتکاب کس کا جس پر لا بأس بہ فرمایا جائے۔

آپ نے رد المحتار کی پوری عبارت[1] کیوں نہ نقل کی کہ آپ کے اس پیچ و تاب کی بیخ و بنیاد ہی اکھڑ جاتی۔ صد افسوس، علماء کا یہ شان نہیں مگر اس ہشیاری سے تو کام نہیں بنتا، کیا ہمارے ہاں رد المحتار نہیں یا ہم رد المحتار کی عبارت نکال نہیں سکتے یا سمجھنے سے قاصر ہیں؟

مولوی صاحب! جب آپ کی منقولہ عبارت کے صدر میں ہے واما بعد طلوع الشمس فکذلك عندھما۔ اِس "کذلك" کا مشار الیہ کیا ہے؟ یہی مذکور الصدر فلا تقضی قبل طلوع الشمس میں "فلا تقضی" پس اگر فلا تقضی کا معنے اِس جگہ بھی یہی ہے کہ قضاء لازم نہیں تو صاف صاف ثابت ہوا کہ ہو سکتی ہے بلکہ بلحاظِ مفہومِ مخالف مستحبیت ثابت ہوئی حالانکہ آپ بھی مُقِر ہیں کہ اِس وقت قضاء نہیں اور اگر فلا تقضی کا معنے "قضاء نہیں کی جا سکتی" کریں اور لزوم والی قید کو بالائے طاق تو وہاں بھی یہ قید

---

[1] پوری عبارت یہ ہے واما بعد طلوع الشمس فکذلك عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدرر قیل ھذا قریب من الاتفاق لان قولہ احب الی دلیل علی انہ لو لم یفعل لا لوم علیہ قال الا یقضی وان قضی فلا بأس بہ کذا فی الخبازیۃ ومنھم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی انہ لو قضی الخ مخفی خط کشیدہ عبارت کو مولوی صاحب نے ملا کر لکھا اور اول و آخر کو کاٹ دیا، ناظرِ ماہر پر اس وصل و قطع کے راز غیر مخفی ویعرف ما فیہ بادنی التامل الصادق ۱۲

marfat.com

نہیں لگا سکتے۔

نیز عموماً متون میں اِس مسئلہ کو نفی واستثناء کے ایسے پیرایہ میں بیان فرمایا کہ مؤوِلین کی تمام تاویلات ان کے آگے خام، تنویر الابصار، وقایہ، کنز الدقائق، نور الایضاح وغیرہا میں ہے والنظم من الکنز ولم تقض الا تبعاً پس اس نفی میں تمام صور قضاء سنۃ الفجر قضاء فائتۃ بدون الفرض قبل الطلوع بعد الطلوع اور قضاء فائتۃ مع الفرض عند الطلوع بعد الطلوع بعد الزوال وغیرہا، تمام صور داخل اِلّا سے قضاء فائتہ مع الفرض قبل الزوال کو استثناء کیا، باقی تمام صورتیں داخل رہیں ایک ہی سلک میں منسلک بنیں، ایک نفی سے منتفی اور ایک ہی التواء میں ملتوی، پس اگر بدون الفرض کی قضا بعد الطلوع کے جواز بلکہ استحباب کے حامل ہوں تو باقی میں بھی یہی کہنا پڑے گا ولا قائل بہ۔

آگے چلئے! آپ کی منقولہ عبارت کے وسط سے یہ عبارت رہی ہوئی ہے قیل ھذا قریب من الاتفاق لان قولہ احب الی دلیل علی انہ لو لم یفعل لا لوم علیہ۔ آگے آپ کی منقولہ عبارت کا دوسرا حصہ آگیا اعنی وقالا لا یقضی وان قضی فلا بأس بہ کذا فی الخبازیۃ۔

اس عبارت سے ثابت کہ یہ اختلاف ہے مگر اتفاق کے قریب اور اگر لا یقضی کا معنے "لازم نہیں" کریں جس کا مفہوم مخالف یہ کہ قضاء بہتر ہے اور یہی امام محمد علیہ الرحمہ کا قول تو قریب من الاتفاق نہ رہا بلکہ عین الاتفاق ہوا، اگر ذرہ بھر تدبر سے کام لیتے تو لا بأس بہ کو شیخین علیہما الرحمہ کے مقولہ سے نہ فرماتے کہ قضاء لا بأس بہ ہو ہی نہیں سکتی، وجہ سنئے کہ قضاء اگر لا بأس بہ ہو تو خلاف اولیٰ ضرور ہوگی کہ لا بأس بہ اور خلافِ اولیٰ متساوی الاقدام ہیں حالانکہ قضاء نائب ومثل ادا ہے اور ادا مؤکد وبجا ہے تو قضاء کیسے خلاف اولیٰ ہے

marfat.com

والحمد لله فی الاخرة والاولیٰ اور خود شامی علیہ الرحمہ بھی اس قیل والی توفیق کے مخالف اور مضعف ہیں کہ قیل[1] صیغۂ تمریض وتضعیف سے بیان فرمایا۔

ردالمحتار کی کتاب القضاء میں تحت قولہ والفاسق لایصلح مفتیا وقیل نعم وبہ جزم فی الکنز ہے، قولہ وبہ جزم فی الکنز حیث قال والفاسق یصلح مفتیا وقیل لا فجزم بالاول ونسب الثانی الی قائلہ بصیغۃ التمریض فافہم۔ ایضاً کتاب القضاء کے فصل فی الحبس ج۴ ص۴۳۶ کے اوائل میں ہے ان التعبیر بقیل یفید الضعف آگے جو آپ نے شامی سے نقل کیا ومنہم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی انہ لو قضی کان نفلا مبتدأ او سنۃ کذا فی العنایۃ یعنی نفلا عندھما سنۃ عندہ کما ذکرہ فی الکافی اسماعیل بس یہی خلاف محقق ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یقضیہما اور قضاء سنت کا قائل ہونا سنیتِ ماصلّی کا قائل ہونا اور شیخین علیہما الرحمہ لا یقضیہما اور عدم القضاء کا قائل ہونا عدمِ سنیتِ ماصلّی کا قائل ہونا ہے۔ غنیۃ المستملی، بحرالرائق، ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے والمنقول من الغنیۃ فالذی لایشک فیہ انہم اذا قالوا تقضی اولا معناہ انہا تفعل بعد ذلک الوقت وتقع سنۃ کما ھی فی ذلک الوقت او لاتقع سنۃ بلکہ غنیہ میں فتح القدیر سے اسی جزئیہ کی تصریح موجود حیث قال الاتری انہم لما اختلفوا فی سنۃ الفجر ھل تقع بعد الشمس سنۃ او نفلا مبتدأ حکموا الخلاف فی انہا تقضی او لا۔

---

[1] وفی البحر ج۱ ص۲۴۲ وقد نقلوا ھذا التصحیح ھنا بصیغۃ التمریض (باب الاستنجاء) ۱۲

marfat.com

اس کی وجہ وہی جو سن چکے کہ قضاء مثل ادا ہے اور اسی وجہ کی طرف کلام محقق ذوالکمال ناظر حیث قال وتقع سنۃ کما ھی فی ذٰلک الوقت اور شامی علیہ الرحمہ نے اسکے خلاف محقق کو "قال" سے بیان فرمایا کہ مقبول ہے نہ "قیل" سے کہ مخذول ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے جو قضاء کو احب فرمایا اس میں اشارہ ہے کہ آپ نے احتیاطاً قضاء کا ارشاد فرمایا ورنہ احب نہ فرماتے کہ احب کے تارک کو ملامت نہیں کرسکتے اور سنتِ مؤکدہ کے تارک کو ملامت کرسکتے ہیں تو ثابت ہوا کہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک قضاء لازم نہیں اور شیخین علیہما الرحمہ کے نزدیک ہو ہی نہیں سکتی کہ لاتقضٰی فرما کر نفی کردی۔

آپ نے جو یہ فرمایا کہ فقیر کے نزدیک بھی نہ قضاء دینے سے قضاء دینی بہت بہتر ہے اس کے متعلق یہی کافی کہ آپ مقلد ہیں اور مقلد کی رائے مخالف کا اعتبار نہیں۔ بحرالرائق میں ہے ان کان مقلدا لابی حنیفۃ فلا عبرۃ برأیہ المخالف لمذھب امامہ۔

آپ کی دلیل کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنتِ فجر کی بہت تاکید فرمائی ہے اور حدیث رکعتا الفجر واشد تعاھدا آئی۔ اس کا جواب اوّلاً یہ کہ یہ تاکید وحدیثیں سنتِ فجر کے متعلق اور جب بعد الطلوع سنت ہی نہیں تو تاکید بھی نہ رہی کہ وجود مؤکد بدون المؤکد غیر موجود۔ ثانیاً یہ کہ یہ تاکید وحدیثیں شیخین علیہما الرحمہ جیسے زبردست ائمہ وعلماء کو بھی معلوم تھیں یا نہیں، نہیں کی طرف تو راہ[1] ہی نہیں، تو ضرور معلوم تھیں اور جب شیخین علیہما الرحمہ باوجود علم واجتہاد واحتیاط و تقویٰ ارشاد فرمائیں کہ "لاتقضٰی" تو آپ کو اس میں کیا تأمل ہے حالانکہ بحرالرائق میں ہے

---

[1] عقود الدریہ ج ۲ ص ۳۶۸ پر ہے کل آیۃ او خبر یخالف قول اصحابنا یحمل علی النسخ او التاویل او الترجیح علی ما صرح بہ فی الکشف الکبیر اذا کان حدیثا مخالفا لما ذھب الیہ ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ھل یجوز ان یقال انہ لم یبلغہ قالوا لا لانہ وجدہ غیر صحیح او موؤلا ۱۲ نور عفی عنہ

marfat.com

وان كان المفتي مقلدا يقلد الامام فنص امامه وان كان اجتهاديا في حقه كالدليل القطعي۔

آپ نے جو فرمایا کہ شیخین کی قضاء میں بھی اجازت ہوئی، اس کا جواب لازم نہیں کا جواب ہے کہ وہ اصل و یہ فرع اور میں نہایت ہی متعجب ہوں کہ اگر قضا ہوتی تو اجازت نہ ہوتی بلکہ ضروری ارشاد ہوتا کہ قضاء مثل ادا اور ادا ضروری تو قضاء کیوں غیر ضروری بلکہ مظنۂ منع ہوئی اور حدیث لیلۃ التعریس کے دو جواب تو وہی ہیں جو پہلی حدیثوں کے جواب ہیں اور ایک وہ جو ہدایہ، بحر، غنیہ وغیرہا میں ہے واللفظ لابراهيم عليه الرحمة ولابعده لاختصاص القضاء خارج الوقت بالواجبات الاصلية وورد به شرع والشرع انما ورد في قضاء ركعتي الفجر عند فوتهما مع الفرض قبل الزوال كما في غداة ليلة التعريس ولم يرد في قضائها اذا فاتت وحدها وايضا اقول ان السنن القبلية لابد لها من الامرين الاداء في الوقت وقبلية الفرض اما الاول فعارض لابدية تبعا للفرض والثاني ذاتي نظرا الى التبعية فان فاتت مع الفرض فات الامر الاول الفرضي فتقضى قبل الزوال تبعا للفرض مع قبلية الفرض وان فاتت بدون الفرض فات الامر الذاتي اعني قبلية الفرض وبالطلوع فات الاول ايضا فوضح الفرق ولله الحمد فلا يقاس عليه غيره۔

اور نفلوں سے کون منع کرتا ہے؟ میں نے وہاں کیا نہیں کہا تھا کہ اگر ہزار رکعت نفل پڑھے میں تب بھی منع نہیں کرتا ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ رکعتین فجر جو بدون الفرض فوت ہوں ان کی قضاء نہیں ہے۔

باقی رہا آپ کا جبروتی حکم کہ قضاءِ سنتِ فجر سے منع نہ کیا جاوے ورنہ مناع للخیر میں داخل ہوگا، اس کی کیا دلیل؟ جب قضاء ہو ہی نہیں سکتی تو نافی منتفی، مناع للخیر میں کیونکر

marfat.com

داخل ہوگا اور اگر داخل ہوگا تو آپ بھی ضرور داخل ہیں کہ جمعہ فی القریٰ کی نفی جس طرح میں کرتا ہوں ویسے ہی آپ بھی کرتے ہیں حالانکہ فضائل وتاکید جمعہ میں بھی بہت حدیثیں وارد، میں تو یہی کہوں گا کہ فضائل وتاکید بھی اس کے متعلق نہ ہوتے تو نفی منتفی میں کوئی حرج نہیں ہے،

مولوی صاحب! صدہا افسوس کہ آپ نے جھٹ کہہ دیا کہ مناع للخیر میں داخل ہوگا مگر یہ نہ سوچا کہ مناع للخیر کن کے حق میں وارد اور اس کا معنے کن لوگوں کے ساتھ مختص، یقیناً کفار کے حق میں وارد اور اس کا معنے کفار سے مختص مگر آپ اہلِ علم ہو کر اہلِ علم کے حق میں پڑھتے ہیں حالانکہ نافی اپنی طرف سے نافی نہیں بلکہ باتباع شیخین ومشائخ علیہما وعلیہم الرحمۃ نافی ہے تو آپ کا یہ جبروتی حکم کہاں تک پہنچا؟

اگر اس کے ورود واختصاص میں شک ہو تو تفاسیر معالم التنزیل ولباب التاویل ومفاتیح الغیب وارشاد العقل وحسینی وغیرہا کو دیکھیں اور ورود تو نص قرآنی کے سیاق سے اظہر من الشمس ہے، نیز مفسرینِ کرام نے مناع للخیر کے دو معنے بیان فرمائے، دونوں کو اس سے تعلق ہی نہیں ہے مگر آپ اہلِ ایمان کے متعلق پڑھ رہے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یراھم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین کیا اگر میں جواباً کریمہ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا تحریر کروں تو نہیں کرسکتا؛ مگر میں مناسب نہیں سمجھتا واللہ المتعال العاصم۔

یہ ہے آپ کی تحریر کا جوابِ بے نقاب جو دلائلِ قاہرہ باہرہ پر منطوی، باقی جواب آنے پر ملتوی، اگر یہ جواب در نظرِ جناب صواب سے بہرہ ور نہ ہو تو مطلع فرمائیں مگر اسی پر اکتفا نہ فرمائیں مطرود ومردود ہے بلکہ بیانِ دلائل ونقضِ اوائل فرداً فرداً میں ہی سود ہے کہ سخن مقبول ومسموع ہو ورنہ عند العقلاء مخذوع ومردوع۔ والسلام۔

marfat.com

وصلی اللہ تعالیٰ علی المحبوب المرغوب المطلوب الممحوب
فی کل اٰن وحین وعلیٰ اٰلہ الکرام وصحبہ العظام اجمعین وان الحمد
للہ رب العٰلمین۔

نور عفی عنہ، فرید پور جاگیر

الاستفتاء

اس فتوٰے کا مسودہ استفتاء کے بغیر پرانے کاغذات میں سے ملا ہے جس میں مندرجہ ذیل تین سوالوں کے جوابات دئے گئے ہیں :۔

۱۔ نفلی نماز کی جماعت کا حکم ؟

۲۔ غیر مسلموں پر قربانی کا گوشت صدقہ کرنے کا حکم ؟

۳۔ اعتکاف میں غسل کا حکم ؟

(مرتب)

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ ہاں یقیناً جائز ہے جبکہ محذوراتِ شرعیہ سے مبرّا ہو، قرآنِ کریم کا ارشادِ مبین ہے
وارکعوا مع الرّٰکعین وقد بین فی الاصول ان العبرۃ لعموم الالفاظ

marfat.com

وان الاطلاق بمنزلة النص والتخصيص نسخ لايجوز فی القطعی بخبر الواحد ولا القياس وذا جبل العلم والفضل العلامة الشامی يستدل علی مسئلة التراويح فيقول لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم لعدم المحذور وذا ظاهر جدا۔

اور احادیثِ کثیرہ صحاح سے بھی ثابت ہے جس کے ثبوت میں اصلا کوئی شک و شبہہ نہیں اور یہی ہمارے ائمہ ومشائخ احناف کے کلماتِ متظاہرہ اور تصریحاتِ وافرہ سے ثابت ہے البتہ اگر تداعی سے ہو جو دوسرے لفظوں میں جماعتِ کثیرہ ہے تو ہمارے فقہائے کرام نے اسے مکروہ فرمایا ہے کہ یہ متوارث کے خلاف ہے مگر اس مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ منحۃ الخالق علی البحر الرائق ج۱ ص ۳۴۵ میں ہے وان الکراھۃ کراھۃ تنزیہ۔ اور شامی ج۱ ص ۶۶۴، منحۃ الخالق ج۲ ص ۷۰ میں ہے وھو کالصریح فی انہا کراھۃ تنزیہ۔ اور یہ بھی تب، جب دوام ہو اور احیاناً یہ بھی نہیں چنانچہ حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جماعتِ کثیرہ کے ساتھ وتر ادا کرنے سے ثابت ہے۔

شامی ج۱ ص ۶۶۳ میں ہے ثم ان کان ذٰلک احیانا کما فعل عمر کان مباحا غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ لانہ خلاف المتوارث اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ مواظبت کے ساتھ یہ تشبہ النفل بالفرض بنے گا اور وہ بعض کے نزدیک مکروہ ہے کما قالوا فی التعریف۔

۲۔ لحمِ اضحیہ دینا تبرع ہے یا تصدق اور غیر مسلم پر تبرع اور تصدق کی بہترین تفصیل وہ ہے

marfat.com

جو امام اہل السنت والجماعت نے المحجۃ المؤتمنۃ میں فرمائی۔

۳۔ معتکف کو غیر فرض غسل کے لئے معتکف یعنی اس مسجد سے نکلنا جس میں معتکف ہے جائز نہیں جبکہ اعتکاف واجب یا سنت ہو۔

(مسودہ یہاں تک دستیاب ہوا)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اندریں مسئلہ کہ نوافل جب بیٹھ کر پڑھے جائیں تو رکوع کرتے وقت سرین اور پنڈلیاں جدا کرنی ضروری ہیں یا کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں اس طرح سجدہ ہو جاتا ہے لہٰذا منع ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

نیازمند: سرور احمد بقلم خود
خطیب وحدت کالونی وقاری گورنمنٹ کالج ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

فرزند باتمیز سلمہ ربہ العزیز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ چند ایام ہوئے

marfat.com

آپ کا گرامی نامہ آیا جس میں بخیریت تین بجے ملتان پہنچنے کا ذکر تھا اور گھر کی خیریت بھی، مسرور ہوا اور ایک استفتاء نوافل میں قعود کی صورت میں رکوع کس طرح کیا جائے اور کچھ اختلافِ مصلین کا ذکر بھی تھا جو پورا یاد نہیں رہا کیونکہ وہ لفافہ[1] گم ہو گیا ہے جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ اگر لفافہ سامنے ہوتا تو انشاء اللہ خوب رد کرتا مگر مقصود اصل مسئلہ ہے جو خوب منقح کر کے لکھ دیتا ہوں۔

عزیزا! نفل یا سنت پڑھنے میں رکوع کی اصل صورت یہ ہے سرین اٹھا کر رکوع یوں کرے کہ سر اور پیٹھ ہموار ہو جیسے کہ قیام کی حالت میں رکوع میں ہوتا ہے جو سب کتبِ فقہ میں مذکور ہے کیونکہ مطلق رکوع کا ذکر ہے کہ سر اور پیٹھ ہموار کرے جس میں بیٹھنے والے کا رکوع بھی داخل ہے کیونکہ اطلاق کا یہی تقاضا ہے اور پھر فقہاءِ کرام نے تصریح فرمائی کہ بیٹھنا قیام کے عوض ہے تو احکام قیام جو قیام کے علاوہ ہیں اِس میں بھی جاری ہوں گے شامی ج ۱ ص ۴۵۵ میں درالمختار کے قول ثم رأیت فی مجمع الانھر المراد من القیام ماھو الاعم لان القاعد یفعل کذٰلک کے تحت فرمایا ای من القیام الحقیقی والحکمی فان القعود فی النافلۃ وفی الفریضۃ وما الحق بہ لعذر کالقیام بلکہ نور الایضاح رکوع کے بیان میں مصنف علیہ الرحمہ نے اِس کی شرح مراقی الفلاح میں کل مصل فرمایا یعنی یہ حکم ہر نمازی کا ہے جس میں قاعد بھی داخل ہے۔

شرح المراقی کے حاشیہ طحاوی ص ۱۶۹ نصہ (ثم کبر) کل مصل (راکعا) الی ان قال (مستویا رأسہ بعجزہ الخ اور درالمختار میں فرمایا ویسوی

---

[1] فتوای سپرد ڈاک کرنے کے بعد مندرجہ بالا مختصر الفاظ میں دوبارہ موصول ہوا جسے بطور استفتاء درج کر دیا گیا ہے۔ (مرتب)

marfat.com

ظهر ۹ بعجز ۵، حاشیہ شامی ج۱ ص ۴۶۱۔ اب غور کریں روزِ روشن سے بھی روشن کہ جب سَر پیٹھ اور سرین برابر ہوں تو قاعد کے سرین رانوں سے ضرور اٹھے ہوں گے تو مسئلہ بالکل واضح ہو گیا وللہ تعالیٰ الحمد۔

تنبیہ

عجز کا معنے کتبِ لغت میں سرین لکھا ہے چنانچہ غیاث اللغات، منتہی الارب، صراح، منتخب اللغات میں ہے وھو الظاھر من لسان العرب وتاج العروس والنہایۃ ومجمع البحار وغیرھا من کتب اللغۃ اور شامی علیہ الرحمہ نے تو یہ جزئیہ بالکل واضح کر دیا ہے۔ ج۱ ص ۴۱۶ میں فرمایا ولو کان یصلی قاعدا ینبغی ان یحاذی جبھتہ قدام رکبتیہ لیحصل الرکوع اھ قلت لعلہ محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصولہ باصل طاطئۃ الرأس۔

جب ماتھا زانوؤں کے اگلے حصوں کے سامنے ہو اور سَر پیٹھ، سرین برابر ہوں تو لامحالہ سرین رانوں سے اٹھے ہوں گے اور یہ کہنا کہ اس طرح سجدہ ہو جاتا ہے بالکل لغو ہے اور غلط ہے کیونکہ یہ بالفعل رکوع وسجود ہے نہ کہ اشارۂ رکوع وسجود۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

marfat.com

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ الحاج فقیہِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی بانی و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : بعد ازیں عرض ہے کہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ نماز تسبیح کا کیا طریقہ ہے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف میں یوں ہے ان تصلی اربع رکعات تقرء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القراءۃ فی اول رکعۃ وانت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ الخ خمس عشرۃ ثم ترکع فتقولہا وانت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولہا عشرا ثم تہوی ساجدا فتقولہا وانت ساجد عشرا ثم ترفع راسک من السجود فتقولہا عشرا ثم تسجد فتقولہا عشرا ثم ترفع راسک فتقولہا عشرا فذالک خمس وسبعون فی کل رکعۃ۔

نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ کو یہ طریقہ بتایا تو اب ہمیں بھی اِس طرح پڑھنا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ رسالہ رکن دین و دیگر رسائلِ انجمن حزب الرحمٰن میں ہے کہ بعد از ثناء ۱۵ بار اور قبل از رکوع ۱۰ بار باقی ہر مقام میں دس دس بار لہٰذا یہ طریقہ بہتر ہے کیونکہ حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بعد از سجود سوا التحیات کے بیٹھنا صحیح نہیں تو حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد ہونے والا تو اسی طرح پڑھے گا

marfat.com

تو مولوی صاحب نے کہا کہ جب اصل حدیث سے ثابت ہے تو پھر فقہ کی کیا ضرورت؟
اب آپ حضور اس کے متعلق بالتحقیق و بالحوالہ تحریر فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

السائل

آپ حضور کا خادم الحقیر عبید الرسول محمد نور نبی شمس نوری عفی اللہ عنہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

نمازِ تسبیح کے یہ دونوں طریقے احادیثِ شریفہ سے ثابت ہیں۔ پہلے طریقہ کی حدیث تو سائل نے لکھ ہی دی ہے اور دوسرا طریقہ سننِ ترمذی شریف میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مبارک حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید سے ثابت ہے، سننِ ترمذی ج ۱ ص ۶۴ میں ہے سألت عبد الله بن المبارك عن الصلوٰة التي يسبح فيها قال يكبر ثم يقول سبحانك اللّٰهم وبحمدك و تبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك ثم يقول خمس عشرة مرة سبحٰن الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ثم يتعوذ ويقرأ بسم الله الرحمٰن الرحيم وفاتحة الكتاب و سورة ثم يقول عشر مرات سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ثم يركع فيقولها عشرا ثم يرفع رأسه فيقولها عشرا ثم يسجد فيقولها عشرا ثم يرفع رأسه فيقولها عشرا ثم يسجد الثانية

marfat.com

فیقولها عشرا یصلی اربع رکعات علیٰ هٰذا فذٰلك خمس وسبعون تسبیحة فی کل رکعة یبدأ فی کل رکعة بخمس عشرة تسبیحة ثم یقرأ ثم یسبح عشرا اور یہ دونوں طریقے جائز ہیں چنانچہ شامی ج۱ ص ۶۴۳ میں ہے والذی ینبغی فعل هٰذه مرة وهٰذه مرة طحطاوی علی الدر ج۱ ص ۲۸۸ میں ہے والظاهر جواز الامرین لورود الاحادیث بکل اور حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق کوئی روایت نظر نہیں آئی البتہ بعض مشائخ نے صرف اس لحاظ سے جلسۂ استراحت چونکہ حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکروہ ہے اور پہلی ترکیب پر وہ جلسہ کرنا پڑتا ہے لہٰذا دوسری ترکیب کو ان بعض مشائخ نے پسند فرمایا ہے چنانچہ شامی ج۱ ص ۶۴۳ میں ہے قال فی شرح المنیة ان الصفة التی ذکرها ابن المبارك هی التی ذکرها فی مختصر البحر وهی الموافقة لمذهبنا لعدم الاحتیاج فیها الی جلسة الاستراحة اذهی مکروهة عندنا۔

یہ صرف بعض حضرات کا خیال ہے ورنہ نمازِ تسبیح کے متعلق ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ایسی کوئی نص نہیں اور جب پہلے طریقے کی حدیث بھی ثابت ہے تو ہمارے نزدیک بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لکن علمت ان ثبوت حدیثها یثبتها وان کان فیها ذٰلك البتہ دوسرے طریقے کو ہمارے فقہائے کرام کے علاوہ دوسرے کئی حضرات نے بھی پسند فرمایا ہے چنانچہ حضرتِ امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ قوت القلوب شریف کے ج۱ ص ۹۴ میں فرماتے ہیں وهٰذه الروایة احب الوجهین الی وهو اختیار عبد الله بن المبارك۔

حضرتِ امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم شریف کے ج۱ ص ۲۱۴ میں فرماتے ہیں هٰذا هو الاحسن وهو اختیار ابن المبارك۔

marfat.com

بہرحال یہ دونوں طریقے بلاشبہ جائز ہیں اور حسبِ تصریحِ شامی لائق یہ ہے کہ کبھی یوں پڑھے کبھی یوں پڑھے۔

رہا مولوی صاحب کا کہنا کہ پھر فقہ کی کیا ضرورت ؟ یہ محض غلط ہے، اِس کی بنیاد اس پر ہے کہ فقہ اور حدیث کی مخالفت ہے حالانکہ یوں ہرگز نہیں بلکہ فقہ خلاصۂ احادیث ہے کما بینہ العلماء فی تصانیفہم المنیفۃ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۴ شوال ۱۳۷۶ھ ۲۹-۹-۷۶

marfat.com

باب الجمعة والعيدين

الاستفتاء

بگرامی خدمت عظیم الدرجات جناب حضرت علامہ الحاج صوفی محمد نصر اللہ صاحب نعیمی (دامت برکاتہم العالیہ)

السلام علیکم! مزاجِ گرامی۔

دیگر احوال یہ ہے کہ ہمارے علاقہ تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مسئلہ جمعۃ المبارک اور عیدین کا ہے، کشیدگی اختیار کر چکا ہے، بعض علمائے کرام کا یہ قول ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن اگر عید ہو تو صرف عید ہی کا خطبہ ہو سکتا ہے جمعۃ المبارک کا خطبہ نہیں ہونا چاہیئے' آپ ہمیں باحوالہ طور پر ارشاد فرمائیں کہ احادیث کے لحاظ سے ہمیں دونوں خطبوں کو ادا کرنا چاہیئے یا کہ نہیں، جمعۃ المبارک وغیرہ کا تو ہمارا جھگڑا ہی نہیں۔ جس مقام پر جمعۃ المبارک فرض ہو

marfat.com

اور جمعہ والے دن ہی عید ہو تو تحریر فرماویں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہماری آواز کو بصحرا نہیں ہونے دیں گے۔ والسلام

خیر اندیش : غلام نبی خطیب جامع مسجد نظام پورہ نمبر ۲ تحصیل چونیاں ضلع قصور

محمد حنیف پی ٹی آئی گورنمنٹ مڈل سکول نظام پورہ عبدالعزیز ایم اے بی ایڈ گورنمنٹ نظام پورہ

تحصیل چونیاں ضلع قصور محمد اکرم عبدالجبار بقلم خود

مولوی غفور احمد محمد اسحاق بقلم خود

اکبر علی چوہدری (مہر) ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول نظام پورہ نمبر ۲ ضلع قصور

سردار علی بقلم خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

اصل مسئلہ نماز کا ہے، اگر جمعہ کے دن عید آئے تو آیا جمعہ کی نماز بھی لازم ہے یا نہیں، اگر نماز لازم ہے تو خطبہ بھی ہوگا۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ سے نمازِ جمعہ عید کے دن بھی لازم ہے لاطلاق الاحکام اور بعض کو جو شبہ ہوا ہے تو وہ محض پادر ہوا ہے چنانچہ حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور پرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید جمعہ کے دن آئی تو حضور نے عید پڑھا کر فرمایا کہ جو چاہے جمعہ کی نماز کے لئے آئے اور جو نہ چاہے نہ آئے رواہ احمد فی مسندہ ج ۴ ص ۳۷۲ والطحاوی فی مشکل الآثار ج ۲ ص ۵۳ وابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳ والنسائی ج ۱ ص ۲۳۶

marfat.com

وابن ماجۃ ص ۹۴ والبیہقی فی السنن ج ۳ ص ۳۱۷ والنص عن ابی داؤد قال صلی العید ثم رخص فی الجمعۃ قال من شاء ان یصلی فلیصل۔

پھر ابوداؤد نے حضرتِ ابی ہریرہ کی حدیثِ مرفوع روایت کی جس کے آخر میں فرمایا وانا مجمعون اور یونہی مشکل الآثار ج ۲ ص ۵۶ میں حضرتِ ذکوان کی حدیثِ مرفوع کے آخر میں ہے، وانا مجمعون یعنی اور ہم جمعہ ادا کرنے والے ہیں تو اِس "ہم" سے مراد کیا ہے ظاہر ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور اہلِ مدینہ منورہ مراد ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ اجازت دیہات والوں کیلئے تھی جو باہر سے آکر عید و جمعہ مدینہ منورہ میں ادا کرتے تھے کیونکہ عید کا دن کھانے پینے اور خوشی کا دن ہے تو اگر یہاں جمعہ ادا کرنے تک رہیں تو مشکل ہے اور اگر جا کر دوبارہ آئیں تو یہ بھی مشکل ہے لہٰذا اجازت دے دی مگر اہلِ مدینہ کے لئے کوئی مشکل نہیں لہٰذا فرمادیا وانا مجمعون یعنی ہم جمعہ ادا کرنے والے ہیں اور اِسی وضاحت حضرتِ سیدنا ذی النورین رضی اللہ عنہ نے فرمادی چنانچہ مشکل الآثار ج ۲ ص ۵۶ اور صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵ اور مؤطا امام مالک ص ۱۶۵ اور مؤطا امام محمد ص ۱۳۹ اور کتاب الام حضرتِ امام شافعی ج ۱ ص ۲۳۹ میں ہے کہ ابوعبید کہتے ہیں

شهدت العيد مع عثمان بن عفان فجاء فصلى ثم انصرف فخطب فقال ان قد اجتمع لكم فى يومكم هذا عيدان فمن احب من اهل العالية ان ينتظر الصلوة فلينتظرها و من احب ان يرجع فليرجع فقد اذنت له

یعنی حضرتِ عثمان بن عفان کے ساتھ میں عید کے دن حاضر ہوا تو آپ نے آکر نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا تو فرمایا کہ آج کے دن دو عیدیں اکٹھی آگئی ہیں تو جو چاہے دیہات والوں سے کہ نمازِ جمعہ کا انتظار کرے تو کرلے اور جو واپس جانا چاہے تو چلا جائے، میں نے اجازت دے دی۔

marfat.com

حضرتِ امامِ شافعی فرماتے ہیں کہ یہ اجازت باہر سے آنے والوں کے لئے ہے اور شہر والوں کے لئے نہیں اور یونہی طحاوی فرماتے ہیں اور ہمارے محررِ مذہبِ حنفیہ کے امام حضرتِ امامِ محمد بھی یونہی فرماتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے بعد ص ۱۴۰ میں ہے قال محمد وبهذا كلنا خذ وانما رخص عثمان في الجمعة لاهل العالية لانهم ليسوا من اهل المصر وهو قول ابي حنيفة رحمه الله تعالىٰ۔

پھر ہماری کتبِ فقہیہ حنفیہ کی جامع صغیر ص ۲۰، درالمختار اور طحطاوی علی الدر ج ۱ ص ۳۵۱ اور شامی علی الدر ج ۱ ص ۷۷۳ میں ہے والنظم للشامی قال في الهداية ناقلا عن الجامع الصغير عيدان اجتمعا في يوم واحد فالاول سنة والثاني فريضة ولا يترك واحد منهما۔ پھر فرمایا عن علي ان ذلك في اهل البادية ومن لا تجب عليهم الجمعة۔

پھر غیر مقلدین کی مایہ ناز کتاب المحلی کے ج ۵ ص ۸۹ میں ہے اذا اجتمع عيد في يوم جمعة صلى للعيد ثم للجمعة ولا بد ولا يصح اثر بخلاف ذلك اور آخر میں کہا الجمعة فرض والعيد تطوع والتطوع لا يسقط الفرض۔

یہ جملہ حضرتِ امامِ محمد علیہ الرحمہ کے ارشاد سے ہی ہے۔ بہرحال اگر جمعہ کے دن عید آئے تو جن پر پہلے جمعہ فرض ہے ان پر فرض ہی ہے اور جن پر فرض نہیں مثلاً دیہات والے تو ان کے لئے اجازت ہے کہ عید پڑھ کر گھر چلے جائیں اور پھر جمعہ کے لئے آئیں تو آئیں اور نہ آئیں تو اجازت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ

marfat.com

الاعظم و آلہ واصحابہ و بارک وسلم۔

نوٹ : یہ آپ کا اِستفتار شاید ماہِ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ میں آیا جبکہ میرا نورِ نظر لختِ جگر مولانا محمد نصر اللہ نوری علیہ الرحمہ مرضِ الموت میں لاہور شفاخانہ میں تھے اور میں مدینہ منورہ میں تھا تو مجھے اب یہ لفافہ اتفاقیہ ایک کتاب میں مل گیا تو جواب لکھ رہا ہوں۔ والسلام

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۷۹-۳-۲۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین کہ کیا نماز جمعۃ المبارک مسجد کے باہر ہوتی ہے جب کہ امام بھی مسجد میں نہ ہو نہ اذان نہ خطبہ اور جگہ بھی ایسی ہو جہاں ہفتہ بھر جانور لید گوبر غلاظت پیشاب وغیرہ پھیلاتے رہیں اِس جگہ ہفتہ بھر نجاستِ غلیظہ موجود رہے صرف جمعہ کے روز اِس کو تھوڑا سا صاف کر کے دریاں وغیرہ بچھا کر جمعہ کی نماز ادا کر لی جائے جبکہ اردگرد شہر میں بالکل قریب اور بھی اسی مسلک کی جامع مساجد موجود ہوں۔ کیا نمازِ جمعہ وہاں ہو جاتی ہے۔ اگر نہیں تو پڑھی گئی، نمازوں کا اعادہ کیا ضروری ہے؟ تفصیل کے ساتھ مسلکِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔

سائل : محمد امین خاں دولتانہ

تحصیل بازار بہاولنگر

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

ایسی جگہ میں جمعہ ادا کرنا جائز ضرور ہے مگر بالکل غیر مناسب ہے جب سب ہی ایک مسلک کے ہیں مگر تعجب ہے یوں ہوتا کیوں ہے، شاید کسی جانب کوئی غرض فاسد ہو تو گناہ اس پر ہے جس کی غرض فاسد ہے بلکہ یوں خیال آتا ہے کہ شاید کسی بھٹو کے چیلے کی یہ تفریق و فساد ہے، اللہ تعالےٰ ایسے شر پسندوں کے شر سے بچائے۔

ہاں جائز کیوں لکھا ہے اس لئے کہ جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں اور نہ ہی کسی کتاب میں کوئی ایسی شرط لگائی گئی ہے بلکہ سب سے پہلا جمعہ جو حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا تھا وہ جنگل میں ہی مدینہ منورہ کے قریب تھا جہاں تبرک کے لئے چھوٹی سی مسجد یادگار بنی ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تفریق و فساد و عناد بہت بری چیز ہے جمعہ کو جمعہ کہا ہی اس لئے کہ سب جماعتوں کو جمع کرنے والا ہے۔

شامی ج ۱ ص ۷۶۱ میں ہے وکذا تسمی جمعۃ لاجتماع الجماعات فیہا اور اسی لئے تو حضرتِ امامِ اعظم امام ابوحنیفہ کے ایک قول میں شہر کی صرف ایک مسجد یا ایک جگہ ہی ہو سکتا ہے مگر فتوےٰ دوسرے قول پر ہے کہ کئی مساجد یا مواضع میں جائز ہے۔ فتاوےٰ عالمگیر ج ۱ ص ۷۵ میں ہے و تؤدی الجمعۃ فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وھو قول ابی حنیفۃ و محمد وھو الاصح الخ اور شامی ج ۱ ص ۷۵۵ میں ہے جواز التعدد وان کان الراجح و

marfat.com

اقوٰی دلیلا لکن فیہ شبہۃ قویۃ لانہ خلاف مروی عن ابی حنیفۃ ایضا واختارہ الطحاوی والتمرتاشی وصاحب المختار وجعلہ العتابی الاظہر وھو مذھب الشافعی والمشھور عن مالک واحد الروایتین عن احمد۔

واللہ تعالٰی اعلم وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ الاعظم وعلٰی الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ ۳۱-۵-۸۰

marfat.com

باب الجنائز

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ آیا نمازِ جنازہ میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم ہے یا درمیان میں ایک ایک کی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہونا چاہیئے۔ بعض لوگ اِس طرح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درمیان میں فرشتوں کے کھڑے ہونے کی جگہ چھوڑنی چاہیئے۔ آیا ان کا یہ معمول ومقول صحیح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

نماز میں مطلقاً مل کر صفوں میں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ حضرتِ انس رضی اللہ

marfat.com

تعالےٰ عنہ سے امام بخاری ج۱ ص۱۰۰ و نسائی ج۱ ص۱۳۱ راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو کہ بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے دیکھتا ہوں فاقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوجھہ فقال اقیموا صفوفکم و تراصوا فانی اراکم خلف ظھری۔

صحیح مسلم ج۱ ص۱۸۱، سنن نسائی ج۱ ص۱۳۱، سنن ابن ماجہ ص۷۱ میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم فرشتوں کی طرح صفیں نہیں بناتے، عرض کی گئی فرشتے کس طرح صفیں بناتے ہیں فرمایا پہلے صفوں کو پورا کرتے ہیں اور خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں والنظم عند ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا تصفون کما تصف الملائکۃ عند ربھا قال قلنا وکیف تصف الملائکۃ عند ربھا قال یتمون الصفوف الاول و یتراصون فی الصف۔

سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا خوب ملاؤ صفوں کو اور نزدیک کرو ان کے درمیان اور برابر کرو گردنوں کو پس قسم ہے اللہ تعالےٰ کی کہ میں بے شک دیکھتا ہوں شیطان کو داخل ہوتا ہے سوراخِ صف میں حذف (ایک قسم کی چھوٹی بکری) کی طرح۔

درالمختار وغیرہ میں ہے قال الشمنی وینبغی ان یامرھم بان یتراصوا و یسدوا الخلل تو نمازِ جنازہ میں بھی یہ احکام بلاشبہہ ضرور ثابت ہونگے کہ مطلق و عام اپنے عموم و اطلاق پر رہا کرتے ہیں کما برھن فی اصول الفقہ

سہ ج۱ ص۵۳۱

marfat.com

تو بعض لوگوں کا دستور العمل صحیح نہیں اور حدیث شریف سے سن چکے کہ سوراخِ صف میں شیطان گھس جاتا ہے تو فرشتوں کے لئے جگہ چھوڑنا نہ ہوا بلکہ شیطان کے لئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

سنہ ۱۳۶۰ھ

الاستفتاء

مشکوٰۃ شریف میں کتاب الجنائز میں دو حدیثیں ہیں، ایک اذا صلیتم علی المیت فاصنعوا لہ الدعاء، دوسرے اسی راوی سے مروی ہے اذا صلی علی الجنازۃ قال اللّٰھم اغفر لمیتنا الخ دوسری حدیث میں دعا فی الصلوٰۃ الجنازۃ مراد ہے اور پہلی سے کونسی مراد ہے فی الجنازۃ یا بعد الجنازۃ۔ بعض لوگوں نے اِس حدیث سے دعا بعد الجنازہ کا استدلال کیا ہے کیا یہ استدلال درست ہے حالانکہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۷ حاشیہ نمبر ۸ میں ہے قال الکرمانی ولا یدعو المیت بعد الصلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ۔ آپ کے خیال میں صلوٰۃ الجنازہ اگر کوئی قوی فقہی دلیل یا حدیث صحیح تخصیص دعا بعد جنازہ کی ہو تو تحریر فرمائیں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مشکوٰۃ شریف میں دیکھا ہے اس میں دوسری حدیث کے متعلق فی الصلوٰۃ کا لفظ نہیں نظر آیا تو احتمال بعد الصلوٰۃ کا بھی ہے اور اسی طرح پہلی حدیث میں بھی دونوں احتمال ہیں۔ بہرحال دعاء بعد از جنازہ بھی دعاء ہی ہے تو عمومِ دعاء میں داخل ہے اور عدمِ جواز کی کوئی دلیل نہیں، صرف کرمانی کا قول دلیل نہیں بن سکتا جبکہ صفوف توڑنے کے بعد دعا ہو تو زیادتی کا وہم نہیں پڑتا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان سورۃ البقرہ کے عموم میں داخل ہے اور مصنفِ ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز ص ۱۳۲ میں ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عبداللہ بن سائب کے دفن سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو کر دعاء کی جو بعد از جنازہ ہی ہے لفظہ لما فرغ من قبر عبداللہ ابن السائب قام ابن عباس علی القبر فوقف علیہ ثم دعا اور اسطرح حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا تو چار تکبیریں کہیں، پھر چل کر میت کے پاس گئے اور دعاء فرمائی اللّٰھم عبدک وابن عبدک الخ اور یونہی حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ راوی کے لفظ ہیں رأیت ایوب یقف علی القبر فیدعو للمیت قال ودبما رأیتہ یدعو لہ وھو فی القبر قبل ان یخرج۔ یہ حدیثیں باقاعدہ مسند ہیں اور باب ہے فی الدعاء للمیت بعد ما یدفن ویسوّٰی علیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم والہٖ

marfat.com

واصحابہٖ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۵ ذی قعدۃ الحرام ۱۴۰۱ھ ۸۱-۱۲-۱۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں اِن مسائل کے :

۱۔ ایسی مسجد جہاں بقاعدہ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے کیا اس کو دوسری جگہ بنایا جائے اور اِس مسجد کی زمین کسی دوسرے کام میں لائی جائے، اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

۲۔ جنازہ قبرستان کی طرف لے جاتے وقت جنازہ کی چارپائی کی پاؤں والی طرف کس طرف ہونی چاہیئے یعنی اگر قبرستان مشرق کی طرف ہے اور جنازہ لے کر چلنا ہے، اب جنازہ کے پاؤں والی طرف کس سمت ہونی چاہیئے ؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

السائل : مولوی نذیر احمد، قادر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

۱۔ مسجد تحت الثریٰ سے آسمان تک مسجد ہی ہے لہٰذا اس کو بدلا نہیں جا سکتا، قرآن کریم

marfat.com

میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا۔

۲۔ قبرستان لے جاتے وقت سر والی طرف قبرستان کی طرف ہو اور جب قبرستان مشرق کی طرف ہو تو بظاہر پاؤں کعبہ کی طرف ہوں گے مگر در باطن منہ ہوگا کیونکہ میت اور مریض کے قبلہ رُخ ہونے کی ایک یہ بھی صورت ہے، اگر میت یا مریض کو اٹھایا جائے تو رخ ظاہر میں بھی قبلہ کو ہو جاتا ہے لہٰذا مریض نماز کے وقت یوں لیٹ کر پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے، اگر میت کو غسل کے وقت یوں رکھا جائے تو بھی جائز ہے اور جنازہ اٹھانے کا یہ طریقہ حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے صاف صاف ثابت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم و آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ ۲-۷-۷۴

فتاویٰ

مسئلہ

مسمّٰی سجوار کھرل کندر کے موضع دھون کوٹ روپ چند داخلی سوہاگ علیے کے میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا مسئلہ دریافت کیا کہ جائز ہے یا نہیں؟

تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ شرع شریف میں قبر سے نکالنا جائز نہیں چنانچہ در المختار شامی فتاویٰ عالمگیری وغیرہا کتبِ مذہبِ مہذبِ حنفی میں تحریر ہے۔

marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم وآلہ واصحابہ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۴ جمادے الاولیٰ ۱۳۹۶ھ ۷۶-۵-۵

marfat.com

marfat.com

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۔ (التوبہ: ۱۰۳)

"اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کیجئے جس سے
تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔"

marfat.com

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ
تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ (ترمذی)

"غضب الٰہی کے فرو کرنے اور بری موت سے بچنے کا
ذریعہ صدقہ ہے"

marfat.com

كتاب الزكوة

ذیل کے فتوے پر حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا
جواب صـ۴۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

الاستفتاء

علماءِ دین کا اِس مسئلہ میں کیا ارشاد ہے کہ تعلیماتِ اسلامیہ کے مدارس اور دوسرے مذہبی ادارے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اپنے سفیر اور عمال مخیر اور مزکی حضرات کی طرف بھیجا کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ سفیر وغیرہ فقراء اور طلباء کے وکیل ہوتے ہیں یا متولین و مزکین کے اور کیا یہ زکوٰۃ جس طرح فقراء اور طلباء پر خرچ

marfat.com

کی جاتی ہے، اِسی طرح مدرسین اور مدارس کے ملازمین کو اس مال سے تنخواہ بھی دی جاسکتی ہے؟ دلائل سے واضح فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

مستفتی: محمد حسن از کراچی

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ ۱۶-۷-۸۱

الجواب

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰھم اھدنی الی الصواب انک انت اعلم بالصواب وانی الیک انیب والیک المآب۔

زکوٰۃ وصول کرنے والے سفیر اگرچہ فقراء اور طلباء کی طرف سے جاتے ہیں لیکن انہیں فقراء وغیرہ کا وکیل نہیں بنانا چاہیے کیونکہ اِس صورت میں طلباء وغیرہ کی تملیک ضروری ہوتی ہے پھر بعد از تملیک ان سے مال واپس لینا بھی ناپسندیدگی سے خالی نہیں اور یہ بھی کہ تملیک شاذ ونادر کوئی ادارہ کراتا ہوگا لہٰذا اِس پیچیدگی سے بچنے کے پیشِ نظر سفراء وغیرہ کو اہلِ زکوٰۃ کا وکیل بنانا بہتر ہے تاکہ عدمِ تملیک کی خرابی لازم نہ آئے اور اداروں کے منتظمین حضرات سفیروں سے زکوٰۃ وصول کرکے مالداروں کی طرف سے بحیثیتِ وکیل اِس مال کو مصارفِ حقہ میں خرچ کرتے رہیں اور شرعاً مالی عبادت میں نیابت جائز اور درست بھی ہے، رہا مدرسین وغیرہ کو اس مال سے بطور اجرت تنخواہ دینے کا سوال

marfat.com

تو جس طرح فقراء اور طلبہ کو یہ مال دیا جاتا ہے اور اسے زکوٰۃ کے مال سے اجرت دیجاتی ہے اور بڑھ کر یہ کہ اگر عامل مالدار ہو تو بھی اسے اِس زکوٰۃ سے تنخواہ دینا جائز ہے اِس لئے کہ اس نے اپنا وقت نکال کر یہ کام کیا۔

صاحبِ روح المعانی زیرِ آیہ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا لکھتے ہیں وانما حلت للغنی مع حرمۃ الصدقۃ علیہ لانہ فرغ نفسہ لھٰذا العمل فیحتاج الی الکفایۃ والغنی لایمنع من تناولھا عند الحاجۃ کابن السبیل کذا فی البدائع والتحقیق ان فی ذٰلک شبھا بالاجرۃ وشبھا بالصدقۃ فبالاعتبار الاول حلت للغنی الخ روح المعانی ج۱۰ ص ۱۲۱ البعینہٖ یہی عبارت بحر الرائق میں موجود ہے ج۲ ص ۲۵۹ وفی منح الغفار بعد ذکرہ ما مر عن البدائع من تعلیل حل الدفع للعامل الغنی بانہ فرغ نفسہ لھٰذا العمل فیحتاج الی الکفایۃ الخ قال وبھٰذا التعلیل یقوی ما نسب الی بعض الفتاوٰی ان طالب العلم یجوز لہ ان یاخذ الزکوٰۃ وان کان غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ لکونہ عاجزا عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی ما لابد منہ وھٰکذا رأیتہ بخط موثوق وعزاہ الی الواقعات (منحۃ الخالق علی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶)

اِن عبارات سے ثابت ہوا کہ مدرسین حضرات کو تعلیم و تدریس کی اجرت اور تنخواہ زکوٰۃ کے مال سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی علت تعلیم و تدریس کے لئے اپنے کو وقف کر دینا ہے واللہ اعلم بالصواب وہو ولی الاجر والثواب۔

marfat.com

المجیب خادم العلماء والفقراء ابوالطاہر محمد رمضان خادم الحدیث بدار العلوم الحنفیہ الغوثیہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ ۱۶-۷-۸۱ بیوم الخمیس

محترم مولانا ابوالطاہر صاحب موصوف نے یہ فتوٰے تقریظ کے لئے حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی طرف بھیجا، اس پر حضرت علیہ الرحمہ نے درج ذیل مکتوب مع جواب فتوٰے تحریر فرمایا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا صاحب مدظلہم العالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، : حسب الحکم یہ مختصر عریضہ قلتِ فرصت اور مشاغلِ کثیرہ میں تحریر کیا حالانکہ میری صحت بھی یونہی ہے اس پر نظرِ تحقیق فرمائیں، اگر پسند آئے تو اطلاع دیں ورنہ جو چیز محلِ نظر ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام

الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

فتاوٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

زکوٰۃ وصول کرنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے وکیل ہو سکتے ہیں کیونکہ فقراء کے لئے وکیل بننے میں بڑی خرابی ہے۔ دیکھئے فتاوٰے عالمگیر طبع مجیدی کانپور ج ۲ ص ۳۵۲ میں ہے وتبنی علی ھذا مسائل ابتلی بھا اھل العلم والصلحاء منھا العالم اذا سأل للفقراء شیئا واختلط بعضھا ببعض یصیر ضامنا لجمیع ذلک الخ

marfat.com

پھران سفراء و مدرسین وغیرہم کو جو لغوی عامل تو ضرور ہیں مگر ان کو زکوٰۃ کے عامل قرار دینا تو مشکل ہے کیونکہ وہ تو حسبِ نصِ قرآنِ کریم والعاملین علیہا ہیں اور مدرسین اور دوسرا عملہ تنخواہ خوار عاملین علیہا میں داخل ہی نہیں تو یہ فتوٰے تقریباً سارا ساقط ہو جاتا ہے ہاں اِس کی ایک اور شرعی صورت ہے وہ یہ کہ دینی مدارس کے طلباء فی سبیل اللہ میں داخل ہیں اور ان کے ضروریات خوراک اور رہائش، روشنی، تعلیم وغیرہ پر خرچ کرنا بھی طلباء پر ہی خرچ کرنا ہے اور اس کی دلیل کہ طلباءِ علومِ دینیہ فی سبیل اللہ میں داخل ہیں فی سبیل اللہ کا اطلاق ہی ہے۔

بدائع صنائع ج ۲ ص ۴۵ طبع مصر میں ہے واما قولہ تعالیٰ وفی سبیل اللہ عبارۃ عن جمیع القرب فیدخل فیہ کل من سعٰی فی طاعۃ اللہ وسبیل الخیرات اذا کان محتاجا اور درالمختار علیٰ حاشیۃ الشامی ج ۲ ص ۸۳ میں اسے مقرر رکھا اور علامہ شامی علیہ الرحمہ نے بھی مقرر رکھا بلکہ اس کی تائید فتاوٰی ظہیریہ اور مرغینانی سے نقل کی اور علامہ شلبی علیہ الرحمہ نے بھی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۲۹۸ میں نقل فرمایا اور طحطاوی علیہ الرحمہ نے درالمختار کی شرح ج ۱ ص ۴۲۴ اور ۴۲۵ میں نقل فرمایا اور بحرالرائق ج ۲ ص ۲۴۲ میں بھی نقل فرمایا اور اس تفصیل کو پسند فرمایا اور الاکلیل علی المدارک ج ۴ ص ۲۶۰ میں بھی جواز کی تصریح فرمائی طلباء کے لئے اور تفسیر مظہری سورہ التوبہ مطبع فاروقی ص ۲۳۹ میں ہے فالاولیٰ ان لا یخص فی سبیل اللہ بالحج ولا بالغزو بل یترک اعم منہما ومن سائر ابواب الخیر ومن انفق مالہ فی طلبۃ العلم صدق انہ انفق فی سبیل اللہ اور تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۱۳ میں ہے وفی سبیل اللہ لا یوجب القصر علیٰ کل الغزاۃ۔

نیز یہ قاعدہ کہ عموم الالفاظ لا یخصہ خصوص السبب اور

marfat.com

العبرۃ لعموم الالفاظ بلکہ اصول کا قاعدۂ مسلمہ یہ ہے کہ الاطلاق بمنزلۃ النص لہٰذا طلباء یقیناً اِس اطلاق میں داخل ہیں اور سروجی کا یہ اعتراض جو علامہ شامی اور طحطاوی نے نقل کیا اور علامہ شلبی نے بھی تو اس کا جواب علامہ شامی اور منلا خسرو حنفی نے الدرر الحکام ج ۱ ص ۱۸۹ میں دیا والنقل من الدرر قال فی الظہیریۃ فی سبیل اللہ قیل طلبۃ العلم و قال السروجی قلت بعید فان الاٰیۃ نزلت ولیس ھناک قوم الخ قلت واستبعادہ بعید لان طلب العلم لیس الا استفادۃ الاحکام وھل یبلغ طالب علم رتبۃ من لازم صحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتلقی العلم عنہ کاصحاب الصفۃ فالتفسیر بطالب العلم وجیہ خصوصا وقد قال فی البدائع فی سبیل اللہ جمیع القرب فیدخل فیہ کل من کان فی طاعۃ اللہ و سبیل الخیرات اذا کان محتاجا الخ اور شامی ج ۲ ص ۸۱ اور الاکلیل ج ۴ ص ۲۶۰ میں ہے قلت و رأیتہ فی جامع الفتاوٰی و نصہ و فی المبسوط لایجوز دفع الزکوٰۃ الی من یملک نصابا الا الی طالب العلم والغازی ومنقطع الحج لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یجوز دفع الزکوٰۃ لطالب علم وان کان لہ نفقۃ اربعین سنۃ اور شامی میں ہے قولہ لان طالب العلم ای الشرعی تو ثابت ہوا کہ مدرسین وغیرہ تنخواہ دار عملہ کو جو طالبانِ علم کے لئے ہی ہیں مالِ زکوٰۃ دینا طلباء کو ہی دینا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیب اللہ

marfat.com

والہٖ واصحٰبہٖ اجمعین۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ر شوال المکرم سنہ ۱۴۰۱ھ ۱۳-۸-۸۱

ذیل کا فتوٰے بصورتِ مسودہ کاغذات سے ملا ہے جس پر استفتار درج نہیں ہے، یہ فتوٰے فتاوٰی نوریہ کے قلمی نسخے میں نہیں ملا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چند لوگوں اور پٹواری سے پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ایسا چاہی رقبہ جو بارش سے سیراب ہو اور فصل تیار ہو جائے تو وہ چاہی شمار نہیں ہوتا۔ اصل رواج یہی ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی یہی ہے اس پر کہ مالک زمین کو نہری کی طرح خوش حیثیتی (مالیانہ) پڑ جاتی ہے البتہ گورنمنٹ کے حساب بٹائی میں چاہی کی طرح چوتھائی درج ہے اور زمیندار بھی اگر پرانے مزارع کا لحاظ کرے تو چوتھائی وصول کر لیتا ہے۔

بہر حال خوش حیثیتی کا بوجھ بھی یہی چاہتا ہے کہ زمیندار کو نہری کی طرح زیادہ حصہ ملنا چاہئے اور مزارع کا بھی اس میں نقصان نہیں کہ چاہی پانی کے بوجھ سے آزاد ہوتا ہے

marfat.com

بلکہ نہری کے لحاظ سے زیادہ فائدہ میں رہتا ہے کہ آبیانہ نہری کا مزارع کو پڑتا ہے، زمیندار صرف خوش حیثیتی کا ذمہ دار ہوتا ہے اور حدیثِ پاک اور چاروں اماموں کے مذہب میں بارش سے تیار شدہ فصل چاہی کا حکم نہیں رکھتا بلکہ بارش والے غلہ کا عشر (غلّہ کی زکوٰۃ) دسواں حصہ ہوتا ہے اور چاہی کا عشر اس کا نصف کہ اس کا بوجھ پانی دینے کا زیادہ پڑتا ہے بناءً علیہ بارش سے تیار شدہ فصل چاہی شمار نہیں ہوتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ العبد ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ ذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۷۸ھ

۲۱ ۵/۵۹

marfat.com

روزہ

marfat.com

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ: ۱۸۵)

"سو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔"

marfat.com

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ (متفق علیہ)

"چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو"

marfat.com

کتابُ الصّوم

بابُ رؤیۃِ الہلال

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ برطانیہ میں آباد مسلمان ہر ماہ چاند کی تاریخ کا تعین کس طرح کریں کیونکہ یہاں اکثر و بیشتر مطلع ابر آلود رہتا ہے، چاند تو چاند کئی کئی ہفتے سورج بھی نظر نہیں آتا، خاص کر روزے اور عیدین کے موقع پر تو بہت مشکل بن جاتی ہے، بعض لوگ سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں، بعض پاکستان و ہندوستان کی اور بعض مراکش کی۔ اِس دفعہ ایک بڑی اکثریت نے مراکش کی پیروی اختیار کی کیونکہ یہ ملک یورپ کے نزدیک تر ہے مگر اِس پر سوال پیدا ہوا کہ خبر کے ذرائع جو اختیار کئے گئے ہیں وہ شرع میں معتبر نہیں مثلاً ٹیلیفون

marfat.com

اور اخبار، ٹی وی وغیرہ اور اگر حدیث شریف کے مطابق تیس پورے کئے جائیں تو اس کی ابتداء کا تعین کیسے ہوگا اور ہر ماہ تیس دن پورے نہیں کئے جاسکتے۔

غیر مقلدین سورج کے طلوع وغروب اور نمازوں کے اوقات کے تعین کے لئے آبزرویٹری سے کام لیتے ہیں اور چاند کے بارے میں بھی اس پر بھروسہ کرتے ہیں حالانکہ گذشتہ بار ثابت ہوگیا کہ آبزرویٹری کے مطابق چاند طلوع نہ ہوا، اس کے باوجود بعض لوگ اصرار کرتے ہیں کہ آبزرویٹری کو اپنا لیا جائے تاکہ ہمیں وقت سے پہلے معلوم ہوجائے کہ عید کب ہوگی اور چھٹیاں لیکر نمازِ عید میں شامل ہوسکیں جیسے سعودی عرب میں پورا اسلامی کیلنڈر اسی آبزرویٹری (تجربہ گاہ برائے سیارگان) کے مطابق تیار کیا جاتا ہے اور اس پر پورا نظامِ حکومت چل رہا ہے وہاں انگریزی کیلنڈر نہیں ہوتا، وہاں روزہ عید اور حج وغیرہ کا بہت پہلے اعلان کردیا جاتا ہے جس سے پبلک بہت سکھی ہے۔ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

نوٹ: استفتاء ہذا الندن سے بواسطہ حضرت مولانا علامہ پیر کرم شاہ صاحب مدظلہم بھیرہ شریف مورخہ ۸۰-۵-۲۲ کو موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

اللہ رب العالمین جل وعلا نے ارشاد فرمایا وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ (سورۃ الحج آیت ۷۸) اور فرمایا یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ

marfat.com

الْعُسْرَ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵) لہٰذا چاند کے بارے میں بھی کوئی مشکل امر نہیں، چاند کا اعتبار رؤیت یعنی دیکھنے پر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵) اور صحیح حدیث شریف میں بھی یہ فرمایا صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ (صحاح ستہ وغیرہ)

بہرحال شروعِ روزہ اور عید کا دارومدار دیکھنے پر ہے عام یا غیر مسلم ریڈیو وغیرہا کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہمارے علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے اور صدہا بار تجربوں سے ثابت ہوا کہ ان تجربہ گاہوں کے مقرر کردہ اوقات غلط ثابت ہوئے اور سعودی عرب میں بھی پورا اسلامی کیلنڈر سال کا ہوتا ہے مگر اس پر دارومدار نہیں چنانچہ کئی مرتبہ مجھے حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی اور تجربہ ہوا تو دو مرتبہ نمازِ عشاء اور تراویح بھی حرم شریف کے امام نے پڑھا دیں اور بعد میں عید کا اعلان ہوا کہ کسی اور ملک سے ریاض میں چاند کی اطلاع آگئی اور ایک مرتبہ چاند دیکھنے کے بعد حج کا دن مقرر کر کے اعلان بھی کیا گیا مگر چند دنوں کے بعد اعلان ہوا کہ حج اس دن نہیں۔

بہرحال قرآنِ کریم اور حدیث شریف سے صاف صاف ثابت ہے کہ دارومدار چاند دیکھنے پر ہے بکثرت صحیح حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہے لہٰذا ہمارے فقہاءِ کرام نے یہی حکم لگایا ہے کہ نجومیوں اور حساب دانوں کے کہنے کا اعتبار نہیں۔

رہا لندن کا معاملہ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں کہ دوسرے ملکوں میں چاند نظر آجاتا ہے اور ممالکِ اسلامیہ میں ریڈیو پر اعلان کر دیا جاتا ہے تو جس ملک میں اسلامی حکومت کی طرف سے باقاعدہ شرعی طریقے پر وقت ہونے کا اعلان کیا جائے جیسے کہ پاکستان میں بھی سالہا سال سے ہو رہا ہے تو اس اعلان پر رمضان شریف کا روزہ اور عید بھی کر سکتے ہیں کیونکہ قولِ محقق مفتیٰ بہ یہ ہے کہ جب رؤیتِ ہلال شرعی طور پر ایک جگہ

marfat.com

ثابت ہوجائے تو دور و نزدیک کے تمام مسلمانوں پر عمل لازم ہوجاتا ہے بشرطِ حصولِ یقین ثبوتِ مذکور یا ظنِ غالب اور یہ قطعاً ضروری نہیں کہ ہر ایک مکلف کو اس کا علم شہادتِ شرعیہ یا حاکمِ شرع سے بلاواسطہ یا واسطہ شاہدین یا خبرِ مستفیض حاصل ہو تو لزوم ورنہ نہ ہو۔

فتاوٰی عالمگیر ج ۱ ص ۱۰۰، شامی ج ۲ ص ۱۴۵، ثلثین ج ۱ ص ۲۴۷ میں ہے

والنظم من الهندية وذكر شمس الائمة الحلوانی ان ظاهر مذهب اصحابنا رحمهم الله تعالٰی فی ظاهر الرواية انه يجوز الافطار بالتحری كذا فی المحيط اور یہ جواز وجوب پر بھی صادق کہ تحری سے غلبۃ الظن اور غلبۃ الظن سے وجوب واجبات ثابت ہوجایا کرتا ہے شامی نے فرمایا لان التحری يفيد غلبة الظن وهی كاليقين كما تقدم اور ایسے ہی بدائع صنائع ج ۲ ص ۱۰۶ میں ہے ان غالب الرأی حجة موجبة للعمل وانه فی الاحكام بمنزلة اليقين اور ایسے ہی ہدایہ وغیرہا معتمدات میں ہے بنائہ علیہ شامی علیہ الرحمہ نے توپوں کے فائر وغیرہا علاماتِ بیّنہ کو باعثِ لزوم قرار دیا۔

منحۃ الخالق ج ۲ ص ۲۷۰، ردالمحتار ج ۲ ص ۱۲۵ میں ہے لان علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به حتی کہ فائر کنندہ وغیرہ کی عدالت بھی شرط نہیں۔ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۴۵ میں فرماتے ہیں قد يقال ان المدفع فی زماننا يفيد غلبة الظن وان كان ضاربه فاسقا۔

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحقیقِ مذکور کو برقرار رکھتے ہوئے رسالہ طریق اثبات الہلال ص ۲۲ میں فرماتے ہیں: "حاکمِ شرع کے حضور شہادتیں گزرنا، ابکا

سے یہ رسالہ فتاوٰے رضویہ ج ۴ کے ص ۵۴۶ تا ص ۵۵۹ میں بھی شامل ہے (مرتب)

marfat.com

ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے بحکم حاکمِ اسلام اعلانِ عام کے لئے ایسی ہی کوئی علامتِ معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فائر یا ڈھنڈورہ وغیرہ اور نشر ریڈیو تو صرف علامت ہی نہیں بلکہ صریح اعلان و منادی بحکم حاکمِ اسلام ہے جو مطلقاً مقبول ہے اگرچہ فاسق ہی کرے۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۴ ص ۸۶ میں ہے خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان او فاسقا بلکہ اخبارات وغیرہا ذرائع کے قیام رویتِ ہلال کمیٹی کا اعلام جس کے ارکان علمائے کرام ہیں اور حکامِ اسلام کا اہتمام و انتظام کہ بعد از ثبوتِ شرعی بذریعہ ریڈیو اعلانِ عام کر دیا جائے گا پہلے ہی مشہور ہو جانا حالانکہ نشریاتِ ریڈیو اجازاتِ خاصہ پر ہی ہوا کرتے ہیں جو حکام و عوام سے نہاں نہیں رہتے۔

یہ ایسے قرائن و مقدمات ہیں جن سے اعلان تو اعلان خبرِ واحد بھی مفیدِ یقین بن جاتی ہے۔ ثلثین ج ۲ ص ۱۲۸ میں ہے ان من جملۃ طرق القضاء القرائن ہاں انگریزی دور اور پاکستان کے ابتدائی ایام میں یہ حالتِ اعتماد نہ تھی تو اس وقت عدمِ اعتماد کا فتوٰے تھا مگر اب جبکہ حکومتِ پاکستان کی طرف سے ثبوتِ شرعی پر اعلان کیا جاتا ہے تو اعتبار ضروری و لازم ہو گیا اور ان دلائل میں دور و نزدیک کا کوئی فرق نہیں کما لا یخفی علی اولی النہی لہٰذا منحۃ الخالق میں فرمایا ج ۲ ص ۲۷۰ والظاہر وجوب العمل بہا علی من سمعہا ممن کان غائبا عن المصر کاہل القری ونحوہا کما یجب العمل علی اہل المصر الذین لم یروا الحاکم قبل شہادۃ الشہود کما فی رسالتی افادۃ النشر جو فتاوٰے نوریہ جلد دوم میں ص ۱۲۹ سے[1] ۱۳۵ تک ہے۔

---

[1] یہ حوالہ اشاعت اول (۱۹۷۷ء) کا ہے جبکہ اشاعت ثانی (۱۹۸۸ء) میں یہ رسالہ (افادۃ النشر) ص ۱۴۷ تا ۱۵۳ پر ملاحظہ کریں۔ (مرتب)

marfat.com

رہے اخبارات اور ٹیلیفون وغیرہ تو وہ معتبر نہیں۔ جس اسلامی ملک کے متعلق پورا علم ہو جائے کہ وہ شرعی ثبوت کے بعد ریڈیو سے اعلان کرتا ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے۔ رہا غیر متعلقین کا آبزرویٹری پر چاند کے بارے میں اعتماد کرنا تو وہ قرآن کریم اور حدیث کے مخالف ہونے کے سبب منظور نہیں، ہاں نمازوں کے اوقات کے متعلق اعتماد کیا جا سکتا ہے جبکہ کوئی مسلمان دیندار نہایت احتیاط سے حساب لگائے، لوگوں کے اصرار سے احکامِ شرعیہ نہیں بدل سکتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاکرم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ العبد ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۱ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۰ھ ۸۰-۵-۲۶

---

marfat.com

marfat.com

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آلِ عمران : ۹۷)

"اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو
طاقت رکھتا ہے وہاں تک پہنچنے کی۔"

marfat.com

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ ؕ

حج مبرور کی جزا، جنت ہی ہے

marfat.com

کتاب الحج

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ فقیہِ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی دامت برکاتہم العالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ زید نے اپنی اور اپنی بیوی کی درخواست حج کے لئے دی۔ ابھی واپسی اطلاع نہیں آئی تھی کہ زید فوت ہو گیا اس کی وفات کے چند دن بعد منظوری آگئی۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ زید کی بیوی جو کہ عدت میں ہے وہ حج پر جاسکتی ہے یا کہ نہیں کیونکہ اگر عدت کا لحاظ رکھے تو روانگی کی تاریخ نکل جائیگی اور حج فرض رہ جائے گا اور اگر حج پر جائے تو عدت کا مسئلہ درپیش ہے۔ لڑکی کے والدین پریشان ہیں کہ کیا کریں

marfat.com

اور کیا نہ کریں۔ یہ یاد رہے کہ حج کے سفر کے دوران وہ لڑکی (زید کی بیوی) کسی غیر محرم کے ساتھ نہ ہوگی بلکہ بھائی یا باپ ساتھ ہوگا۔

براہِ مہربانی جلد از جلد اِس مشکل کو حل فرمائیں لڑکی کے والدین کو جواب جلد روانہ کیا جاسکے۔ آپ حضور کی عین کرم نوازی ہوگی۔

السائل: سید محمد عبد الغفار شاہ واہالیان چک ساہوکا

بوریوالہ ضلع وہاڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

فتاوی

اس لڑکی پر عدت پوری کرنی لازم ہے اور عدت سے پہلے حج نہیں کرسکتی کیونکہ شرائطِ وجوب حج سے ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو، فتاوٰی عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۱ ومنہا عدم قیام العدۃ فی حق المرأۃ عدۃ وفاۃ کانت او عدۃ طلاق (الی ان قالوا) فلا تخرج المرأۃ الی الحج فی عدۃ طلاق او موت اور یونہی شامی میں ہے تنویر الابصار اور در المختار اور شامی ج ۲ ص ۲۰۰ میں ہے واللفظ للشامی ای فلا یجب علیہا الحج اذا وجدت اور جب حج لڑکی پر لازم ہی نہیں تو یہ کہنا کہ حج فرض رہ جائیگا صحیح نہیں۔ بہر حال عورت پر عدت گزارنا شرعاً لازم ہے جو چار ماہ اور دس دن ہے جبکہ حمل نہ ہو اور جب حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے سے عدت پوری ہوتی ہے خواہ دوسرے دن ہی ہو،

marfat.com

باقی یہ کہنا کہ روانگی کی تاریخ نکل جائے گی، یہ بھی لازم نہیں کیونکہ روانگی کی تاریخیں دیر کی ملتی ہیں تو ممکن ہے کہ روانگی سے پہلے عدت پوری ہو جائے۔ اگر عدت پوری ہونے کے بعد روانگی ہو تو کوئی حرج نہیں اور عدت میں تاریخ آجائے تو بالکل نہ جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ ۸۱-۵-۲۶

marfat.com

marfat.com

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (النور:۳۲)

"اور نکاح کردو جو تم میں سے بے نکاح ہیں۔"

marfat.com

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ
فَلَیْسَ مِنِّیْ (ابنِ ماجہ)

"نکاح میری سنت ہے، جس شخص نے میری سنت پر عمل نہ کیا
وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔"

marfat.com

كتاب النكاح

الإستفتاء

بخدمتِ اقدس قبلہ وکعبہ حضرت فقیہِ اعظم مدظلّہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا غلام بالکل خیریت سے ہے اور وہ اپنے آقا کی خیریت کا طالب ہے۔ صورت احوال آنکہ آپ کی بارگاہِ عالیہ میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں اور یہ عریضہ ایک پیچیدگی کا حامل ہے جو کہ آپ حل فرمائیں گے اس لئے کہ آپ کا وجود ہمارے لئے باعثِ فخر ہے اور آپ کی حیات ہمارے لئے باعثِ برکت و رحمت ہے۔ امید ہے کہ آپ اِس مسئلہ کا صحیح جواب بمع دلائل قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ اور اقوالِ ائمہ سے چھان بین کر کے مفصل طور پر بیان فرمائیں گے، آپ حضور کی بڑی مہربانی ہو گی اور آپ کا

marfat.com

ہم پر احسانِ عظیم ہوگا، ویسے بھی ہم پر آپ کے کافی احسان ہیں۔

عالیجاہ! مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گاؤں چک ۹۳/۶-R میں شادی کے موقع پر ایک مولوی صاحب نے دولہا کو نکاح کے تین کلمے پڑھائے اور ایمانِ مفصل اور ایمانِ مجمل یہ دونوں صفتیں بھی پڑھائیں اور ایجاب وقبول بھی کرایا اور ایجاب وقبول کے بعد اس نے درودِ ابراہیمی جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے اور دعا رب اجعلنی اور سورہ کافرون اور سورہ اخلاص اور فلق اور سورہ الناس اور قرآنِ پاک کی مختلف آیات اس نے دعا میں پڑھائیں اور شیرینی تقسیم کی گئی اور نکاح کی مبارکبادیاں ہر طرف سے آنے لگیں، اسی مجلس میں ایک مولوی صاحب اور تشریف فرما تھے جو کہ باراتیوں کے ساتھ تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب نکاح خواں کو یہ کہا کہ مولانا صاحب آپ نے نکاح کا خطبہ تو پڑھا نہیں اور ختم پڑھنے والوں کی طرح سورتوں پر اکتفار کیا ہے تو نکاح خواں مولوی صاحب نے کہا کہ خطبہ پڑھنا نہ تو نکاح کی شرط ہے اور نہ ہی خطبہ نکاح کا رکن ہے بلکہ نکاح میں اگر حق مہر کا بھی نام نہ لیا جائے تو نکاح تب بھی ہو سکتا ہے، نکاح صرف ایجاب وقبول کا ہی نام ہے۔ اگر ایجاب وقبول نہ کرایا جائے تو نکاح درست نہیں ہوگا۔ نکاح خواں مولوی صاحب نے اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی کے فتاوٰے رضویہ ج ۵ کا حوالہ دیا اور کتاب درالمختار کا بھی حوالہ دیا۔ جناب میرے پاس یہ کتابیں نہیں ہیں، اگر ہوتیں تو میں یہ مسئلہ دیکھ لیتا۔ اب دولہا صاحب کے وارث جو ہیں وہ شش و پنج میں پڑ گئے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ نکاح ہو گیا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔ مولوی صاحب جو بارات کے ساتھ آئے تھے وہ بھی کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا اس لئے کہ خطبہ تکمیل نکاح ہوتا ہے اور اب خطبہ ہی نہیں ہوا تو نکاح کیا۔ نکاح خواں صاحب کہتے ہیں کہ خطبہ کوئی مانع نکاح تو نہیں ہے اس لئے نکاح درست ہے۔

اب آپ حضور بحوالہ کتبِ حدیث وتفسیر واقوالِ ائمہ سے ٹھوس دلیلیں پیش کر کے

marfat.com

مفصل طور پر تحریر فرمائیں تاکہ باراتیوں کے دل کو تسلی ہو جائے اور جھگڑا ختم ہو جائے، میں نے آپ کے فتاوٰے نوریہ دوسرے جلد کا بھی مطالعہ کیا ہے مگر میری نظر میں یہ مسئلہ نہیں گزرا شاید آپ نے درج فرمایا ہو، اگر آپ کے فتاوٰے میں درج ہو تو تب بھی حوالہ لکھیں، آپ حضور کی بڑی مہربانی ہو گی۔ فقط والسلام

آپ حضور کا غلام: مولانا مولوی محمد اشرف بن محمد عمر نڈھا چک ۹۳/۶۰R
بالمقابل فرید ٹاؤن ساہیوال ڈاکخانہ کوٹ خادم علی شاہ تحصیل وضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بخدمتِ اقدس عزیزی مولانا محمد اشرف صاحب سلمہ ربہ تعالٰے

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد از دعواتِ عافیت آنکہ آپ کا استفتاء موصول ہوا، واقعی نکاح کے رکن ایجاب وقبول ہی ہیں، جب پائے جائیں تو نکاح ہو جاتا ہے کما فی اسفار المذھب المھذب الحنفی اور فتاوٰے نوریہ ج ۲ ص ۱۵۸ و ۱۶۲ وغیرہا میں بھی ہے۔ باقی رہا خطبہ تو اس کی رکنیت کسی آیت اور کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ اس مولوی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ کونسی آیت یا حدیث ہے اور کونسی کتاب ہے جس سے رکنیت ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے چستی دکھانی تھی، مطالبہ کرتے تو بالکل لاجواب ہو جاتا۔

marfat.com

نکاح کا خطبہ صرف مستحب ہے یا سنت جو احادیث میں آیا ہے مگر حکم نہیں دیا گیا کہ ضرور پڑھا جائے بلکہ کئی حدیثوں میں بغیر خطبہ کے نکاح پڑھانا بھی آیا ہے چنانچہ سننِ ابی داؤد ج ۱ ص ۲۸۹ میں حدیثِ مرفوع مسند میں ہے کہ بنی سلیم سے ایک صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امامۃ بنت عبد المطلب فانکحنی من غیر ان یتشھد کہ میں نے حضور سے امامہ بنت عبد المطلب کا رشتہ طلب کیا تو حضور نے مجھے نکاح کر دیں بغیر خطبہ پڑھنے کے۔

عون المعبود شرح ابو داؤد میں ہے کہ سوال کیا گیا کہ کیا نکاح بغیر خطبہ کے جائز ہے تو جواب دیا کہ احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کحدیث سھل ابن سعد الساعدی المتقدم لان الخطبۃ لم تذکر فی شیئ من طرقہ قال الحافظ تحت حدیث سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس کے کئی اسناد ہیں مگر کسی میں خطبہ کا ذکر نہیں تو حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ نکاح کی صحت کے لئے خطبہ شرط نہیں۔

فتح الباری ج ۹ ص ۱۷۷ میں ہے وفیہ ان لا یشترط فی صحۃ العقد تقدم الخطبۃ اذ لم یقع فی شیئ من طرق ھذا الحدیث وقوع حمد ولا تشھد ولا غیرھما من ارکان الخطبۃ کہ اس حدیثِ سہل کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ خطبہ کا ہونا نکاح کے لئے شرط نہیں۔

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں قاضی محمد بن علی شوکانی جو غیر مقلدوں کے امام ہیں، کے ج ۶ ص ۲۶۴ میں ہے باب استحباب الخطبۃ للنکاح اور پھر

لہ ج ۲ ص ۲۰۴

marfat.com

اس باب میں متن میں وہی حدیث ابی داؤد ذکر کی ہے جس میں غیر ان یتشہد ہے
نیز نیل الاوطار کے ج ۶ ص ۲۶۶ میں ہے وقد قال اھل العلم ان النکاح
جائز بغیر خطبۃ وھو قول سفیان الثوری وغیرہ من اھل العلم
انتہی و یدل علی الجواز حدیث اسمٰعیل بن ابراھیم المذکور
فیکون علی ھذا الخطبۃ فی النکاح مندوبۃ اور ہمارے فقہاء کرام نے
بھی کسی کتاب میں خطبہ کو رکنِ نکاح نہیں فرمایا بلکہ اکثر نے تو ذکر ہی نہیں کیا البتہ درالمختار اور
طحطاوی ج ۲ ص ۵ اور شامی ج ۲ ص ۳۵۹ و ج ۲ ص ۳۶۰، بحرالرائق ج ۳ ص ۸۱ میں ہے
والنظم من الدر ویندب اعلانہ وتقدم خطبۃ نیز میزانِ شعرانی
ج ۲ ص ۱۱۸ میں ہے ومن ذٰلک قول عامۃ العلماء ان الخطبۃ سنۃ
ولیست بواجبۃ و مع قول داؤد انہا واجبۃ۔ نیز رحمۃ الامہ ج ۲ ص ۶۷
میں ہے والخطبۃ فالنکاح لیست بشرط عند جمیع الفقہاء الا داؤد
فانہ قال باشتراط الخطبۃ عند العقد۔

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ طبع مصر ج ۴ ص ۸ کے حاشیہ میں احناف
اور ج ۴ ص ۹ کے حاشیہ میں مالکیہ اور ص ۱۰ میں حنابلہ اور ج ۴ ص ۱۱ میں شوافع سے ہے
کہ خطبہ مندوب ہے یا مسنون، پہلے دو ندب کے قائل اور پچھلے دو سنت کے قائل ہیں،
بہرحال مذاہبِ اربعہ اور ان کے غیر سے کسی مجتہد کا قول ندب و سنت کے علاوہ نہیں،
البتہ داؤد کا قول وجوب لکھا ہے جو بلا دلیل معتبر نہیں اور وہ بھی اجماع امت کے بعد تو ثابت ہوا
کہ وہ نکاح جائز ہے اور مولوی صاحب کا قول بلا دلیل بالکل غیر معتبر ہے، ایسے لوگوں
پر لازم ہے کہ شرعِ اطہر پر افتراء نہ کریں اور ناری نہ بنیں، سورۂ نحل کا ارشاد مبارک
پیشِ نظر رکھیں، فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ

marfat.com

وَهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (سورۃ النحل پ ۱۴ ع ۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۲۴-۳-۷۹

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ نور الٰہی دختر خان محمد قوم ماچھی سکنہ منچریاں تحصیل دیپال پور میں رہتی ہوں یہ واقعہ خاص منچریاں میں ہوا ہے کہ میں مسمی سلیمان قوم ملّاح کے ساتھ اپنی رضا سے چلی گئی تھی مگر اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا، مجھے لاہور بھجوا کر کسی اور شخص کے ہاں بیچ دیا مگر مجھے کوئی علم نہ تھا کہ ہم نے یہاں رہنا ہے یا کسی اور جگہ چلا جانا ہے۔ مجھے یہ کہا کہ میں صبح آؤں گا تو پھر کسی جگہ رہائش کریں گے۔

مسمے سلیمان ملّاح تو پھر واپس نہ گیا تو جن کو سلیمان مجھے بیچ گیا تھا تو انہوں نے صبح مجھے روانہ کر لیا اور کہا کہ وہ مجھے تجھ کو بیچ کر چلا گیا، اب ہم تمہارے ساتھ نکاح کرینگے تو اس وقت پورا پتہ چلا کہ سلیمان مجھے فروخت کر گیا ہے تو وہ جو میرے لینے والے تھے

marfat.com

پاکپتن شریف لے آئے، انہوں نے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو میں بہت کرلائی پیٹی تو انہوں نے اپنے کوئی دو آدمی بلوا کر ایک کاغذ لکھا، خدا جانے کیا لکھا، مجھے انہوں نے بہت دھمکایا اور کہا نکاح پڑھ، مگر میں نے کوئی لفظ اختیار نہیں کیا، پھر انہوں نے میرے زبردستی انگوٹھے لگوالئے تو پھر تھوڑے دنوں میں میرے وارث واپس لے آئے۔ اب میرا نکاح ہوا یا نہ؟ نیز مولوی نور احمد ولد مولوی شرف الدین صاحب چک ۱/۵.P وساوے والا نے بھی شہادت دی ہے کہ مسماۃ نور الٰہی کو جب واپس گھر لائے، دریافت کرنے پر اس نے یہی جواب دیا کہ میں نے کوئی نکاح نہیں پڑھا۔ فرضی کاغذوں پر زبردستی میرے انگوٹھے ثبت کروالئے گئے مولوی نور احمد کا بیان کہ میں خود بھی پاکپتن شریف کے نکاح رجسٹراروں کے پاس گیا اور دریافت کیا تو سب نے جواب دیا ہمارے ہاں یہ نکاح ہرگز نہیں ہوا اور نکاح کا کوئی کاغذ وغیرہ نہ پایا لہٰذا براہِ کرم جواب فتویٰ سے مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

السائل: بذریعہ مسمّی پہلوان قوم ماچھی

چک ۱/۵.P وساوے والا
تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

اگر سوال واقعی صحیح ہے تو یہ شرعاً نکاح نہیں ہے۔

marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ
آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۲۸ر صفر المظفر ۱۳۸۹ھ
۱۶-۵-۶۹

الاستفتاء

حضرت مولانا مولوی محمد نور اللہ صاحب بصیر پور

السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں اہلِ فتویٰ شریعت وعلمائے دین جبکہ ایک عورت جس کی عمر ۳۵ سال اور رنڈی ہے اور اس کی اولاد اس کے خاوند مرحوم سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے اور اس کی گزر اس کے بھائی کے پاس ہو، اس کا نکاح جب ایک شخص سے کریں مگر اس کے وارث اس کے پاس موجود نہ ہوں نہ عورت اور نہ اس کے وارث سے اجازت نکاح حاصل کی ہو بلکہ قاضی صاحب نے مرد کو ایجاب اور از روئے شریعت کلمہ پڑھایا گیا ہو مگر عورت کو علم تک نہ ہو، کیا یہ نکاح جائز رہا یا نہ رہا۔

مستفتی: پہلوان ولد احمد حصہ دار پاناں مہار ضلع منٹگمری

مورخہ: ۱۶-۱۰-۵۸

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

یہ نکاح شرعًا نافذ ولازم نہیں بلکہ عورت کی اجازت و رضا پر موقوف ہے، اگر اطلاع ملنے پر اجازت دے دے تو جائز و نافذ ہو جائے گا اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائیگا اور اجازت بھی وہی معتبر ہے جو رد سے پہلے دے ورنہ بعد از رد اجازت نہیں دے سکتی اور نکاح جائز نہیں ہوگا اگرچہ زبان سے کئی مرتبہ اجازت اجازت کہے۔

فتاوٰی عالمگیری ج۱ ص ۲۷۱ میں ہے حتی یتوقف العقد علی الاجازۃ نیز ج ۲ ص ۲ شرائطِ نکاح میں ہے منہا رضا المرأۃ اذا کانت بالغۃ بکرا کانت او ثیبا۔ شامی اور درالمختار ج ۲ ص ۴۱۲ میں ہے بخلاف ما لو بلغہا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلان بالرد۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

نوٹ: یہ جواب اس وقت ہے جب ایجاب وقبول دونوں پائے گئے ہوں ورنہ نکاح سرے سے کچھ ہے ہی نہیں۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

marfat.com

الإستفتاء

بخدمت جناب قبلہ وکعبہ سیدی وسندی غوثی وغیاثی عاشقِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

قبلہ الحاج اباجان دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد عرض یہ ہے :

۱۔ اہلِ سنت وجماعت عقائد لڑکے کا اہلِ حدیث خاندان کی لڑکی سے نکاح جائز ہے کہ نہیں ؟ اگر نہیں تو کس وجہ سے ؟

۲۔ اگر نکاح سے پہلے لڑکی کے خاندان والوں سے یہ عہد لے لیا جائے کہ بعد نکاح وہ لڑکے کے مذہبی عقائد میں کوئی دخل نہیں دینگے۔

صورتِ مسئولہ میں کیا حکم ہے ؟

نیازمند سگِ مدینہ : محمد اقبال مغل نوری مدنی

سیکٹر D-۹ ۱۳/۸۲ اورنگی ٹاؤن کراچی ۴۱

۶-۸-۸۰

اہلِ حدیثِ زمانہ جو کہ غیر مقلدین ہیں اور اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے ہیں

marfat.com

وہ گستاخانِ حضور محبوبِ انور سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں لہٰذا ان کی لڑکی سے جب تک کہ توبہ نہ کرے نکاح جائز نہیں وہ ہمیں مشرک سمجھتے اور کہتے ہیں۔ ابوجہل لعین کے برابر مشرک مانتے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان میں اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے تو ہمیں ان سے بچنا نہایت ضروری ہے کما صرح بہ علماء اہل السنۃ فی فتاوٰیہم۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاکرم وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ ۸۰-۸-۶

الاستفتاء

بگرامی خدمت حضرت العلام قبلہ فقیہ اعظم مفتی اعظم استاذ العلماء ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد مؤدبانہ گذارش ہے کہ:

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام دریں مسئلہ کہ حق مہر شرعی کتنا ہونا چاہیئے؟ جو ساڑھے بیس روپے مشہور ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ واضح فرمائیں۔ ثوابِ دارین حاصل کریں۔

السائل: سید غلام رسول چک ۸۰/۱۲-ل ڈاکخانہ ۷۵/۱۲-ل ضلع ساہیوال

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

شرعاً کم از کم حقِ مہر دس درہم ضروری ہیں، اِس لحاظ سے جتنی چاندی بنے اتنا حق مہر ہونا چاہئے خواہ سو روپے یا دو تین صد روپے بنیں، غالباً ساڑھے بیس روپے بھی اسی لحاظ سے تھے کیونکہ چاندی سستی تھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۶ر جمادے الاولیٰ سنہ ۱۴۰۰ھ

۲۴-۳-۸۰

سہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، ایک درہم کا وزن ۳ ماشہ $\frac{1}{5}$ ارتی کے برابر ہے، اِس لحاظ سے دس درہم کا وزن دو تولے سات ماشے اور چار رتی (۳۰،۶۱۷ گرام) چاندی بنتا ہے لہٰذا اتنی مقدار چاندی یا اس کی مالیت کے برابر مہر دینا ضروری ہے۔

مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی حد مقرر نہیں چاہے تو عورت کو ڈھیروں مال دے دے، بہتر یہ ہے فریقین کی حیثیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے مہر کا تعین کیا جائے تاکہ بآسانی اس کی ادائیگی ممکن ہو سکے۔ (مرتب)

marfat.com

باب المحرمات

الاستفتاء

مکرمی ومحترمی جناب علامہ مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی بصیرپور

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ ؛

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ مثلاً زید کے باپ کا انتقال ہوگیا تو اس وقت زید کی شادی ہوچکی تھی اور اس کی دو لڑکیاں تھیں تو زید کی والدہ نے کسی آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا اور وہ آدمی جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ بعیدی رشتہ دار ہے اور اس کی پہلے بھی شادی ہوئی ہے اور اس کے بچے بھی ہیں، اس کی پہلی بیوی بھی زندہ ہے۔ اب آپ وضاحت سے یہ فرمائیں کہ زید

marfat.com

کی وہ دونوں لڑکیاں اس نکاح کرنے والے (یعنی جس کے ساتھ زید کی والدہ نے نکاح کیا ہے) کے لڑکوں کے نکاح میں آسکتی ہیں یا نہیں؟

ذرا دلائل سے واضح فرمائیں اور فتوٰے ارسال کریں اور اپنی مہر اور دستخط بھی ہمراہ لگا کر بھیجیں، مشکور ہونگا۔

دعاگو: سخی محمد متعلم مدرسہ اسلامیہ مفتاح العلوم چشتیاں روڈ منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

فتاوٰی

اگر وہ لڑکے اس کی پہلی بیوی سے ہیں تو جائز ہے، قرآنِ کریم پارہ پنجم کے اول میں ہے کہ محرماتِ مذکورہ کے علاوہ سب عورتیں حلال ہیں حالانکہ محرمات میں یہ نہیں کہ منکوحۃ الاب کی پوتی اب کے لڑکوں کے لئے حرام ہے تو صراحۃً ثابت ہوگیا کہ جائز ہیں بلکہ فقہائے کرام نے یہاں تک تصریح فرمادی کہ منکوحۃ الاب کی لڑکی جو پہلے خاوند سے ہے اس کے لڑکے کے لئے حلال ہے۔

درالمختار شامی ج ۲ ص ۳۸۳، فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۶، بحرالرائق ج ۳ ص ۹۸

فتاوٰے رملی ج ۱ ص ۲۳ میں ہے والنظم لہ لا ام ن وجۃ الابن ولا ابنتہا

بحر میں اضافہ فرمایا کہ حضرت امام محمد بن حنفیہ نے ایک عورت کے ساتھ خود نکاح کیا اور اپنے لڑکے کے ساتھ اس کی بیٹی کا نکاح کیا اور صاحبِ بحر نے یہ بھی کہا کہ کوئی مانع نہیں فرمایا

marfat.com

لان لامانع وقد تزوج محمد بن الحنفیۃ امرأۃ وزوج ابنہ بنتہا۔

واللہ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وعلیٰ الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ ۷۹-۴-۱۷

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دینِ متین اندریں مسئلہ کہ ایک آدمی اپنی عورت بعد عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتی ہے اور دوسرے خاوند سے لڑکی پیدا ہوئی۔ اب سابقہ خاوند سے دوسرے شوہر کی لڑکی نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ آپ مہربانی فرما کر حدیثِ نبوی یا قرآن شریف سے نوازیں۔ واللہ الصواب۔

السائل: میاں ارشاد احمد وٹو، موضع دلیکے ۸۰-۱-۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

جب عورت سے جماع کیا ہے تو ہرگز نہیں آسکتی، قرآنِ کریم پارہ چہارم کے

marfat.com

آخر میں اللہ تبارک وتعالےٰ کا فرمان ہے وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ یعنی جس عورت کے ساتھ آدمی نے جماع کیا اس کی لڑکی اس پر حرام ہے۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۴ میں ہے والثانیۃ بنات الزوجۃ وبنات اولادھا وان سفلن بشرط الدخول یعنی محرمات کی دوسری قسم بیوی کی بیٹیاں ہیں اور پوتیاں نواسیاں یہ سب حرام ہیں جبکہ بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو اور لڑکی ہی تنویر الابصار درالمختار شامی ج ۲ ص ۲۸۲ میں ہے (و) حرم بالمصاھرۃ (بنت زوجتہ الموطوئۃ) اور فقہ کی سب کتابوں میں حرام لکھا ہے اور حدیث شریف میں حرام کہا ہے۔

تفسیر مظہری ج ۲ ص ۶۱ میں ترمذی شریف کی حدیث میں فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایما رجل نکح امرأۃ فدخل بھا فلا یحل لہ نکاح ابنتھا اور جب قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں حرام فرمایا اور فقہ کی سب کتابوں میں حرام لکھا ہے تو جائز کس طرح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاکرم وآلہ واصحابہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۱۹ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ
۸۰-۱-۸۰

marfat.com

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ بزرگوار مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔

گذارش ہے کہ مجھے شریعت کے مطابق فتوٰے درکار ہے، برائے مہربانی فرماکر فتوٰے دیا جائے، غریب پروری ہوگی۔

عرض ہے کہ میں نے آج سے تقریباً ۲½ سال پیشتر اپنی لڑکی مسماۃ آمینہ بی بی عرف مینا دختر غلام محمد کا نکاح مسمّٰی رشید احمد ولد محمد شریف سکنہ بصیر پور سے کردیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

عرصہ تقریباً آٹھ ماہ ہوئے میرے داماد مسمّٰی رشید احمد ولد محمد شریف نے میری دوسری چھوٹی لڑکی مسماۃ نور الٰہی دختر غلام محمد عمر چودہ سال کو ورغلا کر اغوا کر کے کراچی لے گیا اور اغوا کے ایک ماہ بعد رشید احمد مذکور نے اپنی بیوی آمینہ بی بی عرف مینا کو طلاق دیدی۔ ابھی طلاق جو رجسٹری ہو کر بصیر پور پہنچی تو چند روز بعد رشید احمد مذکور نے میری دوسری لڑکی جس کو رشید احمد اغوا کر کے لے گیا تھا، عدالت میں بیان دلا کر کہ میں اپنی مرضی سے رشید کے ساتھ اپنی مرضی سے آئی ہوں۔ عدالت مجسٹریٹ کراچی میں بیان ہونے کے دوسرے دن رشید احمد نے میری لڑکی مسماۃ نور الٰہی سے نکاح کر لیا۔ رشید احمد مذکور نے مسماۃ آمینہ بی بی جو نور الٰہی کی حقیقی ہمشیرہ ہے کو طلاق اول دی تھی اور عدت بھی پوری نہ ہوئی تھی بلکہ عرصہ تقریباً ۱½ ماہ سے زیادہ نہیں گذرا تھا کہ رشید احمد مذکور نے دوبارہ نکاح میری چھوٹی لڑکی مسماۃ نور الٰہی سے کر لیا تھا، اس بارے میں شریعت کے مطابق حکم کیا ہے فرمایا جاوے،

marfat.com

میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ بالا حالات کے مطابق مجھ غریب پر رشید احمد مذکور نے زیادتی کی ہے۔ میں نے رشید احمد ولد محمد شریف کے خلاف پولیس میں پرچہ درج کرا کر رشید احمد اور نور الٰہی کو پکڑ لیا تھا، رشید احمد گرفتار ہوا اور میری لڑکی مسماۃ نور الٰہی میرے پاس ہے، اب میں نور الٰہی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں، کیا ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں؟ فرمایا جاوے۔

میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ بالا تحریر پڑھ کر سمجھ کر لکھوائی ہے۔

عرضی نشان انگوٹھا

محترم جناب باباجی

السلام علیکم : میں تصدیق کرتا ہوں کہ درخواست کے حالات درست ہیں۔

دستخط بحروفِ اردو میاں ظفر علی ۲۴-۵-۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

اگر مسمے رشید احمد نے مسماۃ آمینہ بی بی (جو نور الٰہی کی حقیقی ہمشیرہ ہے) کو طلاق دی اور عدت پوری ہونے سے پہلے مسماۃ نور الٰہی سے نکاح کر لیا تو وہ نکاح صحیح نہیں بلکہ فاسد ہوا جس کا چھوڑنا واجب ہے۔ اگر رشید احمد نے جماع کر لیا تو متارکہ بالقول ضروری ہے یعنی زبان سے یہ کہے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا یا مسماۃ نور الٰہی کہے کہ میں نے رشید احمد کو چھوڑ دیا۔

marfat.com

فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۳۵ میں ہے والمتارکۃ فی الفاسد بعد الدخول لاتکون الا بالقول۔ نیز اسی صفحہ میں ہے ولکل فسخہ بغیر محضر صاحبہ وبعدہ لا الا بمحضر صاحبہ اور یونہی شامی ج ۲ ص ۴۸۳ میں ہے مگر تنویر الابصار میں ہے ولو بغیر محضر من صاحبہ دخل بہا اولا۔ درالمختار میں ہے فی الاصح اور شامی نے اسے برقرار رکھا مگر عورت متارکت کرے تو مرد کا یہ جاننا ضروری ہے کہ متارکت ہو گئی۔ عالمگیری ج ۲ ص ۳۵ وعلم غیر المتارک شرط اور اگر جماع کیا ہے تو عدت پوری کرنے کے بعد اور جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اس میں قضائے قاضی یعنی شرعی حاکم کا حکم بھی لگانا کہ یہ نکاح فسخ ہو گیا ہے ضروری ہے کما فی الشامی تو مسماۃ نور الٰہی اس نکاح کے چھوڑنے کے بعد حاکمِ شرع کے حکم سے اگر جماع ہوا ہے تو عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۰ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۱ھ ۸۱ - ۵ - ۲۵

marfat.com

باب المصاهرة

الإستفتاء

بخدمت جناب حضرت مولانا فخرِ علماء ربانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ لصیر پور
تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال

قبلہ وکعبہ مندرجہ ذیل کے متعلق فتوٰے درکار ہے :

۱۔ یہ کہ مسمے حلیم ولد سردار اذات ارائیں ساکن موضع ارزانی پور تحصیل چونیاں ضلع قصور نے اپنی حقیقی بہو مسماۃ ارشاد بی بی زوجہ یوسف ولد حلیم ذات ارائیں موضع ارزانی پور تحصیل چونیاں ضلع قصور نے ناجائز تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔

۲۔ یہ کہ مسمے حلیم خاں کو بارہا سمجھایا گیا لیکن وہ اپنی کرتوت سے باز نہیں آتا۔

۳۔ یہ کہ آخر کار مسمے ابراہیم ولد چراغ ذات کمبوہ اور محمد عاشق ولد رحمان واحمد دین ولد لقمان ساکنان موضع جھگیاں رحموں تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال نے بچشم خود دیکھ لیا

marfat.com

اس وقت وہ اپنی بدکاری میں مصروف تھے۔

۴۔ یہ کہ مسمّٰی حلیم مذکور میرے پاس موضع جھگیاں میں اپنی بہو کو گھر واپس لیجانے کے لئے آیا تھا کہ شب کے وقت یہ وقوعہ پیش آیا۔

لہٰذا دست بستہ معروض ہوں کہ اس کے لئے قانونِ شرع کے مطابق فتوٰے جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔

المرقوم: مورخہ ۲۴ ماہ فروری سنہ ۱۹۸۰ء

خادم: ابراہیم ولد چراغ قوم کمبوہ ساکن موضع جھگیاں رحموں تحصیل و پالپور ضلع ہوشیار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب
اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

اگر سوال صحیح ہے کہ مسمّٰی حلیم نے اپنی بہو ارشاد بی بی کے ساتھ بدکاری کی ہے گو کہ بوس وکنار ہی کیا ہو تو اس کے لڑکے کا نکاح فسخ ہو گیا، ارشاد، شرعی عدت گزار کر حسبِ دستورِ شرع کہیں اور نکاح کر سکتی ہے۔ فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۴ میں ہے

کما تثبت ھٰذہ الحرمۃ بالوطیٔ تثبت بالمس والتقبیل (الی ان قال) والمباشرۃ عن شھوۃ بمنزلۃ القبلۃ وکذا المعانقۃ ھٰکذا فی فتاوٰی قاضیخان اور یونہی ہدایہ وغیرہا تمام متون وفتاوٰے وشروح مذہبِ حنفی میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وعلیٰ آلہٖ

marfat.com

واصحابہٖ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

۷ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۰ھ ۸۰-۲-۲۴

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اور مفتیانِ عظام خصوصاً حضرت قبلہ فقیہِ اعظم اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی حلال بیوی کے موجود ہوتے ہوئے اپنی سگی سالی سے فعلِ حرام کرلے اور جس کا اقرار بھی طرفین کرلیں تو آیا اس آدمی کا اپنی بیوی سے نکاح رہ جائیگا یا فسخ ہوجائیگا اور طرفین کو شرعی لحاظ سے کیا سزا ہونی چاہیئے۔ فقط والسلام

السائل: مستری خان محمد ولد مستری غلام محمد بستی پراچہ

داخلی دیپال پور ۸۱-۸-۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

سالی کے ساتھ زنا سے بیوی کا نکاح نہیں ٹوٹتا اور فسخ نہیں ہوتا ہاں مزنیہ کی عدت گزرنے تک بیوی سے نزدیکی نہ کرے اور جب اسے حیض آجائے تو بیوی سے نزدیکی جائز ہے۔ درالمختار اور شامی میں ہے ج ۲ ص ۳۸۶ فی الخلاصۃ وطئ اخت

marfat.com

امرأت لاتحرم امرأت۔ شامی اسی صفحہ میں ہے لو زنیٰ باحدی الاختین لایقرب الاخریٰ حتی تحیض الاخریٰ حیضۃ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

نوٹ: اس کی سزا بڑی سخت ہے جو حاکمِ وقت کا کام ہے یہ زنا ہے اور محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے عورت ہو یا مرد اور اگر محصن نہیں تو سو کوڑے سزا ہے جو حاکمِ اسلام کا کام ہے اور عوام کا کام ہے کہ بائیکاٹ وغیرہ سے مجبور کریں کہ دل سے توبہ کریں اور نیک بن جائیں۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ۲۹-۸-۸۱

marfat.com

باب نکاح المعتدات والحوامل

الاستفتاء

گرامی قدر و قابلِ صد احترام صاحب

السلام علیکم - بعد از آداب !

گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل حالات کے تحت شرعی فتوٰے کی ضرورت ہے، مہربانی فرما کر صحیح فتوٰے عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

حالات :-

ایک عورت کو طلاق ہوئی تھی، مطلقہ عورت کی دوسری شادی کا پروگرام بنا، نئی شادی کے سلسلہ میں اس کی بارات آ گئی۔ جب نکاح کا وقت آیا تو پتہ چلا کہ ابھی

marfat.com

عدت کے دن گزرنے میں دیر ہے اور ۱۶ دن گزرنے کے بعد عدت پوری ہوگی اس لئے نکاح نہ ہوا۔

لڑکے والے عورت کو اپنے گھر لے گئے یعنی اپنے نئے سسرال چلی گئی۔ لڑکے والوں نے وعدہ کیا کہ جب عدت پوری ہوگی ہم اپنے گاؤں میں نکاح پڑھائینگے گھر آکر لڑکے نے لڑکی سے (جس کو بغیر نکاح کے لایا تھا) صحبت کرلی یعنی ہمبستری کرلی (جبکہ ابھی نکاح درج نہ ہوا تھا اور عدت نہ گزری تھی) اب عدت کے بقایا سولہ دن گزر گئے ہیں لیکن چونکہ لڑکے نے عدت کے دوران ہمبستری کرلی ہے اس لئے شک پیدا ہوگیا ہے کہ نکاح ہوسکتا ہے یا نئی عدت گزارنی پڑے گی۔

مہربانی فرماکر مندرجہ بالا حالات کو مدِنظر رکھ کر فتوٰے دیں کہ نکاح ہوسکتا ہے یا بالکل نہیں یا نئی عدت گزارنی پڑے گی اور عدت اگر گزارنی پڑے گی تو کتنی ہوگی اور کیسے ہوگی یعنی عورت اپنے سسرال رہ کر گزارے گی یا میکے چلی جائے یا کسی اور گھر رہ کر گزارے۔ والسلام

حاجی ملک محمد امین، قادرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

عورت کے سولہ دن باقی تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ عدت کا صحیح علم نہیں کیونکہ ایسی عورت جو جوان ہو اسکی عدت تین حیض ہے، دنوں کا حساب تو تب ہے

marfat.com

جب حیض نہ آتا ہو، چھوٹی ہو یا بڑی ہو، بہرحال تین حیض پورے ہو جائیں تو عدت پوری ہوگی، عدت پوری ہونے پر نکاح ہو جائے گا۔

اس لڑکے نے جو ہمبستری کی ہے وہ زنا ہوا ہے، اس سے عدت نہیں پڑتی ہاں اگر حمل ہو جائے اور پہلی عدت پوری نہیں ہوئی تھی تو بچہ پیدا ہونے پر پہلی عدت پوری ہوگی اب عدت خیال سے گزارے کہ پھر زنا نہ ہو، میکے گزارے یا اپنے سسرال، بہرحال پرہیز سے رہے۔ یہ احکام قرآنِ کریم کے ہیں اور فقہ کی کتابوں میں مفصل مذکور ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ اجمعین و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۱ شعبان المعظم سنہ ۱۴۰۱ھ

۲۴-۶-۸۱

الاستفتاء

ایک لڑکی کنواری کا نکاح کیا گیا مگر بعد از نکاح پانچ ماہ سے پہلے ہی بچہ پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ بوقت نکاح لڑکی کو حملِ زنا تھا، تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

مولوی محمد حنیف بقلم خود از راجووال

۷ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۲ھ

۵-۱۲-۸۱

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

یہ نکاح حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محررِ مذہب حضرتِ امامِ محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک صحیح ہے۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۷ یں ہے قال ابو حنیفۃ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ یجوز ان یتزوج امرأۃ حاملا من الزنا ولا یطأھا حتی تضع اور یونہی بدائع صنائع ج ۲ ص ۲۶۹، تنویر الابصار درالمختار شامی ج ۲ ص ۴۰۱ میں ہے بلکہ قرآنِ کریم پانچویں پارے کے رکوع اول میں ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ تو اَمس و شمس سے بھی واضح ہوا کہ یہ نکاح جائز و صحیح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی رسولہ الاعظم و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

۵ - ۱۲ - ۸۱

الاستفتاء

۵۱۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ متین درایں مسئلہ کہ مسمّٰی زید نے اپنی

marfat.com

سالی حقیقی کو اپنی بیوی کی موجودگی میں زنا کر کے حاملہ کر دیا۔ ورثارِ زانیہ نے عرصہ پانچ ماہ حاملہ ہونے کے بعد اس کا نکاح دوسرے آدمی سے کر دیا۔

۱۔ کیا از روئے شریعت یہ نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ نکاح خوان و گواہانِ نکاح کا نکاح قائم رہے گا کہ نہیں؟

۲۔ منکوحہ زانیہ کا نکاح قائم رہے گا یا نہیں؟

۳۔ منکوحہ زانیہ کے حمل کا علم ہونے کی صورت میں طلاق دے کر اس کو فارغ کر دیا گیا ہے۔

۴۔ کیا زانیہ حاملہ کو طلاق کے بعد اپنے حقِ مہر کی وصول کرنے کی از روئے شریعت حق دار ہے یا نہیں؟

۵۔ تاریخِ نکاح ۲۱ فروری ۱۹۷۷ء، وضعِ حمل ۶ جولائی ۱۹۷۷ء کو ہوا اس کے خاوند نے طلاق دے کر فارغ کر دیا۔

اب مسئلہ حقِ مہر کا ہے کیا از روئے شریعت زانیہ مطلقہ حقِ مہر وصول کر سکتی ہے کہ نہیں؟ یہ فتوٰے مفصل مدلل عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مکمل پتہ حسبِ ذیل ہے:۔

غلام سرور خاں ولد سردار محمد خاں قوم کتھران سکنہ وہوا محلہ حضرت سلطان لوزنگ رحمۃ اللہ علیہ تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں

غلام سرور بقلم خود

۷-۱-۷۸

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ ہاں ایسی عورت جو کسی کے نکاح میں نہ ہو اور اس کو زنا کا حمل ہو جائے تو حضرتِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک اس کا نکاح شرعی جائز ہے، قرآنِ کریم میں ہے واحل لکم ما وراء ذٰلکم۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۷ وقال ابو حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ یجوز ان یتزوج امرأۃ حاملا من الزنا ولا یطأھا حتی تضع۔

۲۔ نکاح خوان و گواہان کے نکاح رہیں گے کیونکہ انہوں نے جائز نکاح کیا ہے اور گواہ بنے ہیں۔

۳۔ ہاں منکوحہ زانیہ کا نکاح بھی طلاق سے قبل قائم رہے گا اور طلاق کی صورت میں مطلقہ ہو جائے گی اور حسب الحکم نکاح ختم ہو جائے گا۔

۴۔ اگر خاوند کے پاس اکیلے مکان میں کچھ وقت کے لئے ٹھہری ہے کہ وہ جماع کر سکتا تھا اگرچہ کیا نہ ہو تو پورا حقِ مہر وصول کر سکتی ہے ورنہ نصف، فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۲۱ میں ہے تجب العدۃ فی الخلوۃ سواء کانت الخلوۃ صحیحۃ او فاسدۃ (الیٰ ان قالوا) فاقاموھا مقامہ فی حق تاکد المھر، نیز اسی صفحہ میں ہے واذا تاکد المھر لم یسقط الخ لہٰذا وہ عورت خلوت یا دخول کی صورت میں شرعاً پورا حقِ مہر وصول کر سکتی ہے ورنہ نصف تو ضرور وصول کر سکتی ہے

marfat.com

کہ اس کا شرعاً حق ہے اسی لئے تو اس کو حقِ مہر کہا جاتا ہے جو قرآنِ کریم کے دوسرے پارے میں وضاحت سے بیان ہو چکا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۶ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ ۱۶-۱-۷۸

---

marfat.com

بَابُ الرَّضَاعِ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ مسمے بکر کی دو بیویاں ہیں اوران میں سے ایک نے مسماۃ ہندہ کو اپنا دودھ پلایا لیکن خاوند کو اس کا علم نہیں اور اس نے اپنی دودھ پلانے والی بیوی کی دوسری سوکن کے لڑکے سے اس لڑکی کی شادی کردی۔ کچھ مدت کے بعد دودھ پلانے والی بیوی نے ایک عورت کو اس سے تکرار کرنیکی وجہ سے کہ تو نے یہ لڑکی اپنے لڑکے کے لئے کیوں نہیں لی حالانکہ یہ تیرے لڑکے کے لئے جوڑ تھی اور لڑکی سمجھدار بھی تھی، تجھے چاہیئے تھا کہ اس کو اپنی نوں بناتی تو اس نے کہا کہ اس میں ایک وجہ تھی تو اس نے کہا وہ کیا وجہ تھی مجھے کیوں نہیں بتاتی تو جواب میں اس نے کہا کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہوا ہے تو اس پر مسئولہ نے

marfat.com

جواب دیا کہ ہم شیخ فاضل گئے تھے نکاح کے وقت اور مولانا مولوی زید احمد سے دریافت کیا تھا تو اس نے کہا یہ لڑکی نہ تیرے لڑکے نہ تیری سوکن کے لڑکے کو آسکتی ہے اس نے کہا کہ دودھ پلانے والی کے سوا اس کے دوسری بیوی کے لڑکے کو یہ لڑکی آسکتی ہے۔ کچھ مدت کے بعد اس آدمی کے درمیان اور اس لڑکی کے بھائی کے درمیان چپقلش ہوگئی تو اس لڑکی کے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس وجہ سے یہ دودھ کا مسئلہ پھر ظاہر ہوا تو اس آدمی کی سالی نے کہا کہ اس لڑکی نے میری بہن کا دودھ پیا ہوا ہے۔ دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے میری ہمشیرہ نے بتایا تھا۔

ایک اور آدمی جو اس بکر کا پتریلا تھا اور اس نے اسے پالا تھا اور شادی بھی کی تھی اس نے بھی کئی آدمیوں کے سامنے کہا کہ اس لڑکی کو بکر کی بیوی نے دودھ پلاتے میں نے دیکھا ہے اور پھر مولوی صاحب کے پاس آکر پورا پورا بیان دیا یعنی دودھ پلانے کی شکل بتائی کہ جس طرح بکر کی بیوی نے دودھ پلایا تھا اور کہا کہ میں یہ گواہی دینے کو تیار ہوں۔ اب جبکہ معاملہ عروج پر پہنچ چکا ہے تو پتریلا کہتا ہے کہ میں گواہی دینے کو تیار نہیں ہوں۔

نوٹ : اور پتریلا نماز نہیں پڑھتا لہٰذا یہ ثقہ نہیں ہوسکتا، مخدوش الحواس بھی معلوم ہوتا ہے اور دودھ پلانے والی بھی فوت ہوگئی ہے ورنہ اس سے دریافت کیا جاتا کیونکہ بکر کے مجھ پر بہت احسان ہیں لہٰذا میں مجلس میں جاکر گواہی نہیں دونگا جبکہ دوسری عورت جو بکر کی سالی ہے وہ بھی مجلس میں جاکر گواہی دینے سے انکار کرتی ہے اور یہ تمام گواہ وغیرہ جو ہیں اس لڑکی کے نکاح کے وقت وہاں موجود تھے کسی نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں تھا کہ دوسری بیوی کے بچے کو یہ لڑکی نہیں آسکتی کیونکہ ہم ان پڑھ ہیں اور اب تمام بوجھ مولوی

marfat.com

صاحب پر ہے۔

لوگوں نے فساد مچا رکھا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس گواہ ہیں تو مجلس میں لائیں اور ان سے گواہی دلائیں ورنہ آپ کو ڈنڈ لگائی جائے گی اور مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں نے جو بات شیر کے بارے میں بکر کے رشتہ داروں سے سنی تھی اگر ظاہر نہ کرتا تو محشر کے میدان میں اللہ رب العزت کی کچہری میں جواب دِہ ہوتا لہٰذا میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے، میرا کوئی قصور نہیں۔ اگر مجھے نکاح کے وقت ایک ذرہ بھر بھی علم ہو جاتا تو یہ نکاح ہرگز نہ کرتا۔ لڑکی کی شادی ہوئی کو تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور چار بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ یہ لوگ میرے دشمن ہیں، مجھے ان کی گواہی قبول نہیں، اگر کوئی غیر گواہی دے تو مان لوں گا۔ بینوا توجروا۔

آپ کا تابعدار : نصیر احمد ولد غلام محمد $\frac{96}{E.B}$

نشان انگوٹھا میر بخش بلوچ ◌ میاں دلیر ولد سونا مکھن ◌

حاجی شیر محمد مکھن ◌ میاں لال قوم کھرل ◌

حضور مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی پوری پوری تحقیق کتبِ فقہ کی روشنی میں بیان فرما کر مشکور فرمائیں، حضور کی عین نوازش ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

دودھ پلانے کا مسئلہ بڑا نازک ہے، اس میں دو نیک پابندِ شریعت مرد یا

marfat.com

ایک مرد اور دو عورتیں جو پابندِ شریعت ہوں، انکی گواہی ہی قبول کی جاتی ہے حتی کہ اگر سو آدمی جو پابندِ شریعت نہیں، ان کی گواہی قبول نہیں اور یونہی ہزارہا عورتیں جبکہ مرد اُن کے ساتھ نہ ہوں ان کی گواہی بھی قبول نہیں۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۴ ، تنویر الابصار در المختار شامی ج ۲ ص ۵۶۸ میں ہے والنظم من الهندية ولا يقبل في الرضاع الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين عدول اور یونہی تمام معتبراتِ مذہبِ حنفیہ کے متون و شروح و حواشی اور فتاوٰے میں مذکور ہے لہٰذا اس صورت میں نکاح بحال ہے کوئی شک و شبہہ نہ کیا جائے البتہ اگر خاوند کا دل مان جائے کہ عورت نے واقعی دودھ پیا ہے اور تصدیق کر دے تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور اگر تصدیق نہ کرے بلکہ دل میں ہی آجائے کہ دودھ پیا ہے تو بچنا بہتر ہے جو مستحب کے درجہ میں ہے مگر واجب نہیں۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۴۵ میں ہے وان صدقها الرجل وكذبتها المرأة فسد النكاح اور اِس سے پہلے ہے وان كان المخبر واحدا ووقع في قلبه انه صادق فالاولى ان يتنزه ويأخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا يجب عليه ذلك۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

الاستفتاء

جناب مولانا و اولٰنا محدث فقہاء مولوی محمد نور اللہ صاحب، دار العلوم حنفیہ فریدیہ لائلپور

marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ میری والدہ نے اپنی بہن زینب کے ساتھ رشتہ داری کرلی۔ میری والدہ نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی بہن زینب کے لڑکے کے ساتھ منسوب کردیا جو کہ میری خالہ زینب نے قبول کرلیا تھا اور بچپن میں ہی لڑکی کو لڑکے کے نام کے ساتھ منسوب کردیا تھا۔

علاوہ ازیں اٹھارہ سال کی بات ہے کہ میری والدہ گھریلو جھگڑے کی بناء پر اپنے بھائی کے گھر چلی گئی۔ میرے والد نے اپنی بیٹی کو بکری کا دودھ پلایا اور اس کے بعد میری والدہ کو لینے چلا گیا۔ راستے میں میری خالہ نے اپنی بھانجی کے منہ میں پستان ڈال دیا۔ اس وقت پستان میں دودھ تھا یا کہ نہیں، اِس بات کا میری خالہ کو علم نہیں ہے، اسی وقت میری خالہ نے اپنی بھانجی کو واپس کردیا اور میرا والد لے کر میری والدہ کو لینے کے لئے میرے ماموں کے گھر گیا اور میری والدہ کو لے کر آگیا۔ میری والدہ کو کسی رشتہ دار نے پارٹی بازی کی وجہ سے کہ تم رشتہ ان کو نہ دو ہمیں دے دو۔ میری والدہ نے رشتہ نہ دینے کے لئے بہانے بنانے شروع کردیئے ہماری برادری والوں نے رشتہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے افواہ اڑادی کہ لڑکی ان کو نہیں لینی آتی ہے۔ دودھ والی بات بالکل جھوٹی ہے۔ میں نے چھٹی پر آتے ہی اپنی ماں سے پوچھا کیا وجہ ہے؟ کیوں آپ نے اس طرح کیا تو ماں نے کہا کہ مجھے میرے بڑے بھائی نے یہ مشورہ دیا تھا۔

آپ اِس مسئلہ پر فتوٰے لکھ کر مشکور فرمائیں۔ حضور کی عین نوازش ہوگی۔

سائل: غلام حسین ولد جلال الدین، بصیر پور

حلفہ بیان

زینب بی بی: عرصہ سولہ اٹھارہ سال کا ہوچکا ہے۔ مجھے کچھ علم نہیں کہ میں نے اپنی

marfat.com

بھانجی کے منہ میں پستان دیا تھا اور اس وقت پستان میں دودھ تھا یا نہیں تھا، مجھے کچھ علم نہیں ہے، میری بہن لوگوں کے کہنے پر مجھے رشتہ نہیں دینا چاہتی۔

نشان انگوٹھا زینب بی بی

حاجن غلام فاطمہ : بیان کرتی ہوں کہ میں بھی اس گھر میں تھی، مجھے کچھ علم نہیں کہ میری سوکن زینب نے اپنی بھانجی کو دودھ یا پستان دیا تھا اور یہ افواہ بھی اس وقت کی ہے جبکہ میری سوکن کے پستانوں میں دودھ بالکل نہیں تھا، یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

نشان انگوٹھا حاجن غلام فاطمہ

حاجی غلام محمد : مجھے کوئی علم نہیں کہ میری بیوی نے اپنی بھانجی کے منہ میں پستان دیا تھا یا کہ نہیں۔ پستان والی افواہ ہمیں رشتہ نہ دینے کی علامت ہے۔ یہ ہماری برادری والوں کی خاص شرارت ہے اور پستان والی بات بالکل جھوٹی ہے، میں نے آپ کے حکم کے مطابق مکمل پڑتال کر لی ہے، اس لئے فتوٰے لگا کر مشکور فرمائیں۔

غلام محمد بقلم خود

جلال الدین : میں گھر سے اپنی بچی کو بکری کا دودھ پلا کر اپنی بیوی کو لینے کے لئے گیا تھا مجھے کچھ علم نہیں ہے، پستان والی صرف کسی نے افواہ اڑائی ہے اور رشتہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

نشان انگوٹھا جلال الدین

غلام حسین : میں چھٹی پر گھر آیا ہوں اور اپنی والدہ سے پوچھا تو میری والدہ نے کہا کہ مجھے میرے بھائی نے کہا ہے کہ یہ ہمیں رشتہ نہیں دیتے اس لئے ہم بھی ان کو رشتہ نہ دیں، میری والدہ اپنے بھائی کے پیچھے لگ گئی۔ میرے ماموں نے حاجی صاحب سے اپنے لڑکے

marfat.com

کے لئے رشتہ مانگا جو کہ حاجی صاحب نے جواب دے دیا، اسی وجہ سے ان لوگوں نے افواہ اڑادی۔ میری والدہ نے اپنے بھائی کے کہنے پر حاجی صاحب کو جواب دے دیا۔ آپکے پاس اس لئے آتے ہیں کہ آپ فتوٰے لگا کر مشکور فرمائیں۔

غلام یٰسین بقلم خود

بچہ کے منہ میں پستان دینا حرام نہیں کرتا جب تک یہ علم نہ آئے کہ بچہ کے پیٹ میں دودھ گیا ہے خواہ تھوڑا ہی ہو اور جب دودھ کا علم پستان دینے والی ہی کو نہ ہو تو اس افواہ کا اعتبار نہیں۔

درالمختار اور شامی میں ہے والنظم من الدر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم، شامی نے فرمایا وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیھا صبیۃ واشتھر ذلک بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتھا ثدی ولم یعلم الا من جھتھا جاز لابنھا ان یتزوج بھذہ الصبیۃ الخ

ص ۲۶۲ س ۵۵۶

marfat.com

لہٰذا اندریں صورت فتوے اِس پر ہے کہ وہ لڑکی زینب کے لڑکے کے لئے جائز ہے۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۹ر جمادی الاولےٰ ۱۳۹۹ھ

۱۷-۴-۷۹

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ ہندہ نے زید کو ایامِ رضاعت میں اپنا دودھ پلایا ہے۔ اب اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح پوشیدگی میں اس زید مذکور سے پڑھا دیا ہے، اب اس نکاح، نکاح خوان اور گواہاں کے نکاحوں کا کیا حکم ہے کیا ان پر کوئی شرعی تعزیر بھی لازم آتی ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتیان

محمد باقر۔ محمد شریف

از چک ۱۹۷ E.B تحصیل بورےوالہ ضلع وہاڑی

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

شرعاً وہ لڑکا اس عورت کا رضاعی بیٹا بن گیا تو اس کی لڑکی بہن ہو گی تو بہن بھائی کا نکاح ہو ـــــ یہ حرام ہے۔

نکاح خوان اور گواہوں سے جن کو علم تھا کہ رضاعی بہن بھائی ہیں اور حلال سمجھا تو کلمۂ اسلام از سرِ نو پڑھیں اور اپنے نکاح کریں۔ قرآنِ شریف میں ہے اَخَوَاتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ (پارہ چہارم کا آخر)

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۷ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

۲۲-۴-۸۲

marfat.com

بَابُ الوَلِیِّ

الإستفتاء

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم : مزاج شریف !

جناب قبلہ حضرت صاحب، رقعہ حامل ہٰذا حاضر ہے۔ آپ کی خدمتِ عالیہ میں ایک سوال مندرجہ ذیل ہے، بحوالۂ قرآنِ مجید و احادیثِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جواب سے نوازیں، مشکور ہوں گا۔

سوال یہ ہے :۔

ایک شخص نے اپنی لڑکی، جس کی عمر آٹھ سال تھی، ایک معمر شخص سے نکاح کر دیا جبکہ لڑکی بالغ ہوئی اس نے علانیہ انکار کر دیا کہ مجھے یہ نکاح جو کہ میرے بچپن میں پڑھا گیا ہے

marfat.com

مجھے منظور نہیں۔ آیا آپ حضور سے استدعا کہ جواب قرآنِ مجید، حدیث شریف کی رو سے عنایت فرمادیں کہ اس لڑکی کا نکاح ہے یا کہ نہیں ہے۔ فقط والسلام

آپ کا مخلص: سید محمد شاہ گیلانی از بستی کیہ عرف بستی پیراں

تحصیل اوکاڑہ تھانہ چوچک ضلع ساہیوال ۱/۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

شرعاً اِس لڑکی کا یہ نکاح بدستور ہے اور لڑکی کے علانیہ انکار سے کوئی نقص نہیں پیدا ہوا۔ شرعاً باپ اور دادے کا کیا ہوا نکاح لازم ہے یعنی نابالغہ کو اس کے توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔ قرآنِ کریم سورۃ النور میں ہے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی اور سورۃ الطلاق میں ہے وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ۔ ان دو آیتوں سے باپ کا یہ اختیار ثابت ہے اور حضرتِ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس وقت ہوا جبکہ صرف چھ سال کی تھیں اور پھر اس نکاح کے فسخ کا حق ان کو نہیں ملا۔

یہ حدیثِ پاک کی ایسی مضبوط دلیل ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا لہٰذا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ میں یہی درج ہے۔ سب متون و شروح اور فتاوٰے مذہب حنفی میں یہ آفتاب کی طرح وضاحت سے ثابت ہے۔ فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۹ اور ج ۲ ص ۱۰ اور مبسوط ج ۴ ص ۲۱۳ اور ج ۴ ص ۲۱۴ اور بدائع صنائع ج ۲ ص ۲۳۸ اور ج ۲ ص ۲۴۰ وغیرہا صدہا کتبِ حنفیہ میں ہے والنظم من الھندیۃ ص ۹ میں والاب ثم الجد

marfat.com

ابوالاب و ان علا کذا فی المحیط اور ص ۱۰ میں ہے فان زوجها الاب و الجد فلاخیار لها بعد بلوغها۔ پہلی آیت اور حدیث شریف بدائع کے ص ۲۳۸ میں ہے اور دوسری آیت و حدیث مبسوط ص ۲۱۲ میں ہے۔

بہرحال ہمارے مذہبِ مہذب میں اِس لڑکی کے علانیہ انکار سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں اگر جوان لڑکی کا نکاح باپ دادا بلا اجازت لڑکی کر دے تو لڑکی کے انکار سے فسخ ہو سکتا ہے اور نابالغہ فسخ نہیں کر سکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

۸-۱-۷۸

الإستفتاء

مسمے محمد سائل کہ مسماۃ سداں بیگم کے تین بھائی بنی العلات کے علاوہ اور کوئی بھائی نہیں اور ایک نے بولایۃِ خود اس کا نکاح کر دیا۔ اب اس کے دوسرے بھائی نے بذریعہ فتوٰے ہٰذا (جو کہ درجِ ذیل ہے) دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ دوسرا نکاح ہو گیا یا نہیں اور یہ فتوٰے صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

سہ درج ذیل فتوٰے پر حضرت فقیہ اعظم کا فتوٰے ص ۵۳۷ پر ملاحظہ کریں۔

marfat.com

فتوٰے مولوی عبدالعلی از چک نور محمد مانیکا تحصیل پاکپتن شریف

نقل بعینہ : بحضور جناب قبلہ مولوی صاحب دام اقبالہ

بیان مسماۃ سداں بیگم دختر محمد متوفی قوم ماچھی ساکن چک ۱۴ S.P

میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی مسمّٰی باقر ولد محمد نے کسی جگہ میرے نابالغ ہونے کی صورت میں میرا نکاح کر دیا تھا۔ اب میں تقریباً عرصہ دس سال سے اپنی سابقہ سکونت ریاست بہاول پور سے چھوڑ کر انگریزی علاقہ میں دس سال سے اپنے بھائی احمد کے پاس ہوں اور اس نے میری ہر طرح سے پرورش کی ہے۔ اب میں عرصہ تقریباً ایک ہفتہ سے بالغ ہوں اور میں اپنا نکاح خود اپنی مرضی سے کرنا چاہتی ہوں۔ پہلا نکاح نہ ہی میں نے خود پڑھا ہے اور نہ ہی میں نے سنا ہے اور نہ ہی وہ نکاح رکھنا چاہتی ہوں۔ اب آپ فتوٰی اسلام سے اجازت نکاح مرضی خود بالغ ہونے کی صورت میں عرض گزار ہوں کہ مہربانی سے اجازت بخشی جاوے۔ بینوا توجروا

تحریر کنندہ

محمد صدیق بقلم خود ۱-۳-۴۰

عین الدین — رحیم بخش ولد میاں مراد قوم دریا — العبد مسماۃ سداں بیگم نشان انگوٹھا والیاں

انگوٹھا گواہ مذکور — گواہ شد رحیم بخش بقلم خود

الجواب

قال فی الکنز وشرحہ العینی ولھما خیار الفسخ بالبلوغ

فی غیر الاب والجد ما لم یرض یعنی ما لم یقل رضیت وقال

marfat.com

فی موضع اخر والقول لها ان اختلفا ای الرجل المجبن والمرأة المنکوحة انتهی کلامہ ھکذا فی الدر المختار والشامی فی باب الاولیاء والاکفاء۔

پس معلوم ہوا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح اصلاً نہیں ہے اگر بالفرض مانا جاوے کہ نکاح ہے، پس یہ نکاح عند الشرع نزدیک فقہار کے فسخ ہے۔

کتبہ، عبد العلی ولد مولوی احمد علی مرحوم از چک نور محمد مانیکا بقلم خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَقُّ وَالصَّوَابُ

مسماۃ سداں بیگم کا دوسرا نکاح نہ ہوا کہ اس کا نکاح اول ثابت وقائم ہے کہ اس کا مقولہ "ناہی میں وہ نکاح رکھنا چاہتی ہوں" اظہارِ ارادۂ فسخ ہے نہ فسخ اور اگر بالفرض اسے فسخ تسلیم کریں تو تب بھی نکاح منفسخ نہ ہوا کہ وہ فسخ مشروط بحکمِ قضا ہے کنز الدقائق وشرحاہ العینی والبحر الرائق، شرح الوقایہ مع متنہ، ہدایہ، فتح القدیر، تنویر الابصار ودر المختار میں ہے والنظم من الکنز ولھما خیار الفسخ بالبلوغ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء قال العینی یتعلق بقولہ خیار الفسخ یعنی لھما خیار الفسخ بشرط ان یحکم القاضی بالفسخ الخ اور یہاں حکمِ قضاء تو دور رہا، اس کی طلب بھی نہیں ہوتی تو نکاح کیسے ٹوٹا اور جب پہلا نکاح ثابت تو دوسرا نکاح اصلاً نہ ہوا۔

marfat.com

یہ فتوٰے فتوٰی نہیں بلکہ فتنہ وافترار وخیانت کا مجموعہ ہے:

اوّلاً کنز کا اول وآخر نقل کیا اور متوسط کو ترک کیا جس میں بشرطِ قضاء کی تصریح تھی کہ اس میں فتوائے جعلی کی تقبیح تھی۔

ثانیاً یہ قول کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح اصلاً نہیں ہے صراحۃً جھوٹ وگزاف، متون و شروح وفتاوائے فقہیہ کا خلاف ہے۔ مختصر القدوری، کنز الدقائق، عینی، بحر الرائق، وقایہ شرح الوقایہ، ہدایہ، فتح القدیر، درالمختار وغیرہا اسفارِ فقہ میں ہے واللفظ من المختصر ویجوز نکاح الصغیر والصغیرۃ اذا زوجھما الولی بکرا کانت الصغیرۃ او ثیبا والولی ھو العصبۃ۔

ثالثاً اس کی عبارتِ مہملہ کہ "اگر بالفرض مانا جاوے کہ نکاح ہے پس یہ نکاح عند الشرع نزدیک فقہار کے فسخ ہے" افترار در افترار کہ اولاً فقہار کا یہ بیان نکاح فرضی کے متعلق نہیں بلکہ متعلقِ نکاحِ واقعی ہے کما علمت مما مر من مفھوم الفسخ وثانیاً فقہار کا بیان مثبتِ اختیارِ فسخ ہے نہ نفسِ فسخ کما ھو المنطوق بہما فی نظم الکنز۔

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۵ رجب ۱۳۵۹ھ

الاستفتاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد

marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص بکر نامی سے اس کی ہمشیرہ نے اپنے لڑکے زید کے لئے لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ بکر نے اپنے بیٹے سے مشورہ کیا تو بیٹے نے چند دن رکنے کا مشورہ دیا، باقی گھر کے سارے افراد پہلے ہی سے رشتہ دینے سے بکر کو منع کرتے رہے لیکن بکر نے اپنی ہمشیرہ کو لڑکی کا رشتہ دے دیا۔

چند منٹ کے بعد جب بکر کے تمام اہلِ خانہ کو اس بات کا علم ہوا تو گھر میں جھگڑا ہونا پایا کہ ہم رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں جس میں تمام لڑکیاں اور بکر کی بیوی شریک ہیں لیکن اب لڑکا خاموش رہا۔ اب بکر یہ کہتا ہے کہ اس وعدہ خلافی کا کوئی جواز ہے یا نہیں؟ اگر گنجائش ہے تو قرآن و احادیث کی رو سے فتوٰے صادر فرمائیں۔

السائل: محمد منظور حسین، سکنہ قبولہ

اگر واقعی سب افراد گھر کے رضامند نہیں تو بکر کو ضد ترک کرنی چاہئے، قرآنِ کریم کا ارشاد ہے امرھم شوریٰ اور یہ بھی حکم ہے کہ والصلح خیر پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یوں رشتے ان کا نتیجہ اچھا نہیں، نباہ نہیں ہو سکے گا اور شکوہ اور غیبت کا دروازہ کھل جائے گا حالانکہ ان چیزوں سے گھر والوں کا بچانا ضروری ہے

marfat.com

ارشادِ قرآنِ کریم ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا تو بکر کو وعدہ پورا نہیں کرنا چاہیئے۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۲ھ

۱۴-۲-۸۲

marfat.com

بَابُ الكُفو

الإستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ نذیراں دختر سارنگ قوم سندیلا آبادی دھنوبہر زمیندار منظوری نامی ایک مصلی کے ساتھ اغوا ہو گئی جو کہ مختلف مقام پر لے جاتا رہا آخر کار تحصیل لودھراں ضلع ملتان کے موضع ٹھٹی میں نکاح کر لیا۔ نذیراں ایک زمیندار کی بیٹی ہے جس کے ساتھ بغیر والدین کے نکاح کیا۔ کیا جائز ہے یا ناجائز ہے، چونکہ لڑکی واپس والدین کے پاس آگئی ہے، برائے مہربانی کر کے کسی معتبر کتاب کے حوالہ سے مشکور فرمائیں

نوٹ: منظوری مصلی تھانہ پاکپتن ضلع ساہیوال کا مجرم اشتہاری ہے، دس نمبر کا بدمعاش

marfat.com

ہے اور بہاولنگر کا بھی اشتہاری ہے۔

السائل : مولوی نثار اللہ، جوتیانوالہ
محمد اقبال بی ڈی ممبر نمبردار آباد دھڑ بوہر
تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

بشرطِ صحتِ سوال تصریحِ مفتیانِ عظام یہ نکاح نکاح ہی نہیں بلکہ ایک عقدِ باطل ہے۔ فتاوٰے ہندیہ ج ۲ ص ۱۳، فتاوٰے قاضیخان، ص ۱۵۵، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۷، بحر الرائق ج ۳، ص ۱۱۰، ملتقی الابحر مجمع الانہر، در المنتقی ج ۱ ص ۳۳۲، تنویر الابصار در المختار شامی ج ۲ ص ۴۰۸ و ۴۰۹ میں ہے والنظم من البدر مع التنویر (ویفتی) فی غیر الکفو (بعدم جوازہ اصلا) وھو المختار للفتوٰی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی الہ واصحابہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۰ھ ۸۰-۳-۹

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے کہ مسمّٰی چراغ علی چشتی سکنہ نیب وال تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال نے اپنی لڑکی نابالغہ جس کی عمر تقریباً ۵ سال مسمی اللہ دتہ سکنہ پیر غنی سے اپنا کفو سمجھ کر شرعی نکاح کر دیا۔ ابھی سال ہوا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ ہماری قوم یعنی چشتی نہیں ہیں، اس کے بابت برادری میں جھگڑے بھی ہوئے اور پنچائت ہوئی جسمیں ثابت ہوا کہ وہ ہماری قوم نہیں ہیں تو پنچایت نے ان کا سامان جو تھا وہ واپس کر دیا، اب لڑکی جوان ہے اس کی شادی ہم کرنا چاہتے ہیں تو دولہا والے کہتے ہیں کہ ہمارا نکاح باقی ہے۔ اب جبکہ لڑکی اور والدین اور برادری انکار کر رہے ہیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ فقہِ حنفی کی رو سے ثابت فرمائیں کہ اس کا نکاح باقی ہے یا کہ ختم ہو گیا ہے۔

السائل: چراغ علی قوم چشتی سکنہ نیب وال تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

جب ہم کفو سمجھ کر نکاح کر دیا اور بعد میں ثابت ہوا کہ کفو نہیں ہے اور سامان وغیرہ بھی واپس کر دیا تو نکاح نہ رہا، آپ کو اختیار ہے کہ لڑکی کی شادی حسبِ پسند کر دیں۔

marfat.com

فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۱۴ میں ہے وان کان الاولیاء هم الذین باشروا عقد النکاح برضاها ولم یعلموا انه کفو او غیر کفو فلا خیار لواحد منهما واما اذا شرط الکفائة او اخبرهم بالکفائة ثم ظهر انه غیر کفو کان لهم الخیار اور یوں ہی درالمختار میں ہے اور یونہی شامی ج ۲ ص ۴۳۷ میں تقریراً ہے اور جب معاملہ یہاں تک پہنچا کہ سامان وغیرہ واپس کر دیا اور فیصلہ ہو گیا تو ان کا دعوٰی نکاح بلا دلیل غیر مسموع ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ ۸۲-۸-۴

نوٹ: سائل نے زبانی بیان کیا کہ وہ حضرات اپنی کفائت میں شادی کرتے ہیں اور اس نے دعوٰے کیا ہے کہ میں چشتی ہوں اور اسی بات پر نکاح ہوا، بعد میں ثابت ہوا کہ وہ غیر چشتی ہے۔

marfat.com

marfat.com

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ
بِاِحْسَانٍ ط.... فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ (البقرہ: ۲۲۹)

" طلاق دو بار ہے پھر یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا
چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب
وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ کسی اور خاوند کے ساتھ
نکاح کرے۔"

marfat.com

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ۔

(ابوداؤد)

"حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔"

marfat.com

كتاب الطلاق

الاستفتاء

محترمی ومکرمی مخدومی علامہ حضرت مولانا نوراللہ صاحب نوری بصیرپوری سلمہ تاقیامت باد

السلام علیکم ؛ بعدادائے آداب گزارش ہے کہ من مذکور کی ہمشیرہ کا نکاح تھا، شادی نہ ہوتی تھی لیکن اسی حالت میں اس نے اسکی طلاق گھر بھیج دی لیکن برادری کے اکٹھے ہونے کی صورت میں دوبارہ نکاح کا دہی طلاق دہندہ طلب کرتا ہے۔ اہالیان یا امام صاحب کو شرعی لحاظ سے کیسے اجازت ہے یا نہیں؟

جناب سے مسئلہ پیشِ خدمت ہے، اس کا صحیح شرعی لحاظ سے مسئلہ نکاح کی اجازت کس طرح ہے، شک وشبہ نہ رہے، تسلی سے حامل ہٰذا کو سمجھا دیں مہربانی ہوگی، اللہ تعالےٰ آپ کے درجات میں ترقی فرمائے۔ مہربانی ہوگی۔

marfat.com

نوٹ : بلا وجہ بے گناہی کی صورت میں طلاق دے دی گئی ہے۔

عبدالرحمٰن چیئرمین عشر کمیٹی — محمد امیر علی — فقط دعاگو

دستخط بحروفِ اردو — دستخط محمد علی — میاں خان محمد

نمبردار محمد اسماعیل دستخط بحروفِ اردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

اگر صرف ایک طلاق دی ہے تو نکاح ہو سکتا ہے کما فی کتب الفقہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ ۲۰-۵-۸۱

الاستفتاء

۵۵۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین و مفتیانِ شرع متین بیچ اس مسئلہ کے

marfat.com

کہ میرا خاوند پہلے بھی مجھے مار کٹائی کرتا تھا، اکثر ناچاقی رہتی تھی، میرے بطن سے چار لڑکے، دو لڑکے ہوئے ہیں جو کہ اکثر نوجوان ہیں۔ میرے خاوند نے غصہ میں آکر ایک دن کہا کہ تجھے میں طے سے تین طلاق دیتا ہوں اور تو میرے گھر سے نکل جا۔

جب غصہ جاتا رہا تو اب کہتا ہے کہ اگر شریعت اجازت دیتی ہے تو میں تمہیں اپنے گھر رکھنے کو تیار ہوں لہٰذا حدیث و قرآن کی رو سے وضاحت فرمائی جاوے کہ شرعی طور پر کیا حکم ہے؟

مسماۃ سرداراں بی بی زوجہ مولوی محمد حنیف چک ۱۴۲ مجاہد آباد
تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال ۲۹-۶-۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

طلاق ہوتی ہی ناراضگی اور غصہ میں ہے لہٰذا غصہ کوئی عذر نہیں تو جب تین طلاقیں دی ہیں تو طلاقِ مغلظہ بن گئی جو بلا حلالہ شرعاً جائز نہیں کما فی کتب الفقہ والحدیث۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ ۲۹-۶-۸۰

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین و مفتیانِ عظام اندریں مسئلہ کہ سالا اور بہنوئی آپس میں جھگڑ پڑے، سالا نے اپنے بہنوئی سے کہا میں تیرے سے نپٹ لوں گا، بہنوئی نے کہا کہ تو کیا کرے گا اپنی بہن کو ساتھ لے جائے گا۔ سالا نے کہا تو طلاق دیدے میں لے جاؤں گا تو بہنوئی نے کہا جا تیری بہن کو میں نے طلاق دے دی طلاق طلاق، کیا اب وہ دوبارہ رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائی جاوے۔

السائل: حیدر علی، محلہ درس بصیر پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور اب رجوع نہیں کر سکتے، قرآنِ کریم میں ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اب ان کے اتفاق کی صورت یہ ہے کہ حلالہ پڑے گا یعنی جس وقت زوج نے کہا کہ طلاق دے دی طلاق طلاق، اس وقت کے بعد تین حیض پورے ہو گئے تو پھر کسی اور مرد کے ساتھ صحیح نکاح کرے اور وہ شخص باقاعدہ جماع کے بعد طلاق دے دے تو پھر تین حیض پورے کر کے

marfat.com

دوبارہ پہلے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے جیسا کہ آیتِ مذکورہ سے ثابت ہے اور حدیثِ متفق علیہ سے ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ
۱۳ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۱ھ ۶-۷-۸۱

الاستفتاء

بخدمت جناب مفتیٔ اعظم جناب مولانا الحاج محمد نوراللہ صاحب النعیمی مہتمم دارالعلوم حنفیہ فرید بصیر پور

جناب عالی!

مسمے من ولد حسین ذات ماچھی ساکن بھون منضبطہ کی شادی بموجب شرع محمدی بقدر چار سال قبل ہمراہ مسماۃ زیناں دختر احمد دین ذات ماچھی سکنہ پھلروان وزیر کے ہوئی مذکورہ شادی سے پہلے سال اپنے خاوند کے گھر آباد رہ کر حقوق ادا کرتی رہی، بصورتِ حمل اپنے والدین کے گھر ناراض ہو کر چلی گئی۔ اپنے میکے گھر ہی بچی کو جنم دیا، پھر سے آجتک اپنے خاوند کے گھر نہیں آئی۔

خاوند ہر چند بذریعہ پنچایت واپس لانے کی کوشش کرتا رہا ہے نہیں آئی۔ متذکرہ حالات کی روشنی میں حکمِ شرع شریف سے مطلع فرمائیں کہ آیا نکاح موجود ہے،

marfat.com

یانہیں؟ کیا عورت کو خلع کا حق ہوگیا ہے؟

عرضے

ممن ولد حسین ذات ماچھی سکنہ دھوں منضبطہ

مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

فتاویٰ

نکاح یقیناً موجود ہے اور عورت کی بے فرمانی سے وہ خود گنہگار ہوئی مگر نکاح میں فرق نہیں پڑا، قرآنِ کریم کا فرمان ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ہاں اگر خاوند چاہے تو خلع ہوسکتا ہے مگر صرف عورت اپنے آپ نہیں کرسکتی۔ قرآنِ کریم نے خاوند کے ہاتھ نکاح دیا ہے ارشاد ہے اَلَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ لہٰذا عورت خود بخود کچھ نہیں کرسکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا ومولٰنا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۱ ذیقعدۃ المبارکہ سنہ ۱۴۰۰ھ

۱۰-۱۰-۸۰

marfat.com

الاستفتاء

گرامی خدمت سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ، حامیٔ فنونِ اصلیہ و فرعیہ مخدومِ معظم مطاعِ مفخم نیاز کیشاں مفتیٔ اعظم پاکستان و محدثِ پاکستان شیخ القرآن والحدیث قبلہ فقیہِ اعظم محمد نور اللہ صاحب نعیمی دامت فیوضہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے بعد عرض یہ کہ تین مسئلوں کی بہت ضرورت ہے آپ حضور اپنا قیمتی وقت نکال کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام ان مسائل میں کہ :

۱۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو چھ برس سے طلاق دی ہوئی ہے اگر یہ بیان اس کا واقعی نہ ہو تو اس عورت کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

۲۔ قبروں پر حافظوں کو قرآنِ کریم پڑھنے کے واسطے بٹھانا اور ان کی کچھ خدمت روپیہ پیسہ سے کرنی آیا شرعاً یہ امر اور ایسے امر کی وصیت کرنی درست ہے یا کہ نہیں، ایک شخص کہتا ہے کہ صاحبِ طریقۂ محمدیہ نے اس کو بدعتِ سیئہ کے قبیلہ میں داخل کیا ہے اور روپیہ پیسہ لینا حرام ہے اور تاتارخانیہ میں ہے کہ پڑھنے والوں سے جو سلوک کیا جاتا ہے وہ بمنزلہ اجارہ ہے اور یہ اجارہ باطل اور حرام ہے، آیا یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے یا نہیں ؟ کتاب طریقہ محمدیہ اور کتاب تاتارخانیہ ان کے تصنیف کرنے والے دیوبندی تھے یا وہابی یا سنّی تھے۔

۳۔ اگر کسی شخص نے اپنے لڑکے یا لڑکی کو اپنی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میں سے ہبہ کر دیا

marfat.com

آیا بعد ازاں اپنی جائیداد مہو بہ کو واپس شرعاً لے سکتا ہے یا نہیں؟

آپ حضور مہربانی فرما کر ان مسائل کے جوابات اپنے شاگرد رشید اور میرے نورِ نظر سید محمد عبد الغفار شاہ کو عطا فرما دیں۔ وہ خود ہی کسی نہ کسی طرح جلد ہی ہم تک پہنچا دیں گے اور باقی ہر طرح ہم آپ کی مخصوص دعاؤں سے بالکل خیریت سے ہیں۔

المستفتی: سید محمد عبد الرحیم شاہ سکنہ ساہوکا ڈاکخانہ خاص تحصیل بورے والہ ضلع وہاڑی ۱۱-۳-۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

فتاویٰ

۱۔ اس مسئلہ کی کئی صورتیں ہیں، ظاہر یہ ہے کہ وہ عورت اس کے گھر آباد ہے اور اس نے جھوٹ بولا حالانکہ جھوٹے اقرار پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ شامی ج ۲ ص ۵۷۹ و ج ۲ ص ۵۸۲ میں ہے ولو اقر بالطلاق کذبا او ھازلا وقع قضاء مگر جب کہ اس کے گھر عورت آباد ہی ہے اور طلاقیں اس نے دو یا ایک کا اقرار کیا ہے تو رجعت ہو گئی کیونکہ رجعت فعل کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے شامی ج ۲ ص ۷۲۸-۷۲۹ میں درالمختار سے ہے وبالفعل مع الکراھۃ بکل ما یوجب حرمۃ المصاھرۃ کمس ولو منھا اور اگر تین طلاق کا اقرار کیا تو بائنہ مغلظہ ہو گئی جو بلا حلالہ جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ وآلہ

marfat.com

واصحابہ و بارك وسلم۔

۲۔ واقعی یہ ناجائز ہے جیسا کہ شامی وغیرہ میں بھی لکھا ہے اور طریقہ محمدیہ اور فتاوٰے تاتارخانیہ ہمارے ہی ہیں، کسی وہابی یا دیوبندی کے نہیں۔ شامی ج ۵ ص ۴۷ میں ہے ان القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقارئ آگے چل کر فرمایا یمنع القارئ للدنیا والآخذ والمعطی اثمان۔

پھر علامہ شامی نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا جس کا نام ہے شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیۃ بالختمات والتہالیل۔ اس میں بڑے بڑے فتاوٰے کی عبارتیں نقل فرمائیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی خیر خواہ اپنی طرف سے قرآنِ کریم قبر پر ختم کرے اور ثواب بخش دے تو بہت اچھا ہے شامی ج ۵ ص ۴۷ ولو زار قبر صدیق او قریب لہ وقرء عندہ شیئا من القرآن فھو حسن اما الوصیۃ بذلك فلا معنی لھا۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارك وسلم۔

۳۔ ہاں اس صورت میں ہبہ واپس نہیں کرسکتا اور اگر ضرورت پڑے تو اپنے لڑکے یا لڑکی کا مال استعمال کرسکتا ہے کیونکہ باپ کا بڑا حق ہے شامی ج ۴ ص ۷۱۴ میں تنویر الابصار سے ہے لو وھب لذی رحم محرم منہ ولو ذمیا او مستأمنا لا یرجع۔

واللہ تعالٰی اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ

marfat.com

واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ
۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ

۵-۵-۸۱

الاستفتاء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا مولوی الحاج ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب نعیمی مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :

عرض خدمتِ اقدس میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین

۱۔ کہ ایک شخص عاقل اور بالغ پاکستانی فوج میں ملازم ہے، وہ اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر دے دیا ہے اور تین تین بار طلاق لکھ دیا ہے اور طلاق نامہ بیوی کے گھر لکھ کر بھیجا ہے جس پر دو گواہ کے دستخط اور اس کے دستخط بھی موجود ہیں کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں ہوئی ؟

۲۔ اگر وہ اپنی بیوی کو دوبارہ بسانا چاہے تو کیا کرے ؟ دونوں خط جس میں طلاق کا ذکر ہے۔ آپ کے حضور بھیج رہا ہوں، اچھی طرح پڑھ کر اس کے متعلق شرع سے آگاہی بخشیں۔ حاملِ رقعہ ہٰذا حاضرِ خدمت ہے، کچھ زبانی عرض بھی کرے گا۔ فقط والسلام

دعاؤں کا طالب

حاجی انتظار محمد خاں چک نانک پور تحصیل پاکپتن شریف ضلع ساہیوال

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

آپ کے مرسلہ دونوں خط منظور احمد کے تحریر کردہ دیکھ لئے ہیں، شرعاً تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اگر یہ خط منظور احمد فوجی کے ہیں اور وہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے ہی لکھے ہیں تو تین طلاقیں وارد ہو چکی ہیں۔ فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۶۳ میں ہے فی الطلاق بالکتاب۔ راٰلی ان قالوا) وان کانت مرسومۃ یقع الطلاق اور یونہی شامی ج ۲ ص ۵۸۹ میں ہے اور اسی طرح فقہ کی بکثرت کتابوں میں ہے۔ نیز فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۶۴ اور شامی کے اسی صفحہ میں ہے کذا کل کتاب لم یکتب بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع بہ الطلاق ما لم یقر انہ کتابہ۔

بہر حال جب اقراری ہے کہ یہ خط میرے ہیں تو طلاق واقع ہونے میں کوئی شک نہیں اور جب تین طلاقیں واقع ہو گئیں تو قرآنِ کریم کی رو سے وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ باقاعدہ حلالہ نہ کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ الاعظم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ ۱۸-۵-۸۱

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین وعلمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ زید نے اپنی بیوی مدخول بہا کو تین طلاقیں دے دیں ہیں تو اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟ جوابِ باثواب سے نوازیں۔

سائل : محمد علی ولد نور محمد
بستی شفیع آباد موضع تخت مل اوتاڑ
P/O مدرسہ ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

اس عورت کے ساتھ بلا حلالہ نکاح نہیں ہو سکتا قرآنِ کریم میں ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ آیت ۲۳۰ پ۲ سورۃ البقرہ، کسی اور شخص کے ساتھ باقاعدہ صحیح نکاح کرے اور وہ شخص اس عورت کے ساتھ باقاعدہ نزدیکی کرے اور پھر طلاق دے تو عدت پوری کر کے زید کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے کما فی کتب الفقہ والحدیث۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم

marfat.com

وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

۲۰-۵-۸۱

الاستفتاء

السلام علیکم ؛

کیا فرماتے ہیں علمارِ دین بحوالہ قرآنِ پاک وحدیث شریف مسئلہ ذیل میں جو نیچے درج ہے :۔

مسئلہ : ایک شخص نے اپنے بالغ لڑکے کا نکاح بکر کی لڑکی کے ساتھ شرعی کیا نکاح کے کچھ عرصہ بعد لڑکی زہر کھالیتی ہے جس کا تدارک ہسپتال میں کیا گیا چنانچہ اس بنار پر لڑکی کے والد نے شرعی طلاق لکھ کر جلسۂ عام میں اہلِ محلہ کے لوگوں کے سامنے طلاق نامہ لڑکے کو پیش کی جس پر لڑکے نے تین طلاق دے دیں گو لڑکی کی رسمی طور پر روانگی نہیں ہوئی تھی مگر لڑکا لڑکی والوں کے گھر آتا جاتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد لڑکی کی والدہ بیمار ہوگئی۔ بیماری پر بھی لڑکا لڑکی طلاق شدہ کے ہمراہ لاہور رہا۔

اس دوران میں لڑکی کی والدہ مرجاتی ہے مگر میاں بیوی کا سمجھوتہ نہ ہوا پھر کچھ عرصہ پر لڑکی کے بھائی کی شادی پر لڑکا شادی کا انتظام کرتا رہا۔ جلسۂ عام میں اہلِ محلہ

marfat.com

نے پھر کوشش کی مگر ناکام رہی۔ پھر کچھ عرصہ بعد انتظار کیا گیا مگر کوئی سمجھوتا نہ ہوا۔ اس طرح سے طلاقِ ثلاثہ مؤثر ہو چکی، بیوی اس پر قطعی طور پر حرام ہو گئی یا نہیں؟ ۷/۸ سال بعد لڑکی کی نامزدگی اہلِ محلہ کے ایک لڑکے کے ساتھ ہوئی اور اہلِ محلہ نے رسمِ منگنی میں شرکت کی اور بوقتِ منگنی طلاقِ ثلاثہ مؤثر ہو چکی تھی، کچھ عرصہ بعد پھر منگنی راس نہ آئی۔

اب لڑکی کے والد نے پھر لڑکے طلاق دہندہ کے ساتھ لڑکی کو گاؤں سے کافی دور جہاں ان کو کوئی نہیں جانتا تھا، لڑکی مذکورہ کے ساتھ نکاح کر کے پہلے طلاق دہندہ لڑکے کے ساتھ روانگی کر دی۔ اب وہ لڑکی پہلے خاوند طلاق دہندہ کے آباد ہے۔

کیا از روئے شریعتِ محمدی یہ نکاح جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کا کیا ازالہ ہے؟ اہلِ محلہ کو اس کے متعلق بحیثیت ملّتِ ابراہیمی و دینِ محمدی کیا سلوک کرنا پڑتا ہے؟ اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دیں۔ جواب جلد از جلد عطا فرمائیں۔

مظفر علی شاہ براستہ نور کوٹ چک قاضیاں
ضلع سیالکوٹ ۲۵-۸-۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

جب لڑکی کو تین طلاقیں پڑ چکیں اور مؤثر بھی ہو چکیں تو وہ لڑکی مطلقہ خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی، بلا حلالۂ شرعیہ طلاق دہندہ پر حلال نہیں خواہ دوسرے

marfat.com

ملک میں بھی چلے جائیں۔ یہ ساری کہانی کوئی معنے نہیں رکھتی۔ قرآنِ حکیم کے دوسرے پارے میں صاف حکم ہے فان طلق الآیۃ اور حدیثِ مشہور حدیثِ عسیلہ اور کافی حدیثیں بخاری اور مسلم وغیرہا اس کی دلیل ہیں۔

سائل کا یہ لکھنا کہ بحوالہ قرآنِ پاک وحدیث شریف کے لکھنا کیوں ہے جبکہ قولِ فقہاء قرآن وحدیث کا حکم ہی ہے، یہ طلاق کا مؤثر ہونا کیا چیز ہے، کسی آیت یا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اللہ ہدایت دے، اہلِ محلہ بائیکاٹ کریں تاکہ وہ لڑکا اور لڑکی مجبور ہو کر حرام کاری سے بچیں، اور کیا کر سکتے ہیں ہاں حاکمِ اسلام اگر توجہ فرمائیں اور شرعی سزا دیں تو ہو سکتا ہے مگر ابھی تیاری ہی ہو رہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ۸۱-۸-۲۸

الاستفتاء

از شاہ بھوپور
۸۲-۴-۲۷

قبلہ وکعبہ فقیہِ اعظم حضرت مولانا سید محمد نور اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے بعد حضور گزارش ہے کہ ہمارے ایک صاحب نے اپنی منکوحہ بیوی سے چند سال تعلقات کرنے کے بعد نہ تو آباد کیا اور نہ ہی اسے طلاق دی،

marfat.com

بعد ازاں اس کی بیوی نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اس کا خاوند حاضر نہ ہوا۔ آخری تاریخ پر اس گاؤں کے ایک وکیل صاحب نے اس کو عدالت میں جاتے ہوئے کہا کہ آج حاضر ہو جاؤ شاید یکطرفہ کارروائی نہ ہو جائے تو اس نے کہا کہ طلاق ہوتی ہے تو ہو جائے میں تو عدالت میں نہیں جاؤں گا یکطرفہ کارروائی ہو گئی اور اس کے خاوند نے بعد منسوخی کے کوئی کارروائی نہ کی۔

عورت نے تین ماہ گزارنے کے بعد نکاح کر لیا اور خاوند نے بھی نکاح کر لیا جس کو تقریباً دس سال ہو چکے ہیں اور ابھی اس عورت کی بھتیجی سے شادی کر رہا ہے جبکہ میرے سامنے اس نے اقرار کیا تھا کہ میں نے طلاق نہیں دی تھی۔ ابھی اس کی شادی کا صرف ایک ماہ باقی ہے، اگر وہ آج طلاق دے بھی پہلی عورت کے دن نہیں گزر سکتے۔ ابھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی تھی مگر مجھے یہ علم ہے کہ بالکل جھوٹ بول رہا ہے۔ آپ براہِ مہربانی بتا دیں کہ وہ تنسیخ نکاح کی پہلی صورت کامیاب ہے کہ نہیں؟ پھر دس سال کا عرصہ گزرنے تک اس کا مطالبہ نہ کرنا اور اپنے گھر نہ لانا اس میں کوئی صورت طلاق کی ہے کہ نہیں۔ آیا میرے سامنے وہ اقرار کر دے کہ میں نے طلاق دے دی تھی اور مجھے علم بھی ہو جائے کہ صاف جھوٹ بول رہا ہے۔ کیا میں اس کی پہلی بیوی کی بھتیجی سے نکاح کروں یا نہ کروں؟

آپ اس بارے میں فتوٰے دیں۔ میں انشاء اللہ اس پر ضرور عمل کرونگا خواہ مجھے گاؤں چھوڑنا پڑے کیونکہ میرے نکاح نہ کرنے کی صورت میں مخالفت بہت ہو جائیگی۔

فقط والسلام

آپ کا بندہ خاکسار

حافظ محمد اسلم امام مسجد چک ۲۷ L-۴ شاہ بھور

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

سوال کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ خاوند نے طلاق دی ہوئی تھی اسلئے اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور کوئی حرکت نہ کی اور اس کا سابقہ منکوحہ کی بھتیجی کے ساتھ نکاح کا ارادہ بھی واضح کرتا ہے کہ وہ عورت کو فارغ کر چکا ہے، باقی اس کا یہ کہنا کہ میں نے طلاق نہیں دی تھی تو آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سچا ہے اور اس کا ابھی اقرار کہ طلاق دے دی تھی جھوٹ کیوں ہے ایسے معاملات میں سوچنا چاہیئے، عاقل بالغ مسلمان پر اعتبار کرنا چاہیئے، کھینچ تان کر جھوٹا بنانا جائز نہیں کہ مسلمان کا معاملہ ٹھیک ہوتا ہو تو ٹھیک بنایا جائے۔

فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۵۵ میں ہے لان حمل امرہ علی الصلاح واجب اور فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۵۲ میں ہے سئل کم طلقتہا قال ثلاثا زعم انہ کان کاذبا لایصدق فی القضاء آپ کا یہ کہنا کہ مجھے علم ہے کہ جھوٹ بول رہا ہے، غلط ہے، علم کہتے ہی یقینی بات کو تو یقین کیسے ہوا۔ ہاں یہ احتیاط کر سکتے ہیں کہ بوقتِ نکاح اس سے حلف لیں کہ طلاق دے چکا تھا۔ اگر حلف اٹھا جائے تو آپ پر کوئی گناہ نہیں کہ نکاح کر دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

۲۷ - ۴ - ۸۲

marfat.com

نوٹ : درج ذیل فتوٰے کا استفتاء فتاوٰی نوریہ (قلمی) ج ۳ میں موجود ہے لیکن جواب درج نہیں۔ اب یہ فتوٰے مولانا محمد حسن محبّ حضور نوری نے مطبوعہ بصورت اشتہار عنایت کیا ہے جو کہ اُس وقت سائل نے طبع کرایا تھا، اس فتوے کو مولانا موصوف کے شکریے کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

الإستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع متین اندریں صورت کہ ساڑھے دس سالہ نابالغ لڑکا جسے کوئی عقل و شعور نہیں، اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

السائل : مولوی محمد حنیف عاجز

چک ۴۴/ ۵.ا تحصیل و ضلع منٹگمری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب
اللھم اجعل لی النور والصواب

شرعاً ایسا لڑکا طلاق نہیں دے سکتا اور اگر الفاظِ طلاق بولے یا لکھے ہوئے الفاظ پر انگوٹھا لگا دے تو اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کہ لڑکا ایقاعِ طلاق کا اہل ہی نہیں تو اس کی بیوی، بیوی ہی رہتی ہے اور الفاظِ طلاق کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا چنانچہ تمام کتبِ معتبرۂ

marfat.com

فقہ حنفیہ میں اس کی تصریح ہے۔

مبسوط امام سرخسی ج۶ ص ۱۷۸، بدائع صنائع ج۳ ص ۹۹، ہدایہ، فتح القدیر، عنایہ، کفایہ ج۳ ص ۳۴۳، درالحکام ج۱ ص ۳۶۰، فتاوٰی سراجیہ ص ۴۳، خلاصۃ الفتاوٰے ج۲ ص ۷۵، شرح وقایہ ص ۱۷، جامع الرموز ص ۲۲۰، ملتقی الابحر مجمع الانہر، درالمنتقی ج۱ ص ۳۸۵، کنزالدقائق بحرالرائق ج۳ ص ۲۴۹ تبیین الحقائق ج۲ ص ۱۹۴، تنویر الابصار درالمختار، ردالمحتار ج۲ ص ۵۸۶، فتاوٰی عالمگیر ج۲ ص ۴۸ میں ہے والنظم منہا ولا یقع طلاق الصبی ان کان یعقل یعنی لڑکے کی طلاق نہیں ہوتی اگرچہ عقلمند ہو۔ ہدایہ اور زیلعی وغیرہ میں حدیث مرفوع ذکر فرمائی کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ و اصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہ

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں کہا کہ طلاق طلاق طلاق ہے اور عرصہ تقریباً دس سال گزر گئے اور مفاہمت نہ ہوئی۔ اب عرصۂ دراز کے بعد دوبارہ برادری کے مجبور کرنے یا ویسے صلح

marfat.com

کے ساتھ انہوں نے پھر اسی کے گھر میں بٹھادی اور کوئی حلالہ وغیرہ نہ نکلوایا اور ایک مولوی عبدالجبار نامی باہری پور والے نے فتوٰے دیا ہے کہ جائز ہے اور ہمارے گاؤں کے زمینداروں نے کہا کہ ہم یہ فتوٰے نہیں مانتے۔ مولانا محمد نوراللہ صاحب بصیر پوری جو فرمائیں گے وہ تسلیم کریں گے۔

حضورِ والا فتوٰے صادر فرمادیں کہ وہ عورت اس کے گھر بیٹھ سکتی ہے یا نہیں اور جو آدمی اب اِس نکاح میں بیٹھیں گے ان کا کیا حال ہوگا؟ فتوٰے صادر فرماکر مشکور فرمائیں۔

کمترین : ماہم علی بقلم خود

(دستخط بحروفِ اردو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

اگر اس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ عورت اس پر حلال نہیں جب تک باقاعدہ حلالہ نہ نکالا جائے اور عبدالجبار ہمیشہ غلط فتوٰی دیتا ہے حرام خور ہے اس کے فتوے کا کوئی اعتبار نہیں، وہ طلاقنامہ اور فتوٰے مجھے دکھایا جائے تو کچھ کہا جاسکتا ہے اور جو بلا حلالہ نکالے بیٹھیں گے وہ کافر ہی ہوسکتے ہیں، والعیاذ باللہ اس خبیث رشوت خوار کے کہنے پر ایمان ضائع نہ کریں اور ایسے مرد و عورت کے ساتھ

marfat.com

کوئی تعلق نہ رکھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ و
صحبہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۹-۱-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بشرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمے محمد طفیل ولد چراغدین قوم ڈھڈی سکنہ ۱۶ S.P تحصیل پاکپتن نے اپنی زوجہ مسماۃ وزیراں بی بی دختر نور حسن قوم ڈھڈی سکنہ ۱۶ S.P کو بذریعہ یونین ۱۸۳ چک نور محمد تین طلاق بذریعہ تین نوٹس دی۔ بعد گزرنے میعاد یونین کونسل مذکور نے طلاق مؤثر قرار دے دی اور گزرنے میعاد تقریباً ۹ ماہ علاقہ کی پنچایت نے از سرِ نو معاملہ پر غور کیا اور مسماۃ وزیراں بی بی دختر نور حسن کا نکاح سید محمد ولد محمد علی قوم ڈھڈی سکنہ سلیٹھاں والا چک کے ساتھ مؤرخہ ۲۶-۶-۸۲ کو کر کے بغیر حلالہ کے اسی وقت سید محمد سے طلاق حاصل کر لی گئی اور اسی مجلس میں بغیر کسی وقفہ کے پہلے خاوند مسمے محمد طفیل ولد چراغدین سے نکاح کر دیا لیکن پہلے خاوند نے نکاح ہونے کے باوجود ابھی تک اپنی بیوی سے رجوع نہیں کیا اور مسماۃ ابھی اپنے لڑکوں ارشاد محمد، ممتاز محمد وغیرہ کے گھر موجود ہے۔

marfat.com

تین طلاق مؤثر ہونے کے بعد آیا بغیر حلالہ یہ نکاح جائز ہے کیونکہ سید محمد کے ہمراہ مسماۃ وزیراں بی بی کا نکاح کئے جانے بعد وہ تنہائی نہیں دی گئی جو کہ شرع میں مذکور ہے حکم صادر فرمایا جاوے۔

السائل: محمد طفیل ولد چراغدین قوم ڈھڈی
سکنہ ۱۶ S.P تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

تحریر ۶-۸-۸۲

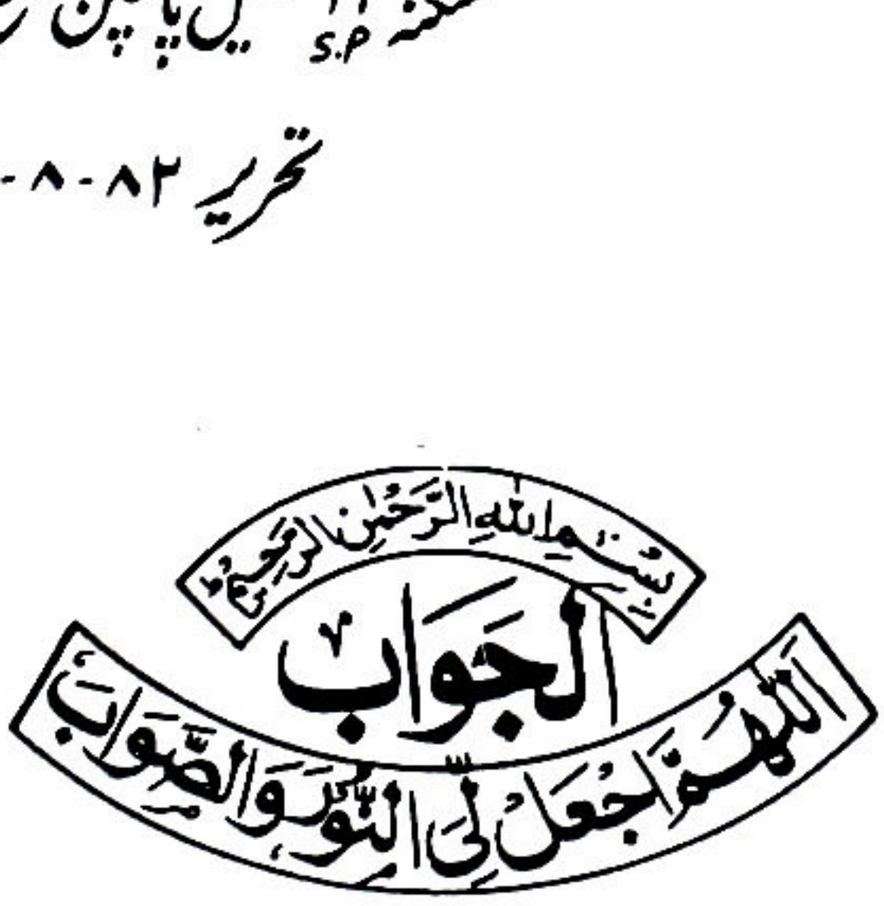

مسمے محمد طفیل نے ٹھیک کیا، وہ عورت بلا حلالہ حلال نہیں ہوتی، لوگ یہ غلط کرتے ہیں، یہ ایوب کے عیوب سے ہے کہ یونین کونسل مؤثر قرار دے تو مؤثر ہے ورنہ نہیں، خاوند نے طلاق تین عدد دے دی تو فوراً مؤثر ہو گئی۔

شریعت کے احکام اٹل ہیں، کسی صورت کے بدلانے سے نہیں بدلتے اور اسی طرح حلالہ کے لئے ضروری ہے کہ دوسرا خاوند نکاح کے بعد کم از کم ایک ضرور ہمبستری کرے پھر طلاق دے اور اسکی عدت گزرے تو پہلے خاوند کے ساتھ نکاح ہو گا کما فی الحدیث المشھور فی البخاری وغیرہ وکتب الفقہ الحنفی۔

marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی الحبیب الاعظم
وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۱۶ر شوال المکرم ۱۴۰۲ھ
۷-۸-۸۲

---

marfat.com

marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج

(الحشر ۷)

"اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں، لے لو اور جس سے منع فرمائیں، باز رہو۔"

marfat.com

أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ

(بخاری)

"حق اور آسان دین ہی اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے"

marfat.com

الاستفتاء

بحضور فقیہِ اعظم پاکستان مفتی ابوالخیر علامہ محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع ساہیوال
پنجاب، پاکستان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ صوفیائے کرام کی محافلِ ذکر و سماع جہاں تلاوتِ کلام پاک نعت خوانی اور تقاریر ہوں، مزامیر کا استعمال نہ کیا جائے اور نماز کی پابندی اور وقت کا پورا پورا خیال رکھا جائے نعتیں اور غزلیں عشقِ مصطفٰے اور محبتِ مشائخ میں پڑھی جائیں، محفل خالصۃً روحانی ہو، ریاکاری اور نمود سے مکمل اجتناب کیا جائے، سامعین پہ درد سوز و گداز اور عشق و مستی کا جذبہ طاری ہو اور بعض سامعین کو وجد و حال ہو جائے، بعض رو رہے ہوں اور نعرہ ہائے حق و ہو اور یا رسول اللہ کی آوازیں بلند ہوں، بعض سامعین بیہوشی میں گر پڑیں یا رقص کر رہے ہوں، بعض کی چیخیں نکل رہی ہوں، بے خودی اور بے قراری کے عالم میں بعض واجدین رقص کرتے اور کبھی تالیاں بجاتے ہوں آیا شرعاً بمطابق مذہبِ مہذب اہلسنت و جماعت بموافق مشربِ مشائخ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ یہ جائز ہے یا ناجائز، حلال ہے یا حرام، ثواب ہے یا عذاب؟ آیا یہ وجد و حال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایسی محفل میں شرکت کرنا کیسا ہے اور واجدین پر اعتراض کرنا کیسا ہے،

marfat.com

دلائلِ شرعیہ سے وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام مع الاکرام

السائل : مولوی محمد نواز احمد امام مسجد بابا فتح شاہ راجہ جبت تحصیل وضلع قصور

نوٹ : واجدین کی مندرجہ بالا حرکات قابلِ مواخذہ ہیں یا نہیں ؟

بقلم خود محمد نواز احمد

۱۲ جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ

۸۲-۴-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

ایسی محافلِ قدسیہ غنیمت ہیں، اگر صورتِ سوال صحیح ہے تو بڑی نعمت ہے باقی بے خودی میں آکر کسی کا رقص یا تالیاں بجانا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ع ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

گرفت تو عقل پر ہے، اس میں سائل کو کیا چیز قابلِ اعتراض اور ناجائز نظر آتی ہے، وہابیوں کی چوں کو کچھ نہ کہیں وہ لوگ تو مجبوراً ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں قرآنِ حکیم میں ہے وَافْعَلُوا الْخَیْرَ (سورۃ الحج کا آخری رکوع) مگر یہ باقاعدہ تنقید کے ساتھ تحقیق کریں کہ واقعی کسی ریاکاری اور نمود سے مجلس پاک ہو تو پاک پر کیا اعتراض؟

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ ۸۱-۴-۲۵

marfat.com

درجِ ذیل فتوٰے "فتاوٰی نوریہ" کے قلمی نسخے میں درج نہیں ہے۔ یہ فتوٰے حضرت فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز کی ذاتی لائبریری کی کتاب البحر الرائق (جلد ہفتم) کے ابتدائی خالی صفحات پر حضرت علیہ الرحمہ کے اپنے قلم سے بصورتِ مسودہ موجود ہے جسے ہم ان صفحات سے یہاں نقل کر رہے ہیں۔

(مرتب)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ میں کہ ریشم یا سونے چاندی کی تختی میں تعویذ رکھنا یا ریشمی کپڑے پر تعویذ لکھ کر یا سونے چاندی کے پترے پر کندہ کرا کے مرد اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا ما جورین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مرد کو ریشم پہننا اور سونا چاندی استعمال کرنا شرعًا ممنوع وحرام ہے جس کی حرمت پر احادیثِ مبارکہ بکثرت وضاحتہً دال ہیں جن کا استقصاء ناممکن، اختصارًا چند سے ازاں تحریر ہیں:

marfat.com

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں رواہ البخاری[1] و مسلم[2] والنسائی[3] عن عمر وابنہ وابن ماجۃ[4] عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والنظم من الصحیحین انما یلبس الحریر فی الدنیا من لا خلاق لھم فی الاٰخرۃ۔

امیر المؤمنین سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ مبارک میں ریشم اور بائیں میں سونے کو لے کر ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذھبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ھذین حرام علی ذکور امتی رواہ ابوداؤد[5] وابن ماجۃ[6] الا انہ ذکر بدل الیمین الشمال والشمال بدل الیمین ونحوہ ایضا النسائی[7]۔

حضرتِ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی[8] اور نسائی[9] راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] ج ۲ ص ۸۶۷

[2] ج ۲ ص ۱۹۰

[3] ج ۲ ص ۲۹۶

[4] ج ۲ ص ۲۶۴

[5] ج ۲، ص ۲۰۶

[6] ج ۲، ص ۲۶۵

[7] ج ۲، ص ۲۸۴

[8] ج ۱، ص ۲۰۵

[9] ج ۲، ص ۲۹۳

marfat.com

علیہ وسلم فرماتے ہیں حرم لباس الحریر والذھب علی ذکور امتی واحل لاناثھم (حرام کیا گیا ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر اور حلال کیا گیا ان کی عورتوں کو) والنظم عن الترمذی وزاد وفی الباب عن عمر وعلی وعقبۃ بن عامر وام ھانئ وانس وحذیفۃ وعبد اللہ بن عمرو وعمران بن حصین وعبد اللہ بن الزبیر وجابر وابی ریحانۃ وابن عمر والبراء ھذا حدیث حسن صحیح۔

امام بخاریؒ حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سونا، چاندی، ریشم، دیباج، یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذھب والفضۃ والحریر والدیباج ھی لھم فی الدنیا ولکم فی الاٰخرۃ۔

امام الائمہ سراج الامہ حضرتِ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مہذب یہی ہے قدوری، کنز الدقائق، وقایہ، تنویر الابصار وغیرہا اسفارِ فقہ میں مصرح والنظم للامام القدوری[2] ولا یجوز الاکل والشرب والادھان والتطیب فی انیۃ الذھب والفضۃ للرجال والنساء (جائز نہیں کھانا اور پینا اور تیل لگانا اور خوشبو لگانا سونے اور چاندی کے برتنوں میں مردوں اور عورتوں کے لئے) ہدایہ، تکملۃ البحر، درالمختار میں ہے والنظم من الدر[3] وما اشبہ ذلک

---

[2] ص ۲۵۸

[3] درالمختار ص ۶۹۰

marfat.com

من الاستعمال (اور جو استعمال ہم مثل اس کے ہیں)

شامی، عنایہ۔ نتائج الافکار میں ہے والنظم من الاٰخر والمحرم هو الاستعمال بای وجہ کان والحلال للنساء من الذهب والفضة هو الحلی فقط وذا ثابت فی موضعہ (اور حرام استعمال ہے جس طرح بھی ہو اور عورتوں کے لئے سونے چاندی سے صرف زیور ہی حلال ہے بلکہ اس پر تمام اہلِ اسلام کا اتفاق و اجماع ہے، نووی علیہ الرحمہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں فحصل مما ذکرناہ ان الاجماع منعقد علی تحریم استعمال اناء الذهب واناء الفضة فی الاکل والشرب والطهارة وکل بسلقة من احدهما والتجمر بمجمرة منهما والبول فی الاناء منهما وجمیع وجوہ الاستعمال ومنها المکحلة والمیل (الی ان قال) ویستوی فی التحریم الرجل والمرأة بلا خلاف وانما فرق بین الرجل والمرأة فی التحلی الخ

قدوری، کنز، وقایہ، ہدایہ، تنویر الابصار، درالمختار میں ہے والنظم من التنویر وشرحہ یحرم لبس الحریر ولو بحائل بینہ وبین بدنہ علی المذهب الصحیح (الی ان قال) علی الرجل لا المرأة (یعنی حرام ہے پہننا ریشم کا اگرچہ بدن اور اس کے درمیان حائل ہو مرد پر نہ عورت پر: پس اگر ریشمی کپڑے مثلاً دستار، قمیص، کوٹ، واسکٹ پر تعویذ لکھ کر پہنے اگرچہ بدن کو نہ لگے، حرام ہے اور اگر چھوٹے سے ٹکڑے پر لکھ کر بازو یا گردن میں باندھے یا لگائے تب بھی ممنوع ہے کہ یہ اگرچہ

marfat.com

پہننا نہیں مگر اس کا مشابہ ضرور ہے اور اگر جیب وغیرہ میں رکھے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ نہ پہننا ہے اور نہ اس کے مشابہ اور ایسے ہی ریشمی کپڑے یا ڈورے میں تعویذ باندھ کر یا سی کر بازو یا گلے میں باندھنا، لٹکانا ممنوع ہے کہ یہ مشابہ لباس ہے اور اگر جیب میں رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

تنویر الابصار[1] میں ہے والکیس الذی یعلق (اور مکروہ ہے وہ کیسہ جو لٹکایا جاتا ہے۔) شامی[2] میں ہے ای یعلقہ الرجل معہ لا الذی یوضع ولا الذی یعلق فی البیت واحترز بہ عن الذی لا یعلق والظاھر فی وجہہ ان التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذا لک لما علم ان الشبھۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین رملی والظاھر ان المراد بالکیس المعلق نحو کیس التمائم المسماۃ بالحمائل فانہ یعلق بالعنق بخلاف کیس الدراھم اذا کان یضعہ فی جیبہ مثلا بدون تعلیق وفی الدر المنتقی ولا تکرہ الصلوٰۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ھو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس بحرام کما فی صلوٰۃ الجواھر واقرہ القھستانی وغیرہ الخ (یعنی وہ مکروہ ہے جسے لٹکاتا ہے مرد اپنے ساتھ نہ وہ کہ رکھا جاتا ہے، اور نہ وہ کہ لٹکایا جاتا ہے کمرے میں اور قیدِ تعلیق سے وہ حکم کراہت سے نکل گیا جسے معلق نہیں کیا جاتا (بلکہ جیب میں رکھا جائے یا دستار کے پیچ میں مثلاً) اور ظاہراً کراہت کی وجہ یہ ہے کہ لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے لہٰذا حرام ہوا کہ قواعدِ شرعیہ سے معلوم ہے کہ باب محرمات میں شبہہ حکمِ یقین رکھتا ہے، یہ رملی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے اور ظاہر یہ کہ مرادِ اس کیس معلق مکروہ سے

---

[1] ص ۶۹۳

[2] ج ۵ ص ۳۱۰

marfat.com

وہ کیسہ ہے جس میں تعویذ وغیرہ ہوتے ہیں جسے حمائلی کہا جاتا ہے اِس لئے کہ وہ گردن لٹکایا جاتا ہے اور کیسۂ دراہم یعنی بٹوہا مکروہ نہیں جب کہ اسے جیب وغیرہ میں رکھتا ہو اور لٹکاتا نہ ہو اور در المنتقی[1] میں ہے کہ ریشمی جانماز پر نماز مکروہ نہیں کیونکہ حرام ریشم کا پہننا ہی ہے اور باقی تمام طریقوں سے برتنا جائز ہے جیسا کہ جواہر کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے اور قہستانی وغیرہ نے اس حکم کو برقرار رکھا واما التشبث بترخیص الزبیر وعبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی جواز لبس الحریر عند الضرورۃ فلیس بصحیح لاحتمال الخصوصیۃ بل خصوصیۃ (ثابتۃ) فصرح الشامی[2] بانہ خص علیہ السلام الزبیر وعبد الرحمٰن بلبس الحریر لحکۃ فی جسدھما کما فی التبیین ونقل[3] عن الزیلعی قبلہ بل اقول یجب ان یکون خصوصیۃ لانہ واقعۃ حال ولا عموم لھا کما نص علیہ فی کتب الاصول والغنیۃ[4] والفتح[5]

اور اگر عمامے کے پلوؤں یا کوٹ وغیرہ کے شانوں پر مثلاً ریشمی کپڑا جس کا عرض چار انگل سے زائد نہ ہو، لگالے تو یہ لگانا شرعاً جائز ہے کہ یہ تابع ہے اصل نہیں، شامی[6] میں ہے فجمیع ذٰلک لا باس بہ اذا کان عرض اربع اصابع وان زاد علی طولھا اور اس پر تعویذ ہو یا اب لکھے تو کوئی حرج نہیں ہاں بول و براز کے وقت اتارنا ضروری ہے اور جمیع

---

[1] ج ۵ ص ۳۱۸

[2] شامی ج ۵ ص ۳۱۱

[3] ص ۵۴۵

[4] فتح القدیر ج ۱ ص ۳۴۶

[5] ج ۵ ص ۳۰۸

marfat.com

صورِ مذکورہ عورتوں کے لئے جائز ہے کہ ان کو ریشم پہننا حلال ہے اور سونے چاندی کی تختی پترا مذکورہ مرد کو اپنے بازو یا گلے یا جیب وغیرہ میں رکھنا حلال نہیں کہ یہ استعمال سیم وزر ہے اور مرد پر یہ حرام ہے اور دراہم دنانیر یا سیم وزر کی ڈلی یا زیور محض بغرض حفاظت اپنے پاس رکھ سکتا ہے کہ یہ استعمال نہیں بلکہ مقصود حفاظت ہے بخلاف تختی و پترا تعویذ کہ اس میں مقصود اپنے پاس رکھنا اور استعمال کرنا ہے، یہ تحریم عموم احادیث طیبہ روایات فقہیہ مذکورہ سے صراحۃً ثابت ہے اور کیس التمائم من الحریر کا جزئیہ جو شامی سے منقول ہوا اس کا مؤید و مفید ہے کہ سیم وزر و حریر تینوں تحریم علی الرجال میں مساوی ہیں، پس اس جزئیہ میں بھی مساوی ہی ہوں گے۔

شامی[1] میں ہے قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ فترخیص العلم و الکفاف من الحریر ترخیص لھما من غیرہ ایضا بدلالۃ المساواۃ اور یہاں جیب وغیرہ میں رکھنا بھی ممنوع بخلاف اول کہ وہاں صرف پہننا حرام تھا باقی ہر طرح استعمال جائز اور یہاں ہر قسم کا استعمال ممنوع کما مر کلاھما منصوصین فی ماقبل ہاں اگر عورتیں پترا بہ نیتِ زیور پہنیں اور اس میں تعویذ رکھیں یا کندہ کرائیں تو کوئی حرج نہیں کہ زیور ان کے لئے حلال ہے ہاں جیب وغیرہ میں حرام کہ یہ استعمال سیم وزر بدون طریق زیور ہے اور یہ ان پر بھی حرام کما سمعت۔

نیز شامی[2] میں ہے و قولہ للرجل و المرأۃ قال فی الخانیۃ والنساء فی ماسوی الحلی من الاکل والشرب و الادھان من الذھب و

---

[1] ج ۵ ص ۳۱۱

[2] ج ۵ ص ۲۹۸

marfat.com

الفضۃ والعقود بمنزلۃ الرجال الخ

رہا عامل کا کہنا کہ اس تعویذ کی تاثیر ریشم یا چاندی سونے پر موقوف ہے تو یہ مجوزِ استعمالِ حرام نہیں ہوسکتا کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ البخاری[1] نیز تعویذ مشابہ دوا ہے کہ دونوں عند الضرورۃ استعمال کئے جاتے ہیں اور تداوی بالمحرم امامِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ہرگز ہرگز جائز نہیں جس کے شاہدِ عدل نصوصِ کتبِ مذہب ہیں۔

بحرالرائق و درالمختار وغیرہما میں ہے والنظم من البحر[2] ولا یخفٰی ان التداوی بالمحرم لا یجوز فی ظاھر المذھب وکذا فی کراھیۃ الشامی عن الدر المنتقٰی۔ بحرالرائق[3] میں ہے یعمل بما صح من المذھب۔ بحرالرائق و شامی میں ہے یحل الافتاء بل یجب بقول الامام وان لم نعلم من این قال۔ فتاوٰی امام فقیہ النفس قاضی خان، بحرالرائق، عالمگیری، سراجیہ، درالمختار وغیرہا میں ہے یفتی بقول الامام علی الاطلاق نیز ان اشیاء کی حرمت متیقن اور قول عامل غیر متیقن بلکہ اس تعویذ کے علاوہ کوئی دوسرا تعویذ یا علاج وحیلہ غیر محرم مظنون اور قاعدۂ مقررہ شرع مطہر ہے کہ الیقین لا یرتفع بالشک صرح بہ فی الھندیہ والغنیۃ وغیرھما

بحرالرائق و شامی[4] میں ہے النظم لہ لان المرجع فیہ الاطباء وقولھم لیس بحجۃ حتی لو تعین الحرام مدفعا للھلاک یحل

---

[1] ج ۲ ص ۸۴۰

[2] بحرالرائق ج ۳ ج ۲۲۳

[3] ج ۱ ص ۷۶

[4] ج ۱ ص ۱۹۴

marfat.com

کالمیتۃ والخمر عند الضرورۃ اور جو حکم مرد و عورت کے استعمال کا مذکور ہوا وہی حکم لڑکے کے پہنانے کا ہے۔ قدوری، کنز الدقائق، تنویر الابصار، درالمختار وغیرہا اسفارِ فقہ میں موجود والنظم من الدر ومتنہ وکرہ لباس الصبی ذھبا او حریرا فان ما حرم لبسہ وشربہ حرم الباسہ واشرابہ۔ شامی[1] میں ہے لان النص حرم الذھب والحریر علی ذکور الامۃ بلا قید البلوغ والحریۃ والاثم علی من البسھم لانا امرنا بحفظھم ذکرہ التمرتاشی ولا فرق بین الذھب والحریر وبین الفضۃ فی الحرمۃ فتثبت۔ واللہ ورسولہ اعلم وعلمہا اتم واحکم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حررہ الفقیر محمد نور اللہ الحنفی القادری النعیمی نورہ اللہ ربہ وقوّہ علی کل غبی وغوی

۳۰ ربیع الاول شریف ۱۳۶۰ھ

---

[1] ج ۵ ص ۳۱۸

marfat.com

متفرقات

marfat.com

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ (الاعراف : ۱۵۷)

" رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پاک چیزیں حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزیں حرام کرتے ہیں "

marfat.com

إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ
إِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا۔ (بخاری)

"بے شک یہ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں سختی سے
کام لے گا دین اس پر غالب آجائے گا اس لئے میانہ روی اختیار کرو"

marfat.com

متفرقات

الاستفتاء

بخدمت اقدس غوثی وغیاثی عاشقِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
شیخ الحدیث محدثِ عرب وعجم مفتیٔ اعظم پاکستان شمس العلماء والفقہاء حضرت
مولانا الحاج فقیہِ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعیمی الاشرفی القادری مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، : مزاج ہمایوں ! بعد از دعائے درازیٔ عمر بندہ ایک مسئلہ کے ساتھ حاضرِ خدمت ہے۔

مسئلہ : موضع ساہو کا تحصیل بورلیوالہ ضلع وہاڑی میں گنا کی رَوح شیرہ کے دو ڈرم بھرے ہوئے رکھے تھے، کھانڈ بنانے کے لئے ان ہر دو میں سے دو چوہے مردہ برآمد ہوئے ہیں، اب اس شیرہ کا پاک کرنا مقصود ہے، وہاں ایک مولوی صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ گڑ بنالو اور پھر کھانڈ بنالو، بس پاک ہے لیکن وضاحت طلب امر ہے

marfat.com

کہ ایسے کس طرح پاک ہوں لھٰذا استدعا ہے کہ مختصر جواب سے نوازیں، آپ حضور کی مہربانی ہوگی۔

السائل: سید محمد عبدالغفار شاہ

متعلم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

خطیب موضع ساہو کا ضلع وہاڑی

۲۵-۳-۸۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

یوں پاک نہیں ہوگا بلکہ پاک کرنے کی یہ صورت ہے کہ پاک شیرہ ان ڈرموں میں اور پایا جائے کہ وہ اور اوپر سے بہہ جائیں تو پاک ہو جائیں، تھوڑا سا بہنا بھی کافی ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ ان ڈرموں کو ایک پرنالے میں پلٹا جائے جبکہ پاک شیرہ بھی پرنالے میں پلٹا جائے یوں کہ پاک شیرہ بہنے کی صورت میں پلید شیرہ یوں پلٹا جائے کہ پلید کا دھارہ پاک بہتے ہوئے شیرہ کے اندر پڑے تو جمع شدہ سب شیرہ پاک ہو جائے گا کچھ بھی ضائع نہ ہوگا مگر یہ احتیاط رہے کہ بہتے ہوئے پاک شیرہ میں سب پڑے، ایک قطرہ بھی الگ نہ پڑے ورنہ سب پلید ہو جائے گا، شامی، فتاوٰے رضویہ وغیرہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاعظم

marfat.com

وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

۲۵ - ۳ - ۸۲

الاستفتاء

بنظر شرف الحاج حضرت فقیہ اعظم محدث بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ لصیر پور

درخواست بمراد اجرائے فتاویٰ

جناب عالی! مؤدبانہ گزارش حسب ذیل ہے:

۱۔ یہ کہ سائل کا ملکیتی بیل مورخہ ۸۱ - ۸ - ۳ کو بقضائے الٰہی مرگیا اور اس کو وقت پر ذبح نہ کیا جاسکا بلکہ حرام ہوگیا۔

۲۔ یہ کہ بعدازاں سائل نے اس حرام بیل کا خود چمڑا اتار کر فروخت کردیا۔

۳۔ یہ کہ بعدازاں مسمے عبدالرشید وائس چیرمین موضع دیارام نے تمام دیہہ میں اعلان کروادیا کہ ان کے ساتھ روابط اور لین دین ختم کرکے قطع تعلقی کردی جائے کیونکہ اس نے خلاف حکم شریعت حرام بیل کا چمڑا اتارا ہے۔

۴۔ یہ کہ ان حالات میں سائل اور گھر کے دیگر افراد کو سخت کوفت کا سامنا ہے لہٰذا بذریعہ درخواست استدعا کرتا ہوں کہ اس کے لئے احکام شریعت کیا ہے اور اب سائل کو

marfat.com

کیا کرنا چاہیئے؟ نوازش ہوگی۔

المرقوم ۸۱-۸-۷

عرضے

فدوی محمد دین ولد جمیل ذات موچی ساکن موضع دیارام تحصیل دیپالپور

محمد دین ولد جمیل — عالم علی ولد ولی محمد گواہ

منصب علی ولد ظہور خاں گواہ — جمال ولد سلطان گواہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

مردہ بیل کا چام اتارنا جائز ہے اور کچا یوں ہی فروخت کرنا جائز نہیں، رنگ کرکے فروخت کیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اس کے مالک نے اس کے چام کے ساتھ نفع کیوں نہیں اٹھایا؟ بخاری شریف ج ۲ ص ۸۳۰ میں حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بشاۃ میتۃ فقال ھلا استمتعتم باھابھا قالوا انھا میتۃ قال انما حرم اکلھا۔ اور اس مضمون کی بکثرت صحیح حدیثیں صحاح ستہ وغیرہ میں ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قاعدہ بیان فرمایا کہ مردار کا گوشت یا پوست کھانا حرام ہے چام سے نفع اٹھانا حرام نہیں لہٰذا فقہاءِ کرام نے یہی فرمایا کہ کچا چام رنگنے سے پاک ہوجاتا

marfat.com

ہے، اِس کی مشک لوٹا وغیرہ جائز ہے، اس کے جائے نماز پر نماز پڑھ سکتے ہیں، فتاوٰے عالمگیری ج۱ ص ۱۳ کل اھاب دبغ دباغۃ حقیقیۃ بالادویۃ او حکمیۃ بالتتریب والتشمیس والالقاء فی الریح فقد طھر وجازت الصلوٰۃ فیہ والوضوء منہ الاجلد الادمی والخنزیر اور یونہی تنویر الابصار، درالمختار فتاوٰے شامی ج۱ ص ۱۸۷-۱۸۸ میں یہی ہے۔ شامی میں یہ بھی فرمایا افاد طھارۃ ظاھرۃ و باطنۃ لاطلاق الاحادیث الصحیحۃ پھر فرمایا لکن اذا کان جلد حیوان میت ماکول اللحم لایجوز اکلہ وھو الصحیح الخ اور یونہی فقہ کی سب کتابوں میں ہے، بیل بکری کا کوئی فرق نہیں تو اتار نا صحیح ہوا تو اس پر طعن و تشنیع یا بائیکاٹ کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اس سے توبہ کی جائے اور میل جول کیا جائے ہاں کچے[1] چام کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں تھا واپس کر کے رنگ کر کے فروخت کریں یا خود جوتی وغیرہ کسی کام میں لائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ و الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

---

[1] یعنی مردہ جانور کا کچا چام۔ (مرتب)

marfat.com

نوٹ : درج ذیل فتوے کا استفتاء دستیاب نہیں ہوسکا۔

مرتّب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

عزیزی مولانا منظور احمد صاحب ربانی نوری سلمہ ربہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ' :

ماہِ رمضان المبارک میں آپ کا خط آیا مگر اور بھی کافی ڈاک کا کام تھا لہٰذا جواب جلدی نہ دے سکا۔ یہ مسئلے فقہ حنفی کی بہت کتابوں میں ہیں کوئی کتاب ضرور خرید لو۔

۱۔ صبح طلوع ہونے کے بعد نفل مکروہ اور ناجائز ہیں صرف فجر کی سنتیں پڑھ سکتا ہے' تنویر الابصار درالمختار شامی کے ج۱ ص ۳۴۹ میں ہے (وکذا) الحکم من کراھۃ نفل (الیٰ ان قال) (بعد طلوع فجر سوی سنۃ) اور ج۱ ص ۳۴۸ شامی میں ہے والکراھۃ ھنا تحریمیۃ ایضا کما صرح فی الحلیۃ۔

۲۔ چھترا بکرا دنبہ قربانی کے لئے سال بھر کی عمر کا ہو البتہ صرف دنبہ کا شش ماہہ بچہ بڑا موٹا تازہ جو سال بھر والوں میں مل جائے جائز ہے، باقی بکرا چھترا سال کے ہی ہوں شامی ج۵ ص ۲۸۱ میں ہے (قولہ من الضان) ھو مالہ الیۃ منح قیدبہ لان لا یجون الجذع من المعز وغیرہ بلا خلاف

marfat.com

کما فی المبسوط یعنی چکی والا سال سے کم جائز ہے اور اس کے علاوہ بکرا وغیرہ بلا خلاف سال سے کم عمر جائز نہیں اور یونہی اور بھی کئی کتابوں میں ہے۔

۳۔ حلال جانور ذبیحہ کا پھیپھڑہ جائز و حلال ہے اور کپورے ناجائز ہیں مکروہ تحریمی ہیں چنانچہ تنویر الابصار در المختار شامی ج ۵ ص ۶۵۴ و ۶۵۵ میں ہے، عبارت طویلہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ذبیحہ جانور کے سات حصے ناجائز اور مکروہ تحریمی ہیں اور باقی جائز ہیں، ان سات میں کپورے ہیں اور پھیپھڑہ نہیں لہٰذا پھیپھڑہ جائز ہے اور دلیل میں حدیث شریف اور آیتِ قرآنِ کریم لکھی ہے۔

بہر حال یہ مسائل بڑے ہی واضح ہیں، باقی چک والوں کا نہ جاننا یہ کوئی دلیل نہیں، وہ بیچارے تو بہت سے مسائل نہیں جانتے، بے علموں کو پیار اور محبت سے سمجھایا کریں، ربانی عالم کا یہی طیرہ ہوتا ہے والتفصیل فی الفتاوی النوریۃ وغیرھا۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو کتابیں عطا فرمائے اور مطالعہ اور مفہوم تک پہنچنے کی توفیق بخشے اور اپنے پاک گھر کا حج اور درِ پاک صاحبِ لولاک صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایمان و اخلاص اور قبولِ خاص سے عطا فرمائے۔ میرے لئے بھی دعا کرتے رہیں ہوائی جہاز سے حاضری کی درخواستیں دی ہوئی ہیں، شوال المکرم کے اخیر میں ہی انشاء اللہ تعالےٰ روانگی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ دینِ متین کی صحیح خدمت اور محبتِ خاصہ عطا فرمائے اور استقامت والا بنائے۔ والسلام

بقلم خود

دعاگو: حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ بانی و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال

۲ر شوال المکرم ۷۶-۹-۲۷

نوٹ: جب ملنے آئیں تو یہ فتوےٰ ساتھ لائیں کہ فتاوی میں نقل ہو جائے۔ (منہ غفرلہ)

marfat.com

الاستفتاء

۷۸۶

قبلہ و محترم جناب مولانا ابوالخیر صاحب

السلام علیکم : مزاج شریف !

حاملِ رقعہ ہٰذا کا وراثت کا جھگڑا ہے، آپ کرم فرماتے ہوئے اس کو حصہ داران کا حصہ تحریر فرمادیں، بے حد نوازش ہوگی۔

سُوجا

- محمد علی (فوت)
  - نذر محمد
  - محمد شریف
- چراغدین
- فتحدین
- جلال دین (فوت)
- شہباز
- فتح بانو

جنابِ عالی !

ان میں سے جلال دین فوت ہوگیا ہے جس کی وراثت بانٹنی ہے۔ آپ ان تمام کے حصے بنا کر بھیج دیں، بے حد مہربانی ہوگی۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی الصواب

سائل نے زبانی بیان کیا کہ سوجا کی ایک ہی بیوی سے تمام لڑکے اور لڑکی ہے جلال دین کے وارث صرف تین بھائی ہیں اور ایک بہن فتح بانو۔ مسئلہ سات سے ہے، دو دو حصے بھائیوں کے اور بہن کا ہے ھٰکذا :

جلال دین مسئلہ و تصحیح از سات

میت

چراغ دین	فتح دین (بھائی)	شہباز	فتح بانو (بہن)
۲/۷	۲/۷	۲/۷	۱/۷

اور محمد علی جو پہلے فوت ہوا، محروم ہے تو اس کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا کذا فی القرآن الکریم والحدیث الشریف والسراجی وغیرھا من کتب الفقہ الحنفی۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابو نخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ بیدہ

از بصیر پور ضلع اوکاڑہ

۹ جمادی الاولیٰ

۲۳-۲-۸۳

marfat.com

درجِ ذیل مسئلہ حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ کی پرانی ڈائری کے ایک ورق جس پر مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ / ۶ فروری ۱۹۴۷ء کی تاریخ ہے، پر بصورتِ مسودہ تحریر ہے۔ یہ استفتاء فتاوٰی نوریہ کے قلمی نسخہ میں درج نہیں ہے۔ (مرتب)

الاستفتاء

اشجارِ عظیمہ جو عموماً قبرستانوں میں ہوا کرتے ہیں جو بعد از وقف اراضی پیدا ہوں اور کوئی خاص لگانے والا معلوم نہ ہو تو آیا ایسے درختوں کو مدارسِ اہل السنت والجماعت استعمال کر سکتے ہیں؟

حسبِ تصریحاتِ مشائخ عظامِ احناف ایسے درخت وقفِ مطلق کا حکم رکھتے ہیں، فتاوٰی قاضیخان ص ۲۴۷، فتح القدیر ج ۵ ص ۴۴۹، بحر الرائق ج ۵ ص ۲۵۴ میں ہے والنظم من متقارب جدا و یکون فی الحکم کانہا وقف۔ "کانہا" سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقۃً وقف اور نکارتِ کلمۂ وقف سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص وقف المقبرہ کے حکم میں بھی نہیں بلکہ بلا قید اور عام وقف کے حکم میں ہے ورنہ حسب القواعد الوقف، معرف باللام ہوتا تو قاضی حسب صوابدید مصارفِ خیر وقف میں سے جہاں چاہے لگا سکتا ہے، کتبِ مذکورہ میں اور فتاوٰی عالمگیری کے ج ۲ ص ۳۵۱ میں واقعات حسامیہ سے ہے الحکم فی ذٰلک الی القاضی۔

نوٹ: یہ فتوٰی یہاں تک دستیاب ہوا (مرتب)

سہ امہ یہ فتح القدیر اور بحر الرائق کے طرزِ بیان سے اور نمایاں ہوتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں و تفارق المقبرۃ ۱۲ منہ غفرلہٗ

marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ قرآنِ مجید کو حاضر و ناظر سمجھ کر کلمہ پڑھو کہ صوبا ماچھی کو چک سے نکالنا ہے۔ تمام مسلمانوں نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مجلس کو برخواست کیا اور صوبا ماچھی کو جواب دے دیا کہ تم چک سے نکل جاؤ، کچھ دنوں کے بعد صوبا ماچھی نے مذکورہ آدمیوں سے معافی مانگ لی اور انہوں نے اسے معافی دے دی۔ کیا کلمہ طیبہ پڑھنے سے کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ بینوا و توجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

صدقِ دل سے کلمہ شریف پڑھنا گناہوں کو بلکہ کفر کو بھی مٹا دیتا ہے تو صرف کلمہ شریف پڑھنے پر کفارہ کس طرح عائد ہو؟ ہاں اگر کلمہ شریف قسم کی نیت سے پڑھے اور پھر اس قسم کا خلاف کرے تو اس صورت میں خلاف ورزی کے سبب کفارہ پڑے گا اور اگر قسم کی نیت نہیں تھی بلکہ مجلس میں صوبا ماچھی کو نکالنے کا فیصلہ ہو گیا اور مجلس برخواست ہونے کے وقت تمام مسلمان ثواب کے لئے کلمہ شریف پڑھ کر اٹھے تو پھر کفارہ نہیں پڑ سکتا کہ مسلمان ثواب کے لئے ہمیشہ کلمہ شریف پڑھا ہی کرتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالےٰ کا نام مسلمان ہمیشہ لیا کرتے ہیں مگر ہمیشہ اللہ تعالےٰ کا نام لینا قسم نہیں بنتا بلکہ جب قسم کا ارادہ ہو اور کوئی قسم کا حرف یا اسم مذکور یا مقدر ہو تو قسم بنتا ہے

marfat.com

اور یہ سوال بھی صحیح نہیں ہے، اس کی دوسری سطر کا کوئی واضح معنے نہیں۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ لفظ کس طرح اور کس وقت بولے گئے اور کس نے بولے؟ لہٰذا خوب غور کرلیں، اگر مسلمانوں نے صوباماچھی کے نکالنے پر قسم اٹھانے کے لئے کلمہ شریف پڑھا ہے تو کفارہ پڑیگا کہ جب صوباماچھی کو نہیں نکالا تو قسم ٹوٹ گئی اور صرف ثواب کے لئے کلمہ شریف پڑھنے پر ہرگز ہرگز کفارہ نہیں پڑتا، کفارہ تو گناہ پر پڑتا ہے اور قسم توڑنا بھی گناہ ہے مگر کارِ خیر اور ثواب پر کفارہ نہیں پڑتا۔

فتاویٰ

فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۱۸۲ میں ہے ولو قال لا الٰہ الا اللہ لافعلن کذا فلیس بیمین الا ان ینوی یمینا اور شامی ج ۳ ص ۸۰ میں ہے لا الٰہ الا اللہ افعل کذا لیس بیمین الا ان ینویہ قرآنِ کریم پ ۲ ع ۱۲ میں ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ اور پ ۷ کے ع ۲ میں ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ والہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

الاستفتاء

از لوہاریوالہ
۱۸ شوال ۱۳۵۹ھ

جناب مولانا مولوی نور اللہ صاحب دام عنایتکم

marfat.com

السلام علیکم :

گزارش ہے کہ اگر مراہق یا نابالغ لڑکا گائے یا بھینس دودھ دینے والی سے فعلِ بد کرے تو کیا دودھ نوش کریں یا نہ کریں یا باقی رکھیں یا نہ رکھیں یا ذبح کر کے دفن کر دیویں برائے مہربانی بمعہ حوالہ اور تحقیقات سے اس کے پیچھے جواب لکھ دیں تاکہ تسلی ہو جائے عام کو۔

احقر محمد خضر بقلم خود از لوہاریوالہ

۱۸ شوال ۱۳۵۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

اولاً تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ فعلِ شنیع شہادتِ عادلین سے شرعی طور پر ثابت ہے یا نہیں عموماً عوام محض شبہہ یا نیم روایت ہی سے کہہ دیا کرتے ہیں اور خبرِ واحد پر ہی معتمد ہو جایا کرتے ہیں اور جب یہ فعلِ شنیع حق الثبوت ثابت ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ حیوانِ مفعول بہ اس فعلِ بد کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا، اس کے منافع بدستور سابق رہتے ہیں کہ حلّتِ منافع کا ثبوت قرآنِ کریم کی نصِ صریح سے ثابت ہے، ارشاد ہوتا ہے نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔ تو جب تک حرمتِ منافع نصِ صریح مخصص یا ناسخ سے ثابت نہ ہو، قائل حرمۃ نہیں ہو سکتے تو منافع حلال بلاشک و شبہہ حلال و جائز الاستعمال ہیں اور وہ حدیث حضرتِ ابنِ عباس

marfat.com

رضی اللہ عنہما جو سنن ابی داؤد[1] و ابن ماجہ[2] میں ہے جس میں فاقتلوہ و اقتلوا البھیمۃ وارد ہے۔

اوّلاً ترمذی[3] علیہ الرحمہ نے اس سے پچھلی حدیث کو ھٰذا اصح من الحدیث الاول والعمل علی ھٰذا عند اھل العلم الخ فرمایا ہے اور ابو داؤد نے بھی اس کی تضعیف کی ہے تو اس سے حلت ثابتہ بالقرآن کی تخصیص یا نسخ نہیں ہو سکتی۔

ثانیاً اقتلوا البھیمہ سے تحریم بہیمہ سمجھنا نہایت ہی بعید ہے کما لا یخفی علی اولی النھٰی البتہ ہمارے ائمہ کرام اور فقہاء عظام کے نزدیک اس کا ذبح مستحسن و مندوب نہ واجب اور وہ بھی صرف اس لئے کہ اگر اس کو ذبح نہ کیا جائے تو جب تک لوگ اس جانور کو دیکھیں گے اس عیب کو بیان کریں گے، اس میں فاعل کو بار بار شرمندگی اٹھانی پڑے گی، ذبح کرنے سے عنقریب بند ہو جائے گی۔ ہدایہ، عینی علی الکنز، بحر الرائق[4] وغیرہا میں ہے، والنظم من البحر والذی یروی انھا تذبح وتحرق فذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب اور احراق دابہ غیر ماکول ہو تو ہے ورنہ کھایا جائے۔ فتح القدیر[5]، کفایہ، عینی علی الکنز، بحر الرائق وغیرہا میں ہے والنظم من الاول واذا ذبحت وھی مما لا توکل ضمن (الی ان قال) وان کانت مما توکل

---

[1] ج ۲ ص ۲۵۷

[2] ص ۱۸۷

[3] ج ۱ ص ۱۷۵

[4] ج ۵ ص ۱۷

[5] ج ۵ ص ۴۵

(مرتب)

marfat.com

اکلت وضمن عند ابی حنیفۃ علیہ الرحمۃ اور فاعل کو تعزیراً زدوکوب کیا جائے تاکہ آئندہ ایسے فعلِ شنیع کے نزدیک نہ آئے صرح بالتعزیر فقہائنا العظام علیہم الرحمۃ والرضوان ھٰذا ما عندی من العلم،

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبنا وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ،

۱۸ر شوال المکرم ۱۳۵۹ھ

الاستفتاء

بخدمتِ اقدس استاذ العلماء و بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ لصیر پور

بابت جاری فرمانے فتاویٰ

قبلہ وکعبہ! حسبِ ذیل معروض یہ کہ فتاویٰ جاری فرمانے کے لئے عرض کرتا ہوں:

۱۔ یہ کہ سائل موضع م.ی/۹ تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال کا رہائشی ہے۔

۲۔ یہ کہ مورخہ ۸۰-۲-۲۳/۸۰-۲-۲۴ کو سائل کے حقیقی بھائی مسمے جہانگیر ولد اسمٰعیل جو کہ زبان سے گونگا ہے، وہ شب کے وقت کیا دیکھتا ہے کہ مسمے امیر حمزہ سائل کی بکتی بھینس سے بدکاری کا مرتکب ہو رہا ہے۔

marfat.com

۳۔ یہ کہ مسمے جہانگیر گونگا مذکور نے اشارے سے مجھے اطلاع دی۔

۴۔ یہ کہ بعد ازاں سائل کے حقیقی چچا نے اس سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ گونگا مذکور محض جھوٹ بولتا ہے۔

۵۔ یہ کہ ازاں بعد مسمے امیر حمزہ چاہ سے بھاگ کر اپنی والدہ کے پاس آیا اور اس نے والدہ سے کہا کہ یہ مجھ پر ناجائز تہمت لگائی جا رہی ہے، میں اس میں بے گناہ ہوں۔

لہٰذا دست بستہ معروض ہوں کہ مندرجہ امور کی نسبت فتوٰے جاری فرما کر مشکور فرمایا جاوے، نوازش ہوگی۔

المرقوم مؤرخہ ۲۳ ماہ فروری ۱۹۸۰ء

خادم: محمد امیر ولد اسمٰعیل ذات وٹو مانیکا ساکن موضع م.ی/۹ تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بھینس بلاشبہ حلال ہے کیونکہ شرعاً دو گواہ ضروری ہیں کما فی الھدایۃ ج ۳ ص ۱۵۲ وغیرھا اور پھر ایک جو ہے وہ بھی گونگا ہے اور گونگا کی شہادۃ جائز نہیں فتاوٰے عالمگیری ج ۳ ص ۲۰۸ میں ہے لا تجوز شھادۃ الاخرس عند علمائنا کذا فی الذخیرۃ اور در المختار میں ہے وافاد عدم قبول الاخرس مطلقا بالاولیٰ اور شامی ج ۴ ص ۵۲۵ میں ہے ونقل عن المبسوط انہ باجماع الفقہاء۔

marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم
وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ العقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
۲۴-۲-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ زید کے نکاح میں سلمیٰ تھی جو قضائے الٰہی سے فوت ہو چکی ہے تو کیا زید سلمیٰ کی بہن یا بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟

بعض مولوی صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ بعد از انقضائے عدت نکاح کر سکتا ہے۔
اور پہلے جائز نہیں کہ جمع بین الاختین حرام ہے بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

بلاشک وشبہ دریں نکاح کر سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیر صفحہ ۷، جلد ۲ خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ ۷، جلد ۲۔ بحر الرائق صفحہ ۱۰۲ جلد ۳۔ شامی صفحہ ۳۹۰ جلد ۲ میں خلاصہ اور مبسوط صدر الاسلام محیط سرخسی

marfat.com

بحرالرائق۔تاتارخانیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ہے:

والنظم لہ فرع ماتت امرأتہ لہ التزوج باختہا بعد یوم من موتہا کما فی الخلاصۃ عن الاصل وکذا فی المبسوط لصدر الاسلام والمحیط للسرخسی والبحر والتاترخانیۃ وغیرہا من الکتب المعتمدۃ۔

باقی رہا مولوی صاحب کا فتویٰ کہ انقضائے عدت سے پہلے نکاح نہیں کرسکتا تو وہ محض غلط فہمی اور مسائل شرعیہ سے بے خبری کی دلیل ہے کہ حرام جمع بین الاختین و مافی معناہما ہے اور جمع نکاح یا ملک یا عدۃ المرأۃ کی شکل میں ہے کہ جمع بین المحارم انہیں صورتوں میں متصور ہے۔ اور متوفیہ پر عدت نہیں کہ اس کا نکاح ثانی متصور ہی نہیں تو انقضاء کس چیز کا ہوگا جس کے بعد نکاح کیا جائے۔ اور تنہا مرد کو عدت نہیں پڑتی بلکہ عدت عورت کا حکم ہے کہ مرد پر انتظار وعدت لازم ہو فتح القدیر صفحہ ۱۲۵ جلد ۴ شامی صفحہ ۸۲۳ جلد ۲ میں ہے:۔

حرمۃ تزوجہ باختہا لایکون من العدۃ بل ہو حکم عدتہا لہٰذا کتب مذہب میں مصرح کہ حرم تزوج اخت معتدت۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ العبد المذنب ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

الاستفتاء

۶۱۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے۔ زید کی کنواری لڑکی کو زنا

marfat.com

کامل ہو گیا ہے۔ اُس کا نکاح پڑھانا درست ہے یا نہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نکاح جائز نہیں۔ از راہِ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمادیں۔

(نوٹ) میں نے ماہنامہ رسالہ آستانہ دہلی جاری کرا رکھا ہے۔ یہی مسئلہ ماہنامہ مارچ جولائی۔ اگست ۵۶ء میں حضرت الحاج مولانا زاہد القادری صاحب دہلی نے باب الاستفسار میں جواب دیا ہے! اگر حمل اُسی شخص کا ہے جس سے کہ نکاح پڑھانا چاہتے ہیں تو وہ صحبت بھی کر سکتا ہے۔ اگر دوسرے سے کرنا چاہتے ہو تو نکاح جائز ہے مگر بچہ پیدا ہونے تک قربت حاصل نہیں کر سکتا۔ از راہِ کرم کوئی معتبر کتاب کا حوالہ مطلع فرمادیں کرم نوازی ہوگی۔

خیر اندیش۔ عبدالباقی خاں چک نمبر ۱۲۶ ایس۔ پی
تحصیل پاک پتن ضلع منٹگمری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ الصَّوَابَ وَالْجَوَابَ

حمل زنا غیر ثابت النسب مانع نکاح نہیں قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم ہدایہ اولین صفحہ ۲۹۲ فتاویٰ عالمگیر صفحہ ، جلد ۲ درالمختار۔ ردالمحتار صفحہ ۴۰۱ جلد ۲ میں ہے۔

والنظم من الدر وصح نکاح حبلیٰ من زنا لا حبلیٰ من غیرہ ای الزنا لثبوت نسبہ۔

پھر زانی ہی سے نکاح ہو تو قربت بھی کر سکتا ہے۔ ورنہ قربت و بوس و کنار وغیرہ دواعیٔ قربت تا وضع حمل حرام ہے۔ کما فی الدر وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ

marfat.com

جمیعہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ صفر المظفر ۱۳۷۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

فتاویٰ

مکتوب

چند ایام گزرے کراچی سے حضرت مولانا قاری رضاء المصطفٰے صاحب اعظمی خطیب نیو میمن مسجد کراچی کا گرامی نامہ آیا کہ بہارِ شریعت مطبوعہ لاہور میں کافی اغلاط ہیں اور وہ اپنے اہتمام سے طبع کرانا چاہتے ہیں اور میرے متعلق لکھا کہ سنا ہے کہ بعض مقامات پر اعتراضات کئے ہیں تو وہ کیا ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ تحدی کی حد تک مندرجات ہوں کسی کو کسی مسئلہ پر اعتراض کا موقع نہ مل سکے تو جواباً معروض کہ تحدی کی حد تک والی بات تو میں کیا عرض کروں کہ صحت کا اہتمام تو نہایت مبارک ہے مگر تحدی والی بات مخدوش ہے کیونکہ عالیجناب حضرت قبلہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے درالمختار اور ردالمحتار پر بڑا اعتماد فرمایا ہے اور درالمختار کے اوائل میں مؤلف علیہ الرحمہ نے خود فرمایا ویابی اللہ العصمۃ لکتاب غیر کتابہٖ اور ردالمحتار ج ۱ ص ۲۵، ۲۶ میں اس کی شرح میں فرمایا وھٰذا اعتذار منہ عما اللہ تعالیٰ ای ان ھٰذا

marfat.com

الکتب وان کان مشتملا علیٰ ما حرره المتأخرون وعلی التحقیقات المذکورة لکنه غیر معصوم ای غیر ممنوع من وقوع الخطأ والسهو فیه فان الله تعالیٰ لم یرض او لم یقدر العصمة لکتاب غیر کتابه العزیز الذی قال فیه لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه فغیره من الکتب قد یقع فیه الخطأ والزلل لانها من تألیف البشر والخطأ و الزلل من شعارهم الخ وقد قال الله تعالیٰ ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا۔

یہ محض نصحاً للہ تعالےٰ عرض کیا ہے، باقی بہارِ شریعت پر اعتراضات تو میری کیا جرأت کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی وہ مقبول تالیفِ مبارکہ جو تقریظِ مجددِ دین وملت رضی اللہ عنہ سے آراستہ ہو! حضرت میں ایک کم علم طالب علم ہوں، ایسی کوئی بات نہیں البتہ بعض مسائل کے متعلق اتفاقیہ کوئی بات ہوئی ہو تو ہوسکتا ہے، عرض کئے دیتا ہوں، خود غور فرمالیں:

۱۔ باب الجمعہ کے اواخر میں ہے کہ حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد افضل ہے تو اس پر عرض ہے کہ یہ صاحبِ درالمختار کے اتباع میں فرمایا جو قبل باب العیدین فرمایا الافضل حلق الشعر وقلم الظفر بعدها علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس کی شرح میں فرمایا ج ۱ ص ۷۷۲ (قوله الافضل الخ فی التتارخانیة ویکره تقلیم الاظفار وقص الشارب فی یوم الجمعة قبل الصلوٰة لما فیه من معنی الحجر وذلك قبل الفراغ من الحج غیر مشروع۔

marfat.com

اس پر حاشیہ شامی پر فقیر نے لکھا ہے اقول بتوفیق الملک العلام هٰذا لیس بشیئ والا فیکرہ الاغتسال المزیل للاوساخ والتطیب ولبس المخیط والجماع وستر الرأس بالعمامۃ والقلنسوۃ وغیر ذٰلک مما هو مسنون بلاریب او مستحب وقد قال فی البدائع ج ۱ ص ۲۷۰ فی دلیل الاغتسال یستحب ان یکون المقیم لها علی احسن وصف وذا من احسن وصف بلاشك وقد قال الشامی فی ج ۵ ص ۳۵۷۔

(درالمختار کے قول وکون بعد الصلوٰۃ افضل کی شرح میں فرمایا ای لتنال برکۃ الصلوٰۃ وهو مخالف لما نذکرہ قریبا فی الحدیث الخ اقول وقد جاء فی حدیث البخاری فی باب الدهن للجمعۃ مرفوعا ویتطهر ما استطاع من طهر وقد قال العینی فی شرحہ ج ۶ ص ۱۷۵ والمراد بہ التنظیف باخذ الشارب وقص الظفر وحلق العانۃ وقد ذکر الشراح القسطلانی والکرمانی وابن حجر وشیخ الاسلام وجدہ الشیخ نور الحق وقد ذکرہ الشیخ المحقق علیہ الرحمۃ فی اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۵۷۹ فی اول باب التنظیف هٰذہ الاشیاء من التنظیف ثم قال "ایں همہ بروزِ جمعہ سنت است" ای القبلیۃ فان الباب فیها وقد قال فی المرقاۃ ج ۳ ص ۲۴۹ قال المظهر المراد بالطهر قص الشارب وقلم الاظفار وحلق العانۃ ونتف الابط"۔

۲۔ بھیڑ کے شش ماہہ بچے کی قربانی کا جواز بحوالہ درالمختار مذکور ہے حالانکہ درالمختار میں بھیڑ کی تصریح نہیں اور شامی علیہ الرحمہ نے شرح میں فرمایا ج ۵ ص ۲۸۱ (قولہ من

marfat.com

الضان) هو مال الیۃ منح، قید بہ لانہ لایجوز من المعز وغیرہ بلاخلاف کما فی المبسوط اور یونہی طحطاوی علی الدر ج ۴ ص ۱۶۴ میں اور شرح الوقایہ ج ۴ ص ۳۳۸ میں ہے۔

۳۔ اگر عشاء تنہا پڑھی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے، یہ درالمختار اور ردالمحتار سے ہے جس کا ماخذ جامع الرموز ہے حالانکہ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے وارکعوا مع الرّٰکعین جو مطلق ہے اسمیں عام نمازیوں کی جماعتِ وتر بھی شامل ہے تو بحکم وَارکَعوا جائز ہوگا، شامی نے اسطرف اشارہ کیا اور طحطاوی نے تشریح کردی۔ باقی مجھے بالاستقصار کسی ایک حصہ کو بھی دیکھنے کا اتفاق نہیں بنا کہ میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں۔ اَب بھی آپ کے والانامہ کا جواب بڑی دیر سے اسی عدیم الفرصتی کی بناء پر روانہ کر رہا ہوں والعذر عند کرام الناس مقبول والسلام مع الاکرام

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۹-۵-۸۰

marfat.com

فہارس

marfat.com

فہرست آیاتِ مبارکہ

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورت	صفحہ
۱	قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔	المائدہ ۱۵/م	۷۴
۲	قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔	المؤمن ۶۰/ی	۸۲
۳	اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔	البقرہ ۱۸۶/م	۸۲، ۴۵۲
۴	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔	الانبیاء ۱۰۷/ی	۸۳، ۲۳۲، ۲۵۶
۵	فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔	الشوریٰ ۷/ی	۸۴
۶	وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔	النساء ۱۱۳/م	۸۶، ۲۳۱
۷	وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔	اٰل عمران ۱۷۹/م	۸۶
۸	عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔	الجن ۲۶/ی	۸۶
۹	وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔	التکویر ۲۴/ی	۸۷، ۸۸، ۲۳۱

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورت	صفحہ
۱۰	وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا۔ الآیۃ	النحل ع ۱۱۶/۱۱	۸۷
۱۱	مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔	ایضاً ع ۱۱۷/۱۲	۸۷
۱۲	اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔	الکوثر ع ۱/۱	۸۹
۱۳	اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ۔	المزمل ع ۱۵/۱	۸۹
۱۴	مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔	الفتح ع ۲۹/۱	۸۹
۱۵	نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا۔	البقرہ ع ۱۳۳/۱۵	۹۰
۱۶	وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ۔	ایضاً ع ۲۲۱/۱۵	۹۲
۱۷	اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ	البینۃ ع ۶/۱	۹۲
۱۸	اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ۔	الحجر ع ۵/۱	۹۷
۱۹	وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ	المائدہ ع ۳۷/۴	۹۸
۲۰	مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ۔	ق ع ۲۹/۱	۹۸
۲۱	اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ..... الآیۃ۔	البقرۃ ع ۱۶۱/۱۶	۹۹
۲۲	خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔	البقرۃ ع ۱۶۲/۱۶	۹۹
۲۳	اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الآیۃ	اٰل عمران ع ۸۷/۱۵	۹۹
۲۴	خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ..... الآیۃ	" ع ۸۸/۱۵	۹۹

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۲۵	وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ ..... الآية	النحل رکوع ۸۵	۱۰۰
۲۶	إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ الآية۔	النساء رکوع ۵۶	۱۰۱
۲۷	وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا الآية	السجدة رکوع ۲	۱۰۴
۲۸	فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ يُصَبُّ الآية	الحج رکوع ۱۹ پ ۲	۱۰۶
۲۹	يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ۔	الحج رکوع ۲۰ پ ۲	۱۰۶
۳۰	وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ۔	〃 رکوع ۲۱ پ ۲	۱۰۶
۳۱	كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا۔	〃 رکوع ۲۲ پ ۲	۱۰۶
۳۲	يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ الآية	المائدہ رکوع ۳۷ پ ۶	۹۸، ۱۰۷
۳۳	ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ الآية	یونس رکوع ۵۲	۱۰۸
۳۴	مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا۔	طٰہٰ رکوع ۱۳	۱۰۹
۳۵	خَالِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا۔	〃 رکوع ۱۴	۱۰۹
۳۶	وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ۔	المؤمن رکوع ۴۹	۱۱۰

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۳۷	اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ۔	الزخرف رکوع ۴۷	۱۱۱
۳۸	لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ۔	〃 رکوع ۷۵	۱۱۱
۳۹	وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ۔	〃 رکوع ۷۶	۱۱۱
۴۰	وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۔	〃 رکوع ۷۷	۱۱۱
۴۱	وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ الآیۃ	فاطر رکوع ۳۶	۱۱۱
۴۲	وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا۔	〃 رکوع ۳۷	۱۱۱
۴۳	فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ۔	المؤمن رکوع ۵	۱۱۳
۴۴	اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔	فرقان رکوع ۷۵	۱۱۳
۴۵	سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ	ابراہیم رکوع ۲۱	۱۱۳
۴۶	وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ الآیۃ	الاسراء رکوع ۳۶	۱۲۳
۴۷	اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔	الحجرات رکوع ۱۲	۱۲۳
۴۸	مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ الخ	النساء رکوع ۹۶	۱۲۹
۴۹	وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ الخ	الحدید رکوع ۱۹	۱۲۹
۵۰	لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الخ	الانبیاء رکوع ۱۰۳	۱۳۱

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۵۱	وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔	الشعراء رکوع ۱۴	۱۳۲
۵۲	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا الاٰية	الطور رکوع ۱	۱۳۴
۵۳	وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ الاٰية	البقرۃ رکوع ۶	۱۳۶
۵۴	يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔	الفجر رکوع ۱	۱۳۹
۵۵	اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔	〃 ۲۸	۱۳۹
۵۶ ۵۷	فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝	〃 ۲۹ ۳۰	۱۳۹
۵۸	فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔	الواقعۃ رکوع ۳	۱۳۹
۵۹	فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ۔	〃 ۳	۱۳۹
۶۰	كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ۔	القمر رکوع ۴	۱۴۵
۶۱	اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ	الاحزاب رکوع ۸	۱۴۵
۶۲	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الخ	المجادلۃ رکوع ۲	۱۴۵
۶۳	لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ الخ	الممتحنۃ رکوع ۱	۱۴۶
۶۴	مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔	طٰہٰ رکوع ۱۳	۱۴۷
۶۵	مَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى۔	النجم رکوع ۱	۱۴۷
۶۶	يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔	البینۃ رکوع ۱	۱۴۷
۶۷	جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ۔	الفاطر رکوع ۱	۱۵۴

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۶۸	وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا۔	بنی اسرائیل ع ۳۳	۱۶۴
۶۹	وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔	النازعات ع ۵	۱۷۰
۷۰	عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔	البقرۃ ع ۲۰ م	۱۷۰
۷۱	لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ۔	الحدید ع ۲۵ م	۱۷۰
۷۲	یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ الخ	الصف ع ۱۴ م	۱۷۰، ۲۷۷
۷۳	فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ۔	الاعراف ع ۱۵۷	۱۷۰، ۲۰۲، ۲۷۳
۷۴	وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔	البقرۃ ع ۲۵۳ م	۱۷۰
۷۵	وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔	الانفال ع ۱۷ م	۱۷۰، ۲۵۵، ۲۷۸
۷۶	اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔	النساء ع ۵۹ م	۱۸۳
۷۷	اِتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔	لقمان ع ۱۵	۱۸۳
۷۸	ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا الخ	بقرۃ ع ۱۱۲ م، آل عمران ع ۱۱ م	۱۹۴
۷۹	کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ الآیۃ	مائدۃ ع ۶۴ م	۱۹۵
۸۰	وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔	بنی اسرائیل ع ۸	۱۹۵
۸۱	لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی ط وَاِنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ یُوَلُّوْکُمُ الخ	آل عمران ع ۱۱ م	۱۹۶
۸۲	وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔	" ع ۱۳۹ م	۱۹۷
۸۳	وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا	آل عمران ع ۱۲۰	۱۹۷
۸۴	وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا الخ	الانفال ع ۴۶ م	۱۹۷

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۸۵	حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ الخ	آل عمران ع ۱۵۲	۱۹۷
۸۶	وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ۔	〃 ع ۱۴۰ م	۱۹۸
۸۷	اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ۔	الاحزاب ع ۷۲ م	۲۰۰
۸۸	وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا۔	الفتح ع ۹ م	۲۰۰
۸۹	وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ	〃 ع ۱۰ م	۲۰۱
۹۰	وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ۔۔	النساء ع ۱۳ م	۲۰۲
۹۱	سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا الآیۃ	بنی اسرائیل ع ۱	۲۰۲
۹۲	الٓمّٓ	البقرۃ ع ۱ م	۲۰۴
۹۳	رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔	〃 ع ۲۶۰ م	۲۱۳
۹۴	هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ الخ	الجمعہ ع ۲ م	۲۲۲
۹۵	وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ	〃 ع ۳ م	۲۲۲
۹۶	ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔	〃 ع ۴ م	۲۲۲
۹۷	رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ الخ	البقرۃ ع ۱۲۹ م	۲۲۴
۹۸	کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ الخ	البقرۃ ع ۱۵۱ م	۲۲۴
۹۹	لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا	آل عمران ع ۱۶۴ م	۲۲۴

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۰۰	ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔	القیامۃ ع ۱۹	۲۲۴
۱۰۱	اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ۔	النساء ع ۱۰۵ م	۲۲۵
۱۰۲	وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔	النحل ع ۴۴	۲۲۵
۱۰۳	وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ	یونس ع ۳۷	۲۲۵
۱۰۴	مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ الخ	یوسف ع ۱۱۱	۲۲۶
۱۰۵	وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ الخ	النحل ع ۸۹	۲۲۶
۱۰۶	اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔	الانعام ع ۹ یوسف ع ۱۴	۲۳۰
۱۰۷	فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔	النحل ع ۴۳	۲۳۰
۱۰۸	لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔	التوبۃ ع ۱۲۸ م	۲۳۱
۱۰۹	وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔	الشوریٰ ع ۵۲	۲۳۲
۱۱۰	صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ۔	الشوریٰ ع ۵۳	۲۳۲

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۱۱	اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔	الفاتحہ رکوع ۵	۲۳۲
۱۱۲	صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔	" رکوع ۶	۲۳۳، ۲۳۳
۱۱۳	غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔	" رکوع ۷	۲۳۴
۱۱۴	يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔	الاحزاب رکوع ۴۵ م	۲۵۶، ۴۳۴
۱۱۵	وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔	" رکوع ۴۶ م	۲۳۴
۱۱۶	وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔	" رکوع ۴۷ م	۲۳۴
۱۱۷	اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔	الانعام رکوع ۱۰۶ م	۲۳۶
۱۱۸	هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔	" رکوع ۱۵۶	۲۳۷
۱۱۹	اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔	الاعراف رکوع ۳	۲۳۸
۱۲۰	اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔	الانعام رکوع ۵	۲۳۸
۱۲۱	قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔	الاعراف رکوع ۱۵۸	۲۳۸، ۲۷۴
۱۲۲	قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔	اٰل عمران رکوع ۳۱ م	۲۳۹، ۲۴۰
۱۲۳	قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔	البقرۃ رکوع ۱۴۴ م	۲۴۱
۱۲۴	وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔	الضحیٰ رکوع ۵	۲۴۲
۱۲۵	وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔	النور رکوع ۴۰ م	۲۴۲

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۲۶	اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔	الاحزاب ۶/م	۲۴۲
۱۲۷	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا۔	الاحزاب ۲۱/م	۲۴۳
۱۲۸	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ الخ	" ۳۶/م	۲۴۴
۱۲۹	فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔	النساء ۶۵/م	۲۴۴
۱۳۰	قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ الآیۃ	النور ۵۴/م	۲۴۵
۱۳۱	وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔	النساء ۶۴/م	۲۴۵
۱۳۲	یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔	الاحزاب ۶۶/م	۲۴۶
۱۳۳	وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی۔	النساء ۱۱۵/م	۲۴۶
۱۳۴	وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی۔	الضحیٰ ۴/ع	۲۴۷

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۳۵	فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ۔	الزمر ع ۳۲	۲۴۸
۱۳۶	وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔	〃 ع ۳۳	۲۴۸
۱۳۷	لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔	الفرقان ع ۵۲	۲۵۶
۱۳۸	يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ۔	الصافات ع ۸	۲۶۱
۱۳۹	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔	الحجرات ع ۱ م	۲۶۷
۱۴۰	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ.....	〃 ع ۲ م	۲۶۸
۱۴۱	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔	الانفال ع ۲۴ م	۲۶۹
۱۴۲	اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔	الاحقاف ع ۳۱	۲۷۰
۱۴۳	وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ.....	〃 ع ۳۲	۲۷۰
۱۴۴	وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى۔	النجم ع ۱	۲۷۰
۱۴۵	مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى۔	〃 ع ۲	۲۷۰
۱۴۶	وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى	〃 ع ۳	۲۷۱
۱۴۷	اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔	〃 ع ۴	۲۷۱

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۴۸	قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ	الاحقاف ع ۱۲	۲۶۱
۱۴۹	قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔	التوبۃ ۲۹/۴	۲۶۲
۱۵۰	اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ۔	الاعراف ع ۱۵۷	۲۶۳
۱۵۱	ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔	البقرۃ ۲/۱	۲۶۳
۱۵۲	اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔	〃 ۳/۲	۲۶۳، ۲۶۵
۱۵۳	وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً۔	〃 ۵۵/۱	۲۶۴، ۲۶۵
۱۵۴	وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔	الحشر ۷/۴	۲۶۵
۱۵۵	قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا	الاعراف ۱۵۸/۱۰	۲۶۶
۱۵۶	فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ۔	الحاقۃ ع ۳۸	۲۶۸
۱۵۷	وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ۔	〃 ع ۳۹	۲۶۸
۱۵۸	اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ۔	العنکبوت ع ۴۵	۲۶۸
۱۵۹	اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۔	علق ع ۱	۲۶۹
۱۶۰	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا		

marfat.com

نمبر شمار	آیات مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
	وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔	المائدۃ ۶/م	۳۲۰
۱۶۱	اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔	الجن ۱۸/ر	۳۲۸،۳۲۸
۱۶۲	طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔	البقرۃ ۱۲۵/م	۳۲۸
۱۶۳	وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔	" ۱۱۴/م	۳۳۴،۳۳۶ ۳۴۵،۳۵۳
۱۶۴	فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ...	النور ۳۶/ر	۳۴۵،۳۴۹
۱۶۵	رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔	النور ۳۷/م	۳۴۹
۱۶۶	اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ۔	التوبۃ ۶۰/م	۳۵۰،۴۶۳،۴۶۵
۱۶۷	وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔	البقرۃ ۴۳/م	۳۵۱،۴۳۱،۶۱۴
۱۶۸	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ	التوبۃ ۱۱۹/م	۳۵۱
۱۶۹	اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔	" ۱۸/ر	۳۵۸،۳۴۵
۱۷۰	فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ۔	آل عمران ۳۹/م	۴۰۶
۱۷۱	اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔	الاحزاب ۵۶/م	۳۴۲،۳۶۹ ۳۸۸،۳۴۴
۱۷۲	لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔	الفتح ۹/م	۳۴۳

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۷۳	تُوبُوٓا اِلَی اللّٰہِ تَوبَۃً نَّصُوحًا۔	التحریم ۸/م	۳۷۸
۱۷۴	وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا۔	الاحزاب ۵۸/م	۴۳۰
۱۷۵	وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ..... وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔	النسآء ۲۴/م	۵۰۴، ۵۰۵، ۵۲۰، ۶۱۱
۱۷۶	وَاَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ۔	″ ۲۳/م	۵۳۱
۱۷۷	وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِہِنَّ۔	″ ۲۳/م	۵۰۶
۱۷۸	وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی۔	النور ۳۲/م	۵۳۴
۱۷۹	وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ۔	الطلاق ۴/م	۵۳۴
۱۸۰	اَمْرُھُمْ شُوْرٰی۔	الشوریٰ ۳۸/ر	۵۳۹
۱۸۱	وَالصُّلْحُ خَیْرٌ۔	النساء ۱۲۸/م	۵۳۹
۱۸۲	قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔	التحریم ۶/م	۵۳۹
۱۸۳	فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ۔	البقرۃ ۲۳۰/م	۵۵۲، ۵۶۰، ۵۶۳
۱۸۴	اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔	النساء ۲۴/م	۵۵۴
۱۸۵	اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ۔	البقرۃ ۲۳۷/م	۵۵۴
۱۸۶	وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔	الحج ۷۸/م	۴۶۴
۱۸۷	یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔	البقرۃ ۱۸۵/م	۴۷۴

marfat.com

نمبر شمار	آیاتِ مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۱۸۸	فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔	البقرۃ ۱۸۵/م	۴۷۵
۱۸۹	إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔	الحجر ۹/م	۳۹۴
۱۹۰	لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ	حٰمٓ السجدۃ ۴۲/م	۳۹۴، ۶۱۲
۱	وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔	مریم ۶۴/م	۳۹۶
۱۹۲	وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔	الحج ۷۷/م	۳۵۲، ۵۷۸
۱۹۳	وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ۔	البقرۃ ۲۲۵/م	۶۰۴
۱۹۴	وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ۔	المائدہ ۸۹/م	۶۰۴
۱۹۵	نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔	المؤمنون ۲۱/م	۶۰۵
۱۹۶	وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔	النساء ۸۲/م	۶۱۲

نوٹ: "ک" سے مراد مکی آیت ہے اور "م" سے مراد مدنی آیت ہے۔

marfat.com

فہرست

احادیثِ مبارکہ

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
۱	اول ماخلق اللہ نوری۔	۶۴
۲	انا من اللہ والمؤمنون منی۔	۶۴
۳	کنت نورا بین یدی ربی۔	۶۵
۴	ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر۔	، ۶۱،۶۸
۵	قال (عثمان) یارسول اللہ اخذت براءۃ عائشۃ من ظلک لانی رأیت اللہ صان ظلک ان یقع علی الارض۔	۶۸،۷۰
۶	لان لا یوطأ بالاقدام۔	۸۰
۷	اللّٰھم اجعل لی نورا فی قلبی ۔۔۔۔۔۔۔ واجعل	

marfat.com

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
	الی نورا۔	۸۱
۸	فی عصبی۔	۸۱
۹	اجعل فی نفسی نورا۔	۸۱
۱۰	اجعلنی نورا۔	۸۱
۱۱	کل نبی یجاب۔	۸۲
۱۲	فبعث بہا (ای بالاثر نب) الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بورکیہا و فخذیہا فقبلہ۔	۱۷
۱۳	بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا۔	
۱۴	یبدل (جلد الکافر) فی ساعۃ مائۃ مرۃ۔	۳
۱۵	قال معاذ عندی تفسیرہا یبدل فی ساعۃ مائۃ مرۃ۔	۱۰۳
۱۶	قال الحسن تاکلہم النار کل یوم سبعین الف مرۃ کلما۔۔۔۔۔	۱۰۴
۱۷	انکم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا۔	۱۲۵
۱۸	ان المیت یبعث فی ثیابہ التی یموت فیہا۔	۱۲۵
۱۹	قال عمر احسنوا اکفان موتاکم فانہم یبعثون فیہا یوم القیٰمۃ۔	۱۲۶
۲۰	مومنوا امتی شہداء۔	۱۳۰
۲۱	قال ابن مسعود ان الرجل لیموت علیٰ فراشہ وھو شہید۔	۱۳۰

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
۲۲	قال ابوھریرۃ کلکم صدیق وشہید۔	۱۳۰
۲۳	قال ابو ھریرۃ انما الشہید الذی مات علیٰ فراشہٖ۔	۱۳۰
۲۴	قال ابوھریرۃ کل مؤمن صدیق وشہید۔	۱۳۰
۲۵	انہم اذا خرجوا من قبورھم استقبلوا ابنوق---	۱۳۰
۲۶	عن علی، لکنہم یؤتون بنوق من نوق الجنۃ لم تنظر الخلائق الیٰ مثلہا------	۱۳۱
۲۷	ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ (حدیثِ قدسی)۔	۱۳۱
۲۸	یافاطمۃ انقذی نفسک من النار۔	۱۳۲
۲۹	بلیٰ واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاٰخرۃ۔	۱۳۲
۳۰	ان الانساب تنقطع غیر سببی ونسبی۔	۱۳۳
۳۱	کل سبب و نسب منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی۔	۱۳۳
۳۲	کل نسب و صہر منقطع یوم القیٰمۃ الا نسبی وصہری۔	۱۳۳
۳۳	والذی نفسی بیدہ ان (ای یوم القیٰمۃ) لیخفف علی المؤمن حتی اخف علیہ من صلوٰۃ مکتوبۃ	

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
	فی الدنیا۔	۱۳۵
۳۴	انکم ملاقوا اللہ مشاۃ حفاۃ عراۃ غرلا۔	۱۳۶
۳۵	انما نسمۃ المؤمن طائر تعلق فی شجرۃ الجنۃ حتی یرجعہ اللہ تعالیٰ الیٰ جسدہ یوم القیٰمۃ۔	۱۳۹
۳۶	اجال البہائم وخشاش الارض کلہا فی التسبیح۔	۱۴۲
۳۷	لما ماتت الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین ضربت امرأتہ القبۃ علیٰ قبرہ سنۃ۔	۱۶۰
۳۸	فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ (حدیثِ قدسی)	۱۶۱
۳۹	فاذا احببتہ صرت سمعہ و عینہ و یدہ و رجلہ۔	۱۶۲
۴۰	(قال حذیفۃ) قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذٰلک الیٰ قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔	۲۲۶
۴۱	(قال ابو زید) صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر و صعد المنبر فخطبنا..... واخبرنا بما کان و بما ہو کائن۔	۲۲۷

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
۴۲	(قال عمر) قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق۔	۲۲۷
۴۳	(قال علی) لو شئت ان اوقر سبعین بعیرا من تفسیر ام القرآن لفعلت۔	۲۲۸
۴۴	(قال ابن عباس) لو ضاع لی عقال بعیر لوجدت فی کتاب اللہ۔	۲۲۸
۴۵	قال الخوارج " ان الحکم الا للہ" قال علیؓ ھٰذہ کلمۃ حق یراد بہا باطل"	۲۳۰
۴۶	قال علی وقد جمع القراء للمصحف ایہا المصحف حدث الناس۔	۲۳۰
۴۷	لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضیئ اعناق الابل ببصریٰ۔	۲۴۹
۴۸	لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا الترک۔	۲۵۴
۴۹	لا تقوم الساعۃ حتی یقاتل المسلمون الیہود ..... فیقول الحجر او الشجر یا مسلم یا عبد اللہ ھٰذا یہودی ورائی فاقتلہ۔	۲۵۴
۵۰	قال سلمان خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان قال یا ایہا الناس قد اظلکم شہر عظیم مبارک الحدیث۔	۲۵۷

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
۵۱	یقول العبد مالی مالی وان مالہ من مالہ ثلث ما اکل فافنیٰ او لبس فابلیٰ او اعطیٰ فاقتنیٰ الحدیث	۲۵۹
۵۲	اذا ظهرت القیان والمعازف۔	۲۵۹
۵۳	فی هٰذه الامة خسف ومسخ وقذف۔	۲۶۰
۵۴	یمسخ قوم من امتی فی اٰخر الزمان قردة و خنازیر الخ۔	۲۶۱
۵۵	وظهور القلم (من علامات الساعة)	۲۶۲
۵۶	ویکثر القلم۔	۲۶۲
۵۷	لا تقوم الساعة حتی تناکر القلوب ویختلف الاقاویل۔	۲۶۲
۵۸	اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنها الیٰ یوم القیٰمة۔	۲۶۳
۵۹	وانه سیکون کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی اللّٰه۔	۲۶۴
۶۰	حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰه۔	۲۶۴
۶۱	الا انی اوتیت القراٰن ومثله معه الا یوشك رجل۔	۲۶۶
۶۲	لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر۔	۲۶۴

marfat.com

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
۶۳	ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح۔	۲۸۳
۶۴	قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ فخارۃ فی جانب البیت فبال فیہا۔	۲۸۳
۶۵	رأیت ربی فی المنام۔	۲۸۶
۶۶	ثم غسل (علی) رجلیہ الی الکعبین ثم قال انما احببت ان اریکم طھور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	۳۲۱
۶۷	انی لا احل المسجد لحائض و لا جنب۔	۳۲۸، ۳۴۶
۶۸	جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم۔	۳۲۸
۶۹	ان تطھر و تطیب (المساجد)	۳۲۸
۷۰	امر (عمر) المسلمین ان یبنوا المساجد و ان لا یتخذوا فی مدینۃ مسجدین۔	۳۳۹
۷۱	لا اداھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا۔	۳۴۶
۷۲	انہ (علیہ السلام) نھی عن تناشد الاشعار فی المسجد والبیع والشراء فیہ۔	۳۴۶
۷۳	من سمع رجلا ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لا ردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا۔	۳۴۶
۷۴	لو وجدت انما بنیت المساجد لما بنیت لہ۔	۳۴۶

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
۷۵	من اکل من ھٰذہ الشجرۃ الخبیثۃ فلا یقربنا فی مسجدنا۔	۳۴۶
۷۶	اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین اللہ عزوجل۔	۳۵۱
۷۷	فکلوا وادخروا واتجروا۔	۳۵۸
۷۸	کان (صلی اللہ علیہ وسلم) یؤخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیۃ۔	۳۶۷
۷۹	لاصلوٰۃ بعد صلوٰۃ العصر حتی تغرب الشمس۔	۳۶۷
۸۰	کان بلال (یدعو قبل الاذان) اللّٰھم انی احمدو استعینک علیٰ قریش ان یقیموا دینک۔	۳۷۴
۸۱	التائب من الذنب کمن لاذنب لہ۔	۳۷۸
۸۲	ان الصدقۃ لتطفئ غضب الرب۔	۳۷۸
۸۳	صلوا خلف کل بر وفاجر۔	۳۸۲
۸۴	واللہ ما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرأۃ قط۔	۳۸۶
۸۵	ایما امرئ قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما۔	۳۹۷
۸۶	فاقام (صلی اللہ علیہ وسلم) بمکۃ ثمان عشرۃ لیلۃ لایصلی الا رکعتین ویقول یا اھل مکۃ صلوا اربعا فانا قوم سفر۔	۴۰۲

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
۸۷	ان اهل قباء لما سمعوا بتحول القبلة استداروا كهيئتهم في الصلوٰة۔	۴۰۴
۸۸	اقيموا الصفوف و حاذوا بين المناكب و سدوا الخلل۔	۴۰۵
۸۹	من وصل صفا وصل الله و من قطع صفا قطعه الله۔	۴۰۵
۹۰	من سد فرجة في الصف غفر له۔	۴۰۵
۹۱	خيركم الينكم مناكب في الصلوٰة۔	۴۰۵
۹۲	كان ابن عمر رضی الله عنهما يراهم شرار خلق الله و قال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين۔	۴۳۰
۹۳	قال (الراوی) دفنا ابابكر رضی الله عنه ليلا فقال عمر رضی الله عنه اني لم اوتر فقام و صففنا وراءه فصلى بنا ثلث ركعات لم يسلم الا في اخرهن۔	۴۳۲
۹۴	تقرء في كل ركعة فاتحة الكتٰب و سورة فاذا فرغت من القراءة في اول ركعة و انت قائم قلت سبحان الله۔	۴۳۶
۹۵	يكبر ثم يقول سبحٰنك اللّٰهم و بحمدك ثم	

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
	یقول خمس عشرۃ مرۃ سبحان اللہ۔	۴۳۷
۹۶	صلی العید ثم رخص فی الجمعۃ قال من شاء ان یصلی فلیصل (مرفوعا من روایۃ زید بن ارقم)۔	۴۴۲
۹۷	وانا مجمعون (مرفوعا من روایۃ ابی ھریرۃ)	۴۴۳
۹۸	وانا مجمعون (" " " ذکوان)	۴۴۳
۹۹	(قال الراوی) شھدت العید مع عثمان بن عفان فجاء فصلی ثم انصرف فقال انہ قد اجتمع لکم فی یومکم ھذا عیدان۔	۴۴۳
۱۰۰	اقیموا صفوفکم و تراصوا فانی اراکم خلف ظھری۔	۴۵۰
۱۰۱	الا تصفون کما تصف الملائکۃ عند ربھا۔	۴۵۰
۱۰۲	راصوا صفوفکم و قاربوا بینھا و حاذوا بالاعناق۔	۴۵۰
۱۰۳	قام ابن عباس علی القبر فوقف علیہ ثم دعا۔	۴۵۲
۱۰۴	اللھم عبدک وابن عبدک الخ (دعا علی بعد صلوۃ الجنازۃ	۴۵۲
۱۰۵	(قال الراوی) رأیت ایوب یقف علی القبر فیدعو للمیت۔	۴۵۲
۱۰۶	صوموا لرؤیتہ وافطروا لرویتہ۔	۴۷۵
۱۰۷	(قال الراوی) فانکحنی من غیر ان یتشھد۔	۴۹۴
۱۰۸	ایما رجل نکح امراۃ فدخل بھا فلا یحل لہ نکاح	

marfat.com

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
	ابنتہا۔	۵۰۶
۱۰۹	انہ (علیہ السلام) تزوج عائشۃ رضی اللہ عنہا وھی صغیرۃ بنت ستۃ سنین۔	۵۳۴
۱۱۰	حتی یذوق عسیلتہا۔	۵۶۰، ۵۶۳، ۵۷۰
۱۱۱	انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لہم فی الاٰخرۃ۔	۵۸۰
۱۱۲	اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ہٰذین حرام علیٰ ذکور امتی۔	۵۸۰
۱۱۳	حرم لباس الحریر والذہب علیٰ ذکور امتی و حل لاناثہم۔	۵۸۱
۱۱۴	الذہب والفضۃ والحریر والدیباج ہم لہم فی الدنیا ولکم فی الاٰخرۃ۔	۵۸۱
۱۱۵	قال ابن مسعود، ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم۔	۵۸۶، ۵۵۶
۱۱۶	خص علیہ السلام الزبیر وعبد الرحمٰن بلبس الحریر لحکۃ فی جسدہما۔	۵۸۴
۱۱۷	مر بشاۃ میتۃ ..... قال انما حرم اکلہا۔	۵۹۶
۱۱۸	کرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الشاۃ الذکر والانثیین والقبل والغدۃ والمرارۃ والمثانۃ	

marfat.com

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
	والدم۔	۵۹۸
۱۱۹	فاقتلوہ واقتلوا البہیمۃ۔	۶۰۶
۱۲۰	فلاحد علیہ (عن ابن عباس موقوفا۔	۶۰۶
۱۲۱	و یتطہر ما استطاع من طہر (یوم الجمعۃ)	۶۱۳

marfat.com

مَاخذومَراجع

فتاوٰے نوریہ جلد ۵

کتبِ حدیث وشروحِ حدیث ومشکل الحدیث ــــــ

مؤطا امام مالک اصح المطابع، کراچی ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی ۱۷۹ھ

مسند امام احمد دار صادر بیروت ۱۳۸۹ھ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ۲۴۱ھ

صحیح البخاری اصح المطابع ۱۳۵۷ھ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ھ

صحیح مسلم اصح المطابع ۱۳۴۹ھ مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ

سنن ابوداؤد مجیدی کانپور ۱۳۴۶ھ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ھ

سننِ ترمذی مجیدی کانپور ۱۳۴۱ھ علیمی دہلی ۱۳۵۰ھ ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی ۲۷۹ھ

سننِ نسائی مجتبائی ۱۳۵۰ھ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب خراسانی ۳۰۳ھ

سننِ دارقطنی فاروقی دہلی ۱۳۱۰ھ ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی ۳۸۵ھ

مستدرک علی الصحیحین دائرۃ المعارف ۱۳۳۴ھ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم ۴۰۵ھ

ذیل للذہبی حیدرآباد دائرۃ المعارف ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی ۷۴۷ھ

حلیۃ الاولیاء السعادۃ مصر ۱۳۵۱ھ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی ۴۳۰ھ

السنن الکبرٰی دائرۃ المعارف ۱۳۴۴ھ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ۴۵۸ھ

marfat.com

مشکوٰۃ المصابیح اصح المطابع ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب بغدادی ۷۴۰ھ

مجمع الزوائد بیروت ۱۹۶۷ء نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی ۸۰۷ھ

الجامع الصغیر تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۲ھ علامہ جلال الدین السیوطی ۹۱۱ھ

فیض القدیر " ۱۳۵۶ھ عبدالرؤف محمد بن علی حدادی مناوی ۱۰۳۱ھ

السراج المنیر میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ شیخ علی بن احمد عزیزی ۱۰۷۰ھ

کنز العمال دائرۃ المعارف ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۱۴ھ علاؤ الدین علی متقی ہندی ۹۷۵ھ

الکواکب الدراری (کرمانی) بہیہ مصر ۱۳۵۴ھ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی ۷۹۶ھ

فتح الباری عسقلانی بہیہ مصر ۱۳۴۸ھ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ

عمدۃ القاری عینی دار الطباعۃ عامرہ مصر ۱۳۰۸ھ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ھ

ارشاد الساری قسطلانی بولاق مصر ۱۲۸۵ھ علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۹۲۳ھ

اشعۃ اللمعات منشی نول کشور لکھنؤ ۱۳۵۴ھ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

نہایہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ مجد الدین مبارک بن محمد جزری ابن اثیر ۶۰۶ھ

مجمع البحار کشوری ۱۳۱۴ھ محمد طاہر بن علی فتنی ہندی ۹۸۶ھ

کتب تفسیر و اصول تفسیر

معالم التنزیل تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۷ھ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی ۵۱۶ھ

کشاف کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۱۸ھ ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری ۵۲۸ھ

مفاتیح الغیب بہیہ مصر ۱۳۵۷ھ ایضاً طبع مع الارشاد فخر الدین محمد بن عمر رازی ۶۰۶ھ

غرائب القرآن نیشاپوری کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۲۴ھ نظام الدین حسین بن محمد قمی نیشاپوری ۷۲۸ھ

لباب التاویل خازن تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۷ھ علی بن محمد بغدادی صوفی خازن ۷۴۱ھ

ابن کثیر عیسی البابی الحلبی مصر ۱۳۲۱ھ ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر ۷۷۴ھ

marfat.com

جلالین مجیدی دہلی۔ فاروقی دہلی — جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی ۸۶۴ھ و جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی شافعی ۹۱۱ھ

جامع البیان طبع مع الجلالین — معین الدین محمد بن عبدالرحمٰن ایجی صفوی شافعی ۹۰۵ھ

الدر المنثور میمنہ مصر ۱۳۱۴ھ — علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

المواہب العلیہ حسینی حیدری بمبئی ۱۲۷۹ھ — حسین بن علی کاشفی ہروی ۹۵۴ھ

ارشاد العقل جلد ۱ تا جلد ۳ حسینیہ مصر، جلد ۴ تا ۸ عامرہ شرقیہ مصر — ابوالسعود محمد بن محمد عمادی ۹۸۲ھ

الفتوحات الالٰہیہ عیسی البابی الحلبی مصر — سلیمان بن عمر دجیلی شافعی ۱۲۰۴ھ

مظہری فاروقی دہلی — قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ

فتح العزیز محمدی لاہور ۱۲۹۴ھ — شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۲۳۹ھ

صاوی ازہریہ مصر ۱۳۴۸ھ — شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی ۱۲۴۱ھ

فتح القدیر مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۱ھ — امام الظاہریہ محمد بن علی شوکانی ۱۲۵۰ھ

خزائن العرفان اہلِ سنت برقی پریس مراد آباد — سید محمد نعیم الدین مراد آبادی ۱۳۶۷ھ

الاتقان ازہریہ مصر ۱۳۴۳ھ — علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

کتبِ فقہ

فتاوٰی خانیہ نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۶ھ — حسن بن منصور اوزجندی قاضی خان ۵۹۲ھ

ہدایہ شرکتِ علمیہ ملتان ۱۳۸۰ھ — برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی ۵۹۳ھ

فتح القدیر میمنہ مصر ۱۳۰۷ھ — کمال الدین محمد بن عبدالحمید ابن ہمام ۸۶۱ھ

جامع الفصولین کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۰۰ھ — محمود بن اسرائیل ابن قاضی سماونہ ۸۲۳ھ

غنیۃ المستملی مجتبائی دہلی ۱۳۳۳ھ — شیخ ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ

بحر الرائق دار الکتب العربیہ مصر ۱۳۳۳ھ — زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم مصری ۹۷۰ھ

marfat.com

عالمگیری مجیدی کانپور ۱۳۵۰ھ ملا نظام الدین برہانپوری وغیرہ ۱۱۰۹ھ

درالمختار عثمانیہ درسعادت مصر ۱۳۲۴ھ علاؤالدین حصکفی ۱۰۸۸ھ

ردالمحتار " " " سید محمد امین ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

عزیز الفتاوٰی (فتاوٰی دیوبند) دارالاشاعت کراچی ۱۳۶۸ھ عزیزالرحمٰن دیوبندی

شہبازِ شریعت رفاہِ عامہ پریس لاہور مولوی نور محمد جوڑوی

شیرِ طریقت " " حافظ محمد لکھوی

فتاوٰی افریقیہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی

کتبِ اصولِ فقہ

المنتخب (حسامی) سعیدی محمد بن محمد بن عمر حسام الدین اخسیکثی ۶۴۴ھ

غایۃ التحقیق نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۳ھ عبدالعزیز بن احمد بخاری ۷۳۰ھ

المنار سعید ایچ ایم کراچی ۱۳۷۹ھ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی ۷۱۰ھ

نورالانوار " " " شیخ احمد ملا جیون صدیقی ۱۱۳۰ھ

سراج المنار (ابن ملک) دارالطباعہ عامرہ مصر ۱۳۰۶ھ مولوی عبداللطیف بن الملک (ابن ملک) ۸۸۵ھ

ابنِ عینی دارالطباعہ عامرہ مصر ۱۳۰۶ھ زین الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر ابنِ عینی ۸۹۳/۸۹۱ھ

افاضۃ الانوار دارالکتب العربیہ مصر ۱۳۲۸ھ سعدالدین ابوالفضائل دہلوی ۸۹۱ھ

نسمات الاسحار " " " علامہ ابنِ عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

تنقیح الاصول قصہ خوانی پشاور، دارالاشاعت عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ ۷۴۷ھ

التوضیح فی حل غوامض التنقیح قصہ خوانی پشاور، دارالاشاعت " " " "

التلویح الی کشف حقائق التنقیح " " " سعدالدین مسعود تفتازانی ۷۹۲ھ

marfat.com

مسلم الثبوت نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۳ء ملا محب اللہ بن نظام الدین بہاری ۱۱۱۹ھ
فواتح الرحموت " " بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدین سہالوی ۱۲۲۵ھ

کتبِ عقائد

فقہ اکبر دار الکتب العربیہ ۱۳۲۷ھ امام اعظم نعمان بن ثابت ۱۵۰ھ
شرح الفقہ " " " ملا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ
العقائد سراج الدین لاہور ۹۵۹ھ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد ۵۳۷ھ
شرح العقائد " " " سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی ۷۹۱ھ
طوالع الانوار خیریہ مصر ۱۳۲۳ھ عبد اللہ بن عمر قاضی بیضاوی ۶۸۵ھ
مطالع الانظار " " شمس الدین بن محمود اصفہانی ۷۴۹ھ
مواقف دار السعادہ مصر ۱۳۲۵ھ قاضی عضد الدین احمد بن یحییٰ ایجی ۷۵۶ھ
شرح مواقف " " " سید میر شریف علی بن محمد جرجانی ۸۱۶ھ
حاشیہ عبد الحکیم " " " عبد الحکیم بن شمس محمد سیالکوٹی ۱۰۶۷ھ
المسایرہ فی علم الکلام محمودیہ تجاریہ مصر ۱۳۴۸ھ علامہ کمال ابن ہمام ۸۶۱ھ
کتاب الروح دائرۃ المعارف ۱۳۲۴ھ شمس الدین بن عبد اللہ ابن قیم جوزی حنبلی ۷۵۱ھ
البدور السافرہ کانسی رام پریس لاہور ۱۳۳۷ھ علامہ سیوطی ۹۱۱ھ
شرح الصدور عیسی البابی الحلبی مصر " "
بشری الکئیب " " " " "
تذکرۃ الموتی مجتبائی کانپور ۱۳۳۳ھ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ
تکمیل الایمان " دہلی ۱۳۴۱ھ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

marfat.com

خالص الاعتقاد — احمد رضا خاں بریلوی سنہ ۱۳۴۰ھ

الدولۃ المکیہ — 〃 〃 〃

الامن والعلیٰ — 〃 〃 〃

رد الرفضہ — 〃 〃 〃

مقیاسِ خلافت — مولانا محمد عمر اچھروی

کتبِ اسماءِ رجال وسیرت وتاریخ

تہذیب التہذیب — دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۲۵ھ — علامہ ابنِ حجر عسقلانی سنہ ۸۵۲ھ

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ — مصطفےٰ البابی الحلبی مصر سنہ ۱۳۶۹ھ — قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی سنہ ۵۴۴ھ

نسیم الریاض خفاجی — عثمانیہ درسعادت سنہ ۱۳۱۲ھ — شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی حنفی سنہ ۱۰۶۹ھ

الخصائص الکبریٰ — دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۱۹ھ — علامہ سیوطی سنہ ۹۱۱ھ

مسالک الحنفاء 〃 سنہ ۱۳۲۴ھ 〃 〃

الدرج المنیف — دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۲۴ھ — علامہ سیوطی سنہ ۹۱۱ھ

وفاء الوفاء — نور الدین علی بن احمد سمہودی سنہ ۹۱۱ھ

المواہب اللدنیہ — ازہریہ مصر سنہ ۱۳۲۵ھ — علامہ احمد بن محمد قسطلانی سنہ ۹۲۳ھ

شرح مواہب للزرقانی 〃 〃 — ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مصری مالکی سنہ ۱۱۲۲ھ

مدارج النبوۃ — نول کشور لکھنؤ سنہ ۱۹۱۳ء — شیخ عبدالحق محدث دہلوی سنہ ۱۰۵۲ھ

جذب القلوب 〃 〃 سنہ ۱۹۱۶ء 〃 〃 〃

فتوحاتِ احمدیہ — تجاریہ کبریٰ مصر سنہ ۱۳۵۴ھ — سلیمان بن عمر عجیلی شافعی سنہ ۱۲۰۴ھ

شمول الاسلام — احمد رضا خاں بریلوی سنہ ۱۳۴۰ھ

طبقاتِ کبریٰ ابنِ سعد — دار صادر بیروت سنہ ۱۳۷۷ھ — ابوعبداللہ محمد بن سعد کاتب واقدی سنہ ۲۳۰ھ

marfat.com

تاریخ یافعی (مرآۃ الزمان) دائرۃ المعارف ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی ۷۶۸ھ

تاریخ الخلفاء محمدی لاہور ۱۳۰۹ھ علامہ سیوطی ۹۱۱ھ

کتبِ تصوّف

قوت القلوب مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۸۱ھ ابو طالب محمد بن علی حارثی مکی ۳۸۶ھ

کشف المحجوب گلزارِ ہند سٹیم پریس لاہور داتا علی بن عثمان ہجویری ۴۶۵ھ

فتوح الغیب نول کشور کرسی نشین حضرت غوثِ اعظم سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا ۵۶۱ھ

شرح محقق " " شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی حقی ۱۰۵۲ھ

احیاء العلوم قلمی ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی ۵۰۵ھ

احیاء العلوم مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۸ھ ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی ۵۰۵ھ

عوارف المعارف " " " شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی ۶۳۲ھ

فتوحاتِ مکیہ دار الکتب العربیہ مصر ابو عبداللہ محمد بن علی ابنِ عربی ۶۳۸ھ

الیواقیت والجواہر عباس بن عبدالسلام مصر ۱۳۵۱ھ سیدی عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ

فتاوٰی حدیثیہ المعاہد قاہرہ مصر احمد بن شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی ۹۷۳ھ ۹۷۵ھ

مکتوبات نول کشور لکھنؤ ۹۱۳ھ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۱۰۲۴ھ

الابریز مصر سیدی عبدالعزیز دباغ ۱۱۳۰ھ

سنِ تصنیف ۱۱۲۹ھ جامع الکتاب حافظ احمد بن مبارک سلجماسی ۱۱۵۵ھ

ملفوظاتِ تونسوی پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسوی بن محمد زکریا ۱۲۶۷ھ

انہار الانوار شاہ احمد رضا خاں بریلوی ۱۳۴۰ھ

مقال العرفاء برمِ قاسمی برکاتی کراچی فاضل بریلوی ۱۳۴۰ھ

marfat.com

فہرستِ مآخذ (جلد ششم)

کتبِ تفسیر واصولِ تفسیر

جامع البیان ابن جریر طبری کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۳۰ھ ابوجعفر محمد بن جعفر طبری سنہ ۳۱۰ھ

احکام القرآن جصاص بہیہ مصر ۱۳۴۸ھ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص سنہ ۳۷۰ھ

معالم التنزیل تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۶ھ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی سنہ ۵۱۶ھ

مفاتیح الغیب کبیر بہیہ مصر ۱۳۵۷ھ فخر الدین محمد بن عمر رازی سنہ ۶۰۶ھ

الجامع لاحکام القرآن دار الکتب المصریہ ۱۳۸۷ھ ابوعبداللہ محمد بن احمد اندلسی قرطبی سنہ ۶۷۱ھ

انوار التنزیل نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۸۲ھ ابوسعید عبداللہ بن عمر شافعی بیضاوی سنہ ۶۸۵ھ ۶۹۲ھ

غرائب القرآن نیشاپوری کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۲۰ھ حسن بن محمد قمی نیشاپوری سنہ ۷۲۸ھ

لباب التاویل تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۶ھ علی بن محمد بغدادی صوفی خازن سنہ ۷۴۱ھ

البحر المحیط النصر الحدیثیہ ریاض ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی (ابوحیان) سنہ ۷۵۴ھ

ابن کثیر عیسی البابی الحلبی مصر ۱۳۲۱ھ ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر سنہ ۷۷۴ھ

تفسیر جلالین مجیدی جلال الدین محمد بن احمد محلی سنہ ۸۶۱ھ و

جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی سنہ ۹۱۲ھ

المواہب العلیہ حسینی حیدری بمبئی ۱۲۷۹ھ حسین بن علی کاشفی ہروی سنہ ۹۵۴ھ

السراج المنیر شربینی دار المعرفۃ بیروت محمد بن احمد خطیب شربینی شافعی سنہ ۹۷۷ھ

ارشاد العقل حسنیہ و علمیہ شرقیہ مصر ابوالسعود محمد بن محمد عمادی حنفی سنہ ۹۸۲ھ

marfat.com

عنایۃ القاضی شہاب علی البیضاوی دار صادر بیروت شہاب الدین احمد ابن محمد خفاجی حنفی، مصر ۱۰۶۹ھ

تفسیراتِ احمدیہ علیمی دہلی ۱۳۴۹ھ شیخ احمد بن ابو سعید ملا جیون جونپوری ۱۱۳۰ھ

روح البیان در سعادت مصر ۱۳۳۰ھ شیخ اسماعیل حقی بن شیخ مصطفٰے بروسوی ۱۱۳۷ھ

الفتوحات الالٰہیہ جمل عیسیٰ البابی الحلبی مصر ۔ سلیمان بن عمر عجیلی شافعی ۱۲۰۴ھ

مظہری فاروقی دہلی قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ

تفسیر صاوی ازہریہ مصر ۱۳۴۸ھ شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی ۱۲۴۱ھ

فتح القدیر مصطفٰے البابی الحلبی مصر ۱۳۵۱ھ امام الظاہریہ محمد بن علی شوکانی ۱۲۵۰ھ

روح المعانی الطباعۃ المنیریہ بیروت ابو الثناء سید محمود بن عبد اللہ آلوسی بغدادی ۱۲۷۰ھ

اکلیل علی المدارک اکلیل المطابع ۱۳۳۳ھ شیخ الدلائل محمد عبد الحق مہاجر ہندی مکی تکمیلِ کتاب ۱۲۹۶ھ

فتح البیان عاصمہ شارع الفلکی قاہرہ ۱۹۶۵ء محمد بن علی صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی ۱۳۰۷ھ

الاتقان ازہریہ مصر ۱۳۴۳ھ علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

کتبِ حدیث

مؤطا امام مالک اصح المطابع کراچی ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی ۱۷۹ھ

مؤطا امام محمد ۔ 〃 ۱۳۸۱ھ ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی ۱۸۱ھ

کتاب الام الکلیات الازہریہ مصر ۱۳۸۱ھ ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی ۲۰۴ھ

مصنف ابن ابی شیبہ اقبال برقیہ ملتان ۱۳۸۱ھ ابو عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ

مسند امام احمد در صادر بیروت ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل ۲۴۱ھ

صحیح بخاری اصح المطابع دہلی ۱۳۵۷ھ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ۲۵۶ھ

marfat.com

صحیح مسلم " " ۱۳۴۹ھ ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری ۲۶۱ھ

سنن ابن ماجہ " " کراچی ۱۳۷۲ھ و عیسیٰ البابی الحلبی ۱۳۷۲ھ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی ۲۷۳/۲۷۵ھ

سنن ابی داؤد مجیدی کانپور ۱۳۴۱ھ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ھ

جامع ترمذی مجیدی کانپور ۱۳۴۱ھ، علیمی دہلی ۱۳۵۰ھ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ

سنن نسائی مجتبائی دہلی ۱۳۵۰ھ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی ۳۰۳ھ

مشکل الآثار دائرۃ المعارف ۱۳۳۳ھ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی ۳۲۱ھ

السنن الکبریٰ بیہقی " ۱۳۴۴ھ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی ۴۵۸ھ

کتب شروح حدیث

الکواکب الدراری کرمانی بہیہ مصر ۱۳۵۴ھ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی ۷۸۶ھ

فتح الباری عسقلانی " ۱۳۴۸ھ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ

عمدۃ القاری عینی منیریہ بیروت ۱۳۴۸ھ ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ھ

ارشاد الساری قسطلانی بولاق مصر ۱۳۴۸ھ علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۹۲۳ھ

تیسیر القاری علوی لکھنؤ ۱۲۹۸ھ شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق اکبرآبادی ۱۰۷۳ھ

شیخ الاسلام " " محمد شیخ الاسلام بن محمد فخر الدین تصنیف ۱۱۶۶ھ

المنہاج اصح المطابع دہلی ۱۳۴۹ھ ابوزکریا یحییٰ بن اشرف نووی شافعی ۶۷۳ھ

مرقات امدادیہ ملتان ۱۳۷۸ھ ملا علی بن سلطان محمد قاری ۱۰۱۴ھ

اشعۃ اللمعات نولکشور لکھنؤ ۱۳۵۴ھ شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

شرح سفر السعادہ " " ۱۸۸۵ء " " "

عون المعبود دار الکتب العربیہ بیروت محمد اشرف بن امیر صدیقی عظیم آبادی

marfat.com

بذل المجہود قاسمیہ ملتان ۱۳۹۰ھ خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی

کتبِ لغات ومشکل الحدیث

کتاب الافعال دائرۃ المعارف ۱۳۶۰ھ ابوالقاسم علی بن جعفر سعدی، ابن قطاع ۵۱۵ھ

نہایہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ ابوالسعادات مبارک بن محمد جزری، ابن اثیر ۶۰۶ھ

صراح احمدی کانپور ۱۳۱۰ھ ابوالفضل محمد بن عمر حمال قرشی تصنیف ۶۸۱ھ

لسان العرب بیروت ۱۳۷۵ھ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم مصری ۷۱۱ھ

منتہی الارب اسلامیہ لاہور ۱۳۲۴ھ شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفوری شافعی تقریباً ۸۸۴ھ

مجمع البحار کشوری ۱۳۱۴ھ محمد طاہر بن علی فتنی ہندی ۹۸۶ھ

منتخب اللغات مجیدی کانپور ۱۳۴۸ھ عبدالرشید بن مصطفیٰ جونپوری ہندی ۱۰۸۳ھ

تاج العروس دارصادر بیروت ۱۳۸۶ھ محب الدین محمد بن محمد سید مرتضیٰ زبیدی حنفی ۱۲۰۵ھ

فیروز اللغات فیروز سنز لاہور ۱۹۷۶ء مولوی فیروز الدین سنہ

کتبِ فقہ

جامع صغیر علوی ۱۳۱۲ھ ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی ۱۸۱ھ

قدوری سراجیہ لاہور ابوالحسین احمد بن محمد قدوری بغدادی ۴۲۸ھ

جوہرہ نیرہ محمود بک آستانہ ۱۳۰۱ھ ابوبکر بن علی حداد عبادی حنفی یمنی ۸۰۰ھ

مبسوط السعادہ مصر ۱۳۳۱ھ محمد بن احمد بن ابوسہل سرخسی ۴۸۳ھ

خلاصۃ الفتاویٰ ایکسپورٹ لیتھو لاہور طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری ۵۴۲ھ

فتاویٰ سراجیہ نولکشور لکھنؤ ۱۳۴۴ھ سراج الدین علی بن عثمان اوشی فرغانی تصنیف ۵۶۹ھ

بدائع صنائع جمالیہ مصر ۱۳۲۸ھ ملک العلماء علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاشانی ۵۸۷ھ

marfat.com

فتاوٰی قاضیخان کبرٰی امیریہ مصر ۱۳۱۰ھ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی ۵۹۲ھ
ہدایہ شرکتِ علمیہ ملتان ۱۳۸۰ھ برہان الدین علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی ۵۹۳ھ
عنایہ میمنہ مصر ۱۳۰۷ھ محمد بن محمود بابرتی ۷۸۱ھ
کفایہ 〃 〃 مولانا جلال الدین خوارزمی 〃
عینی علی الہدایہ نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۳ھ علامہ بدر الدین محمود عینی ۸۵۵ھ
فتح القدیر میمنہ مصر ۱۳۰۷ھ کمال الدین محمد بن عبد الحمید ابنِ ہمام ۸۶۱ھ
نتائج الافکار 〃 شمس الدین احمد بن قورد قاضی زادہ ۹۸۸ھ
فتاوٰی ظہیریہ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد بخاری حنفی ۶۱۹ھ
منیۃ المصلی قرآن محل کراچی ۱۳۷۴ھ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری ۷۰۵ھ
غنیۃ المستملی کبیری مجتبائی دہلی ۱۳۳۲ھ شیخ ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ
کنز الدقائق مجتبائی ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی ۷۱۰ھ
تبیین الحقائق امیریہ مصر ۱۳۱۳ھ فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی ۷۴۳ھ
حاشیہ شلبی 〃 〃 شہاب الدین احمد شلبی 〃
رمز الحقائق عینی حیدری بمبئی ۱۲۹۴ھ بدر الدین محمود عینی ۸۵۵ھ
البحر الرائق دار الکتب العربیہ مصر ۱۳۳۳ھ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم مصری ۹۷۰ھ ۹۶۹
تکملہ البحر 〃 〃 محمد بن حسین طوری ۱۱۳۷ھ
منحۃ الخالق 〃 〃 علامہ ابنِ عابدین شامی ۱۲۵۲ھ
خزانۃ المفتین حسین بن محمد سمنقانی حنفی تکمیلِ کتاب ۷۴۰ھ
شرح وقایہ احمدی دہلی ۱۲۷۸ھ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ ۷۴۷ھ
جامع الرموز نول کشور شمس الدین محمد قہستانی ۹۵۳ ۹۶۲ھ

marfat.com

جامع الفصولین — کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۰۰ھ — محمود بن اسرائیل ابن قاضی سماونہ ۸۲۳ھ

فتاویٰ بزازیہ — کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۱۰ھ — محمد بن محمد بن شہاب ابن بزاز کردری ۸۲۸ھ

زاد الفقیر — جید برقی دہلی ۱۳۵۲ھ — محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام ۸۶۱ھ

درر الحکام — دار السعادہ مصر ۱۳۲۹ھ — منلا خسرو محمد بن فراموز ۸۸۵ھ

غرر الاحکام — 〃 — 〃 — 〃

غنیۃ ذوی الاحکام — 〃 — 〃 — حسن بن عمار وفائی شرنبلالی ۱۰۶۹ھ

ملتقی الابحر — دار الطباعۃ عامرہ مصر ۱۳۱۶ھ — شیخ ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ

مجمع الانہر — 〃 — 〃 — محمد بن سلیمان شیخی زادہ ۱۰۷۸ھ

درر المنتقیٰ — 〃 — 〃 — علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی ۱۰۸۸ھ

نور الایضاح — عیسی البابی الحلبی ۱۳۵۶ھ — حسن بن عمار وفائی شرنبلالی ۱۰۶۹ھ

مراقی الفلاح — 〃 — 〃 — 〃

طحطاوی علی المراقی — 〃 — سید احمد بن محمد طحطاوی ۱۲۳۱ھ / ۱۲۳۷ھ

تنویر الابصار — احمدی دہلی، دار السعادہ ۱۳۲۴ھ — محمد بن عبد اللہ تمرتاش غزی ۱۰۰۴ھ

درر المختار — 〃 — 〃 — علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی ۱۰۸۸ھ

رد المحتار — 〃 — 〃 — سید محمد امین ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

فتاویٰ خیریہ رملی — دار السعادہ ۱۳۱۱ھ — خیر الدین بن احمد رملی ۱۰۸۱ھ

فتاویٰ ہندیہ — کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۱۰ھ — ملا نظام الدین برہانپوری وغیرہ ۱۱۰۹ھ

العقود الدریہ الحامدیہ — میمنہ مصر ۱۳۱۰ھ — علامہ ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

فتاویٰ رضویہ — مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی ۱۳۴۰ھ / ۱۳۴۷ھ

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ — 〃 — 〃 — 〃

طریق اثبات الہلال — 〃 — 〃 — 〃

marfat.com

بہارِ شریعت — مولانا محمد امجد علی اعظمی — ۱۳۶۷ھ

فتاوٰی نوریہ لاہور — ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی فقیہِ اعظم پاکستان — ۱۴۰۳ھ

افادۃ النشر — 〃 — 〃 — 〃

مکبر الصوت — 〃 — 〃 — 〃

کتبِ فقہِ مذاہبِ مختلفہ

کتاب الام — الکلیات الازہریۃ مصر ۱۳۸۱ھ — ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی — ۲۰۴ھ

المغنی — السلفیہ مدینہ منورہ — ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ — ۶۲۰ھ

الشرح الکبیر — 〃 — ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن قدامہ مقدسی — ۶۸۲ھ

الاقناع — النصر الحدیثیہ ریاض — شرف الدین موسٰی بن احمد بن سالم مقدسی — ۹۶۸ھ

کشاف القناع — النصر الحدیثیہ ریاض — منصور بن یونس بن ادریس بھوتی

رحمۃ الامہ — مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۴ھ — شیخ محمد عبدالرحمٰن دمشقی شافعی — تکمیل ۷۸۰ھ

میزان الشعرانی — 〃 — سیدی عبدالوہاب بن احمد شعرانی — ۹۷۳ھ

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ — وزارۃ اوقاف مصر ۱۳۶۹ھ — علامہ عبدالرحمٰن الجزیری تصنیف ۱۹۲۴ء

محلی ابن حزم ظاہری — منیریہ مصر ۱۳۴۹ھ — ابو محمد علی بن احمد بن حزم ظاہری — ۴۵۶ھ

نیل الاوطار — دار الجلیل بیروت ۱۹۷۳ء — محمد بن علی شوکانی — ۱۲۵۰ھ

متفرقات

قوت القلوب — مصطفی حلبی ۱۳۸۱ھ — ابوطالب محمد بن علی بن عطیہ حارثی مکی — ۳۸۶ھ

احیاء العلوم — 〃 — 〃 — ابو حامد محمد بن احمد غزالی شافعی — ۵۰۵ھ

العقائد — سراجدین لاہور ۱۹۵۹ء — نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد — ۵۳۷ھ

شرح العقائد — 〃 — 〃 — علامہ سعد الدین تفتازانی — ۷۹۲ھ

marfat.com

تحریر الاصول مصطفےٰ حلبی مصر ۱۳۵۰ھ علامہ ابن ہمام ۸۶۱ھ

تیسیر التحریر " محمد امین امیر بادشاہ

مسلّم الثبوت نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۳ء ملا محب اللہ بن نظام الدین بہاری ۱۱۱۹ھ

شرح مسلّم " عبد العلی محمد بن نظام الدین سہالوی ۱۲۲۵ھ

ثلاثین شامی دار السعادہ مصر ۱۳۲۵ھ علامہ ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

---

marfat.com

اختتامیہ

marfat.com

گزارش

فتاوٰی نوریہ کی چھ جلدیں پایۂ تکمیل کو پہنچیں، فلِلّٰہ الحمد ——
حضرت فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز کے فتووں کا جو ذخیرہ اب تک ہمیں میسّر آسکا
وہ اِن چھ جلدوں میں سمو دیا گیا، لیکن چونکہ حضرت علیہ الرحمہ نے قریباً نصف
صدی تک فتوٰی نویسی کا کام کیا ہے اور کئی شواہد کی بنا پر یہ بات یقینی ہے کہ
مختلف حضرات کے پاس آپ کے بہت سے ایسے فتوے موجود ہوں گے جو ابھی
تک فتاوٰی نوریہ میں طبع نہیں ہو پائے —— نیز چونکہ عدالتوں میں بھی آپ کے
فتوے تسلیم کیے جاتے تھے لہذا عدالتوں کے ریکارڈ میں بھی بکثرت فتوے موجود
ہوں گے —— قارئین سے گزارش ہے کہ اگر ان کے پاس یا اُن کے علم میں
ایسے غیر مطبوعہ فتاوٰی ہوں تو براہِ کرم احقر کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

محمد محب اللہ نوری
مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ
بصیر پور، ضلع اوکاڑہ

marfat.com

E:\FATAVA\TABISH

تکمیلِ آرزو

مولانا محمد منشا تابش قصوری

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

غالب مرحوم نے نہ جانے یہ مصرع کس عالم میں کہا جو ہر انسان کے دلی جذبات کا ترجمان ہے----- یہ جہان ہست و بود حقیقتاً خواہشات سے عبارت ہے----- خالقِ کائنات کے اس اندازِ اظہار کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ، فَخَلَقتُ مُحَمَّدا کو کس نام سے تعبیر کیا جائے؟-----اسی محبت کے جلوے مخلوق میں ظہور پذیر ہیں-----

خواہشات کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے مگر ہمیں دوسری قسم سے کوئی سروکار نہیں----- ہمارا تعلق حسنہ سے ہے-----

مقاصد حسنہ یا نیک خواہشات کی تکمیل عمدہ زندگی کی تعمیر ہے اور عمدہ زندگی کے لیے اسوۂ رسول اکرم ﷺ کو لائحۂ عمل بنانا انتہائی ضروری ہے، جو قرآن وسنت کی صورت میں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ آج بھی جلوہ فگن ہے-----مگر قرآن وحدیث سے اس کا استنباط ہر کہ ومہ کے بس کی بات

marfat.com

نہیں------لہٰذا انسانی زندگی کو تاب ناک بنانے کے لیے علماء ملت اور فقہاء امت کی طرف رجوع لازمی ہے------

لوگ ہر زمانہ میں اپنے دینی و دنیوی مسائل و معاملات کے حل کے لیے علماء و فقہاء سے راہنمائی حاصل کر کے گوہر مراد پاتے آرہے ہیں------اسی سنت مستمرّہ کو اپناتے ہوئے ملت اسلامیہ کی نام ور علمی و روحانی شخصیت' بقیۃ السلف' حجۃ الخلف' رئیس الفقہاء' استاذ الاساتذہ' مجدثِ اعظم' فقیہ اعظم حضرت مولانا علامہ الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی قادری اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا ثانی اس دور میں کوئی نظر نہیں آتا' جو آسمانِ فقاہت پر آفتاب و مہتاب کی طرح چمکتے رہیں گے------آپ علماء' فقہاء' محققین' طلباء اور عوام و خواص کی شرعی ضروریات کے کفیل رہے------آپ کے وصال حق فرمانے کے بعد آپ کے بحرِ تحقیق سے حاصل شدہ لؤلؤ و مرجان' لعل و جواہرات علمیہ کا ناقابلِ اختتام خزینہ ''فتاویٰ نوریہ'' ہر قسم کے جدید و قدیم مسائل کی عقدہ کشائی فرماتا رہا ہے اور فرماتا رہے گا------

فتاویٰ نوریہ جو ضخیم و عظیم چھ مجلدات پر پھیلا ہوا ہے' اسے دنیائے اسلام کی فقہی کتب میں ممتاز مقام حاصل رہے گا------یہ نہ صرف زمانۂ حال کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے بلکہ آئندہ صدیوں تک پیدا ہونے والے مسئلوں کی بھی گرہ کشائی کرتا رہے گا------

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہِ فراست مستقبل کو بھی دیکھ رہی تھی' اس لیے اس کی حفاظت و صیانت کا اہتمام روز اول سے ہی کر دیا اور سال ہا سال کی تحقیق' مسودہ و مبیضہ کی صورت پاتی رہی------سینکڑوں صفحات آپ کی فقہی امانت کو اپنے سینے میں محفوظ کرتے رہے------مجلدات رجسٹروں کی شکل پاتی گئیں اور آپ کے منتخب تلامذہ' جنہیں آپ اس کام کا اہل سمجھتے' ان سے مسودہ کتابت کرواتے------یہ سعادت کتنے خوش قسمت تلامذہ کے حصہ میں آئی' کم و بیش پچاس کے قریب بنتے ہیں' جن میں درج ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

استاذ العلماء مولانا الحاج محمد باقر ضیاء النوری' حضرت مولانا علامہ ابوالیسر محمد اسماعیل' خطیب پاکستان علامہ محمد شریف نوری' عمدۃ المحققین علامہ ابوالحقائق محمد رمضان المحقق النوری' استاذ العلماء حضرت مولانا صاحبزادہ ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری' مولانا ابوالظفر منظور احمد' مولانا خواجہ غلام حسین سدیدی رحمہم اللہ تعالیٰ' مولانا محمد زبیر نوری' امام الصرف مولانا الحاج صوفی محمد ہاشم علی نوری' مولانا

marfat.com

صاحبزادہ محمد اجمل نوری، راقم السطور محمد منشا تابش قصوری، مولانا شاہ محمد چشتی قصوری، مولانا حافظ نذیر احمد نوری، مفتی عبد الرسول منصور، مولانا محمد یوسف نوری بھڈالوی، پروفیسر مولانا خلیل احمد نوری اور آخری دور میں نائب فقیہ اعظم، عمدۃ الافاضل، حضرت الحاج صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری مدظلہ نے بھی فتاویٰ نوریہ کو اپنے قلم سے رجسٹر پر مزین کرنے کا موقعہ پایا-----

میری طرح ہر ایک کی خواہش تھی کہ فقہ کا یہ عظیم علمی خزانہ زیور طباعت سے آراستہ ہو----- میرے زمانہ طالب علمی میں ترتیب کی طرح ڈال دی گئی----- حضرت صاحبزادہ مولانا الحاج ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبویب کا سلسلہ شروع کیا-----فہرست کی تیاری، مآخذ سے تطابق اور پھر مسائل کی تفصیلی فہرست-----حتیٰ کہ ۱۹۷۴ء میں فتاویٰ نوریہ جلد اول اپنی پوری آب وتاب سے اشاعت کا لباس پہن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو گیا-----

پھر دوسری جلد بھی اسی پوری تابانی سے شائع ہوئی----- یہاں تک کہ ملک بھر میں فتاویٰ کی اشاعت کا بھرپور خیر مقدم کیا گیا-----فضلاء، علماء، فقہاء، طلباء نے ہاتھوں ہاتھ لیا-----پہلی جلد کے دو ایڈیشن حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی ظاہری زندگی میں ہی شائع ہو گئے، جب کہ تیسرا جلد آپ کے وصال سے چند ماہ بعد مارکیٹ میں آیا-----

نائب فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ مولانا محمد محبّ اللہ نوری مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف حمیدہ اور کمالات جمیلہ سے نوازا ہے، جو ایک عالم دین کی شان کے شایان ہوتے ہیں-----ان کے دل میں تبلیغ واشاعت کے جملہ شعبہ جات کو بروئے کار لانے کی تڑپ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے-----وہ جدید دور کے تمام تقاضوں کو باحسن وجوہ پورا کرنے کی صلاحیتوں سے مرصع ہیں-----حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں دارالعلوم کے امورِ خارجہ وداخلہ کا اہتمام بتمامہ آپ کے سپرد کر کے تعمیری مراحل اپنے سامنے مکمل کرا دیے تھے-----اس لیے راستہ میں آنے والی جملہ مشکلات کا آپ نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا اور تمام شعبہ جات کو اس شان سے چلا رہے ہیں کہ انسان خراجِ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے سکون محسوس کرتا ہے-----

فتاویٰ نوریہ جلد سوم شائع ہوئی تو اب خواہشات نے انگڑائی لی اور باقی مجلدات کو جلد از جلد شائع کرنے کے تقاضے شروع ہو گئے-----حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ جو مصروفیات کے ہیک

marfat.com

وسیع جہان میں گھرے ہوئے تھے' انہوں نے اس مہتم بالشان امر سے ذرا بھر بھی اغماض نہ برتا' بلکہ اپنی پوری توجہ ادھر مبذول فرمادی-----

الحمد للہ تعالیٰ چوتھی جلد کی اشاعت کے بعد اب پانچویں اور چھٹی جلدیں یک جا شائع ہو رہی ہیں----- جو میری طرح دارالعلوم کے ہر فاضل کی خواہش تھی کہ اللہ کرے فتاویٰ نوریہ کامل مکمل شائع ہو کر مارکیٹ میں آئے اور علماء وفقہاء اور طلباء کی ضروریات شرعیہ میں راہنما ثابت ہو-----

غالب نے تو ہزاروں خواہشات کی مثال دی تھی مگر ہماری ایک ہی خواہش ہزار ہا خواہشات سے بھاری تھی' جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم ﷺ کا صدقہ پوری فرمادی اور ہماری سال ہا سال کی آرزو کی تکمیل ہوگئی-----اس کی تکمیل پر حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ' حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلف رشید کو ظاہری و باطنی انعامات سے نوازتا رہے اور دارالعلوم کے لیے ان کا وجود ہمیشہ سلامت رکھے-----آمین

محمد منشا تابش قصوری
خطیب جامع ظفریہ' مرید کے
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

marfat.com

نادر الزماں فتاوٰی نوریہ حصہ پنجم ششم

۱۹۹۰ء

جامع الفضل کتاب مستطاب
۱۹۹۰ء

ارمغانِ جاں نواز
۱۹۹۰ء

مقبولِ یزداں فقیہِ اعظم پاکستان
۱۹۹۰ء

آغازِ کار صاحبزادہ مولانا محمد نصر اللہ
۱۹۷۴ء

انجامِ کار مفتیِ نبیل علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ
۱۴۱۰ھ

وہ آسمانِ رشد و ہدٰی کے مہِ منیر
جن سے جہانِ حکمت و دانش ہے مستنیر

جن کا جہانِ علم میں اَرفع مقام ہے
میں بھی تو اُن کے دامِ محبت کا ہوں اَسیر

حاضر ہوں اُن کی خدمتِ عالی وقار میں
لے کر زبانِ شعر میں نذرانۂ حقیر

جس کو کہیں فتاوائے نوریہ اہلِ دیں
ہے مفتیِ عظیم کی تحریرِ دلپذیر

آغازِ کار حضرتِ بوالفضل نے کیا
وہ افتخارِ اہلِ سُنن فاضلِ شہیر

اور اختتامِ کار بدستِ محب اللہ
جو کاردانِ اہلِ محبت کے ہیں امیر

وہ جانشینِ مفتیِ اعظم ذوالاحترام
انوارِ حق سے جن کا درخشندہ ہے ضمیر

اِس کے محرک حضرتِ تابش ہیں لیقیں
جن سے مری حریمِ وفا ہے ضیا پذیر

یہ کاوشِ جمیل یہ گنجینۂ عُلوم
کرتے ہیں کسبِ فیض اسی سے جوان و پیر

سالِ اشاعت اس کا جو پوچھے کوئی تمہیں
کہہ دو قمر کہ "نامور تالیفِ بے نظیر"

۱۹۹۰ء

مورخہ یکم ذوالحج ۱۴۱۰ھ
۲۰ جون ۱۹۹۰ء

پیش کار راقم قمر یزدانی، پنوانہ
۱۴۱۰ھ

marfat.com

اجمالی فہرست کتب و ابواب

فتاویٰ نوریہ

جلد اول

کتاب الطہارۃ ..

کتاب الوقف (مساجد وغیرہ)

رسالہ'' عقود العساجد لعمار المساجدؔ''

کتاب الصلوٰۃ

باب الاوقات

رسالہ'' تنویر فیئ الزوال''

رسالہ'' ابداء البشریٰ بقبول الصلوٰۃ فی الضحوۃ الکبریٰ''

باب الاذان

رسالہ'' تقبیل الابہامین عند ثانی الاذانین''

باب الامامۃ

لاؤڈ سپیکر میں نماز کے جواز پر تصنیف ''مکبر الصوت''، مکمل

باب ما یجوز فی الصلوٰۃ و ما لا یجوز (مباحات ومفسدات نماز)

باب القراءۃ

باب الوتر والنوافل

باب سجدۃ السہو

باب صلوٰۃ المسافر

باب صلوٰۃ الجمعۃ والعیدین

رسالہ'' انوار اتقن الدولہ فی اجوبۃ اسئلۃ فکا دولہ''

مسائل شتی (متفرقات)

باب الجنائز

فوائد متعلقہ اصول فقہ وحدیث وفتویٰ

جلد دوم

کتاب الزکوٰۃ | باب العشر

marfat.com

کتاب الصیام
باب رؤیۃ الہلال
باب الاعتکاف
کتاب النکاح
باب المہر
باب المحرمات
باب نکاح المحصنات
باب المصاہرہ
باب الرضاع
باب الولی
رسالہ روزہ اور ٹیکہ
رسالہ ''افادۃ النشر أوکد الامر''
کتاب الحج
باب الخطبہ
باب الشغار
باب الجمع بین المحارم
باب نکاح المعتدات
رسالہ ''حرمۃ المصاہرۃ ترفع المناکحۃ''
باب الکفو
باب خیار البلوغ

جلد سوم

کتاب الطلاق
باب طلاق المجنون والمغمی علیہ
باب طلاق الحوامل
باب کتابۃ الطلاق
باب الطلاق بالشرط
باب تفریق القاضی
باب العدۃ
باب ما یؤکل لحمہ و ما لا یؤکل لحمہ
کتاب الاضحیۃ
کتاب التعزیر
رسالہ ''الافتاء فی جواز تعلیم الکتابۃ للنساء''
باب طلاق الصبی
باب الطلاق فی الغضب
باب طلاق المکرہ
باب الفاظ الطلاق
باب الحلالۃ
باب الظہار
کتاب الذبائح
رسالہ حرمت زاغ
باب العقیقۃ
کتاب الحظر والاباحۃ

جلد چہارم

کتاب السرقۃ
کتاب البیوع
کتاب الرہن
باب ثبوت النسب
کتاب الوصایا
باب ذوی الفروض
باب ذوی الارحام
کتاب الدیۃ والقصاص
کتاب الربوٰ
کتاب الدعویٰ
باب حضانۃ الولد
کتاب الفرائض
باب العصبات
باب العول

marfat.com

باب الرد
باب المناسخہ
باب التصحیح
باب مسائل الشتی

جلد پنجم

کتاب العقائد
نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
عظمت مصطفیٰ
ملائکہ
رسالہ ''انار استمرار الکفار فی اضرار النار''
قیامت، حشر، نشر
مسائل ارواح
اولیائے کرام
کتاب التفسیر
حدیث الحبیب (حجیت حدیث کے موضوع پر تصنیف)
توحید
رسالہ ''مسئلہ سایہ''
قرآن کریم
حساب، کتاب
موت وحیات
شفاعت
خلفاء راشدین، ائمہ اہل بیت کرام
شریعت وطریقت
کتاب السنۃ والحدیث
فوائد متفرقہ

جلد ششم

اس جلد کی حیثیت تتمہ کی ہے، اس میں وہ فتاویٰ درج ہیں، جو پہلی جلدوں میں شامل نہ کیے جا سکے۔

کتاب الطہارۃ
کتاب المساجد
باب الاقات
باب ماتبطل بہ الصلوٰۃ ومالا تبطل
رسالہ ''قضائے سنت فجر''
باب الجنائز
کتاب الصوم
باب الاعتکاف
کتاب النکاح
باب المصاہرۃ
باب الرضاع
باب الکفو
کتاب الحظر والاباحۃ
متفرقات
باب الوضوء
کتاب الصلوٰۃ
باب الامامۃ
باب التطوع
باب الجمعہ والعیدین
کتاب الزکوٰۃ
باب رؤیۃ الہلال
کتاب الحج
باب المحرمات
باب نکاح المعتدات والحوامل
باب الولی
کتاب الطلاق
فوائد اصول متفرقہ

marfat.com

چند روز مصر میں

حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ علمی وعوامی حلقوں کے اندر اب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ انہوں نے ''پدرم سلطان بود'' کا مصداق بننے کی بجائے ''الولد سر لابیه '' کی عملی تصویر بن کر اور شبانہ روز محنت کے ذریعہ خود کو منوایا ہے۔ موصوف کے ثقہ وممتاز اور جید عالم ہونے میں تو کسی کو کوئی شک ہے نہ کلام' اس اعتبار سے ان کے خامہ وقلم سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کے اندر علمی ثقاہت کا بیش بہا خزانہ تو ہوگا ہی لیکن ایک شخص جس نے بصیر پور جیسے دور افتادہ علاقے میں مسجد ومدرسہ کی چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنی علمی زندگی کی خشت اول رکھ کر تکمیل بھی اسی ماحول میں کی ہو ایسی شخصیت اگر سوانح نگاری اور سفر نامہ لکھنے کے لئے قلم اٹھائے اور ہر دو اصناف ادب کے جملہ تقاضوں کو اس احسن ومنفرد طریقہ سے پورا کرے کہ اہل ادب داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں' تو کہنا پڑتا ہے کہ ''ایں سعادت بزور بازو نیست''۔ سوانح نگاری میں ''مرتضی مشکل کشا مولا علی'' اور ''ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر--- غوث الوریٰ بحیثیت مظہر مصطفیٰ'' لکھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب پہلے ہی علمی وادبی حلقوں سے داد وصول کر چکے ہیں' اب ''چند روز مصر میں'' کے عنوان سے سفر نامہ لکھ کر انہوں نے ایک مرتبہ پھر اہل علم وادب کو داد وتحسین کا مقروض کر دیا ہے۔ اپنے سفر نامہ میں انہوں نے جو اسلوب نگارش' طرز تحریر اور انداز بیان اختیار کیا ہے وہ اس قدر عام فہم اور مشاہدہ سے بھرپور ہے کہ قاری الفاظ کی منظر کشی کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے منظر بینی تک جا پہنچتا ہے۔ دوران مطالعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مصنف ممدوح اپنے قاری کو ہاتھ کی انگلی پکڑے ہر پیش منظر کا پس منظر بھی بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ یوں یہ کہنا خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ ''چند روز مصر میں'' معلومات کا خزینہ اور دل ودماغ کو روشن کر دینے والے علم وادب اور تصوف وروحانیت کے انمول موتی بلکہ موتیوں کا گنجینہ ہے' جن کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ ایک مالا میں پرو دیا گیا ہے۔ ان موتیوں میں تاریخی مشاہد ومقابر' زیارات' تبرکات اور شخصیات کے تذکار و حالات شامل ہیں جو قاری کو بیک نظر اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہ سفر نامہ بڑا وقیع' طرح دار' روح پرور اور دل کش تحریر سے مرصع ہے جو قاری کو حسن ذوق' حسن نظر کی دولت عام کرتے دکھائی دیتا ہے' امید ہے کہ قارئین اس سفر نامے کا مطالعہ کرتے وقت مذکورہ اوصاف کو خود جان لیں گے۔

ضخامت ۲۸۸ صفحات — قیمت ۱۵۰ روپے

ملنے کے پتے: 1 فقیہ اعظم پبلی کیشنز: بصیر پور ضلع اوکاڑا

2 ضیاء القرآن پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ' لاہور 3 فرید بک سٹال' -اردو بازار' لاہور۔

[تبصرہ نگار: پروفیسر علامہ محمد الیاس اعظمی' ماہنامہ العلماء' لاہور' اکتوبر ۱۹۹۹ء]

marfat.com

سفر محبت

[بصیرپور شریف سے بغداد معلیٰ تک]

درگاہ عالیہ قادریہ نوریہ بصیر پور شریف کے سجادہ نشین' نام ور دینی سکالر' محقق' ادیب' سیاح اور سفر نگار مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری زید مجدہ' ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں-----قبل ازاں ان کے نہایت دل چسپ اور معلومات افروز سفر نامہ ''چند روز مصر میں'' کو ریکارڈ مقبولیت حاصل ہوئی۔اب کی بار وہ بصیر پور شریف سے بغداد معلیٰ تک کے اپنے سفر نامہ کا خوب صورت تحفہ ''سفر محبت'' لائے ہیں اور یہ کتاب محض سفر نامہ یا اظہار عقیدت ہی نہیں بلکہ مستند حوالہ جات سے مزین عظیم علمی و تحقیقی مگر سلیس اور عام فہم کاوش بھی ہے' جو علم اور تحقیق سے شغف رکھنے والے خوش بختوں کے لیے ارمغان خاص ہے' تو اہل محبت کے لیے صاحبزادہ محمد محب اللہ صاحب زید مجدہ کا خلوص و محبت سے بھرپور ہدیہ بھی ہے-----اگر اس کتاب کو ادبی شاہ کار کہا جائے تو یقیناً یہ بھی درست ہے-----

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ نے ''سفر محبت'' میں محبوبان بارگاہ الٰہی کا تذکرہ نہایت احسن' اچھوتے اور منفرد انداز میں کیا ہے-----بصیر پور شریف سے بغداد معلیٰ اور پھر واپسی تک کی مکمل روداد کتاب کا حصہ ہے' گویا قاری دورانِ مطالعہ ان کا ہم سفر بن جاتا ہے-----کتاب میں نہ تو کوئی بات حوالہ کے بغیر ہے اور نہ ہی شعبہ تحقیق کی روایتی خشکی ہے' بلکہ حضرت محب اللہ صاحب نے محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر مبارک کے محبوب ذکر کو بڑی محبت کے ساتھ قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش ہے-----''سفر محبت'' میں کراچی سے عمان' اردن' عراق' بغداد شریف' حضرت سلمان فارسی' حضرت حذیفہ بن یمان' حضرت سیدنا امام اعظم' حضرت سری سقطی' حضرت جنید بغدادی' حضرت امام موسیٰ کاظم' حضرت امام تقی محمد الجواد' امام ابو یوسف' حضرت معروف کرخی' حجۃ الاسلام امام غزالی' شیخ شہاب الدین سہروردی' حضرت منصور حلاج' حضرت بشر حافی' شیخ ابوبکر شبلی اور حضرت بہلول دانا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت متعدد بزرگوں کے تذکار' ان کے مزارات کی حاضری پر اپنی مکمل وارداتِ قلبی بیان کی ہے-----

(بغداد معلیٰ کے علاوہ کوفہ' نجف اشرف اور کربلا معلیٰ میں اہل بیت اطہار کے آستانوں کی حاضری اور تاریخی مقامات کا تفصیلی تذکرہ بھی کتاب میں شامل ہے)-----

راقم کی دانست میں ''سفر محبت'' اردو سفر ناموں میں ایک بہت عمدہ اور شان دار اضافہ ہے-----اللہ تعالیٰ برادر مکرم صاحبزادہ صاحب کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

ضخامت ۴۰۰ صفحات' جلد مضبوط' سرورق خوب صورت' قیمت ۲۰۰ روپے

ملنے کے پتے: 1 فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور ضلع اوکاڑا

2 ضیاء القرآن پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ' لاہور 3 شبیر برادرز 'اردو بازار' لاہور

[تبصرہ نگار: ملک محبوب الرسول قادری' ماہنامہ سوئے حجاز' لاہور' اکتوبر ۲۰۰۲ء]

marfat.com